بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گل نو دمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدۂ شاخسار سحر بیانی نسترن گلبن نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیریں نثار رنگین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین قمر زاد علمہ متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہیں تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم		بالا باختر	[illegible]
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت		ایرج نامہ جلد اول	[illegible]
ہوتی ہیں - از منشی طوطا رام شایان - کامل	[illegible]	″ جلد دوم	[illegible]
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲/	طلسم ہوشربا جلد اول	[illegible]
ایضاً - جلد دوم ″	۱۰/	″ جلد دوم	[illegible]
ایضاً - جلد سوم ″	۶/	″ جلد سوم	[illegible]
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	سوا روپیہ	″ جلد چہارم	[illegible]
قصہ جات نثر		″ جلد پنجم کا حصہ اول	[illegible]
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفضل		″ حصہ دوم	[illegible]
فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت میں تصنیف کیا		″ جلد ششم	[illegible]
اور آٹھ دفتروں میں ہے اور اسکے ناموں کی		″ جلد ہفتم	[illegible]
تصریح حسب مندرجہ ذیل ہے		بقیہ طلسم ہوشربا حصہ اول	[illegible]
نوشیروان نامہ جلد اول	[illegible]	″ حصہ دوم	[illegible]
″ جلد دوم	[illegible]	صندلی نامہ دفتر ششم	[illegible]
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]	تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم	[illegible]
ہشنوانی نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]	″ جلد دوم	[illegible]
کوچک باختر	[illegible]	طلسم فتنہ نور افشاں جلد اول دوم و سوم کامل	[illegible]

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان ۔ جلد اول	سے ؍	۵ ۔ جلد مطلع الانوار	سے ؍پ
〃 جلد دوم	۸ ؍	۶ ۔ جلد خزینۃ الاسرار	عہ ؍پ
〃 جلد سوم	للعہ ؍	۷ ۔ جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	عہ ؍پ
اصل نامہ ۔ جلد اول دفتر ششم	[illegible]	۸ ۔ جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	عہ ؍
ایضاً جلد دوم	۱۲ ؍	۹ ۔ جلد تفریح الاسرار ترجمہ معز الدین نامہ	۸ ؍
طلسم ہفت پیکر ۔ جلد اول	۸ ؍پ	داستان امیر حمزہ باتصویر ۔ ہر چہار دفتر	
〃 جلد دوم	۱۲ ؍	مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و	
〃 جلد سوم	سے پ	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ؍
طلسم نوخیز جمشیدی ۔ جلد اول	۸ ؍پ	الف لیلہ باتصویر ۔ دو کالم میں مشہور افسانہ	
〃 جلد دوم	۸ ؍پ	ایک ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا	
〃 جلد سوم	؍پ	ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری ۔ جلد اول	؍	منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
〃 جلد دوم	[illegible]	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
〃 جلد سوم	۱۴ ؍	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ؍
طلسم زعفران زار ۔ جلد اول	۱۲ ؍	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر ۔ عبارت	
〃 جلد دوم	۸ ؍	رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ؍
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ باتصویر کامل ۔ ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان خیال دہلوی		[illegible] ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامد	۱۴ ؍
۱ ۔ جلد مہدی نامہ	للعہ پ	قصہ سند باد جہازی ۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۲ ؍
۲ ۔ جلد ۔ روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ	[illegible] کا چار دو اردو	۲ ؍پ
۳ ۔ جلد ضیاء الابصار موسوم بہ خورشید نامہ	۴ ؍	جادو تسخیر ۔ قصہ دلچسپ از نواب حیدر علی خان	۴ ؍
۴ ۔ جلد شمس النہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ؍	فسانہ عجائب جلی قلم باتصویر ۔ کاغذ سفید	۹ ؍پ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ		فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان
سرور مرحوم	۶ر	ناٹک دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳ر	دونوں عمدہ۔
سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب		فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین
از سید فخر الدین حسین مودودی	۵ر۳آ	قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ تخلص قیس
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۴ر۳آ	فسانۂ مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر
طلسم حیرت۔ افسانہ دلچسپ از منشی		فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عیش عرف
جعفر علی تخلص شیون	۵ر	اچھے صاحب
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش		قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین
با تصویر۔	۳ر	سنگاسن بتیسی
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳ر	ناٹک نل دمنتی۔ مولفہ منشی بنارسی پرشاد
طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب		قصۂ سوتی دینوالہ
از سید محمد حسین صاحب مرحوم	۹ر	بیتال پچیسی با تصویر۔ قصۂ مشہور
آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی با تصویر		گل بکاؤلی۔ از منشی نہال چند
از سید حیدر بخش	۲ر۶آ	طوطا کہانی با تصویر۔ مصنفہ سید حیدر بخش
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵ر	متخلص بہ حیدری
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آموز از		قصۂ گل صنوبر۔ از منشی نیم چند
حافظ امیر الدین۔	۱ر۶آ	ایک روسی زمیندار کا قصہ۔ مترجمہ [illegible]
نو طرز مرصع۔ از محمد عوض	۱ر۶آ	ہنری فانسوم صاحب
بستان حکمت۔ اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ		لوریش۔ قصۂ مشہور از [illegible] صاحب
فقیر محمد خان	عہ	قصۂ اگر گل۔ قصۂ مشہور
سیر باغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳ر۶آ	سیر مقبول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر

ساتھ نیکو کاروں پر ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہے سب پروردگار مہربان ہے جس کام کو جو کوئی کرتا ہے
بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہے اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے
نگاہ پھیر لے تو انسان کھٹ کھٹ کر مر جائے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا
وہ نگہبان ہے اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہے صفت رب اکبر کا بیان کرنا نہایت
دشوار ہے وہ ہمارا پروردگار ہے

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف نبی بالصفات جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہے وہ پیغمبر کامل کہ جنہوں نے دنیا کو
کفر و شرک کی ظلمت سے نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابوجہل کہ جہل مرکب تھا سفاہت حضرت سے نہ سمجھا او
سمجھایا اسی قدر کفر اسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا اسلئے کہ چشم رسول سے
مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ سمجھا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر چڑھ
آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اس سنگدل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب
دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ او محمد اب تو تم
پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوئے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی
او پتھر مجھکو اس صانع نے بنایا کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھکو محفوظ رکھ وہ پتھر
ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابوجہل کے آیا آواز دی ابوجہل نے کہ میں تیرے او پر کروں پھر
استخوان توڑوں ابوجہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمد بچائیو حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
ابوجہل سے الگ گرا وہ خانہ کعبہ میں آکر کہنے لگا یارو محمد سحر میں کامل و اکمل ایسا ساحر
ہے کہ میں نے پتھر اسپر پھینکا وہ پتھر الٹا مجھپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہیں پروردگار نے
انکے اوصاف حمیدہ سے ظاہر ہے ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق
نہیں ہے کہ انکے اوصاف بیان کریں درود نا محدود انکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہے
کافی ہے کہ دونوں جہاں میں یکتا و کامل ہیں حبیب خدا سے عادل ہیں

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشہ داور کشندہ و خیبر فتح

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضی پردہ دنیا میں نہ ہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرتؐ نے بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہو ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور ہو ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنیٰ نے حبیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرماتے تھے کہ ناگاہ ایک ملک بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ علیؑ مرتضیٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ اے ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہو ملک نے عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو ایسا حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے سامنے بزبان حال کہا قطعہ

زہرہ در خانۂ ہر کس کہ ز چرخ فرود آید	شب کو ہے پسر عمّ تو با خبر لیسا	در شب جمعہ با صحابہ بود یا اگر
	صاحب مشتری زہرہ زہرا گردد	مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو تارہ

زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے جھکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی

حسن ذات علیؑ بو ترابی کی ذاتم	او صاف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
	الا دانم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذات بابرکات

پر مناسب و النسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بنا سے تو پر شان بو ترابؑ — خاک آدم ہو غبار آستان بو ترابؑ

لا مکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بو ترابؑ — دوش ختم المرسلین ہو نردبان بو ترابؑ

کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سنے — اب تلک آتی ہو آواز اذان بو ترابؑ

لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہو گئی — ہو زبان خامۂ قدرت زبان بو ترابؑ

اسکے لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا — پوست باقی رہگیا یا استخوان بو ترابؑ

دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے انھین — کر لیا سو طرح جب امتحان بو ترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہو خالق مہمان خدا
بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بوتراب

کوئی شے گھر مین نہین ہو وزد لیجائیگا کیا
پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوتراب

کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے
مدح خوان احمد خدا ہو قدردان بوتراب

پوست کندہ غذا کا سا عظمی سے یہ ظاہر ہوا
استخوان مصطفی ہین استخوان بوتراب

کوئی نعمت تھی سوا سے جو نہ مولا کی غذا
سنگ سوزان پہ ہوا سہل امتحان بوتراب

فرش پہ ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
عرش اعلی ہو سریر عز و شان بوتراب

واقف سلونی واقف امر خفی
ہین ہمیشہ واقف راز نہان بوتراب

ایک ہین باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
درمیان مصطفی و درمیان بوتراب

دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے کہ کاش
ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوتراب

مرتبہ کیا کوئی جانے شبر و شبیر کا
ایک جان فاطمہ ہو ایک جان بوتراب

یہ غزل مٹی سے لکھا ہتا کفن پر بعد مرگ
پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوتراب

لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اخیر
ہین یہ دونون زینہ ہا سے نردبان بوتراب

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلاکی جاتی ہے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نور الدہر وایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر نشہ خیز
کہ ہو آج بزم مسرت فزا

کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز
نہ باقی ہو شیشہ کی جلوہ نما

مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہو جمع ساقی پارسا

ہر اک جام ہے جام جمشید کا
کہ جھپر غرور آسکے نالے ہوا
قد او نہال گلستان حسن
ہر اک رند میکش کو پھر کیسی خوشی
قمر وصف عارض سے حیران کہا
بڑھاتے ہیں سب جنگ پہ پھر قدم

ملے رند میکش کو ہمکا ہزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مہ نوش کا

ہیں اک جام کا تجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیمارگان
ادا سے جو ساقی کی آمد ہوئی
سماں پھر گیا آنکھ میں طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت وجلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاندہ اینچنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار میں رونق افروز ہیں ذکر ہو رہے ہیں امیر فرماتے ہیں کہ اگر ہفت پیکر کا پاؤں تو میں ہلکے اسے قتل کروں غرضکہ ایک تاجر حاضر ہوا کچھ زرہیں خود لایا ہے سامنے امیر کے وہ اشیا پیش کیے امیر نے وہ اشیا دیکھکر کئی لاکھ روپیہ کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اور دل میں سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہے مہینوں میں یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہیں کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یوں فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفیں کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجھکو ایک دفعہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگوں کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہے شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا خوشی میں گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیوں اے تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہے عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہوں کے دربار میں گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہیں جب خزانہ وغیرہ لیا جاتا ہے مہینوں میں روپیہ پایا جاتا ہے حضور کے یہاں نہ صرف خزانہ مجھسے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار میں گیا تھا یا وہاں سے فائدہ دیکھا یا حضور کے یہاں آنے سے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عوض کی یہاں سے چالیس منزل پر صحرائے کیمیا ہے بارہ تیرہ لاکھ فوج گرد باد دریا کی موج
ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک اُس اطراف پشتہ تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہیں اُس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہیں کرتے آنکھ نہیں چراتے دزد
خدا کے سر دست سے ہاتھ باندھے جاتے ہیں افسر کا لقب رستم پہلوان ہے حضور کی صورت سے
بہت ملتے ہیں چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر میں گئی بیٹھ رہا کئی لاکھ روپے کا مال
بیچا اسی طرح روپیہ اُنھوں نے بھی دیا جب تک اُنکے لشکر میں رہا دونوں وقت خوان کھانے
کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر میں آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
فرزند دلبند ہیں اب کس حال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ شاہی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحرا
باد انگیز کا قصد ہے وہاں سے لوح طلسم کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سنکر خوش ہو
فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا پھر خواجہ کا بھی حال سنا تاجر نے
عوض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہیں دو صحرا سحابی کے فتح کیے کہ جادوگروں کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے ہر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلوں میں
قدم رکھتا اُن دونوں جنگلوں کو اُستاد و شاگرد نے لے کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچی تھی وقت پر جا کے رستم پہنچے اُنکے ساتھ کے ساحروں
خون کے دریا بہا دیے اب صحرا سے باد انگیز کا قصد ہے امیر نے لاکھ روپیہ کا موتیوں کا مال
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ اے تاجر تو نے وہ خوش خبری سنائی کہ روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار رکھے دیتے ہیں ہم بھی ہمراہ ہیں ورنہ تیری اور خدمت
کرتے دست بستہ [illegible] لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
لاکر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لاکر تاجر کو دیے
تمام دست چپیوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہے کوئی ضرورت پوچھتا ہے کہ جلدی کہو کہ صاحبقرانا
کہ دست چپیوں کی تیغ میں یہ قدرت ہو کہ جہاں جاتے ہیں خون کے دریا بہاتے ہیں
اُس وقت خواجہ زادہ سے بھی دربار میں حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اس وقت ملاحظہ کریں

کہ یہ ستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحراے گرداب نشان کے جائینگے جو صحراے گرداب نشان
فتح کریگا اسنے گویا عجائب و غرائب ہفت پیکر مٹا لئے صحراے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تحفہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحراے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سنکر
چپ ہو رہے تاجر کو ایرج یا قیصر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتہ مین طرف صحراے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ اے شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی تباہی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین رہین
وہ ویرانہ آباد ہو رہا اور ان کی دل شاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
تو ساحر بھی بیچارہ ہین مین جا کر صحراے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے اتفاقاً سے کار شہرنگ بن عمرو عیار
عیار نور الدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نور الدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجزادہ طرف
صحراے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ اے شہرنگ اسپ پیرا پوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجزادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شہرنگ
نے اسپ پہ پوش تیار کیا نور الدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سودر رہا تھا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ اے آقا سے امداد غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

ٹھہر گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجیے لورال سپر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا لورال سپر کے ساتھ ہوئے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہیں اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتیں
گذریں کہ پشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہا سے آب بھی جوش
مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمزمہ سرائی میں مصروف ہیں ایرج گھوڑے سے اُتر پڑے
صحرا میں ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمہ کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا جس میں سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جست کر اسکو یہ قربانی پہونچاؤں دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بحسرت گردش کرتی ہیں کہ اُسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا کہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤں زمین پر رگڑنے لگا
شاپور یہ کہتے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤں زمین پر رگڑنے لگا پاؤں سے اسکے غبار بلند ہوا غبار سے
شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہاں پر ایرج نوجوان ہیں
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدا ہیبتناک کان میں آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
غنیمت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار میں جاکر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پہ پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سوزن رہی ہے مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے شاپور گونگا بہرا
کو طے کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ اے آنے والے ادھر آ
ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پہ بیٹھ گیا کہا نانی اماں آپنے
غلام کو نہیں پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے لنگوٹے میں کیا جانوں کہ تو کون ہے شکل سے تو مسافر
لگتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی اماں آپ بھول گئیں جیسے مان

میری مرگئی مین روتا تھا آپ سے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی انھون نے اپنے
گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو اِس
کا نام سنکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے بسقدر
روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون
کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپئے نکالکر سامنے
بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ اے فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب
عزیز و اقارب جمع ہون چاندسی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ
کہکے شاپور نے ایک جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبا عقیق سرخ کی نکالی بہشت پہل کہا
فالی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور
نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہے کہا بیٹا مین
دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہکے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے
جو زور کیا ڈبیا کھل بیہوشی اُڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے
کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا
کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالا سے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ مثل کشتہ مسند پر بیٹھی ہے گرد
کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہے آپ کو کیا ہوا ہے کہتے ہین ہم سب بہت
گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل
سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موئے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون
اصل مین یہ کیفیت ہے۔ نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہے ۔۔ میرے گھر مین جلوہ گر ہر جا چراغ طور ہے
دل دُکھانے پر کسی کے فلک کیون مغرور ہے ۔۔ نالۂ پر سوز شب اسکو صدمۂ صور ہے
بے مروت بھی گنہا ہون کے سبب پہونچا نہین ۔۔ کوچۂ جانان جنت الماوی ہے جانان حور ہے
شوق میخواری نے بحقی مین گرایا ہے سمجھے ۔۔ چھوڑ دو اللہ آہ جان پہ داغ آنکو رہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال ۔۔ یہ سپیدی زخم دل کو مرہم کافور ہے

عارض جاناں پہ تل ہے یا کلف ہے ماہ میں
ہے شفق میں زہرہ یا ماتھے پہ بیندا دے رہی

بھیک بھی مانگی تو پھر بھی بتا اہل دول
مجھ گدا کے ہاتھ میں جام سبو مغفور رہی

تیری زلفوں کی سیاہی کا تصور بندھ گیا
شب کا دن بھی نگاہوں میں شب دیجور رہی

ہے وہ منہ دیکھ اور نہیں عارض پر آنکھ و نظر
مہر تاباں ہے یہ ماہ درخشاں دور رہی

دست بوسی ہے بغل میں شرم دست پا رہی
نور پاسے سنگ رہ جو ہے وہ سنگ طور رہی

خواب کے آتے ہی ملا مجھکو نہ زلفوں کا پتا
سچ تو ہے ماتھے پہ اکثر نشا سے سو رہی

کوچہ گردی مہوشوں کے عشق میں چھوڑ لیا
خیر پیا عشق حقیقی سے نہایت دور رہی

فوراً میں ان شعروں کو سنکر رونے لگیں ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرز کلام سے عشق ٹپکتا ہے وہ کون ظالم ہے کہا کہ صاحبو کیا کہوں فرقت جادو آتی ہے اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہے اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت میں آیا سب کے سامنے مقرر کرنے لگا کہا یوں ایسا مرد امیری نگاہ سے نہیں گذرا اقرار ہی نہیں کرتا ذرا والد کی اُس سے صحبت میں بلا لیجئے پس سنکر اُس جادو گرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو پھر کہا کتاب نکالی پڑھنے لگیں اُسمیں یہ لکھا تھا کہ ای ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلاں سال میں طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر طرح سے مارا جائیگا اور بعد طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کریگا بڑے بڑے جھگڑے ساحروں میں پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کی دختر غائب اسیر نوجوان پر عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر وہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہے کسکی مجال ہے کہ اس کتاب میں دخل دے حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ اسیر نوجوان یعنی طلسم کشا کا میری حوالی میں آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بے مثال پر عاشق ہوئی وہ دل سے انکار کرتا ہے شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ ای ملکہ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھا دیجئے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھا دیجئے میں دو باتیں اُس سے کروں دیکھوں کیونکر نہیں مانتا صاحب خانہ

کہا کہ ای فرقوت دن بھر تونے بھی سمجھایا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہے مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قید کیا ہے کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہے اب تم کیا سمجھاؤ گی شاپور نے کہا کہ ای ملکہ عالم دن کو آپ نے
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کرکے بیٹھی ہیں اسوقت بلوائیے کہ کنیز آپس سے باتیں کرے
یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر اکثر ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹھیری ہمشیرہ
آتی ہیں کمیت شعلہ خیز کو ایک بیٹھا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو میں
ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہے مگر زنجیر ہلا رہا ہے چاہتا ہے کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر نہیں
ٹوٹتی کمیت آکر اتری کہا ہوا توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
میں یہ جوان آکر پہونچا میں کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ نخلستان سے نکلا اسکو
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہیں مانتا آخر میں نے قید کیا ہوا
توسن تمہاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئیں توسن رونے لگی کہا ہوا آج دن کو
چلتے ہوئے گذرا میں نے بھی اسکو قید کیا ہے اب آتا ہے تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہے
بالکل یہی باتیں ہیں غصہ انتہا کا ہے شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشاروں سے باتیں کرنے لگا
کہتا ہے کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اکثر آپ لوگوں کو سمجھایا کہ ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا کیجئے
جس طرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہیں مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منہ پھیر لیا
کہ جھنجھنانے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوئے
چلے آتے ہیں نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ ہوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہے یہ نہیں جانتے کہ سحر کے آگے زور نہیں چلتا ای فرقوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجئے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونوں بہلیں مل کر بیٹھیں پھر جو
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھورتے
رہے میں نورالدہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو
قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرقوت جست کر کے بیچ میں آئی مٹکنے تھرکنے
لگی پایل کھنکی اور سماں بندھا ٹھیک سجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہی کسکے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا — اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون مین قید بیجان کا
پریزادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین — ملے کشکول یان گر افسر شاہ سلیمان کا
جوانی مین اسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے — لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
مری ہر سطر دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی — طناب آہ رشتہ ہی ان اوراق پریشان کا
وہ غیرون سے گلے ملتا ہی کیا حق نے بنایا ہی — ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا
ہو وقت بیخودی جیسے جو اسکا چھٹ گیا دامن — وہین دست جنون دشمن ہوا پھر کے گریبان کا
عالم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی — قمر مالک ہی تو ہی اندلون کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تو نے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا اے کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تمھین لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون رستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھکر ہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون تیار سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ لنب فدائی بھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ کشور بیشۂ جرأت کبھی آتا ہوگا شمشیر زنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرا سے گل اندام مین یہ بیتاب ہو کر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ وہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر باران دونون صاحبون نے ان دونون شہرون کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرینگے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پیشتر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمت گذاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب چلے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو گیا یکایک
ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگرنیاں کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر تینوں
اپنے مقام سے اٹھیں دستک دیتی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہیں ہوتی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کنیزیں مثل پر کاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے
تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں
شمشیر کی پڑا اور ایک صدا ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تم نے اطاعت مسلمانان کی قبول کی
قدرت جہنم میں جھونکیں گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر اٹھ
نہ سکے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اسکے بھی پاؤں تھام لیے
تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگرنیاں غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ
تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزیں اڑ کر دیر کوہ گریں
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اتر کے آگے
نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالا مگر نور الدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبۂ بارگاہ کا
فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگروں نے
جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای شور پشت جادو عزیز دار زمانہ کشتہ
آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کرو سب جادوگر لپٹا لپٹا کے طرف نور الدہر کے
چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچ فوج پر جا پہنچے
شہرنگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگرداں پھر رہا تھا اپنے آقا کے لڑنے
کی صدا سنکر آ پڑا حقہ آتشبازی کا ایسی جادوگروں کے منھ چلے طہماس نے سالور جو
ہلا یا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگروں کو تیغۂ خارا شگاف سے مارا کہ
پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک ساحر سیہ فام گرز ہاتھ میں فولادی لیے ہوئے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیوں قضا کا طالب ہو اگر گولہ ماروں گا مع گھوڑے اُڑ جاؤ گے یہ کب جواب
دیتے ہیں اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور بلا رہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جا پڑے
وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی
منع کرو اسی میں خیر ہے ورنہ سحر کرونگا کہ زمین ہل جائیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹو منہم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چیختا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کب
سنتے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اُسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے جب
آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولا آکر بیٹھا نور الدہر کا مرکب بلا گا ہی کرنے لگا
طہماس کو گینڈا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہے چاہتا ہے کہ گرا دوں طہماس جب بیڑی جاتا ہے گینڈے
کی پسلیاں کڑکتی ہیں مگر رکتا نہیں کہ سامنے سے گرد اُڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر
حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہیں ہر طرف سے نیزے
اور تیر پڑ رہے ہیں فوق بہت سے جاری ایرج کبھی تو بڑھے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام
ہے ہے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا اے فولاد شیر سوار اس جوان کو اپنا اسیر کر داڑھی دیکھا
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن الجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہے
خیال ہے کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران
آتے ہیں اگر وہ آ گئے تو تھوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے [illegible]
پھیر شاپور نے جلدی میں خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا الٹ کر گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا
ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اور طہماس کا
گینڈا بحالہٖ صحیح رہا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب ایرج کے
آیا کہا کہ اے شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا
باعث تھا یہ سنکر ایرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتۂ گیرا و سے دستی چیں لیے وقت
مدد کرتے ہیں یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑی دیر

عرصے مین اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر نور الدہر طہماس و شبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تمنے کیا کہتا ہوا نکل گیا طہماس نے کہا
کہ حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوئے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس راستہ طی کر کے
ایک جنگل کے سامنے مین آکر ٹھہرے شاپور سے فرما رہے ہین ادھر ویرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہین ابتک کوئی ملک نہین ملا صحرا سے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان مین توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ اے شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہکے اسی طرف گھوڑا
پھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہی تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہالی قلعہ ایک دیوخصال گینڈے پر سوار ملغر کیے ہوئے کر
خندق کے پہونچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہین ایرج نے وہین سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہین سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
یا تو خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب حبشی زیر ران
اڑائے ہوئے گھوڑے کو آتا ہی شعشعہ نور جمال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اسنے کہا کہ یارو مین نے اس وقت بصدق اعتقاد خداے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اسی خداے حقیقی کی مدد ہی اب پھاٹک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان بہادر دیو خصال
آکر لگا ورزن ہوا دیو خصال کا گینڈا اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہین اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہین دیکھ سکتے ہین کہ اسوقت تیرا ابغرا انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اسنے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان تو تو
معشوق خوش خو ہی صحبت مین تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کرون سیر حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون گرسنے تجھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلاکر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھالوں ایرج نے سنان نیزے کو
بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ اٹھایا
ایرج نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لوں اسنے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیئے دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے دونوں
جوانوں سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نوجوان نے اٹھتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پچھاڑ لئے ایسے دو چار گھٹنے مارے کہ زرہ اسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہ رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دو پہر الجھ الجھ کے لڑا کئے پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونوں
مونڈھے اسکے تھامے سینے میں سر اڑا کر لے دوڑے پندرھویں قدم پر لا کے ایک پٹکا مارا دونوں
گھٹنے آشنا بزمین ہوئے ایرج نوجوان نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے
زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اونچا کر کے بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا بھائی
پر سوار ہوئے فرمایا شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہی اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لیا لیا کہ کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اس نے
بارہ ہزار جوانوں کو حکم دیا ان بھیاؤں کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونوں لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر جو پھینکے ایرج نوجوان انکے بچانے میں مشغول
ہوئے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج میں پہونچ گیا ایرج چاہتے ہیں کہ جاکر اسکو مار ڈالیں
اسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہیں شاپور شیر دل مصروف لشکر بانی ہی کہ جو پشت سے آیا
اسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بھیا نے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیر دل
ہٹا ایک بھیا نے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم
چھ پارہ ہوا اب رات ہوگئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑوں تلوار نیام
میں کی ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ
سر چبا ڈالا کسی کو لتاک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اُسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا توپین مارین تب میثاق کوہ تن رُکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اُترا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین تہلکہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے کھڑی ہی بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالکے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ اے نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُسنے
بلغر کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوندان کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین و جمیل تین پہر تک
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کتنے ہی افسر تاک تاک کر مارے
عیار بھی اُسکا بلائے روزگار تھا چستی چالاکی کرتا تھا ایک سپاہی نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی مکر سے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسپر کیا گذری ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہی قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہی آب آذوقہ
ہم پر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے جو حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھول لی اُسپر سوار ہوکے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائینگے
بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعے کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بدحواس ہوگیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی

نہیں معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئیں مادیان عربی پر سوار ہو کے گئیں وہ مادیان جو ابکی
سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ میں نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا کہ حضور ملکہ نکل گئیں بادشاہ چیخ پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر پلٹا ہو کہ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر اشتیاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش میں ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ میں چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندہ کی آوازین یہ پروردہ جھنانڈو نعم اُسپر یہ رنج وغم کہ جانورون کی آوازین کان میں
آتی ہیں کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالا یا کبھی بائیں جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ شکرین کو کفل لگے ہیں سونے کی ہیکل بیچ میں دس بیس جوانون کے گھیرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہیں گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے
شریک ہو جاتے ہیں معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل میں پڑا تھا اُس حوالی میں قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اُسکا نام ہی یہ راستے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہو گیا کرہ
بن اشقر ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے میں لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہاں نہیں تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحشیہ ہی کرہ کہکر پکارنا جہاں ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے کرہ صحرا میں پکارا
پھرتا تھا کرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہیں ہوتا ملکہ نے
جانور میں گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا اسپ حبشی تھا سیہ چشمی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہیں قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا کرہ ساتھ ہو لیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہاں ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
ملکہ اشتیاق میں اُس نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے کہ رہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے میں آئین قزاقون نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہیں معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلالو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی کرتا شنجرفی کا پہنے ہوے تلوار قبضہ مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلین کہ قریب جاؤن نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین دلجو خوشخو آنکھین مثل چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ اے ملکۂ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے جو آپکا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہو نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون سفاک نے کنیزون سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہو ایرج کی مشتاق ہو کر سفاک نے کہا کہ مین تو جاکر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ اے شہریار مین حاضر ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہوتے رستم کے فکر صحرا گرداب نشان مین نکلے ہین جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اے شہریار غلام سے کیا پردہ ہی ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قامت بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دلدادہ اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جاکر میثاق کو مارون سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ جائیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے پہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بادپا پر سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال سنا تھا رات ہی کو اسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعے سے توپ پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا وسے پہ

ایرٹن پر گینڈے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہین سنتا
چاہتا ہو خندق قریب کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سیسے نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہی ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ڈنڈا کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغہ برقتاب کا کیا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مارکر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخرکار فوج
میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ ہلاک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کرکے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہی ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہی یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پہ دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہی اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہی اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پہ
میری جان جاتی ہی بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھیرنے لگا فرمایا کہ کیون ای سفاک کیا تونے ہمکو بیہوشی دی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گو کہ اندازون

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکار کر آواز دی کہ ای اہلی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان فوج کی تیاری کی تین دار بین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہلی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہے جو چاہتا ہو قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اڑی ایک جوان مثل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہو نعرہ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
نقارا بہ یک دست بر داشتم
لقب در بلاد عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کالنگان صاحب ساطور گران صف شکن صف در طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نور الدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا - نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ یلی برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زنگاو زمین تیغ و بن بر کنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر پیچھے مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج اٹھتے بڑھتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کھینچ کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر سفاک کا جنبر گردن سے اڑ گیا سفاک کو مارکر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر بھاگے نور الدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوئے اور پکار کر آواز دی کہ او تاجدار دستے

کر باہم فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا بدلہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سر ٹکراؤ ہم طرف صحرائے گرداب نشان کے جاتے ہیں ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا میں آکر تیری گوشمالی کرتا ہوں نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑیں طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہے ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کرکے قلعے میں آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیروں نے نذر دی اور عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو کہ ایسا شیر صاحب حسب ونسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے میں تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان میں چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہے قریات میں جا کر پتے لگاتا ہے شام کو آکر شاہزادے کو منزلوں کا نشان دیتا ہے ایک منزل پر جو ایرج اترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جوں جوں شام ہونے لگی فشار تو اتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہے کہ صحرا کی رعنائی میں فرق آیا درختوں میں پتے خشک ہونے لگے چشموں کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے میں بیٹھا جوں جوں رات بڑھی جنگل میں روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا یک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھیں کھولیں دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک چبوترہ ہے اسپر فرش ہوگیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش ونشاط آراستہ گلابیاں رکھی ہیں جام اسپر اوندھے ہوئے ہیں اور ایک نازنین نہایت حسین دریا میں پھولوں کے غوطہ زن بکبر ونخوت مسند پر بیٹھی ہے چند ستارے آسمان سے ٹوٹتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزیں زریں پوش گرد آکے بیٹھیں باتیں ہونے لگیں ایک کنیز پیشاب کے واسطے جنگل میں جو آئی شاپور نے کمند مارکر اسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل میں آیا بیٹھکر سامنے اس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہر دم کا خیال رخ زیبا نہیں جاتا	کیوں رند ترے سر سے یہ سودا نہیں جاتا
افسوس ہو تو رشک مسیحا نہیں جاتا	حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہیں جاتا

باقی ہی پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو — سر کٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا قیس — مجنون کوئی اب جانب صحرا نہیں جاتا
اس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے — کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہیں جاتا
جس بات کی جا ہو قسم اک مرتبہ لیلو — ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہیں جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے — اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا — یہ فکر ہے نہ کور یہ چرچا نہیں جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض — سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہیں جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب و توان تک — اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہیں جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند — جاتا ہون مین اس کوچے مین اب یا نہیں جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ اے نرگس آج تو تو نے رنگ سا باندھ دیا آج لشکر عزیز دار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوند گئی بیٹھے بیٹھے لکیت و توسن و شمشیر کو اُٹھا کر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہیں کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہی تم کیا عاشق توسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمر و مین شاپور بلاے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جا نکل آئے شاپور کے یہ حال سنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ اے ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہیں رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہی ون کو ان سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان تھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہیں پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو پکڑ لاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گا کے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرا کے گرد اب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کرد کوشش کرینگے صحرا سے گرد اسکے نشان تک نہ پہنچ سکینگے ایک صحرائے لق و دق
وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے
جاکر اکثر بوقت برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہوا کے گرم گرم چلتے ہین کہ نخل سرسبز جلتے ہین
اُس گرمی کی کیا برداشت کرسکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر
دل پر پتھر رکھا گستاخ ہو کے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ اے نرگس تو تو آج
اس طرح پوچھتی ہی گویا سمجھا دیا منظور ہی مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون شاید اب راہ پر آئے یا اسی
قید شدید مین کٹی وہی سرکشی ہو کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین
چار یا پانچ اٹھین ستارے سے بنگلے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا
دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر ان سب مین توسن زیادہ متغیر
و سفید رنگ تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب
بد رنگی مٹی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اسی
مصیبت مین ہین قتل اور بخشش کا تجھے اختیار ہی قید یہ سب طرح مجبور رونا چاہتی شاپور نے
دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اسی حال مین ہین دھگیریون کی جو بازنکو قتل کیجیے
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے
بندیون کو سیدھا راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بہ پشت سجدہ کیا ہی ذرا سی خطا پر کیونکر قتل
کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دورۂ جام چلین اس طور سے
شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین مین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن
تیار رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلپوش نے
کہا کہ اے نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحرا سے
پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اُترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے
ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی مینا خانے کی ازار بند سے کھول کر سامنے
نرگس نقلی کے پھینکدی کہا اے نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور مینا خانے مین آیا آتے ہی
بندگان کے طریقے اٹکیا اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزیں شراب پلانے کو اٹھیں اور لے گئیں شاپور نے چند گلابیاں مئے ارغوانی سے بھر کے محفل
میں لیکر آیا گھنگرو پاؤں میں باندھے پہلے گت ناچا پھر جھک کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سرمست شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
میں لیا ایک نخل سامنے تھا جس پہ اسکے گرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نرگس ایک تھپکا
تو اٹھا لے شاپور لرزاں و ترساں قریب نخل کے آیا تھا جو اٹھایا ایک شعلہ جگر کا کر رنگ اور دھواں پیدا کر
کہا جل گیا پاؤں زمین سے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہے نرگس کہاں گئی کنیزوں
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہے کنیزیں اسکو اٹھا لائیں شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور ان
تینوں جادوگرنیوں کے ساتھ کنیزوں سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزوں نے شاپور کو لیا اور ان
تینوں جادوگرنیوں کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئیں گلپوش جلسے کو برخاست
کر کے خدمت خداوند میں چلی صبح کا وقت ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی پھول برستے ہوئے جیسے ہاتھوں
سے کھول کھول کے پھینکی جاتی ہے کہ وہ زیر چبوترہ پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہے مراد مند زیر کوہ فریاد
مچا کر رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہم بیمار ہیں صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہے کہ اولاد نہیں ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہے کہ جا تیرے یہاں اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہے فرزند پیدا ہوگا گلپوش
اسکے آگے زیر چبوترہ جادو تاج سر پر رکھے دیر دیر پر کھڑا ہے گلپوش نے کہا کہ اے زیر چبوترہ عرض کرو
قدرت سے کہ میں ذرا معاملہ عرض کرنے آئی ہوں زیر چبوترہ شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہے تصویر نے آواز دی کہ اے بندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہدیں کہ جو تجھ
سر گزرا وہ ہم پر روشن ہے گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہاں شاپور عیار نے آ کے کنیز
گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل میں اترا ہے جو حکم ہو بجا لاؤں اور تینوں جادوگرنیاں
اطاعت قدرت میں قبول کرتی ہیں وہ عشق میں نور الدہر و ماہ رخ و طاؤس کے گرفتار ہیں جب
انکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ بلاتی ہیں تڑپتی ہیں نہیں مانتی ہیں انکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے قدرت
نے آواز دی کہ تینوں کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پہ کھینچ دو لشکر اسکا سرحد اپنی
تباہ کر کے آؤ تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہو گئی خوب سا بناؤ سنگار کر کے
چلی بہار لٹا پر آئی بیٹھ کر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور کا تماشا ہے ابریح نوجوان کہاں سے ہے

اشتیاق کیے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آرزو نوجوان پر پڑی کہ
عاشق ہوئی جمال جہتیال دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پیچ زلفین خمدار تابدار سے معلوم ہوتا ہے
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ظاہر بادلیل ہر سرو الوہ ماہ کا مل ہو گھٹا
سے سیاہی سپہگری چہرے سے برس رہی ہے تیغہ دودم سکندری حمائل سپر پشت پر ہلال و بدر کا
ساتھ ہے کمان کیانی کا خم بازو سے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہے ترکشوں سے تیر دلدوز شتہ
نکالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پر جنبہ ہیں
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردہ ترکش میں چھپایا ہے خنجر آبدار جو ہردار سے بکمر جس سے کہ
رستم و اسفندیار کو خطر کہ مضبوط باندھے ہیں اسلئے جو بیت ارادہ درست قاسر و بلند خود لی
پا کلاک ہاشمی خانہ مجبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جمال جہتیال کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے خطیا

مضمون سے یہ اشعار مشکل گئے لکھے
لالہ رویوں پہ دل جلائے ہیں
اپنا رنگ اسطرح جمائے ہیں
آہ آمد ہے کس کی محفل میں
آزمانے جو آزمائے ہیں
گر سے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہے زنجیر کا کہیں شاید
کوئی کو در یار پر لائے ہیں
گرتے ہیں زلف یار میں شانہ
آستین وہ عبث چڑھاتے ہیں

شمع تربت مری جلاتے ہیں
داغ بالا سے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس دن
گل جو بچھوے نہیں سماتے ہیں
خشک کیونکر نہ ہوں کہیں کسطرح
سست ہیں یا نون الٹ کھاتے ہیں
کیوں ہیں یہ آنکھیں نہیں ہیں دل
رلا کے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کے ہاتھ پر کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں

داغ کو بھی عرش جلاتے ہیں
یار اس شوخ کو کھلاتے ہیں
نگہی پیار کے کا لے کھاتے ہیں
نہ رہے وصل رقیبوں کو
درد و غم مجکو کھاتے جاتے ہیں
یاد آتا ہے گزشت کو حبیب یار
مجکو آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت وگرنہ
تنکے چنتے ہیں خاک اڑاتے ہیں
دھوپ چکا ہوں میں بھی جان کا
وارث میری زبان دباتے ہیں

دیا وسے صحرا سے عشق کے اے ہمدم | سانپ ہاتھ پر کھلاتے ہیں

جلائے کے بگلیوں سے یہ اشعار پڑھے آرزو نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک سانا ہیں ہمیں دریا میں کچھ لوٹ
گئے معشوق طرار ان معشوقہ پیرہن کھڑی کا گیسو گلشن جمال کی بہار سے کر رہی ہے شہنائی سے ہنسیں کھڑی ہو گئی

آیرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ مین آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہین گلپوش پہاڑ سے اُتری آیرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین لائے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو آیرج نے پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
تھا کہ جا کر لشکر آیرج کو پامال کر دو و پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائین تمھارا عیار مہتر شاپور شیردل
ہمارے پاس قید ہی اور ملکیت و توست و شمشیر کو مین ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوے وہ نہین مانتے یہی اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائین
آیرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ مین اُنکو ابھی بلواتی ہون اب
بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے نکل جائیے آپکی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی مین نے جا کر سنا یا
کہ وہان سے حکم ہوا تھا کہ ان چارون کو قتل کرو اور لشکر آیرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائین اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کرون مگر آپکے اقبال نے دور مارا
میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کرون آپکے سحر حسن مین پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤن
آیرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمین زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحرہ کو مارون اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤن اسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہین کیا ورنہ ہم بسر راہ ہین صحراے گرداب لنگن
کا قصد ہی آئندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور یہ ہی کہ اپنے کو صحراے گرداب نشان مین پہونچاؤن
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہان گرمی
آپکے لشکر سے نہ اٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرۂ نار ہی آیرج نے کہا کہ ای ملک عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہین بغیر ممکن ہی کہ ارادہ کرین اور رہ جائین ہمارا آبچشم آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری مین پر فن ہی ابھی سامنا نہ اٹھا گیا وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھون مین آنسو بھر کر عرصہ دراز تک آیرج کو سمجھایا
آیرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پہ آئے دیکھا سات کنیزیں زریں پوش سامنے آئیں گلپوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلپوش نے کہا کہ اے ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کرینگے اورانکو تابہ صحرائے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیاں جو قید ہیں انکو لاؤ اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں پہاڑ سے نخل میں آکے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوئے اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہے تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلپوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہے آپکے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمھاری گلپوش نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہے مسندیں قاعدے سے لگی ہیں نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہیں سر گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہے قمریوں نے اپنے اپنے آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا اترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھوا دیے توسن و کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں بلکہ گلپوش کو تمھارے مقدمے میں اختیار ہے گلپوش نے کہا کہ اے کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہے آج یہ سامان جو کیا ہے جشن قرار دیا ہے اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا لیکن ہے کہ خیر ہو پہونچے اس وقت تمام صحرا میں روشنی ہے دن سے بہتر معلوم ہوتا ہے ایرج مقام صدر پہ ایک طرف کمیت اور ایک جا توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پہ چیدہ چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پہ بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور نے ساز مرصعی لیکر بیچ صحبت میں آیا چنگ مرصعی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو دانۂ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغِ دل اب ہو چکا اسیر
پھنستا نہیں جو دام سے طائر بھڑک گیا

دل چاہتا ہے آپ گلا رگڑوں یا بڑھ کے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد کسکے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا

اللہ رے وحشتیں مرے آہو خصال کی
کوسوں ہی رم گیا ہے جو پتا کھڑک گیا

مطبوعِ طبعِ یار نہ ہوگی شبیہ کی
رنگِ قبول چہرے سے میرے سرک گیا

دی جان اُسنے آتشِ گل سے کباب تھی
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطرِ گل
ہر کوچہ مثلِ صحنِ گلستان مہک گیا

شاعر نہیں ہوں رند ہوں مجنونِ عشق ہوں
جو منھ میں آیا عالمِ وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ رقص آئے تعریفیں شاپور کی کر رہے ہیں گلپوش بھی نہایت بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا جاتا ہے دل میں بیٹھی کہتی ہے کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زیر پہاڑی ہفت کوہ سے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہے میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکا کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اُسکے کان میں کہہ رہا ہے کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا وہاں ہو رہا ہے اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہے ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جوہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہنچا تلوار ابر برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شمشیر پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر پنجہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی پر سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر پنجہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تیغ کی ماری پنجہ کٹ گئے شمشیر جوہر بار سے نکلا نقیب تھا کہ تلوار زمین پر گر گئے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ پنجہ پکڑ لیا شمشیر سے پنجہ مارا کہ شمشیر جوہر بار کا رُک کر زمین پر گرا مرزا شمشیر کا کمیت بہت شاق ہوا کمیت اُٹھا کر پھینکا ابر پر ابر کے پہونچی مرکب مشکین ہنکر چاہتی ہے کہ سبزۂ ابر کو پامال کروں کہ ایک جوان ابر سے نکلا ایک باٹ کر ایک گھونسہ شیر پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر سیتہ مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ادہر جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہے اب گلپوش دست بستہ ہوکر کہتی اور اسطرح تو جاتی عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہی شعلہ ابر بار اسکا نام ہی آپ ہوشیار رہیں اگر میرا بس چلا تو اسکو جاکر مارتی ہوں ورنہ قدموں پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہکے گجرے پھولوں کے اپنے ہاتھوں سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینکے مارے طوق کو بھی توڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ پاتو ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہوگیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخیں خمیدہ خنجر بنگئیں ہزارہا طائر آشیانوں سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اڑی ادہر جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائروں کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہورہے ہیں پتے مثل رنگ ماہوق زرد ہوکر درختوں سے گرا چاہتے ہیں ہر نخل کے سائے میں پتوں کا انبار ہے سبب جو سکا ہوا کا چلنا ہے درختوں سے گرتے ہیں اور ہر نخل انبار ہوتے جاتے ہیں یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہیں آکے اپنے کام میں مصروف ہوں دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اترکر پیدا ہوئے درختوں پر چکر ہوا گرم چل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتوں کا گرنا رکا طائروں نے دھوم مچائی ایک شنیدہ لیب فرحت قریب پتوں سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو

نظم

ہیں تو ہوں زندان میں وہ دھوم مچائی ہی بہار
کھل رہے ہیں غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف
رقص رفتہ غنچہ و گل پہ تصرف کرتی ہے
دشمن ہو یاں کون سا دیوانہ ہر دل عشرت
ہیں تو مجنوں ازل ہوں میرا کیا مذکور ہے
پابزنجیر ہم ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
آتا ہے آدمی کو گل رعنا کی ہے گلزار میں
ایک نہ ایک دیوانہ ہو جاتا ہے سر کو پھوڑ کر

غنچہ جو کوئی ہو ترے دل کو دکھاتی ہے بہار
گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رنگ اپنا سب کا گلشن میں جماتی ہے بہار
باغ میں ہر سال آکر خاک اڑاتی ہی بہار
ہوشیاروں کو بھی دیوانہ بناتی ہی بہار
حیف ہوا کی ہر کیا سفت جاتی ہی بہار
صد رنگ گل پر ہر نہیں کیسے ستاتی ہی بہار
ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لیں گے سال آئندہ اگر جیتے رہے | گل روانہ ہو گئے ای رفتار جانی ہی بہار یہ

اسطرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا میں اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پر بہار ہو گیا
وہ ساتوں ستارے عکس اپنا درختوں پر ڈال کر بلند ہوے ابر میں ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر کا
ٹکڑا ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے
رکھا ہے خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہے برقیں چمکتی ہیں اُن برقوں اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ
سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پہ ایک سینہ پر دو دونوں بازوں میں لپٹ گئے اور تخت سے
اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا گلپوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خالی ہاتھ
ہوئی گلپوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے میں کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر
نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانوں کے سر اڑ گئے ایرج
نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلپوش لشکر تباہ ہوتا ہے کئی سو جوان مر چکے گلپوش تڑپ کر گری یا وہ
خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روکا کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتوں ستاروں نے
اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ
ستارے اُن پنجوں کو ہٹا لیتے ہیں مگر پنجے لپٹے جاتے ہیں ایک آواز آئی ہے کہ ای گلپوش کیا غضب
کرتی ہے شعلہ ابر بار کو ستاتی ہے یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہے مگر اُن ستاروں نے کچھ نہ سنا خنجر گلے
پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور آندھی
سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلپوش
نے انگلیاں اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام مست شعلہ ابر بار جادو ہو گلپوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے
آئی اُنھیں سات ستاروں پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئیں خوب آکر گھیرا
کیست گوشتہ کو وہ بیہوش پڑی ہے انتہا کی زخمدار ہے اگر ایک گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کیست کا خاتمہ
ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلپوش تمکو بلاتی ہیں ساتوں ستارے جاکر بالا سے کو وہ پہونچے دیکھا
کیست جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے میں بیہوش پڑی ہے ساتوں
ستاروں نے کیست کو اُٹھا لیکر سامنے گلپوش کے آئے گلپوش نے اپنے ہاتھ سے [illegible]

پکار کر آواز دی کہ ہیں اُٹھو تم تمہارے اچھے ہوسے کیسے اٹھ بیٹھی پاؤں کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ اے گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ ہم سکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ناگاہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئی حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُنکے لاشے اُٹھوا ڈالنے کے
اُٹھوا دیئے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ اے گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اے نور نظر تمہارے دادا جان تمہارے
واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو تو ہم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا چشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہے وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر مناسب ہے کہ میں اپنے کو تا بہ
صحرائے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ اے نور نظر برق میرے ساتھ ہیں آگے
بڑھکر صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
ساتھ مہینوں رہے لیکن آجتک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحرائے بادانگیز میں
پہونچیں اور ہم صحرائے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتح طلسم میں آسانی ہو
آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہو وہ کشتی گرداب
نشان لگا لے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جاکر صحرائے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہوکر تلاش صحرائے گرداب نشان میں چلے
عمر نے راہ میں کہا کہ اے برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد پیر جان تک آپکے ساتھ ہوں یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
نے کہا کہ اے فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آوازیں دیتا ہوا کہ میاں برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بطرز جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

خلف وعدہ سے ترے دشوار جینا ہو گیا / ایک دن کو کہہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا
خوار کرتا ہے جو ان مردون کو سفلون کو عزیز / سن تو چرخ پیر کیسا تو بھی کمینا ہو گیا
وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال / گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا
کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا / ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا
اس زمانے مین کبھی مہرو سے رہا پہلو تہی / عید کا بھی حسب نہ خالی کا مہینا ہو گیا
گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش مسند کے دل / آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہو گیا
دوسرا مجھسا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب / کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہو گیا
اب کہان وہ انبساط نامستون کا وہ جوش کہان / ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہو گیا
اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہے صفا / جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو ولے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اُٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران و پریشان اُسکی جستجو مین چلے مگر برق متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہے اُسمین جلسہ آراستہ ہے ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہے گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او نگوڑے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرائے آشوب ہے آشوب آدمخوار مین یہانکی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہے اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجھکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجیے آپکو معلوم ہو کہ سر پہ شبنم کی برسی تک رہی ہے کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہے اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرین مین سے سوا ئین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذارہ ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ کلام خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ وہ کاوش

کررہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ لوح کا پتہ لگائین آج تک لوح کا پتہ نہین لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچا ؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشا اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے بادانگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آکے یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا کہ اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرا دونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا چھپانا کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی مین جاکر رستم کو پلٹا ؤنگا اور یہ خبر سنا ؤنگا کہ صحراے بادانگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائینگے سحر اُنکے مہلت نہ پائینگے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان اور غلام ہین اونکے سحر مین دیوانے ہوجائینگے ایک کمال تو میرا سنیے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گا نا تو میرا سنیے یا یان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا
دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا

حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے
دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا

ہوگئی پیش صنم مقفل دہن خاموشی
حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا

ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کبک و طاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا

کشت تخم کو نہ سرسبز کرے ابر بہار
کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا

آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ
شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا

دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرایش پہ
مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا

قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ اے رشا
دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بتیاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو پلا دوں جب انکو پلا آؤں تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤں مگر آپ کی خوشی پڑ تو رکھی دیکھئے پھر کے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے میں آیا بلہ ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہیگا کنیزیں اور ملازم گلابیاں اٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک چلہ بیس آدمی لگ رہیں اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے میں شراب بانٹ کے دیا لیکن گلابیاں کنٹر الماس نگار آ گئیں حور ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھئے کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ پینے والے کا بھی دل للچا سکے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے چوری کھنگرو پاؤں میں باندھے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بری گت ہوئی سب تعریفیں کرنے لگے ایک کنیز پری گفتار رسوم سوم لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ کمال ایسا ہوگا سر پہ جام رکھ کے توڑے لیتا رہا ہے اور قطرہ نہیں گرتا ایسے کمال کہاں دیکھے خداوند یہ ٹھہر گئیں برق نے اسکی جانب یہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہوئی اب برق جام سر پہ رکھ کے ہوئے ٹھوکریں لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بالقول منشی قمر صاحب۔ فرد

ناچنے میں جو نیا پاؤں لے ہلش کر توڑا + اہل محفل نے کہا اس پچھا ور توڑا +

آشوب کے سامنے آشوب کے جھکا اسی جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہے کہ نگاہ جو آشوب پہ ڈالی آشوب ہنس پڑی ہنسنا اسکا برق کیسے روتا ہوا دامن گوہر تھا سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پہ گری شراب جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پہ گرا آواز آئی کہ ای بانوے عالم تعجب ہے کہ دام کیش میں بیار کے پھانسو برق دوڑ کر قدموں پہ آشوب کے گرا کہا کہ ای بانوے عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام کیوں ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب میں کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی کا ہو پھری آنکھوں کے گردش کیسے پہ میں ہنسی میرے سینے کا آگ کا کیا اسے میں تیرے ہاتھ کی شراب چھو گئی اور جو شراب اٹھا کر لے گئے تھے انھوں نے بھر لی اور کہ رستے میں ڈال کر رستے میں جو بچا وہ اٹھا کر اگر کسی نے پیا تو دوڑ کر بیہوش ہو گئے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے پہونچا نہر میں جو اپنا عکس دیکھا اسے بھائی کہ کے گردن پکڑا کوئی گرنے میں گرا ہر جگہ کہ باتیں بنا کے برق نے ایسا رنگ جما کر آشوب کے پہنچنے تک اپنی ملازموں کو بیہوش دیکھا بہت بگڑی کہا کہ میں ... گرہ لگی ... سے سری حکم بھیجا تھا کہ فلاں جنگل میں برق ٹھہر رہا ہے ای آشوب ... نا

گرفتار کرکے سر اسکا کاٹ کر بہ جلدی پیر روانہ کرو تو نے وہ باتیں کہیں کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
کو قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئیں آپ کی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا انھون نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لالہ کہ
برق نے باتیں بنائیں مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہے مجھے دم دیتا ہے یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو گئی تو اسکے سپرد کیا اُسنے لاکے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کرکے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نکرو یہان خواجہ پھرتے پھراتے ایک صحرا مین پہونچے
کہ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس یا پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر ہون سر منزل ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصود
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولا اور سانپ لڑ رہا ہے جب سانپ ٹھونگ مارتا ہے نیولا
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا پودا ہے اسکی پتیان جاکر کھا لیتا ہے پھر جوشان وخروشان آکر لڑتا ہے
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز چست وچالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہے
خواجہ اُس کو لگا کر لائے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری کیون پھرتی ہے بالکہ اور تک تجکو پکار رہی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت [illegible] آراستہ ہے ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پہ بیٹھی کچھ اُگل رہی ہے
شعلہ [illegible] کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹکر اسکا روانہ کرینگی
طرفہ تماشہ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ برق کی آس پہاڑ پر رونما نہین [illegible] دن گئے
آنکا [illegible] کر ایک کنیز کو حکم دیجئے کہ کسی جنگل مین لیجاکر اسکا سر کاٹے قدرت آفرین [illegible]
ہین مگر اسکا انجام نہین جانتے یہ کہہ کے تخت پر سوار ہوکر گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ لے لیجانے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی ہین اب چلکر بدلا لون اورنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اور رنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا ہین اور بات پر ہنسی تھی وہ انھون سے برق جھکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جوان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر نہرون مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل کرکے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا اورنگ تاجدار تخت پر سوار پہلو مین گل اندام کنیز بیٹھی میٹھی باتین ملکہ اورنگ سے کرتی ہوئی تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اورنگ نے عرض کی کہ اے مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو ازروے ستارہ شناسی کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس بیچارہ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ دی لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام ملکہ اورنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اورنگ گئی تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج تو انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی مین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

سرتو مٹ جاتا ہی راہ عشق مین منصور کا ٹھوکرین کھاتا ہی یان سر قیصر و فغفور کا

اگر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا — رنگ اڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا — ای اجل مشتاق ہوں تب سے کنار گور کا
جاے خون زخم جگر سے شعلے اٹھتے ہیں مدام — آگ لگ اٹھے اگر کھولوں دہن ناسور کا
دیکھنے والا ہوں اس رشک پری کا ای کلیم — پرتو وہ تھا حسن کا جس سے تجلی طور کا
دیکھکر صورت تری پہ یان کہیں پڑھکر درود — داد انسان کو دیا خالق نے چہرہ حور کا
وصل سے چھکا مجھے زار کو وہ عیسی دوران جو — ای اجل تو ہی مدارا کر اب اس رنجور کا
سا عدسیمیں سے زیب اس دست رنگین کی ہوئی — پنجہ مرجان میں دستہ جیسے ہو بلور کا
خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو سے لنے رنار کو — بعد مردن خاک سے اٹھیگا شعلہ نور کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلیں تو میں قتل برق کی تدبیر بتاؤں اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ ترکیب کر عیار بیان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے میں آئی خواجہ سے اور رنگ سے باتیں کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور رنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہی آشوب اٹھکر کمرے میں آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب ساحری منگائی ہی دیکھوں خداوند قدیم بمقدمہ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہیں اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہہ کے باتیں کرنا شروع کیں کہا خالہ امان گلوری کھاؤ تمہارا منھ خشک ہو رہا ہی یہ کہہ کے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیاسا جو حلق سے آشوب کے اتری کلیجے میں آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری میں کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا لمفرہ عمرو

رنگ از رخ ہفت کشور ہا اختر ببرم — در مجلس خسروان چو گردم ساقی
عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم — تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑلوں لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکا بھی اٹھا کر زنبیل میں رکھا آشوب کی شکل بنا کر باہر آکے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قصر جمشیدی میں

بھیجا ہی کتاب ساحری سنگائی ہی کہ اُسمین حال دیکھوں جب تک شراب کا تیر چا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا
ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کرسکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی لائیگا میرا سحر نگاہ
خبر پہونچائیگا میرے چلے پر تو حال کھل گیا تھا اور جو کہ جب قصد کروں تو وہاں مخفی رہ سکتا ہی یہ
سُنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گانا بجانا
اُلٹنا پلٹنا شروع کیا کل شراب مین بیہوشی ملا کے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرا لیا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزوں کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست و دراز
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا ساحری چشمہ آب
ہین دو قدم چلی اور گر پڑی کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند فرشتہ پیکر آتے ہین مین اُنکی تاک مین ان
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی
پکار رہی ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہاں چھپے ہو مین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہکے بیہوش ہوئی اس طرح یہ طرز سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ و برق
خنجر کھینچ کر کنیزوں کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضا سے کار گلنار
مصروف مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے شغل سرود پر پریاں کو کو کر رہی ہین وہ
محبت کا قی محبوب کے پکار رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو وفادار
ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی گو وہ سحر جادو گر قتل
سے گلنار گھبرا کر اُٹھی اور اوراق ساحری جھولی سے نکالے آنکھ جو دیکھا یہ تو کھلا ہی ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا یہ پروانہ سیاہ اُسکے بلند ہوئی وہاں آشتہ پیدا ہی برق
ایک کو ستے مین ایک کنیز آنکھ بچا کر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جاکر اُسکا بازو کاٹ ڈالا اس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پہ خنجر مارا سر اُسکا کاٹا ہو کپڑے اُتار لیے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے تیا میری بیٹی کو لیا کیا یہ کہکے زمین پہ آئی زمین پہ وہ خنجر مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی ماں کو پکارتی ہی جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ ہمکو کیا خبر کہا گیا گلنار سر پیٹتی چھاتی پر ہاتھ مارتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم مجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار دیکے اُسی کے سر پر پڑیگا میں زمین نیچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوستہ ہو آپ کا حربہ بیکار ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز اے بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچا لے۔ قطعہ

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود	شد فدا خورشید و جان قربان ما یان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شد آشکار	قد موزون گاہ شکل سرو در بستان نمود
از ہوا ابیا کرد اندر دار دل روشن چراغ	گمرہ را راہ طریقت را رہ عرفان نمود
دمبدم حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد	ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود
داد مفلس را خزانہ گنجینہ لعل و گہر	حق مہیا جملہ سامان بہر سامان نمود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون میں گلوریان ٹھسی ہوئین پانچے ہاتھ سے پکڑے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پاؤن پر پڑا اور ایک مین جوتا پہنی ہوئی دوڑی ہوئی آئی ہو پکارتی ہوئی کہ بی بی ادہر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ اماں جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جنجو جنجو کہکے لپٹتی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا غرور اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہوتا ہوش یہان بیٹھی ہین آپکے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے گلے سے لگاکر لے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین سنتے نہین

گلنار سے بچی لگکر لپٹی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

نقیب ہی مرا برق خنجر گزار
کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون

کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے

در کار پہ میرا پہرا رہا
تڑپ سے مری چرخ بھی ڈر رہا
تڑپ برق ہم غرب ہی شرق ہے

چھلاوہ ہون میرا نام بھی برق ہے

گلنار جو مری کنیزین بھاگ گئین باغ سارا جل گیا عمرو نے ایک گوشے مین آکر اورنگ اور آشوب کو زنبیل سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ لخلخہ سنگھا کر ہوشیار کیا دیکھا آزاد ادمی کہا آشوب وا اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہی اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونون مطیع اسلام ہوئین دونون نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان ودل قبول کی ہم کتاب سامری کے مطلب سے بخوبی آگاہ ہین اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہرچند کہ طلسم کشا کو بڑی سختیان ہین اہل طلسم کی کمبختیان ہین خواجہ نے دونون کو رہا کیا دونون کو ساتھ لیکر لشکر ایرج مین آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہیے کیا بندوبست کیا عمرو نے دونون جادوگرنیون کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہو گئے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے کہا کہ جہان تک کنیز جانتی ہی وہان تک رہبری کریگی اُن مقامون پر کوئی آپ سے لغزش نہ کریگا حضور کوچ کریں ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلین بخیر وعافیت طے کین پانچوین منزل مین آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ مین ملکہ آشوب وا اورنگ آفرین گردش جادوگرنیون کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے خواجہ ابھی تک خدمت مین نہین ہوئے سب سرداروں نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گویا بنائیے ایرج نے کہا کہ خواجہ کی طبع ہی کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائین برق نے خواجہ سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہین قرضدارون نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہین بھیجا اُن لوگون نے خط لکھے ہین اُسکا جواب کیا لکھون اسکا کوئی جواب دینے والا نہین اگر کچھ دلوائیں تو کچھ ہو سکے

کہ دو چار شعر گا دوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت نہیں شاپور نے جا کر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپ کو سناتے ہیں ایرج خود اٹھ کے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف لائیے خواجہ منہ پھلائے ہوئے نکلے فرمایا کیسی کیا ہے ہمارے سونے کا وقت ہے ایرج نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کیجیے خواجہ نے کہا کہ میں اب شکر ہے آقا کے جاؤں گا میں یہاں نہ رہونگا تجھ پر آپ حکومت کرتے ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت دربار میں آپ کی ضرورت ہے بمشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتظر تھے کہ کہ خواجہ کچھ گائے جب سب نے التجا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ اقدری ہے ان مردوں سے مطلب نہیں نکلتا سمجھوں نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا

تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا
شرمگیں چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا

کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا
گردش ہفت فلک کو میں ہنڈولا سمجھا

انگشت اس طفل کی میں لکنت موسیٰ سمجھا
چہرہ یوسف مصری کا میں اسکے پا بیٹھنا سمجھا

سب درختوں سے چمن کے جو وہ موزوں سمجھا
سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا

گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان
تجھ بن اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا

بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر
اس کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا

لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگیں کا ہوا
سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا

اس مسیحا پہ تصدق جو کیا پائی گئی جان
آتش کے پتنگے کو میں خاک کا پتلا سمجھا

شیفتہ جب ترا پریوں کو بھی دیکھا میں نے
خاتم دست سلیماں ترا چھلا سمجھا

بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا

گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں
قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کبھی کعبے کے طواف	قیس آہوئے حرم کو سگ لیلیٰ سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے	خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اکبر	زاغ بھی آیا نظر تو اسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور لے
نئے طور سے گا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ دفعتًا بیچ میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گرد بارگاہ
اندھیرا فوج غم و الم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جسنے قدم خیمے سے نکالا شعلہ کڑکتی بجلی گری
آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدا
بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھکر ڈیوڑھی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا
چھایا ہے برقیں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں
درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گر پڑیں ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب
نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہکے جھولی میں
ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اسکے
ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اسکے ایک طائر کلان بنسبت ہزار ہا طائر بارگاہ اوپر
منقاروں میں دبائے ہوئے صحرا میں آکر اول وہ طائر کلان اترا اسکے بعد وہ سب چھوٹے
طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار
اٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پروں کو ہلانے
لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی
دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر [illegible]
ساحر اہتمام سواری کرلے ہوئے نوبت و نقارے بجتے ہوئے علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے
سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی پھر آخر کس واسطے اور کس
دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور
دکھائیگا شاہباز طائر درسے آواز دی کہ اے آشوب تجنے بڑا غضب کیا شریک سلطانان ہوئیں

تمہارے بارے میں قدرت حکم قطعی دے چکی ہیں کہ سر کاٹ کر انکے بالا سے کوہ زبرجدی لاؤ میں قدرت
سے وعدہ کرکے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لاتا ہوں یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزوں
کو انکے مقام پر اتارا اپنی بارگاہ میں روشنی کرائی خدمت امیر حمزہ نوجوان میں حاضر ہوئیں تمام
کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طلا پر دو برادر سے مقابل پر سرکار آیا ہو کہ تمہارے سے لشکر کی عمرو نے
آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر ہوتا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب
یہ کہکے ایک دستک دی جیسے نکلا ہوا کا جیالا آشوب و اورنگ غائب ہوئیں خواجہ برق کو
ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت
اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوئے لشکر میں آکر داخل ہوئے ہرکاروں نے
آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہباز نے چند وزیروں اور
امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے
کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے یہ اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپکو شہنشاہ بلاتے ہیں مقابلہ [illegible]
کچھ باز کہ شاہباز کا وزیر بھی آیا راہ میں پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک میں ایسی قیامت برپا کی کہ سوا اسکے ساتھ آنے کے کچھ بن نہ پڑا
شاہباز نے سحر کیا میں انکی خدمت میں حاضر تھی کیونکر دفع کرتی آخر ہم دونوں نے یہ صلاح کیا
صلاح کی کہ چلکر شاہباز سے ملیں اب ساحر زبردست آیا ہو اس سے ملکر لشکر ملعونہ [illegible] کو
تباہ و برباد کریں صحرا سے گرداب نشان تک نہ جانے دیں اگر یہ لوگ صحرائے گرداب نشان
میں پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلائے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جینے نہ دیگی غرض اب
ملکہ آشوب سے باتیں کرتا ہوا سراپا کو دیکھکر کھٹکا ہو یہی سوچتا ہو کہ یہ دونوں سحر [illegible]
نبیرۂ طلسم کشا ہوئیں پھر کیا سمجھ کے آئیں پہلے نہ سوچیں کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہاں
رہیں گی جنکے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ پہاڑ فوجوں سے بھرے ہیں حسبان اپنے مقام سے
نکل پڑیگا اگر کروڑوں مسلمان ہونگے تو ملیدہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہیں ہو یہ تو
نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہو مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہیں ہے انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلیں بیان کین کہ ای شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ دغا و دستا کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز بڑے تعظیم اٹھا کہا کہ ای ملکہ اگر تم نہ روکتین تو ایک سحر مین لشکر بھیرہ طلسم کشا کا خاتمہ ہوتا مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بہ طلسم کشا جاؤنگا اسبا کو گرفتار کر لاؤنگا تو تہاری کیا صلاح ہو آشوب نے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین بھیرہ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت علیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکہ عالم کیا ناچ گانا تمھارے نالپسند ہے آشوب نے مسکرا کے کہا یہ گانا بے تال ہو اسنے سمجھا کر جادو یا کہ بی بی جو جاہا کہدیا زبان سے اودہ معلوم ہو بیشک ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ کہکے یہ غزل شروع کی غزل

حقیقت مین اسے منظور خاطر یان نہ آنا تھا ۔ وہ فقط حیلہ تھا در کے سر کا صندل کا بہانا تھا
شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے ۔ سر ہانا پائینی تھا پائینی میرا سرہانا تھا
نہ دی تا ر آنکس گیسو نے فرصت بات کرنے کی ۔ مقابل آئینہ تھا ہاتھ مین کا فر کے شانا تھا
جو مر جاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ لکھے روانا ۔ ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا
ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا ۔ ہوا تیر افگنی کا شوق جبکو مین نشانا تھا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صانع عالم کو ۔ تجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا
کبھی رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی ۔ یہ اپنا خانہ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا ۔ ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا
بڑھا یا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس ۔ ان آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا
ازل سے الفت رہے حسینان آئینہ گل مین ہی ۔ مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او سب عاشقانا تھا
چھڑایا در نہ جسے آسمان نے اسکا در روشن ۔ یہی سر تھا ہمارا اور اسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گانٹھ بلکہ جوہنے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہے تو نقلی بھی
آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اٹھکے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور
آشوب میں یہ کمال کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے آشوب کے آیا کہا لو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی
عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹوں سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کرکے کہا
کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں پھنسے دیکھیے کیونکر بچائیں برق کچھ ہوشیار ہو کے بیٹھا
خواجہ اس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سیو کا کہا یہ نکال کے
کھایا وہ دافع دارو سے بیہوشی تھا یا تو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف
تھا کشی جام عمرو نے یوں ہی پیئے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی
عقاب نے اشارے سے کہا کہ خدا بہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے پیر ہونے
اسکو بچایا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اٹھی کہ اے شاہباز
تم شب کو سحر کرتا ہے اسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر اسباب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
نہیں کنارے تمکو آگاہ کردیں اس طور سے تدبیر کرو گے تو تمہارا ایسا طلسم کشا ہو پہنچا کچھ بات نہیں
ہے شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا
آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادوگرنیاں طلایہ پھیرتی تھیں
جو سحر کر گئے جادوگرنیاں کا حل و اکمل جنت گلپوش بلا سے روزگار ہے ضرور دفع سحر کیجیے دن کو
سحر کرو یہ باتیں کر رہے تھے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم تخلیہ میں باتیں کر رہے ہیں جب وہ
نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقۂ کمند کے گلے میں ڈالے حباب مار کے بیہوش کیا اور شاہباز
کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا منہ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکار کر کہا اے وزیر جلد یہاں
آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں نے
اسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی
شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اسنے سر نکالا عقاب اس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو
بھی حلقۂ کمند کے مارنے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل میں شک آگیا ہو اتنے عرصے میں برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار ساغر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ اوصاحبو ہم بھی پئین گے
پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آمیختہ بدار وسے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست درازیان آپس مین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور اٹھکر گرے بیہوش ہو
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونوں سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پہ لعنت کرو اس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک نگاہ کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھر لیا تھا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
جیسے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمہاری
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہی کہ
سردار میرے گرفتار ہوے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے
تمہاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر پڑا
شاہباز بلک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا نور ایمان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق دل مطیع اسلام ہوتا ہون سفینہ صداقت کو
تائید ہوا سے گرداب نشان پہونچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیےگا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز تیرے
قرضدار ہون ان داتا سو دین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب یہ خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جاکر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہے انکے استقبال کو تشریف

و اورنگ و توسن و کمیت کو روانہ کرو برق نے جا کر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا فرطِ غصے سے
چہرہ سرخ ہوگیا آشوب و اورنگ و گلپوش و توسن و کمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی تمہاری شکل پر شاہباز کو مطلع کیا شاہ تو کہتی کہ
رہا ہو کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بتا پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کر لیا
آشوب اور اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحروں کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آ کھڑے ہوئے کہ
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس صاحب تخت کو گھیرے ہوئے لپٹتا ہوا چلا آیا
لا کر ساحروں کا لشکر آشوب کو دو پرے استقبال دیکھا شاہباز تخت سے کود پڑا ملا آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام
تمام لا کر بارگاہ ایرج میں پہنچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
تخت پر بیٹھا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہے یہاں حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہے مشہور صحرا نشین اسکا
نام ہے اگر اسکو خبر پہنچی تو فوراً برائے مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اس سے خود بدلا لیں گے
لیوین گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہے مگر وہ نہایت زبردست ہے غلام کو خوف یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہے تم خود جا کر
اسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منہ سے
نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے تاپار مشہور
صحرا نشین اپنے بیشہ میں بیٹھا ہے چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکاروں نے اسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمان آپ کی حوالی میں آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
قدیر سے نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جا کہ نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اترا تھا مگر اس نے
اسکو عیاری کر کے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہنچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوئے یہ سنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
آفتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز سنتے مالک کی سنکر سب حاضر ہوئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلہ میں نبیرۂ طلسم کشا کے جاتے ہیں یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر و آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب
خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرہ رستم بصد
شوکت و حشم آپکے بیشے سے گذرا چاہتا ہے مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہے اسیطرح آپکے مقابلے کا مشتاق ہے اُسکو بھی پہلوانی کا دعوی
ہے لقا کا خدا سا ہے مگر قبہ رستم کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیچکا ہومان پایا تیر
جا پڑا تھا اس جوان سے جان بچا لئے ہین طرماسپ ایسا جوان بیٹا طرماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طرماسپ و طہماس ایسے میرے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا
اُستاد بنکے بیٹھے ہین سنے جا کر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرہ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گنہگار سے
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھین گے
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل و جان سے مین نے اطاعت کی تمھین خبر کرنے آیا ہون
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا راتکو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور
نے کہا کہ مین فوراً آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال ہے
کیسا جاہ و جلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ دولاکھ لشکر اس کروفر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہان کے
کہلا بھیجتا ہے کہ آج یہ دولت کو فرکش ہوتے ہین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو آتی وقتا
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لا کر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گاؤن
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہان شاہباز نے آکر
اسیطرح نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہی مدت سے وہ یہان
رہتا ہی سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کرلیے کوئی کچھ نہین کرسکتا اگر یہان کے بادشاہون سے
فریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اُس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا گاؤن
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس کر و فر سے آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
کے جدا نہ ہٹ جائین اور وہی سب ساتھ جائین لگے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہہ دو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علیحدہ رہین کوئی
صاحب ساحر نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحران کس قدر ہی وقائع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہی ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہ سیاہ نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہی تنہا غلام
کافی ہی ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہ سیاہ ز طائر درسنے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہ سیاہ نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب مین
مشہور ہی کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہی پہلوان ہلکر رہے ہین
ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف مین مشہور ہی چار پہر رات وہی
ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑہ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوکر نقیبون نے نقابت کی گرکٹ کہا کا کہکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وروز بہ دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں سواے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج لے کر نام بیکر صفت سے بڑھا یا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسپ مرکب اصیل کوہ سرین و کوہ کفل کہ گلہ میں سونے کی ہیکل کھوکھتی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلاوے نہ مارتا ہوا دم سے جنبش کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیفات مصنف کتاب ہذا

کہوں وصف توسن رقم کیا کروں	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے	طلا ہے عجب رنگ شبدیز سے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے	تڑپتا ہے میدان میں سیماب وار	صبا نام رکھوں تو بے ننگ ہے
ہر اک نعل ہے نیمہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہے	قدم کی روانی کو دریا لکھوں
وہ کوہ گراں ہے یہ پا سنگ ہے	نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہاں کی بہت تنگ ہے

تین جھپکیوں میں گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس میں نگاہ دوزی ہوئے تین قدم کر کے افشرا اور پانچ قدم گھوڑا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ دار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکار اٹھا کہ ای جوان میری تلوار کا بار تجھسے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو من چلا ہے سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا چاہتا ہے لیکن کے مقابلہ میں آیا اب پلٹ جا میں نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اسقدر غرور کرتا ہے شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہیں وار کر پالات و منات پر لعنت کر او ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گھوڑا بڑھا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساعت چلتی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تقبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گرجا گرا آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بے دریغ ہے ہلال حمایت مردان عالم اسکا نام ہے یہ مشہور خاص و عام ہے اگر پہاڑ پر لگے ٹکڑے نہ اڑوں تا یہ تیغ کا ٹوٹ صد ہا پہلوان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا گیا مثال دود آہ دل مظلومان کہون یا یہ کہنا برق جستہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغہ دو دمہ سکندری کو نیام سے کھینچا
تلوار کو تلوار پر روکا چاہے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا
مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈال دیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونوں لپٹے ہوئے
زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دو شیر نر ٹکرا رہے تھے جوان مشہور پکڑ پٹکتا ہے ایرج
تڑپ کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پاؤں ٹکاتے ہیں دو چار گز زمین ایسی دھنستی ہیں کہ زرہ پارہ
پارہ ہو جاتی ہے پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں آنکھ الجھے کہ مشہور ایرج نوجوان سے شام
تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج اہتابان سے شکست
کھائی قلعہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھ کر
ہاتھ اٹھا فرمایا کہ کیا ارادہ ہے مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
عیش و آرام کے ہے ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہیں ہے جب تک فیصلہ نہیں ہو لیتا ہے پیچھا نہ چھوڑ
دیر کرو گا یا ہم تجھ پر غالب آئیں گے تب میدان سے ہٹیں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز رات کو
مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
آؤ تلوار چلے جس سے پشت فیصلہ ہو جائے کشتی میں دیر ہوگا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح
مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میدان میں آنا نیزہ و شمشیر آپس میں چلیگا جو چاہیگا
ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گھوڑے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جا کر اکیلا
بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا گریہ کرنے لگا
آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئیں عیار اسکا پہلوان شعلہ گیر جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
باہر ہیں آقا اکیلا اندر ہے پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہے امیدوار ہے کہ
باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو پہلوان شعلہ گیر اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اسی
حال میں دیکھا کہ آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہے پہلوان شعلہ گیر نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی
کہ میں حضور کو نہایت متردد پاتا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر کچھ عرض
کر نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ اے یار وفادار میں برا سے مقابلہ نیزہ رستم میدان پڑ گیا
وہ کل فنون سپاہ گری میں مجھ پر غالب ہے شام کے ہوتے ہی میں پلٹ کر آیا گر وہ نہ آتا تو مار ہی چکا تھا

کہ عیار میرا یہان بشکل گرد موجود ہی کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اسکو قتل
کرون اسکے خون سے ہاتھ بھرون ای پیمان ہو سکتا ہی کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے پیمان نے کہا
کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح
سے مقابلہ کیا دل بھر الجھ الجھ کے رہے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر پڑتے ہی ایرج کے
سامنے وہ پیچ کبھی آپ نے نہین کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے
مین وہ جوان ہاتھ پانون چھوٹے چھوٹے رکھتا ہی معشوق وضع ہی مگر زور اسمین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہی اس وجہ سے وہ پیچ اسپر نہ بندھ سکے یہی سمجھو خوف ہی کہ کل کا اشتہ وعدہ لیا ہی ایسا
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہی کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہی عیار اٹھا باہر سے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے انھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی جلدی چلی آتی ہی برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہی جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھ کر پیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلائے روزگار ہی برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو پیمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہی کئی دن سے گھر نہین گیا مین اسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہی پیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا ادھر پلٹی برق نے حلقہ کمند کے
ارے پیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ اسے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہی پیمان بھاگا برق نے پیچھا کیا پیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا پیمان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہی وہ عاجز ہو کر گیا تھا اسی نے عیار کو بھیجا ہی شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

ملعون آسکے بیجان پھر لشکر مین داخل ہوا جابجا دوکانون پر ٹھہرتا ہوا آتا ہے بہت لوگون سے
پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو بروئی عطر کی
دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمھارے کیا کرتے ہین ہمارا مال وہان بکوا دیجئے تو آپ لوگون کی بھی
خدمتگزاری کرین ایک خدمتگار نے کہا کہ مین کمیدان کے پاس تمھین لیے چلونگا دس پانچ تو لے
لیجائیگا اس خدمتگار کے ساتھ بیجان چلا دوکانون کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر
بیجان نے حلقے کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مارکر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ
ایرج آیا خدمتگار دولت مین لگا اندر پہونچا دن بھر بیٹھا اٹھا کے آسنے کا تا شام کو جب چیزین تقسیم
ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چیزی پر میرا پہرا ہے تین خدمتگار اور چوتھا یہ قرار پایا چیزی یہ
ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گلوریان کھلا کر تینون خدمتگارون کو بیہوش
کیا اپنے مقام سے اٹھا کمند نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب
سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مارکر بیہوش ہو گئے اسنے دو حلقون سے دونون
ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون اور دو حلقون سے گردن وکمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر
عیاری مین باندھکر اب حیران ہے کہ کس طرف سے نکالون طلایہ کی آواز کان مین آتی ہے دروازے
پہ نگہبان بیٹھے ہین باتین کرنے کی آواز آتی ہے آخر پیچھے سے بارگاہ کے آکے سر اونچا کر کے نکلا
پاس سے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہین طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہین بیٹھ گیا کہین لیٹ گیا
کہین دوڑ کے چلا کہین ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اٹھتا جاتا ہے ہوشیار پور اپنے خیمے مین پڑا سو رہا
تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے آنکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہو کہ آقا کو کوئی
لیجائے برق کہین گئے کہ ہوشیار پور پڑا افسوس ہے تمنے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا
یہ سوچکر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہے دروازے پر نگہبان بیٹھے ہین
ہوشیار پور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہے نگہبانون نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہے
جی مین کہتا ہے کہ ہوشیار پور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہین پھر باعث تردد کیا ہے پھر خیال مین
آیا کہ چلیے کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ مین آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہے پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج
کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہین ہین

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چہار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام پر سراغ پایا کہ پا یا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا پیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہے خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے پیچھے چلو آگے آگے پیمان جاتا ہے پیچھے قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہے پیمان مشہور رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ زنگ کی آواز کان میں آئی تو کھٹکا ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ پیمان پشتارہ بدوش آتا ہے پکار کر پوچھا کہ اے پیمان شہریار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے پیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوہ ہو گیا کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کر کے لایا ہوں یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت برپا کریگا ہنگامہ ہوگا ان کو بلا لیجیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو سلاسل میں طوق کیا اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانہ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کھا کے اٹھے سامنے مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہو جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد حاضر ہو شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و سست کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا برابر سے گفتگو کرتا ہے جو اسکو فرصت جان نہیں ایرج نے کہا کہ مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا اے جوان ادھر تو دیکھ ایرج نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آ گیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوسے کا خط دیا شانوں میں لگا نے لگا آواز دیتا ہے کہ اے افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ہے ہاتھ ماروں کہ سر اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من　　پاک نہ دارم زدا چو پیلوں تن

گر نہی بازار عشق از نقد جان من بیستہ　　بر سر دار فنا خانہ نو غاسے من

پیھ

خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون گشت ست	قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے بچہ ہاتھ میں دیا ایرج نوجوان مصروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام
سے اٹھا للکارتا ہوا کہ اے جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
نہ چھوڑونگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کیا تھا
اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف بہیان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہا ارے اے اپنے شاگرد دولت کو
ہلاک کرتا ہوں میں اسکو گرفتار کر بہیان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بہیان
سے غیر چلنے لگا کئی حلقے گنبد کے بہیان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹ لیے
آخر اسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہے شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہے یہ فقرے ہمارے
گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا چاہتا ہے پشت پر حریف آگیا بہیان پلٹا شاپور شیر دل نے تیغ
مارا کہ سر بہیان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بہیان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً خیمہ
کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے
آواز دی کہ یارو خبر لو آقا اکیلا گھرے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہیار طائر ور آپڑا ایرج
نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہیار بھی
سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرم مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
پر آ کر گرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہیار نے دو تین گولے کئی مارے اندھیرا ہو گیا کافر مکر سے
چلاتے ہیں مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اسنے بڑھ کر
ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھا دوسرے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار
گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور میں بھی
بے نظیر ہے فنون سے پھرتی کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
بارگاہوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے الفتح و فیروزی پکارتے داخل لشکر ہوئے
مشہور جو بھاگا گا ایک مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالا سے کوہ
زہرہ جبیں ہی جاتا ہوں خدا دوست سے جا کر فریاد کرونگا کہ اپنے سامنے کو روانہ کریں کہ جو ایک سوار
الہی سیپ کا خاتمہ کرے اسی طرح گینڈے سے پر سوار زخم سر سے خون بہتا ہوا کوہ تک آ

خون آلود صحرا اون کو طے کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے
دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو
کیا کہوں عجب آفت میں ہوں قدرت کو کچھ فکر نہیں اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہیں طلسم کشا کا
دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ میں جا دلا کہ فوج ہی ساحر زیادہ
تر ساحر کم خود بہادر سمجھا ایسے دو سے مقابلہ کیا میں اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا
اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ میں زخمی ہوگیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہوں یہ
کہتا سنتا بمشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا لقمہ بیسنگی باتیں کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یا خدا
سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپکو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس والی صحرا ے عشرت خیز
تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا لقمہ بیسنے آواز دی اپنے ملک میں
جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
والی میں قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہوگئے اُنھوں نے یہ زور اُسکے شکست دی ہو
اسیر نبیرۂ طلسم کشا اپنے عظم و شان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر کہیوں کہ جو جا کر زمین ہلا دے مگر تو
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہو وہاں لوگ گھیر لیتے ہیں آخر جان بچا کے بھاگا
ایک لفظ میں سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو میں زخمی ہوا میں نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی
یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشہ کے باہر
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر لی گلپوش اُتریں تھوڑی دیر کے بعد
کوس دکیست بھی آئیں شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھ کے گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ
ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آج
تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ میں قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مدد کا وعدہ کیا ہی میں اُسی کا
انتظار کر رہا ہوں یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے
چمکتا زلزلہ برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر چھایا مشہور نے دیکھا کہ تخت پیدا ہوا [illegible]

نہایت حسین دریا سے جواہر میں غوطہ زن دونوں ہزشہ رشک نسرین و نسترن پشت پر دولاکھ جادوگرنیاں طاؤس زرین بال پر سوار بازو لجلہ قمر قمری سے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار وہ ساحرہ آکر اسی صحرا میں اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اس محبوبہ عالم کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ آئیے تشریف لائیے جی چاہتا ہے آنکھیں فرش کرو ڈالکر پا لیکر آنکھوں سے لگاؤں توتیا سے چشم بناؤں میری تو عجب کیفیت ہے قلب کی یہ صورت ہے کیونکر ضبط کروں ضبط نہیں ہو سکتا کلیجہ دھڑک رہا ہے قلب پھڑکا کر رہا ہے نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
کیا کہوں تیسے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا

یوں تو جا جا کیے ہر سال حسینوں کے کرن
ایکی نوچندی میں اک چاند سا ٹکڑا دیکھا

عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی
مر کے دم تک یہ دیدار تمہارا دیکھا

کبھی بالوں کو سنوارا کبھی سرمہ لگایا
آئینہ لیکے سو آپ سے چہرا دیکھا

ہوں وہ کافر کہ سلایوں سے اکثر جسکو
پھوٹ گئے کیسے ہیں آنکھوں کالیا دیکھا

جان بلب ہوگیا دوروز کی فرقت میں ترکی
اپنے بیمار کا احوال سمجھا دیکھا

کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
جان جان آج تو تو نے اسے اچھا دیکھا

بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
کچھ عجب طرح کا انداز تمہارا دیکھا

آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق
کوئے کو بیچ میں کہئے مجھے کس جا دیکھا

افترا مجھپہ کیا ہے یہ دراندازوں نے
سجدہ میں نے کسی کو نہیں اصلا دیکھا

آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی
میں نے بھی اگر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا

آنکھ لگیا اُسکا وہ پیٹھ جو ہوا سے اک رفتار
صاف آئینے سے وہ پیٹھ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ او مشہور تم نے تمھاری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مستعد ہو خبردار یہ خیال دل سے نکال ڈالو میں ابھی جا کر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگرنیاں جمع ہیں کہ تمھارے دوکفوں سے نہ بچا سکے ڈالے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ ایک مگھ بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا اشارہ اسمیں کافی ہے دیکھوں تو کیا داغ لگاتی ہوں اور اگر ایسی باتیں منظور ہیں تو رخصت ہوتی ہوں

کل صبح کو طلسم کشا تم پر بلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے میں آگ لگا دیگی
بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہ جاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ اے ملکہ عالم
فقط نگاہ لطف کا امیدوار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس حوالی میں کوئی ہمسر میرا
نہیں ہے فقط میں نے نبیرہ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر حکم شاہ م. قدرت سے عرض کروں
تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرا دیں خود قدرت تم کو سمجھا دیں تین سو قصبے میرے قبضے میں ہیں ان
سب کو آپ پر نثار کروں ایک ایک کنیز کو مرتبہ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کروں کہ آپ کو رضامند
کروں کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیروں ملکہ نے منھ پھیر لیا اور کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دوں
خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ میں نہ آنا ورنہ میں بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استادہ کرائی
لشکر اپنا اتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہم تنہا نہ آراستہ کرو
کنیزوں نے اسی وقت تخت بچھائے اس پر پھول رکھ دیے پیالوں میں پانی بھرکر رکھا کہا کہ اے
ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہو تنہا تیار ہے توسن چابک خرام اپنے مقام سے اٹھی تخت پر
آ کے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اچھالتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ اے ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی
کیفیت دکھا تھوڑی دیر کی ایک ہوا سرد چلی اسی طرح اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہیں دورہ سرداروں
کا بند تھا ہوا ہے یہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اٹھیں توسن وکیست نے پوچھا
کہ کیوں حضور کہاں چلیں گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا [illegible]
اڑی ایک مادیان مشکین زین و لجام سے آراستہ کلانچیاں مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہے ملکہ
گلپوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزیں اسی طرف چلیں دیکھا
کہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہے کنیزوں کے سر فرا کر سامنے گلپوش کے آئی [illegible] کر
کھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہہ رہی ہے کہ مجھ پر سوار ہو جیئے ملکہ اچک کر پشت
مادیان پر آئیں باگ پہ ہاتھ ڈالا مادیان الٹی پلٹی طرف لشکر توسن سے چلی فضا [illegible]
شاہ جیاتہ طائر [illegible] سے اٹھ کر برے شکار گیا تھا ادھر سے پلٹا ہوا آتا ہے دیکھا کہ ملکہ
گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہے اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھوں میں آنسو بھرے ہو سکے
باگ پر [illegible] گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہے شاہ جیاتہ نے پکارا کہ گلپوش ٹھہر جا [illegible]

بادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ بادیان پہ کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہیں جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہیں رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز مجھے کیوں روکا میں نہ رکوں گی مجھکو توسن جادو نے جو باپ حرام نے بلایا ہے
مجھے وہاں جانا ضرور ہے اس نے مجھکو بلایا ہے یہ کہہ کے گھوڑی کو اڑایا دیوار آہن پہ گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصہ تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جادو کی بارگاہ
کی بارگاہ میں گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھوں سے گجرے پھول کے پہنے کہا کہ یہ ہاتھوں میں پہنو گلپوش نے
ہاتھوں میں پہنے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے میں گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں زبان باتوں بند
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش نے منہ میں رکھا زبان پہ آتے ہی گلا
سوئیوں بند ہو گئی توسن نے گلپوش کے منہ پہ ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے میں لے جاؤ اسی کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر جا کے کہا کہ
منہ شاپور شیر دل زبان سے سوئیاں نکالوں اپنے ہوش میں ہو گلپوش نے اشارہ کیا
فوراً شاپور نے زبان سے سوئیاں نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پہ جا کر دی گجرے کہ جو
توسن نے دیئے تھے وہ اوپر لشکر پہ توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جس پہ پھول پڑا وہ جل کر
رہ گیا لشکر میں بلا پڑ گیا توسن نے باہر آ کے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہیں جس پہ پھول گرا وہ
جل کر بھسم ہو گیا کہ آگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم ہے توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی میں
ہاتھ ڈالا ورق ساحری نکال کر دیکھا اس میں نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاپور شیر دل تھا
گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ پاش کے واسطے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلے اس سے آتش پیدا ہوئی سے پھول جلنے لگے سب پھول اسکے جلا کے خاک میں ملا دیئے
شرمندہ ہو کہنے لگی کہ بیٹا بڑی عیاری کر گیا مجھکو دھوکا دیا گلپوش کو چھڑا کے قید سے لے آ کر
لے گیا پہلے سے میری کنیزوں میں کیونکر ملا اس میں انتظام کرتی تھی اس سے دل میں سمجھ کر بارگاہ میں

جاتی ہے کہ اودھر سے مشفورہ نے تاج بیکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم غلام نوبت بجان وکار دیا [illegible] ہے ایک نگاہ محبت اس طرف اٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہے آپکا چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہے نظم

آج پھر اس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیاں رگڑا کیا
میں بھلا کیونکر کہوں تمکو برا
کیا کہوں اس عشق میں کیا کیا کیا
شب کٹے میں ان بتوں کے [illegible]
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا اشتیاق نے
آ بھی جا جان کو صدقا کیا
اے شب فرقت نہ کر [illegible]
دل سے اپنے عمر بھر الجھا کیا
عشق انشان جبین یار میں
آپ نے انصاف کیا اولا کیا

اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدہ امروز بھی فردا کیا
کیوں اجل کیا تجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند میں تڑپا کیا
اسکو بھی سکتا ہوا دیکھا آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوئے مشق ستم لب [illegible]
جب کلیجا اپنا تھپک کا کیا
لاگ پیدا کر کے اب جلاد سے
سر کچھ او غیرت [illegible] کیا
سوز فرقت نے شرارت [illegible]
میں نے منھ شرا نہیں کالا کیا
اس [illegible] شب فرقت کٹی
خاک چھاننی کی طرح چھانا کیا

عشق نے پھر سلسلہ پیدا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آئے ہیں کیوں [illegible] کیا
وہ کہتا ہے خدائی کر کے یاد
[illegible]
خاک چھانی ہاتون [illegible]
پیٹ کر منھ میں یان [illegible] کیا
ہو گرہ موے کمر کی نا [illegible]
جان کھوئی ہائے دل نے کیا کیا
معرکے میں عشق کے سر کا [illegible]
اپنے ہم ترکی طرح مانگا کیا
زلف جانان [illegible] کیا
داشتہ پیشہ آہ کی نالا کیا
تھا منا سب ترک عشق یار [illegible]

ملکہ تو [illegible] میں گھری ہوئی تھی مشفورہ نے یہ اشعار پڑھے پکارکر جواب دیا کیوں اے دیوانے [illegible] منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا ہے وہ سکے جا [illegible] ہم ابھی جا کے شاہ پور کو لاتے ہیں یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کو سون میں اترا ہے تو سون آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازار رعایا میں ہنگامہ پڑ گیا دوکانیں چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے نکلا اس نے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلہ جوالہ منھ سے آگ برساتی ہوئی جاتی ہے جہاں آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بیگناہ نیم جان سے [illegible] اراگیا وہ آگ برساتی بارگاہ ایرج کے جلانے کو ایرج نوجوان بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ اول

شاپور آکر پہونچا سحر ہین مبہوت ہو کے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کرنا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین کھڑے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
[illegible] ہو گئے ہین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہ بہار نے بھی تعریفین کر کے
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا حضرت جناب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا غضب سے عیاری کی ہی کس لطافت سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و الامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دہائی خدا کی مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
پکارتے ہین کہ ای آقا [illegible] اس آگ سے غلامون کو بچایئے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اس وجہ سے بہت غصہ ہو شاہ بہار نے کہا کہ حضور
باہر چلیئے حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر بلقیس شاہ بہار پہلوان شاپور بھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے
کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہو اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
کہ میرا آسرا پروردگار ہی جو معبود ہی چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوئے آتی ہی گاتی بھی
ہوئی سینہ پر جوبن کا ابھار نارپستان یاسمن پیرہ دلستان جہان پانون رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمہ نور پر [illegible] سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن جادو جب خرام نے
دیکھا کہ [illegible] پشت پر [illegible] ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمان ابرو سے [illegible] جمع تھے تو دل پر اپنے عشق کے
ہوئے [illegible] ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن [illegible] مشرف ہوگئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ میں تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر سر جھکا کر ساتھ ہوئی ایرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ بھی لیکر سامنے بیٹھا رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہوئی مگر خاموش ہو جانتی ہے کہ یہ نبیرہ صاحبقران ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منہ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندوں کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا — سیر غربت میں جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہنسنے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا — پہنی پوشاک سکلات تو کفن یاد آیا
جانے والوں پہ عدم کے نہیں ذوق کیونکر — ہوں میں غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو نشانہ عارض رنگین کا خیال — غنچہ گر باغ میں دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی — شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن میں پڑھا — اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے وقت میں بندھا — قید میں بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا — سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ میں بھی نہ میں اس رشک چمن کو بھولا — زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بوسے لیتے کیوں ہو گئے خاموش یہ رند — کس پری کا تمھیں انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہیں ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز کی ملکہ نے کہا کہ میاں شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ میں تمہاری گرفتاری کو آئی تھی اس شہر یار مشہور نے بہت پریشان کیا تو آپ یہاں سے کوچ کر جا سکے طرف صحرا سے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرا سے گرداب نشان و صحرا باد نگیر فتح ہو سکے تو طلسم کشا کو بڑا انتفاع ہوگا آپ جلدی کیجئے کنیز آپ کے ساتھ ہے [illegible] ہے کہ یہ بہتر یہی میری ذات سے انتفاع ہو سکیگا [illegible] صحرا سے گرداب نشان میں پہونچا دوں [illegible] یہ دل آپکی اطاعت کرے [illegible] پہونچے لیکن ہر گاہ [illegible] مشہور کو

پہونچائی کہ ملکہ توسن پہ اسے گرفتاری عیارگی نہیں جا کر ایرج پر عاشق ہوئی ہیں اسیے دربار میں خوش بیٹھی ہیں یہ سنکر مشہور آگ ہو گیا کہا کہ ابھی جا کر سر اُس کنیز بریدہ کا لاتا ہوں میں جم کر ایرج سے نہیں لڑا مگر وہ ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب سمجھ سکتے ہیں یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا۔ فوج والوں نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہی سب پہلوان گینڈوں پر سوار ہوئے بارادہ رزم و پیکار چلے لشکر ایرج آمادہ ہوا ہی کہ سب نے دیکھا گرد اڑی مشہور صحرا افگن تنہا پہنچ گیا مین گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تلوار سے ہی موج میں گردن اُڑانی شروع کیں اس کے ساتھ والے بھی آ گئے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ کا کشتہ جان ہوئے لشکر میں غل بلند ہوا ایرج نے شاہ پور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہی سر شاہ گردان شاہ پور دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا افگن مع لشکر آپکی فوج پر آ گرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہی کہ بارگاہ میں آئے حال توسن کو سخت صدمہ آیا جھلا کے اٹھ کھڑا ہوا کہ چلا ہی کہ توسن وہ ایرج کا سر لاؤنگا مراد اسکی یہ ہی کہ اسے کو بارگاہ میں پہونچا دے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھیں میں ابھی جا کے اسے پا بند دیتی ہوں کیسے وہ اپنی فوج کے خود سر لائے جس طرح کیسے اسکو پلٹا دون یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو میں جا کے اس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہوں یہ کہکر حکم دیا کہ اے شاہ پور گھوڑا تیار کرو سب ساحروں نے چاہا کہ ساتھ چلیں ایرج نے منع کیا کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ میں بیٹھو میں بہت جلد آ جاؤنگا یہ کہکے گردہ بن اشقر پر سوار ہوکے بارگاہ سے نکلا اور پکار کر کہا کہ ہاں یارو کیوں بھاگتے ہو جو تمہیں مارے تم بھی اسکو مار دو یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ ایرج بن قاسم عالیشان

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر		ملک ایرج آن آفتاب منیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	چو تیغ بلا برکشم از غلاف	نونہال قمر درمیان مصاف
نہال گلستان صاحبقران	زنگار و زمین تیغ و دین بیکنم	منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر لڑنے لگے ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی کہیں دن رسالدار اپنے اپنے مقام سے آگئے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جمایا پھر ہرے علم کے کھول دیے جنگ مین مصروف ہوئے تھوڑے
عرصے مین مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانون کے لاشے جابجا خاک مین پڑے ہین ریت جو زخمون مین
لگی ہی پھڑک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو جی مین تھا وہ ہوا
لاشے پہلوانون کے دیکھ کر مشہور حسرت خیز باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشہ ہیجا تیغ
شمشیر برہنہ ہاتھ مین پہلوانون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی لیکن جدھر جا پڑے کافر بھاگے نظر آتے ہین
مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤن کسی طرف نکل جاؤن مگر ایرج سے
مقابلہ کرون ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی بڑا تجکو ملکہ کے آنے کا رشک
ہوا اور بھیجا حلوا خوردن را روئے باید شو کتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا
ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج
مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر شہ کے مقابلے مین پہونچے وہ ہاتھ باندھ کے لگا کہ اے
شہریار مین آپکی اطاعت کرتا ہون دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے سے بہت
جھلایا گینڈا آگے بڑھا کر مقابلہ ایرج مین آیا کبھی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ
ڈالا بایان اور چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چیخ دیکر زمین پر مارون
دیجور نے آواز دی الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا
فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیون لڑتے ہو مین نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی
اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہوگئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے سب سردارون
سے ملوایا دیجور بھی اکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہی ملکہ توسن چابک خرام ہوا کے
تخت شاہانہ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہین سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن
سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ آج
کوچ کیجیے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگا گرداب جادو بڑی ساحرہ
مکارہ ہی اگر خدا اس سے جان بچائے تو بڑی بات ہی اسکا سحر نہین کرامات ہی ہفت پیکر کو
اسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہی اپنے مقام پر کہتا ہی کہ بدولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہی
وہ بلائے روزگار ہی کالہ آفت ہی ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحروں کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملکہ توسن جادو کو خرام و گلپوش کو کیا اس گروہ سے لشکر ساحران و غیر ساحران آراستہ کر کے اسی طرف صحرائے گرداب فشاں کے چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نور الدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارہ و شکستہ و بربادہ ہو کر چلے ایک صحرائے خارستان مین گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے مین ٹھہرتے ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نور الدہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک شیر پیدا ہوا دھاڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اُسنے چاہا کہ بھاگوں شیر نے آکر گردن لی چھاگل ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نور الدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھر دن نہین معلوم کیا سوجھی سبحان اللہ کہکے چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیون چشمے مین پھاند پڑا نور الدہر اپنے پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہی ایک قصر عالی آراستہ ہی طہماس ایک نازنین کے پہلو مین بیٹھے ہین شبرنگ ساز ہاتھ مین بجا رہا ہی نور الدہر حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی ای ہزبر بیشۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے منھ موڑا نازنین کے پہلو مین جا بیٹھے طہماس بوس و کنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا کہ ای شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن باغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہین نور الدہر نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چارون ٹپلیان جوڑ کر نور الدہر کو لیے ہوئے چشمے مین جا پڑا نور الدہر بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی مین پایا ایک نازنین نہایت حسین و مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال مین یکتا نسترن باغ پیرا نام مقبول طبائع عاشقان خاص و عام مقام صدر پر گرد کنیزین ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو مین طہماس کے ایک پہلو مین شبرنگ کے بخواہش تمام یہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گا رہا ہی

نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرربار نے کیا	رسوائے خاص و عام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا	دل سرد میری گرمئ بازار نے کیا
ستھراؤ تیغ ابروِ خمدار نے کیا	میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن سنگ لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح	دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جلیس ناقبول ہوں بازار دہر میں — تیغ اس طرف کبھی شتر بیدار سے کیا
بدنام اسکو کرتا ہیں رسوا اسے آپ کو — سارا فساد یار کی تکرار سے کیا
سیدھا کرونگا گیسوے خمدار کی قسم — جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار سے کیا
اے پادشاہِ حسن ہوا تجھ پہ وہ فقیر — ترک لباس تیرے طلبگار سے کیا
جھگڑا کیے پیچھے نہ جلایا کیا نہ دفن — مردہ خراب کافر دیندار سے کیا
گلہا سے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہیں — باغ و بہار یار کی تلوار سے کیا
تا صبح تھی رقیب شہ حسن سے اور شب وصال — یکتہ یہ عرض حال جب لب اظہار سے کیا
دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا — جب اضطراب طالب دیدار سے کیا
پان ہو تو بیٹھا کر دیے دانتوں کا ٹک کر — دان زیر لب کسی کو اگر یار سے کیا
لیے یار سیر باغ جو کی میں نے جا کے تو — دل داغ داغ لالۂ گلزار سے کیا

شہزادی نرگس لطافت سے یہ غزل گا رہی تھی کنیزیں ہزاروں اُس مکان میں ٹہلتی ہیں کچھ سا
ہیں کچھ دروازے پر ہیں کچھ سامنے دالان میں یکایک دروازے پر بڑا ہوا ایک کنیز دوڑ کر
اسکے آگے عرض کی دروازے پر چوتھا سبز گزین ہوا خبر سنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو
بلا کر پہلو میں بٹھایا غصے میں آیا ہے دروازے پر کنیزوں کو قتل کر رہا ہے یہ ذکر تھا کہ پہلوان
گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزوں کے روکے سے نہیں رکتا سامنے پہونچا
پکار کر آواز دی کہ او کسبی بدذات ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو میں لیکر بیٹھی ہے دیکھ تیرے
سامنے اسکا سر کھینچ لیتا ہوں اور تجھکو بھی سزا دیتا ہوں آج یہ جلسہ شادی تجھکو خاک میں
ملا دونگا یہ کہکر گینڈے سے کود تلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اٹھا
میں جھپٹ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن میں اُسی مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر
اسکو اٹھا کے دے مارا اور چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے
اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا پیچ دیکر گردن
اسکی کھینچ لی مارکر اسکو نور الدہر آگے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ اے شہریار

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا دراصل جہنم ہوا اسکا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ
میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلیے یہ سنکر نور الدہر نے طہماس و شبرنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزیں ہمراہ اُس مکان سے نکلیں نور الدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک شیشہ
ہو اُسی کے سامنے سے راستہ تھا چنانچہ گلستان طے کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوئے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہیں ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہیں یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر
بخدمت شاہنشاہ خارصحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوئے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نے
مردوں کو لیکر باغ میں آئی ہیں یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے میں اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اُسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نور الدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ ستم
شاہنشاہ خارصحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے دیکھ تو
میں کیا حال کرتا ہوں ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً اُسنے گولا مارا وہ گولا قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اُسمیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بل گر پڑا کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلو سے طہماس میں بیٹھی تھی
اُسنے ارادہ کیا کہ اٹھوں شاہنشاہ خارصحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گر پڑی جو پہلو سے نور الدہر میں تھی اُسنے اُٹھتے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا اُسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارصحرا نے پھینکا اُس شیشے سے جو پانی گرا اُس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اُسکے سحر کو دفع کر دیا چنانچہ قطرے پانی کے اُس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہے کہ شاہنشاہ خارصحرا زمین پر آیا نور الدہر و
طہماس کو بھی سحر سے گرایا یہ دونوں جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے
چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اٹھیں تلوار کو ٹیکا اٹھے اور پھر گرے کہنیوں سے خون بہنے لگا
ہو بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خارصحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خارصحرا ادھر آئیے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہی دیکھیے وہ ظالم
نیمچہ دکھاتا ہی چاہتا ہی کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خارصحرا نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک کنیز سبزہ رنگ سینے پر اُبھار ایک پائچہ گھٹا سا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سٹر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہی منھ سے گلوری گرگئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہی اُسی کی مکاری کا سارا
فتور ہی فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کردیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہی کنیز بتاتی ہوئی چلی
کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہی کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگاہون مین کھائے جاتا ہی دیکھ مجکو گھور گھور کے
شہ دیکھ میرا فن ہلکا ہی گھٹا جاتا ہی ابھی کل بخار اُترا ہی آج پھر یہ کیفیت ہی کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہی
آنکھین جھپکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہی اسی جانب گھور رہا ہی لہنگا پھر پہنا چاہتا ہی
کنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا یہین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پانون تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد صفت
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے
اور اُسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہی ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہی اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہی ہاتھ سے بتاتی ہی کہتی ہی کہ گولہ پھینکو زمین پاؤن اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہی کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہی یہ کہکر
گولہ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہی مگر مین تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ ہمیشہ
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہی کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز
ہی آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اپنے گولہ پھینکا اُس نازنین نے کلا پتھر کا
کرکے حلقہ کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیا اور نعرہ کیا کہ منم شیرنگ بن عمرو یہ کہکر ۱۱۶۰

خنجر ماردیا شاہنشاہ کا شکم چاک ہو گیا قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزیں جل گئیں جو ملکہ باقی رہیں
ملکہ نے دوڑکر شبرنگ کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ ای شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر سے دیکھکر کہا کہ ای شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضہ میں کیا میں اس صحرا کی حاکم ہوں چشمہ خاص آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا میں اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا شہنشاہ کا
پہلا احسان ہی کہ یہ بہ عیادت سے میری صحبت میں آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا عذر ہی میں
آپ کے ساتھ چلونگی صحراے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نورالدہر کو لائی تھام
مسند پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت میں بیٹھا کوکا اسکی سبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہی اب تو جلسہ جا سب مطیع اسلام ہوئیں کہا کہ ای شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحراے گرداب نشان میں پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہی نورالدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھیں کیونکر حال معلوم ہوا کنیزیں بیان کرنے لگیں کہ ایک نوجوان نبیرہ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہی چار لاکھ ساحر جمع ہیں اب انکو صحراے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہیں فی الحال توسن چاپ خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہی کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے وہ وہانکی واقف کار ہی اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہی نورالدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا فنترین بلغ پیرا و سر سبزہ
گلشن افسر کلان نے ابر تار بھی تیار کیا ابر بالا سے سر آراستہ کیا تیرا پر نورالدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہیں ابر کڑکتا ہوا سر پہ جس صحرا میں جاکر اترے فنترین نے اسی وقت
اس صحرا کو چمن بہار کردیا گلہاے سر سبز سے تمام صحرا کو بھردیا اس زور و شور سے نورالدہر ایسے
رہ روی کرتے جاتے ہیں کہ جو تھی منزل تھی پہر دن ڈھلا باقی ہی کہ ملکہ فنترین نے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نورالدہر کرسی پر بیٹھے ہیں طہماس ساتھ ہو نغمہ سنجی کا مذکور رکھے ہوے
پہلو میں بیٹھا ہی شبرنگ سر پر رومال ہلا رہا ہی ملکہ فنترین سامنے کھڑی ہوئی ہی سرو پہلو میں

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اڑا رہی ہی ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاؤ ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی شکل
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر سات سو ہزار کوہی بڑے بڑے پتھر
ہاتھون مین دو دو کاسے گھوڑون پر سوار اسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار رہا دو گھڑی کہا
رہے ہین کتنی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی یہ پڑاؤ ان کا جا کر
نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس الیاس رفیق پہلو مین اسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اتر پڑے ہین جو صحرا کہ سرسبز
شاداب ہی ہر چند کہ جواب ہو دریافت کرکے جلد آ عیار اسکا ہنگ کوہی اسکا نام اشتقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعہ مہرانیہ اسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت [illegible]
ہین طرف بھی آ گیا ہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر بجا
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا نام جاننا آپ سے دریافت کرتا ہی کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اتر پڑے کہ صحرا کو پر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا
شیر نگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہین
سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشتقاق کو خبر دی اسنے کہا انہین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کرکے سر انکے خدمت خداوند مین ارسال کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن بانو میرا ساتھ دیگی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین انکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اترے
اور اے ہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آ جائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آکر روک لیگا آپ آکر نسترن کو گرفتار کرین تین نبیرہ حمزہ کی گردن [illegible] اشتقاق
ادھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگ
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہنچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر گئی جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر شعر [illegible]

علم آفتاب نکلا جب رونق تخت لاجورد ہوا	فوج انجم ہوئی گریزاں جب ہوا میدان چرخ سے اکیلا	شہ خاور سپہر گرد ہوا مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

لشکر ضیا و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملکہ لسترن طاؤس زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملکہ پشت پر میدان میں آکر پہونچے لشکر کو بیان فرداً فرداً میدان میں آرہا ہی دھوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چھڑی کا چھپر دوش پر بازلاو سے ہوئے دو تلواریں کمر میں حمائل خنجر کمر میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر ترکش کو جھکے ہوئے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ لسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کشتی سحر کنیزیں گلشن و سر سبز پیادہ ہمراہ رکاب میں نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سب سے آگے اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ایک گاہ شمار گرد کرتا ہوا بہا ہوا تر بیا برہنگ عیار اسکا شاگرد لنگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ایک پیادہ کھڑا اسنے کہ ملکہ سوسن زبان دراز تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بہاری زیب جسم اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ وہ میدان میں کھڑا ہی لسترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر لسترن سحر کریں تو آپ روکیے گا اور میں نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ قید کو نبیرۂ حمزہ کی تابہ کوہ زبرجد ہی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر لسترن سحر کرینگی تو بہت پچتائینگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں آکے سلحشوری دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیوں بڑھاتے ہو اگر تمھیں کچھ ہو سکیگا تو ہمیں تاسف ہوگی طہماس رک گئے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ برق وش بڑھایا مرکب طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ تیز مرکب جو برق یا باد تیز گام ایسا جو برق جا پاس تر	طرفہ دیوانہ پریزاد سے نرمی گوش و نرمی کاکل	خوشنما ایسے ز آئینہ نازک تر دستہ بیدو دستہ سنبل

تین جھٹکون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد و قامت اور چہرۂ
زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کاش پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ ای جوان وہ جو بڑے
قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار
و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نور الدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین
جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران
ہوا کہا کہ ای جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجھکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا
نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نور الدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے
حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے پر
روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور
سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہی یہی خیال ہی کہ سحر شکرین نور الدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر
اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی
رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نور الدہر نے ایک مقام پر نیزہ
کا جھٹکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا وے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کڑکل کر گرا
گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
نور الدہر نعرہ کر کے جا پڑے۔ نعرہ شاہزادہ نور الدہر

منم شاہ لشکر جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش
ہمہ دزدرز رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

و دیگر

بطفلی ز ترکش ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
لقا را بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساطور کھینچ کر

یہ کبھی پہونچتا ہے جسکے ساطور مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوے ملکہ سوسن زبان دراز جرأت شاہزادے کی دیکھ رہی ہین کہ ہزارہا کو بھیون کا بلوہ ہی مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزارہا کوہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزین جو پاس کھڑی ہین اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صنا جو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کوہی دشمن جان اور تشنہ خون ہو رہے ہین مگر کس جوش سے مصروف جنگ ہین سب لڑنیوالے اپنی جان سے تنگ ہین دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑوں سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر بھاگ رہے ہین کوئی منھ پر نہین جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہی شمشیر کیونکر برق سے چل رہی ہی گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہی پیچھے ہر مرتبہ نوبت آتی ہی کہ ایسا نہو اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائین تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہی تمام جسم تیروں کی بوچھار سے چھنا ہی لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت شل ہا کران کہتین ہمراہ رکاب جرأت ہین لاجواب حقیقت یہ ہی کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہین گذرے مجکو لشکر غم و الم نے گھیرا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی یہ بڑے قدر کا جوان کون ہی جسنے مجمع مین پہونچکر مجمع متفرق کر دیا میدان کارزار لاشون سے بھر دیا اب مین متفکر ہوں کہ کوئی بھاگ جائین افسر تو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائین ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائین کنیزوں نے کہا کہ واری آپ ایسا حکم دیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کوئی گرفتار کر لین کہا کہ مین بھی چاہتی تھی مگر دل نہین مانتا دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

بے ملاقات نہ بتاسکے کا عدم جانا ہو — آ چکین آ چکین صاحب کا اگر آنا ہو
قید ہستی سے رہا جائے یہ دیوانہ ہو — آج ہی آئیے اگر موت کو کل آنا ہو
ہوشیاروں مین گنے مجکو وہ دیوانہ ہو — رفتگی دیکھیے اب آپ مین کب آنا ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کرین جا جا کے طواف — ہم ہوں اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو
حسن اگر مصر کے بازار مین لیجائے سمجھ — جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو
دل سودا زدہ ہر بار یہی کہتا ہے — سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو
نقل کو اصل کا ساماں نہین ہوتا ممکن — دخل کیا گیسوے سنبل مین کبھی شانا ہو

رونق افزا ہو کبھی رند جو در غربت ہو / قصر جنت سے سوا میرا کاشانا ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا / زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے / بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیریں جہاں دونوں گوارا ہیں مجھے / کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشاں میں جو تو جائے واعظ / نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر کبھی آ کے جو اے رند مرے بالیں پے / ہو یقین موت نے بھی مجھ کو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں ہاں ہاں کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیوں پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نوذرال نے پھر تعاقب کیا ملکہ نسترن باغ بہار نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نوذرال پر سحر کرتی ہے طاؤس اُڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرا گئیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او کنیز بدبخت مسلمانوں سے میل کرتی ہے دیکھ تجھ پر آفت آئی ہے ایک پنجہ آسمان سے نکل آیا اور سوسن زبان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے بھی پرواز پیدا کی پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوئے سوسن کو جاتا ہے تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُس میں پنجہ اُترا نسترن آسمان پر ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اُتری سوسن کو ایک شجر سے باندھ دیا کوڑا اٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اٹھایا چاہا کہ مارے آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُس نے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا ہاتھ اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ جھٹکا یا نیچہ پھینکا کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو
ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے کو شغل سے
بندھا پایا زور کرکے کمندوں کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ تو نے بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونوں نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر نور الدہر کے
چلیں کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمک حرامی پر کمر باندھی ہے اب کہاں جاؤگی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونوں کی گردنیں بندھ گئیں کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
سنگی کے دست بستہ کھڑا ہے یکایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
قدرت شہ سے کیوں نہیں بولتے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیاں گلے آنگ بندھے ہوئے دربار میں پڑی ہیں منھ
سے نہیں بول سکتیں آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونوں باغی ہوئیں نبیرہ حمزہ کی شرکت
کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لا ڈال دونوں کو لیجا کر قید کر ہفت پیکر
نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے میں بروز منگل
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھیں کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اسکا یہ حال ہوگا
پہلو سے دیو سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونوں کو کشاں کشاں لیچلا ایک مکان میں لا کے
قید کیا زبانوں میں سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
نسترن کی زبان میں سوزن سر نگون آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہے نگہبان اس
ادا کو دیکھ کر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرا کہا کہ میں غلام ہوں مجھکو یہ غلامی قبول فرمائیے
دن بھر آنچ سے پاپیوں کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالاعلان کہہ چکے ہیں اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا میں آپ کو قید
سے رہا کر دونگا یہ ارکھنا اپنی نسترن سے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہے کہ مجھکو اس مصیبت میں
دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہاں ہے زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانیں گے یہ
سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران حال او رحم دیا خود فوراً زبان سے نسترن
کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالا پن نگہبان

منع کرنے لگا لنترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہے اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہیں تجھکو ذلیل و حقیر جانتے ہیں خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال فیروزہ صاحبقران ہیں آنکھین کا ساتھ دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے دریائے اختتام عمر طلسم گیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ سے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی سودان نکالی اور کہا کہ چل تجھکو خدمت شاہزادہ والا قدر میں لے چلیں دیکھ تو کیسے کیسے شیر وہان جمع ہیں دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر چند کہ ملکہ لنترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہو اسنے نگہبان کی پشت پر کارد سے بھر ماری کہ سینے کو توڑکر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے نکلیں پر پرواز پیدا کر کے چلیں ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہاں رہے ان نازنینان مہ جبین نے ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہے جب وہ کوس نکل آئیں اور دونون نے دیکھا کہ ساحر ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے دونون پلٹ پڑیں جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار رہا صورت زیبا کو دیکھ رہے ہیں بیتاب و بیقرار ہو کر پکارتے ہیں کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنی یہ کیفیت ہے کہ لائق بیان کرنے کے نہیں کیا بیان کریں

نظم

نکلا مست تو ٹھرا نہ اسے جز ہوس بس — نہیں اس راہ میں فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کھینے پائے ہوس سے — جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترسا تو یکایک مار ڈالو — کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل — ہماری خاک کو ہے خار و خس بس
چمن کے غم میں سینہ داغ ہے میر — بہت نکلی ہماری بیس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے دونون نے کہا کہ جاکر تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہیں یہ کہہ کو پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نورالدہر کے چلیں

نور الدہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادیوں کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں
کہ کنیزوں نے خبر دی حضور بیابان آئی ہیں نور الدہر باہر نکل آئے دونوں شاہزادیوں
نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو پر سر کوہ جا کر آفت برپا کر رہے
تصویر پر تڑپنے لگی دیکھئے اسپر وہ بیباکی کرتے کوہ زبرجدی پر میلہ ہو رہا ہے کہ یہ لوگ پہونچے اور
دوکانیں لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافوں کی دوکانیں لوٹ لیں بزازوں کے
تھان اٹھا لیے کھانے کی چیزیں اٹھانے لگے بلوا ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہے زبرجد شاہ
نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشن شال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں
نسترن و سوسن کا نام زبان پر ہے یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سامنے پہاڑ کے
پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائیں جس پتھر پر
جتنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا چند نے گھاٹیاں طے کیں تیسری
گھاٹی پر آکر پامال ہوئے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک
آتے آتے تمام ہوئے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندوں کو پہاڑ سے آگاہ کرو کہ جو خلاف
مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اسکا دشمن ہو جائیگا کوہ لال بت کو کہنا سنگ انداز جادو سے
حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کرکے جائے اور انہیں گرفتار کرکے لائے اس صحرا سے
آگے نہ بڑھنے پائیں ان نازنیناں مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے بھی نام لیکر آواز دی
پہلی گھاٹی شق ہوئی اس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوئے دو گھاٹیوں سے اہل فوج
نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدر پر
سواری نکلا چند اژدہوں پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس گروہ نے کوچ کیا اور بڑے مقابلہ شاہزادہ
نور الدہر چلا یہاں نور الدہر شب کو اسی صحرا میں اترے دونوں شاہزادیوں کی رہائی کی
سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی کچھ شعلے سے آتش نمایاں ہوئے دیکھا کہ کوہ لال اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار ہمراہ پشت پر آکر مقابلے میں اترا دن بھر سامان جنگ میں مصروف رہا شام کو حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شہزنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو دھاوا لیے پر رہے نور الدہر نہیں قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزوں کو ساتھ لیا اُن کنیزوں کو گرد بارگاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آ کر ٹھہری دو پہر
رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہاں سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی تھی اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر چھا گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مروڑ کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اُس سپر پر رکنے لگے ابر تھوڑی دیر میں
کے دیکھا کہ لشکر کو ہاں سے ایک اژدہا نکلا قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے
کہ لشکر نور الدہر میں گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آ کر آپس میں مصروف جنگ ہوا کبھی منہ سے قلابہ آتشیں
چھوڑتے کبھی آپس میں دُم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہیں دونوں اژدروں کے
جسم پر نشان بنتے جاتے ہیں تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کوہاں کے آیا تھا اُس پر
اژدر سوار ظاہر ہوا اُسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلوں میں ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدر سوار پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُس پر آگ برسائی تلواریں
گرائیں بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر میں سما نا پڑا کوئی سحر جادو گر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منہ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منہ سے شعلے چھوڑنے اور دم کھینچا نسترن بھاگی
اژدر نے انکو کھانے منہ میں لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آ کر اسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزیں دوڑ کر دربار گاہ سوسن زبان دراز پر پہونچیں
پکارنے لگیں کہ اے ملکہ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اُسنے ملکہ
نسترن کو دہن میں لے لیا اب لشکر میں گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھیں راہ میں کنیزوں نے
سب حال بیان کیا لشکر میں آ کر دیکھا بیچ لشکر میں اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانیں
پامال کر رہا ہے سیکڑوں خیمے گرا دیے رہنے والے خیموں کے دہن اژدر میں گئے اور

خالی پڑے ہیں زمین پر لوٹتے ہیں اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کرکے دوسری بارگاہ کیطرف
رخ کرتا ہی سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیوں اسقدر بدعت کرتا ہی خوف خدا سے نہیں
ڈرتا ہی یہ بندگان خدا بے گناہ ہیں جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لا نسترن کہاں ہی اژدر
نے جواب دیا کہ ای سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر نے کو وا تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکے کئی پنچھی پیدا ہوے وہ پنچھی آکر ملکہ سے
لپٹ گئے اٹھاکر لے چلے جب بلند ہوچکے لوگوں نے دیکھا کہ کوہان کمر میں ملکہ سوسن کی
پنجہ دبائے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپیں پنجے سے اسکے چھوٹیں
دونوں سے آپس میں سحر ہونے لگا اسنے کارد سحر پھینکی ملکہ نے اسے توڑا اسنے کو امارا ملکہ
نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے کئی سو
اژدر سوار لے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اسنے گردن کو کاٹا کوہان سوسن پہ
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑلوں ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ میں ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اسکو جھٹ ڈالا طرف زمین کے پھینکا وہ دونوں ٹکڑے اژدر پہ گرے اژدر کے دو ٹکڑے ہو
شکم سے اسکے کئی سو جادوگر نکلے جوں جوں ہوا انکی قوت جسم میں آئی نسترن بھی دریا سے
خون میں غوطہ مارتے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤں
میں رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نسترن نے سحر کیا وسط ہوا پر رک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی نسترن نے پکار کر کہا کہ بوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دونوں کے مارلیں گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
میں سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ میں سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پہ ہاتھ رکھا اس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہکر پھینکا کہ او مبہوت بے مثل غنچہ
کے دل تنگ رہ اور مثل پتوں کے ہاتھ ملا کر یہ کہکر دونوں چیزیں پھینکیں سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزارہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخوں کو
جنبش ہوئی صحرا میں بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کررہا ہی کہ
ایک نخل کلاں پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اسنے پکار کر کہا کہ ای کوہان ذرا اس طرف

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز میں عجیب درد تھا (نظم)

غافلو باغ یہ نہیں دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وتش	اس چمن کی بہولے بھی نہ دکر
آستین زن چراغ عقل پہ ہو	خاک جب ہوگئے قدر عنقا	تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ	جب مٹے مہ وشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد	جب ہوئے خاک صاحب کاکل	تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان	ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان	گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان میں گل ہوا اظہار	نرگسی چشم میں جو فرق ہوئین	چشم نرگس کھلی ہے سوے زمین
شاخ پر ہے جو سیب سیب چمن	کسی محبوب کا ہے سیب ذقن	عندلیبوں کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان	خاک میں گلرخان جو سوتے ہین	باغ میں آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم	ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم	جب ہوا سر صرِ خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر	اسی اندوہ میں کرہ جو قبا سرکا	گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہیں ہے قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

اس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگا کے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے جی بیکل ہوگیا اور اس عالم یاس میں ایک چیخ ماری پکارا اٹھا کہ اے ملکہ عالم کیا اشعار سننے میں دل پھٹا پڑتا ہے ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن میں آپ کا تابعدار ہوں فرمانبردار ہوں ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہو لیس اب یہان سے سدھار و طرف کوہ زبرجد کی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اس تصویر کو توڑ ڈالو اس سے قدرت پیدا ہوگا تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہے کہ تمھارا رتبہ بلند کرین یہ سنکر کوہان بھی آنکھیں سرخ ہوگئیں آسمان سے اتر اشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو خداوند نے سب کو یاد فرمایا ہے اسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا جھوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر چھپتا ہوا طرف کوہ زبرجدی کے جاتا ہے ہر منزل پہ شب کو اتر پڑتا ہے صبح کو جو اٹھتا ہے اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہے لشکر والون پر تاکید کرتا ہے کہ یارو اب جلد قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہے

اُسی وقت لشکر تیار ہوتا ہے سب سفینے باندھ کر ساتھ ہوتے ہیں اُسی جوش و خروش میں دن بھر سیر و سیاحت کرتا ہے ہر جنگل میں ٹھہر جاتا ہے کبھی سوسن کو یاد کرتا ہے جہاں گل و غنچے پر نظر پڑی وہیں عارض یاد آئے ہیں یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگتا ہے

نظم

دام سے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے — داخل کیا باغ میں بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یوں لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو — جس طرح سے کوئی اک تیر نگہ کا چھوٹے
ہے وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار — دست اطفال سے اب تک نہیں پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل ہے شب زندان میں — قیدی کی خیرات میں امسال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال — کس طرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت میں رہیں سب سے ملاقاتیں ترک — اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہے قریب اتنا قدم رنجہ کرو — پاؤں کی مہندی تمہارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدوں پر ظالم نے — نامہ بر ہاتھوں کے پاؤں میں حنا ملکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا میں نے غنیمت جانوں — جان ہی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل میں بھی — پردے سے آنکھیں نہ تیرے آتے ہی دلبر چھوٹے
خوبرویوں کی محبت کا برا ہے انجام — تجھ سے لیکا یہ کہیں اے دل مضطر چھوٹے
پستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا — جو تعلی کے نکلے مضموں وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کسی بار پڑی ہے اے زار — بیشتر اس سے بلا دو کہ اگر چھوٹے

اسی جوش و خروش میں جو سکے دن قریب کدہ نہ بر جاری کے پہنچا یہاں وہی میلہ جما ہوا ہے مرادمند حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا جلد مرادمندوں کی مراد دیتا ہے صاحب اعجاز و کرامت آپ ہی تو ہو کہ وہ سب خدا و بندوں کا باپ ہی ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد میں کامل ہو بیٹی ساحری و حشمت کیسی خدائی کر گئے آخر ناچار ہو کے مر گئے اب آپ خداوند ہیں ہم سب دردمند ہیں کیا مرادیں پوری کیا کیجئے ہو اسی مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو ایک سیلے میں ٹھٹھ ہوا فریاد فریاد یا غیاث کی صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالموں کی

ہاتھ سے بچا سکتے ایک ایک ہی میں دیو بتمال فیل مثال ہو تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد ذرا دیکھ تو
کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں شہر والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر مستعد ہیں زبرجد شاہ
سامنے سے تصویر کے ہٹا اور تصویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیادل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دور کالے گھوڑوں پر
سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس شخص کے قریب پہونچے ملنا سب پکڑی اور کھینچ لیا یا ستون سے
ٹکرا دیا جو سامنے میں تھے وہ دب کر مر گئے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یوں پامال کیا اہل شہر کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجد کو کہا کہ ان کا کیا رتبہ
ہے کہ او بیٹھا تو تاجدار بنا بیٹھا ہے زبرجد کوہ آ تو تیرا تاج اتار دوں تجھکو رسوا کر کے ماروں زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مال دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا حضرت خداوند
کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اسکے ساتھ ہے سارے شہر کو ویران
کر دیا ہزار ہا آدمی مارا گیا دیکھیے لاشے پھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے چلے
ہیں مجھکو کلمات سخت کہہ رہا ہے زبرجد کوہ بلاتا ہے نہایت بلبلاتا ہے حکم ہوا کہ ای زبرجد
زبرجد کوہ جاؤ دیکھو تمہارا کیا کرتا ہے فوراً آپ پریشان ہوگا تم راہ راست پر ہو تمہارا وہ کیا
کر سکتا ہے تم بار دولت کو بچاؤ مانگتے ہو اور وہ باغی ہو گیا ہے آسیب بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جا کر سامنے کوہان سے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھو لے شہر کو کیوں برباد کرتے ہو
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر کج کیا ہنستا ہوا چلا
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
ہے زبرجد کوہ نہ جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہہ رہا ہے کہ بار ہا مجھکو
خداوند نے کہا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے یہ سختی اترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کدھر ارادہ ہیں آیا ہوں زبرجد نے جواب دیا کہ ای کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت کبھی تمہارا ساتھ

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان پتھر کا نپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرماتے ہیں وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہتے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہے قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرات
سے جھومنے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بہادر بڑھو حملہ زرجابر کی طرف کوہان پرسے نے
گینڈا بڑھایا کہ اسپر کئی پھول برسے تھے زرجابر شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیروں پر یہ کہکر گرا کہ ان نامردوں کو کیوں جانے دیا زرجابر کو
پکڑ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زرجابر بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوندا میں نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روانکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے میں بہادر کے نیچے کوہان
مصروف جنگ ہو ایسا نہ ہو کہ بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت پچتائیگا زرجابر شاہ
تو پشت دیو پر ہو کے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارہ شاہی میں جاکر تخت پر بیٹھا اور بکنا
بتانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہے کہ یہ ہفت پیکر جو خدا بنا ہے کہتا ہے کیسا
خداوند ہے مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے تصویر کے آواز آئی کہ او بادہ گر لیا
بیہودہ بکتا ہے عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زرجابر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور
پھر آواز آئی کہ اے بندگان من قدرت مردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہی
زرجابر تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہے یہاں تو یہ کیفیت ہے وہ کوہان کوہان بہادر سے
آکر لپٹ گیا گھاٹیاں پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھاٹیوں کو طے کر کے بالاے کوہ پہونچا ڈیڑھ لاکھ
جوان ساتھ میں بہادر پر بھی ہیبت کرتے ہوے تصویر پاس تک کہ اتنی ایک تصویر کی نقل
جابجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے رہ اندر آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جھجکا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تقصویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ چھم کر کھڑا ہو الغرض آسمان سے جھونکا ہوا کا
سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جبھی پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی
کوشش کی کہ جھونکا ہوا سے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو سپید سحر ساحر کر دیا تھا
قدرت سے اس سحر کو مٹایا خود اس مقام پہ آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں پھینکا
دونگا تجھکو یہ وجہ کیوں غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تقصویر نے چلا چلا کے باتیں
کیں وقت وہ ہی کہ نورالدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن و سوسن دست راست
اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر جلا رہا ہے کہ
میرے سحر کو مٹا رہا ہی میں نے پھولوں کا سحر ساحر کر دیا تھا اور میرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
شکست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اسی بات پہ آمادہ ہوئے
اب بالا سے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہان مٹا اب
کوہانکا بچنا دشوار ہی آسنے خود سحر کیا آسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑوں میں
آواز اسکی سن رہی ہوں کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہان کو دروازے پہ دیر کے روکا ہی
وہ ٹہل رہا ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جاؤں نسترن نے
ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلا سے روزگار ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں
پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی نا ممکن ہوگی ملکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پہ آوازیں تقصویر
نے پھر دیں کہ اے کوہ زبرجد ہی اس گنہگار کو لینا اسکا تیرے حکم میں مقام ہی کوہان اسکا نام
ہی یکایک پہاڑ شق ہوا پھر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوے اُن گڑھوں میں سیاہ
پیدا نہ جیسے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلان میں گرا وہیں غار کا بند ہوا آواز آئی
زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہو کر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا یا
قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تقصیر نہیں کرتا ہوا چلا بالا سے کوہ پہونچا سامنے تقصویر کے آیا
عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت
و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے مسلمانوں کو عجیب حال زار میں دیکھا

آپ کے پرستار جو خواص تھے انکو پانچ رنگ کا رنگ میں دیکھا طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہے
تصور پڑھنے پر غصہ آواز دی کہ ادب سے اور خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
ہمارے سننے میں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیکوں شایستہ
کے ہو اور جہنم واسطے گنہگاروں کے تجھکو کارخانہ قدرت دکھا دیئے تو نے جو قدرت کو برا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اسلئے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تعجب نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جاکر نور الدہر کو روکے یہ دونوں
جوان طرف صحرا گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہے کہ ان دونوں کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہے یہیں رک جائیں وہاں تک جانے پائیں کیا عجب ہے نور الدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو توسن پہونچا لے یہ دونوں دریا گرداب میں پہونچیں سکے
کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آتے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آ سکے
ٹھٹھا دے زبرجد نے کہا کہ میں جاکے تدبیر کرتا ہوں یہ کہکے اپنے دربار میں آیا آکر اسنے ذکر کیا
کہ قدرت نے فرمایا ہے کوئی ساحر یا جادوگر ایسا ہو کہ جاکر نور الدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا میں ایرج اترا ہو اس جنگل کا صحرا کشت و خون نام ہو وہاں سے ہٹا دے اور آگے
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دریا گرداب جادو میں جائیں لیکن
قبل سے اگر روکنے والا رہے تو بہت مناسب ہے خلخال جادو ساحروں میں سے زبرجد
ہو وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہکر کہ اے شہنشاہ وہ آفت برپا کروں کہ صحرا سے وہ خود بھاگیں
پھو سنچال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اٹھی کہ بہن تم جاؤ میں سحر تمہارے آتی ہوں خلخال اسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلہ نور الدہر چلی یہاں نور الدہر اترے ہیں صحرا پر بہار
چشمے جنگل [illegible] صبح کو دیکھا یک شیر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار عجب ماجرا گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہوگئے درخت باغ سرسبز و شاداب تھے یا پتے زرد
مثل [illegible] درختوں سے گرتے ہیں جنگل میں اڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اڑ رہی ہے
صحرا ویران لق و دق دشت و میدان لشکر ان نے دیکھکر خوش ہوئی کہ کوئی بلا آئی ہو اسکی دریافت کرے

آئی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہوا ہی شبرنگ بولے اگر وہ کے آتشیں ہونگے صحرا تپ رہا ہوگا
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو تو شگفتہ
نسترن اوٹھی صنوبر نے کہا کہ لو میں بھی چلیوں کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جاکے دریافت
کیے لیتی ہوں یہ کہکے نسترن باہر نکلیں صورت صحرا کو دیکھکر دست بدندان ہوئیں کہا حضور میں پہچان گئی
یہ کہکے دستک دی صحرا سے پوٹلا گرد کا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ادے جاکے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو صحرا کیوں ویران ہو گیا
چشمے کیوں خشک ہوئے درخت کیوں خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب کہا گا غائب
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے میں بی خانخال آکر اتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے آدھون
نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ صحرا ویران ہوگیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا
آب و دانہ اس جنگل میں جانوروں کو نہ ملیگا غلام آپ کا جاکر سب سامان دیکھ آیا ہو تنہا سنہ
میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نسترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کنار
لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوئے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا وہ
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیاں پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر برسنے لگا
چشمے چھپر پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دھماکا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے چھپر پانی تو مملو ہو آب سے تھے یا خشک ہوگئے پھر خاک
اسطرح اڑنے لگی بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چمکی اب حرارت نیر اعظم کی بڑھنے لگی تھوڑی دیر
عرصے میں اسقدر زیادہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخیں ٹوٹ ٹوٹ کر تاب کھا کر
گرین گل بوٹے مرجھائے غنچوں نے دہن اپنے بند کرلیے رنگ پھولوں کے اوڑے درختوں سے
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آگیا تو پھول کر زمین پر گر پڑا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے
ہر چند کہ دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کردوں پانی برسے چشمے چھپر مملو ہوجائیں مگر
ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہی تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایسی بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ

اور لخت لخت ہوا جاتا ہے ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہیں ایک مقام پر جمع نہیں ہونے دیتا کہیں دستے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے انگلیوں سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ لنسترن مجبور و ناچار ہوئیں ملکہ سوسن یہ کہکر اٹھیں کہ کیوں ابر نہیں آتا منتشر ہوا جاتا ہے یقین ہے کہ یہ سحر خلخال جادو کا ہو اسی کے سحر میں یہ تاثیر ہے کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہیں جمتا مگر اب میں سحر کرتی ہوں تم ہٹ جاؤ یہ کہکر لنسترن کو ہٹا دیا اور آپ آگے بڑھیں جھولی میں ہاتھ ڈالا کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اس کاغذ پر ڈالا اور اس کاغذ کو اڑا دیا آواز دی کہ اے ابر بار سیہ رو جا کر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہوں اور وہ بدحواس ہو جائیں وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بیٹھی سحر کر رہی ہے کہ لشکر والوں نے اسکے دیکھا کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اسکو معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوئے لشکر میں فریاد و فریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہیں آسمان سے آگ گر رہی ہے اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ ابر کو پلٹا دوں ابر نہ پلٹا جما ہوا ابر برس رہا ہے عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑوں برف میں دبے سیکڑوں آگ سے جلے تھوڑے عرصے میں ہزاروں کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوئے کچھ آگ میں جلے گھبرا کر خلخال نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ آگ کی دیوار کھنچی ہے جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہیں آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہے جس طرف لشکر نور الدہر کا تھا ادھر راستہ ملا سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوئے آتی ہے اور ابر برستا ہوا بھاگا ہوا لشکر آتا ہے مقابلے میں نور الدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا جب لشکر خلخال کا مقابلہ نور الدہر میں پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئیں خلخال مقابلے میں اترتی اترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن و لنسترن ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میں نے سحر بھیجا تھا تمنے اسکو کوشش کر کے پلٹا دیا اور کتنی ہزار آدمی میرے لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلخال میں

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی
حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات تیاری
ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان
کو لیکر قلعہ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونوں لشکر میدان میں آگئے اُدھر
سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار میں آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی
بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران لرزاں و ترساں ادھر سے
لشکر نورالدہر بصد کر و فر میدان کارزار میں آکر پہونچا لشترن و سوسن جادو سانڈنیوں پر
سوار آئیں۔ خلخال دیکھ رہی ہے کہ لشکر جمنے لگے صفیں آراستہ ہوئیں اور جنہیں لڑیوں نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھٹکھٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار میں جاؤں کہ یکایک
زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ لشترن طاؤس سے گرتے سنبھل کر اُٹھیں اور ہزارہا کنیزیں زمین پر
گریں پڑی تڑپ رہی ہیں اٹھ نہیں سکتیں نورالدہر کا گھوڑا اب لگامی کرنے لگا چاہتا ہے
کہ بیکل بھاگوں نورالدہر ہر چند روکتے ہیں مرکب نہیں رکتا رانوں میں تھامے ہیں چاہتا ہے
کہ طرارہ بھروں یا الف ہو جاؤں نورالدہر نے کئی کوڑے مارے لشترن نے دیکھا کہ زمین
کی جنبش بڑھتی جاتی ہے لشترن نے بڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزیں جو گری
تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھیں اور سنبھلیں
سامنے لشترن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپتے
رہتے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آہا اسکی بہن کی ہے جسکا بھوبنچال نام
ہے یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پھٹا ابر بنکر لشکر بھوبنچال
جادو پر جاکر برسا لشکر میں بھوبنچال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھوبنچال نے
بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہیں کرتی
آکر کہا کہ بہن شکر ہے جو پہونچے ہیں میدان میں جاؤ میں شاہ حریف کو تہ و بالا کر دونگی
میں یہاں سے پانچ کوس پر بھی وہاں جاکے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مر

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابرہشا ورتاگ پرسا سوقوت ہوگی آپ
تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن پھر وہ گروہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جاکر
ٹھہرے تب جاکر راحت حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت سے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا
سے ہٹا دو یہان نہ اُترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہان بڑی بڑی جادوگرنیان
جمع ہین اگر انکے مقابلے مین رنگ سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایسا
گرمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ماہ لنتترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے
کو نیشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منہ سے شعلے چھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے
قریب لنتترن آئے لنتترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے
لنتترن نے اور سحر کیا شعلہ بھڑک کر سامنے کھونچال کے پہونچے کھونچال کے سامنے وہ
شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرے کئی ہزار ملازم خلنخال و کھونچال کے
جلے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ منہ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ
پر اشارہ کیا مار سیاہ کٹکر دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہوگیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی
آگے خلنخال چلی بلاتی جاتی ہو لنتترن بھی اُسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے
غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان رگاکر لیگئی شبرنگ لشکر
ساحر چھپتا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس لنتترن کے
پہونچایا کہا لو آ زبان مین سوزن دے دو ایسا نہو کہ تمکو تکلیف ہو لنتترن نے سوزن
اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے
توڑ کے ہاتھ مین لنتترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہوگئے پاؤن مین بیڑیان پہنائین چاہا کہ
سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے کھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ کھونچال کی صورت بنکر
نمایان ہوا آواز دی کہ یہ کیا کرتا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ لو ایسے سیکڑون شعبدے
یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان
جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا لو ادیکھو بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک خلنخال کے مرتے ہی لنشترن کے جسم سے وہ تیر دور ہوئی
لنشترن نے کہا کہ اے شبرنگ یہ بڑا کار نمایاں کیا آپ نے ایسا سحر کیا تھا کہ میں اپنے ہوش میں
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دے لی ہتھکڑیاں بیڑیاں خود پہنیں اگر اپنے ہوش میں
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنشترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤں میں خلنخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار میں آکر پہونچا کھوسنجال نے مرنے
کی آواز خلنخال کے سنی تھی سمجھی تھی کہ شاید میں نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنشترن اور پیچھے شبرنگ پاسے خلنخال میں رسی باندھے ہوئے دیکھ کر
کھوسنجال نے ساحروں کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شبرنگ
و لنشترن پر آپڑے لنشترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نورالدہر تلوار کھینچ کر کنارہ پر جا پڑے سوسن قریب نورالدہر آئی جو جسے سحر
نورالدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیاں
اسباب سحر ہاتھ میں لیکر آکر مل گئیں لشکر کھوسنجال میں زلزلہ پڑ گیا کھوسنجال بھاگتی پھر رہی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں وہاں کوہ زبرجد کی پر [illegible] سنگی میں سنے
ہفت پیکر آواز دے رہا ہے کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہوں پکار پاس
زبرجد سے کہا کہ تو غضب ہوا خلنخال قتل ہو گئی کھوسنجال بھاگی بھاگی پھر رہی ہے کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہے کہ جا کر سر
نورالدہر کا لائے زیر کوہ سکان فیل و سکندر ہو رہا ہجوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ اے
بادشاہ میں جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ شتابی حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان
لے کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اس وقت پہونچا کہ
کھوسنجال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں یہ تو لی
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
کھوسنجال پر نعرہ کیا کہ ارے کیوں گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ [illegible] دیکھ [illegible]

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہے کیوں گھبراتی ہے میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے
پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ تھا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں
رہ گیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے [illegible] ہو کر خالی دیا خالی دے کے جلد [illegible]
کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور بیچ سپر کے گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور بیچ گرا سے گیا سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہے وہ سب لڑائی میں مصروف ہو گئی طہماس نعرہ کرکے جا پڑا ساطور کو
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر
نکل جائیں اب کچھو سنبھال اور زیادہ پیدا اس ہوئی ساتھ والوں سے کہ رہا ہے کہ [illegible]
غضب کی بات ہے کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پہنچی طہماس نے یوں مار لیا کہ پیچھے بازے کے
پیچھے سے صدہا [illegible] پہنچی ایک ضرب ساطور دو پر کاٹ لے ہوئے فوج بھاگ اسے ہے لیکن بیدل
ہو رہی ہے سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سب نے کہا کہ آپ نعرہ کرکے آگے بڑھیں تو
اہل فوج جم کر لڑیں یہ سنتے ہی کچھو سنبھال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت دینی ظاہر کرو اور مسلمانوں
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہے کہ یارو منہ کیوں [illegible] چہار جانب سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو کچھو سنبھال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نور الدہر بہت کم ہے دونوں جادوگرنیاں ایک جانب جانبازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر دیکے
ہزاروں کو مار ڈالا صحرا میں خون کے دریا بہہ رہے ہیں نور الدہر طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں
سوسن نے پڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلواریں گریں نیزے برسے خون کے دریا
بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہیں سب جادوگرنیاں ساتھ پہلوان گیر سے ہو
نور الدہر کو جو لڑتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے برادر نہ گھبرا میں آپہنچا یہ کہکے نعرہ کیا: لشکر ایرج

الامان ایرج آن آفتاب منیر نزولش قضا [illegible] سعادت	کہ صاحبقران عجم و آفاق گیر اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	چو تیغ علی بر کشیدہ از غلاف [illegible]

اس طور سے اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سنا مگر پری وعمرو جو بشکل ایرج بین سے تھے جس وقت بھو چال کو پہنچ آٹھانے گیا اسی وقت لشکر سے نکل کر بھاگے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونوں جوان گھوڑوں سے اترے ایرج اپنی جانب سے اسے بلاتے ہیں اور نور الدہر اپنی جانب اس نازنین نے کہا کہ میں نور الدہر کے واسطے ہوں ایرج کے واسطے میری بہن ہے مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے اور کم سن میں اسے بلوا دوں اسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اس نازنین نے آواز دی کہ اے گل پیکر چلی آ ایک نازنین اس سے بہتر درمیلے جو اہر میں غوطہ زن آہستہ آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طاس کے چند اشعار گائے طاس بھی گیند سے اترے اس نازنین کے ساتھ ہوئے شہرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر سامنے نور الدہر کے آیا شارہ کیسے عرض کی کہ اے شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اسنے آواز دی کہ اے طرارچمن میرا عیار تیرا خواہان ہے تو کہ پہلوئے جنگل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شہرنگ کا تھام لیا اور آنکھیں ملا کر شہرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہیں تو دل کبھو دار پہ پیے ہوئے	پھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کو لیے ہوئے
آ گئے ہوش میں تو تاک اس کا ساتھ بھی ہوئے	اب تو نشے میں جلتے ہو زخمی کیے ہوئے
جی ڈوبتا ہے اس کو سپہ تر کی یاد میں	پایان کا عشق میں ہم مرچکے ہوئے
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو بہے	پڑتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوئے
کافر ہوئے بتوں کی محبت میں نیم جی	سبھی میں آج آئے تھے قشقہ دیئے ہوئے

شہرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شہرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا ان چاروں کو لیکر چاروں نازنین چلیں چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صدا سے سیتا کی آئی خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اس جنگل میں دھواں چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس دھوئیں میں صدائیں مہیب آئیں بعد تھوڑی دیر کے دھواں برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا نہ دوست کا لشکر ہے نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہے عمرو و برق جنگل میں دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہفت پیکر آپکے سبب کو لے گیا اب آن سبکا پتہ ملنا دشوار ہے چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدہر و طہماس و شہرنگ نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہو گئے نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا اپنے کو بالا سے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہے تصویر سنگی باتیں کر رہی ہے نور الدہر و ایرج و طہماس و شہرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی کہ ای بندگان من کہو تمکو حاضر ہوئے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہیں ای زبرجد شاہ انکو قصر عشرت میں لیجاؤ چند سے چین کریں آگے بعد سزا تجویز ہوگی بھو سنبھال کو اس اس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی ہے سزا واجب و لازم ہے دیکھا کہ ایک زنگی بھو سنبھال کو لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ آتی تھی میں اسکو پکڑ کے جبر سے لائی ہوں راہ میں آتے پڑتے بڑے زور کیے جب میں قدرت کا نام لیتی تھی زور اسکا کم ہوتا تھا بمشکل بالا سے کوہ زبرجدی پہونچایا تصویر نے آواز دی کہ یہ چار دیب کشش قصر عشرت کی ہے آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر خاموش ہوئی نور الدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دیوان خانہ ایک آواز دمامے کی آئی صامت اس دمامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنینان مہ جبین برائے ملاقات موجود ہیں دیوان چوبیٹا نور الدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہیں ہیں چار دن آدمی بیقرار ہو گئے پریشان ہوکر پکارنے لگے

نظم

وہ لطافت و ستمگری جس پر نگاہ کرتے ہیں — جو ذرہ ہو تو آسمان رشک ماہ کرتے ہیں
تمہارے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی — تمہاری راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں
چھری سے کم نہیں ترچھی نظر حسینوں کی — حلال کرتے ہیں یہ جو نگاہ کرتے ہیں
ہزار شکر رسائی ہوئی ہے ہم تک — خدا نے چاہا تو اب بہت سے یاد کرتے ہیں
کہاں کا عشق محبت کسے ہے کیا پیار — جو قول ہارتے ہیں اسکا نباہ کرتے ہیں
سزا اٹھائیں گے عاشق کے خون ناحق کا — عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہیں

مری طرف سے ابھی دل میں راہ ہی کچھ ہے
غفور اسکو سمجھے ہیں تجھکو کیا و غلط
فراق یار نے ہمشیار کر دیا اسکو
غرور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہیں
شب فراق میں ہے قد نالہ تک جسکا
خضر بھی وادی الفت میں تھک کے بیٹھ رہا
کسی کو کیا جو سبب کار ہیں ہم اے زاہد
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دل میں درد ہی کیا

ادھر سے بھی وہ گذر گاہ گاہ کرتے ہیں
ثواب کرتے ہیں ہم کیا گناہ کرتے ہیں
وہ بیخبر ہیں جو الفت کی چاہ کرتے ہیں
جدھر کبھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں
وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں
وہ با تمرد ہیں جو طے یہ راہ کرتے ہیں
ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہیں
پڑے کراہتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں

کہ اندر سے قصر کے چاروں نازنین نکلیں پشت پر آئینگے دو دو سو کنیزیں آ کے ان لوگوں کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر یوں گذرتا ہے شام کو یکایک سنبھال آ کے اس مکان میں جا رہے گشتی کرتی ہوئی جا روب کش سر کے سامنے نور الدہر و ایرج کے آ کے کہتی ہی کہ اے شہریار آپ پر عنایت قدرت ہے ہماری خطا معاف کرائیے نور الدہر و ایرج جواب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونوں جادوگر ہاں نور الدہر کے ساتھ کی لشکرن وسوسن اور ساتھ والیاں ایرج کی گلپوش و نوسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا میں بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان میں پایا شاہ پور لشکر ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش میں ہو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوئے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی شکل قیدیوں کے ہیں ایک نگہبان سیاہ رو تبر در دست دروازے پر اس مکان کے بیٹھا ہے بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہنچاتا ہے شاہ ہما پوتا کہتا ہے کہ بہتر اسی میں ہے کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کوئے دینداری جواب دیتا ہے کو جسپر لعنت کی اسکو کیا سجدہ کریں اسکے اختیار میں ہیں جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ و برق جو لشکر سے نکل کر بھاگ گئے تھے صاحبقران ایک صحرا سے سبزہ زار میں اترے ہوئے ہیں ترکتا ساتھ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ خواجہ عمرو و برق نہ چاہئے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہی ذکر ہوتا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ خواجہ و برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد کوئی کسی سے
مقابلہ نہیں پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم
کیا گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے تحفہ جات پا چکے ہیں
فکر کوچ میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنی ایرج نوجوان و
نور الدہر بن بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کر کے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کئے قریب لشکر قیصر ہوا تھا جادوگرنیاں عمدہ عمدہ مکین ہو
صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت بہیکران شیروں کو گرفتار کر کے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا تو قاسم نے کہا کہ وہ شیر بیشہ
شیروں کا شیر کب رکتا ہے انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قبلہ و کعبہ
اسکو جا کر رہا کر لینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہتا نہیں سے گئے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس میں
دست بدستی و دست چپی بگڑا چاہتی ہیں فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
نہ آوے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ کبھی ایرج بھی بے عقل ہیں اور نور الدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ یہ صحرائے گرداب نشان میں جا کر
کیا کریگا طلسم کشا کو خدا وہاں پہونچائیگا تو حال لوح آپ کھلیگا میں جا کر رہائی ایرج و
نور الدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے حمزہ انکا قید ہونا
بہت شاق ہے انشاء اللہ چل کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجد کی کے اتالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اسی وقت اتالہ بارگاہ کا لدوایا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شیر بنگ تازی پر

مالک بادبان شکین پہ تھوڑے عرصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اشقر
بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمر نے کہا
کہ بخیر و عافیت ہیں لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہو کہ انکا
بھی طرف صحرائے گرداب نشان کے جانے کا قصد ہے امیر نے فرمایا کہ ہم نے صحرائے
گرداب نشان کو ترک کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلدار چلے یہ فرما کر چاہتے ہیں کہ گھوڑے کو
بڑھا دیں کہ بیابان دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جھومتا ہوا پیشتر
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھاتے ہوئے آتے ہیں وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ میں ہم سالوس فیل پیکر یا
صاحبقران حکم خدا و شاہ ہے کہ ان صحراؤں سے نکل جایئے آپ کی بہ راست تا بہ قدرت پہنچ کی
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے ہم فتح طلسم کی فکر میں ہیں
انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہیں اس مقام سے بھی تو سکو جھکا دینگے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان میں آکر شورش کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے رواروی
کرتا ہوا آتا ہے ایک عیار طرار اسکا رو غدار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلدستے کے آراستہ
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہے اور کسکے مقابلے کا خواہاں ہے
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
روکنے آیا ہے اور امیر با توقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہیں نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہے ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اس نے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لاتا ہوں یا سر کو قدم اقدس
پر نثار کرتا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اٹھایا مرکب بادرفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھیکوں میں آیا آکر مقابلہ سالوس میں پہنچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
آکر ٹھہرا عیار کو جست و خیز کرتے سپہر برق نے دیکھا خواجہ عمر سے عرض کی کہ دوستا
آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطافت سے آیا پہلو میں آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا میں ملاحظہ

کس خاندان سے ہی خواجہ دیبرقا تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہی یہ ارابیلے تو سرخ و سفید کے جو ساتھ
ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی اور نہایت جوان کم
معلوم ہوتا ہی ساوس دیو ہی خدا اسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
یہ چاہتا ہی کہ جا کر نقابدار کے بدلے ساوس سے مقابلہ کرون لندھور نے عرض کی کہ
آقا سے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے شخص صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
ساوس سے نگاہ دوزن ہوا صاحبقران بغور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چھ قدم ساوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے اڑا ہوا کہا
کہ او طفل بے ادب حربے کرلے کہ تجکو حسرت نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
آخر ساوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر کھینچا ایسا کہ نیزہ ہاتھ سے ساوس کے
نکل گیا ساوس نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تیغ نیام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے نقابدار
پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار ہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
تلوار کو اسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو بچا کر پر ہاتھ مارا شب سے تلوار گذر گئی شل خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو سے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر
کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے تا کہ
کمیدانون اور رسالدارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی شمشیر دیلمی
سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کر اسکو گرا دیا کبھی
حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے
نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوتے ہین عیار
حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بنگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ استاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے دو ہاتھ ایسے کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کر کے زخمی کریں اُسنے حقہ
مار کر خنجر منقش کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہو جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغ زن اے سپاہی عیار پُر فن ہو نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صفائی سے اسپر بچا کر تلوار کو اسکی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع
علم علمدار کو قتل کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر پیر اُٹھے پڑاؤ پر آئے نقابدار
پڑاؤ پر بھی جا پہونچا خیموں میں آگ لگا دی خیمے جلنے لگے بڑا لوٹ لیا آخر ان سب نے مشکل کا
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ اے بہادر کیا کہنا
کس لطف سے لڑے کس زور و شور سے سالوس کو مارا لیکن میدان میں آکر اسکو للکارا ہم
چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ اے شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیوں ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہے کہ آپ سے امتحان کرے یا آقا تہا سے صاحبقرانی غلام کو ملیں تو میں بھی
بعہدہ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اے نقابدار بہادر جب مزاج
میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقابدار نے کہا وقت پر موقوف ہے ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہے صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایاں ہاتھ سے نہ ہوا جب سند کے ہوں تو البتہ
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
میں آئے جو اشیا کہ باعث صاحبقرانی قرار پائے ہیں مثل افسر دیو زاد و تیغہ صمصام و مقام
و نیمچہ سہراب و پیل و سپر گرشاسپ و جوالن و گرز سام بن نریمان جب میں نے پیدا
کی ہفت کا سفر کیا اس وقت یہی آکر پائے تب یہ شعار صاحبقرانی پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہے فرزندان دلبند بڑے بڑے زور و شور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر
عنایت پروردگار سے انکو زیر کیا اور یا نہ بچا سکے ایک نقابدار زرین پوش آخرین تیغ کا
حوالات آتا ہے اسکو البتہ مثل اپنا پایا ہے جس دن اس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اسکا البتہ خیال ہے اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہیں سب فخر آپ کو زیبا ہے میں بھی خوشی میں شریک حضور ہوں مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہیں جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے چاہا کہ سوال اس سے کروں کہ آج تمہاری دعوت ہے کہ عیار نے عرض کی کہ اے شہریار بس اب چلیے زیادہ باتیں کرنا مناسب نہیں صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمہاری دعوت ہے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والوں کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف اطراف کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ اے عادی نکل جا کہ گھڑی رات رہے سے اثالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونوں فرزند قید خانے میں کیسے گھبرائے ہونگے یقین ہے کہ انکو ہلاک نہ کریں زیر کوہ زبرجد بادکی تلوار چلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا اور بڑا پہلوان عادی اثالہ بارگاہ کا لیکر تین کوس آگے بڑھ گیا خواجہ برق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جا کر عادی کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آ کر اسکو گھیرے ساحر اور پہلوانوں کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہیں اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے شہریار آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ فرزندار جمند کو گھیرے ہوئے ہیں اگر میں رات کو جاؤں تو وہ جانیں گے کہ بھاگا جاتا ہے لہذا انکو کچھ سو روپیہ وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیئے خواجہ عمرو نے وہ پانچ توڑے پا کے خوش ہوگئے اسی وقت برق کو ساتھ لیکے تلاش میں عادی کی بیٹھے صحرا میں آکر دیکھا کہ عادی جنگل میں اترا ہوا ہے بارہ ہزار قزاق بیچ میں ہیں اور بارگاہ سلیمانی کا قزاقوں کے گھوڑے جنگل میں چھوڑے ہوئے ہیں قزاق درختوں کے نیچے پڑے سو رہے ہیں سامنے درہ کوہ تھا خواجہ و برق ایک درہ کوہ میں آکر کھڑے زلف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار اور پچاس ڈیڑھ لاکھ جوان خنجر بکف ہاتھوں میں پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا کہ یا شیاطین مسلمانان حکم قدرت کا ہے کہ اثالہ بارگاہ کا چھین لاؤ اسم قرطوس قتل ورنہ یہ کہکے عادی پر آ پڑا شراب پی ہوئی کے قزاق لیٹے تھے جب تک آنکھیں کھلیں قرطوس آگرا ہزار ہا قزاق مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اٹھتے ہی تلوار کا وار اسکے عادی کا

زخمی ہوا چالیسوں بھائی عادی کے ارجمند عادی دریابار عادی وغیرہ جاپڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو اور علی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی دیکھا
عیاروں سے اشارہ کیا عیاروں نے حقہ ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اتارا ہوادار پر سوار کر لیا لڑتے لڑتے قزاقی پہلوان عادی کو لے نکلے اتالہ بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے میں کیا اور یک برق صحرا کے چلا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
میں کریب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی ہے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ میں طرف لشکر کے جاؤں کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش آکر بہونچا بڑھ کر قرطوس کو روکا آواز دی کہ او نامرد شب تیرہ و تار میں عادی کو
گھیر کر بارگاہ پہ قبضہ کیا ہے اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پہ جاپڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پہ ہاتھ مارا نقابدار نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر پٹ ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت
چورنگ ہوا قلم کیا لشکروں میں غریو ہوا تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قرطوس پہ جاپڑا
افسروں کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے میں لشکر قرطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
اتالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے میں کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
استاد والا نژاد ذرا یہاں تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہیں جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ تحفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائیں گے کہ بارگاہ چھین پائی
ایک کا فریب جاتا تھا اس سے چھینی ہو تمہیں آکر بارگاہ لیں تو معلوم ہو آئندہ تمہیں اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار جست و خیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پہ قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پہ قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اسی مقام پہ مقام کیا تھا ان کے سر میں دوا نے زخموں کا علاج کیا بوقت سحر اتالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آئے ہین عادی سے کہا کہ ہوشیار رہنا دشمن تاک مین
ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان پہنچ چکا آپ
ساحر روانہ کریگا اسکا سبب خبر نہین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالہ لیکے تین کوس آگے بڑھکر اترا
دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
وہ جل گیا کتنی سو قزاق جلے لشکر مین صدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل سنا برق فرنگی
سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہے برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گرتے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ یہ کسی ساحرہ کا کام ہے
اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہے جاکر اُسے مارون یہ سوچکر چلا گا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
نکلتے ہے ابر اٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہے کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ ستم قطرہ زن
جادو ای ابر آتش فشان ہوکر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے بسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہے اسکو پڑھ لے یہ حکم ہے وہ جلد بجالا ساحرہ نے سر اٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بدمعلوم ہوتے ہین مگر
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اٹھا تالا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجکو پہچانا مگر ناچار جھکا
انگوٹھی اٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ دہائی ملکۂ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ سحر کرتا کہ آپ کا منہ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جاکر فریاد
کرونگا ساحرہ نے اٹھکر برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑ گیا صورت
اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوڑے چھوڑ دے تونے میری کیونکر خبر پائی تجکو
قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہے کہ جہان عیارون کو پاؤ قتل
کرو لیکن تجکو دیدہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہے یہ کہکر کمر مین تجکو دبا دیا

برق کو لے اڑی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہے لیکن قطرہ زن نہیں سنتی خواجہ عمرو
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کمر میں پنجہ دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا
پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی
ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہاں تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا
ہے قطرہ زن اتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیوں ساحر کیا کہتا ہے
عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کہاں سے آتی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا
یہ مجبور یا پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہے کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہوں ابھی
درۂ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ اے نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کرکے اس طرف لاتی ہے اسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بموجب حکم خداوند
آیا ہوں اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگذاری کروں قطرہ زن
نے کہا کہ اے نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ
قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اس ساحرہ کے اتار لیے یہاں عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری ادھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جا بجا
اڑتے پھرتے ہیں جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اسی وقت الٹا بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداروں
کے کوچ کیے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آکے پہونچے حال نقابدار سے سنا کہ قزاقوں
کو بڑے زور وشور سے مارا بارگاہ دلوائی بہر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب میں اپنے کو جلد
پہونچاؤں عمرو نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمھیں اختیار ہے

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اِس ملعون کی تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ خود رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہا سے عیاری سے آراستہ ہوکر پاے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران بعد دو دن کے ایک صحراے پُر فضا ملا تالاب جابجا آب صاف و شفاف سے بھرے ہوے طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پر فضا مین اُترے صبح کو کوچ کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی ساحر نامی کا مقام ہی نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سردارون نے عرض کی کہ غلامون کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پہ اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختون پہ رکھے دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا اُسپر اسم اعظم پڑھا کہا کہ اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اس زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ گھول کر خشک ہونے لگے درختون سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سیکڑون طرح کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پہ چار لاکھ ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلہ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم بوزینۂ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکاتا اب سمجھو میدان سمجھو لونگا یہ کہکے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجون سے بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحرون سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ پر آمادہ حرب وپیکار رہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا	علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزاں سب
سپاہ انجم سپاہ روبہ فرار	رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی فوج ثوابت وسیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر لیس ہوکر فرمیدان کارزار میں آئے صفیں جمیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے ہٹے پوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہے اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے پوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو للکارتا ہوں پوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لونگا یہ کہا میدان میں آیا چلہ گولے چار طرف پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر چلا بڑھا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہے امیر یا لقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور ہیں صاحبقران نے جیسے تیغ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہہ گیا جہد کو تلوار سے مارا جیسا یہ اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوئے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوئے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر با توقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا جھکایا بندر کود کود کے درختوں پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوئے جیسے تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا پوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہا گھیر کر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آپڑے امیر تلوار چمکا کر ساحروں پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں ادہر سے لندھور و مالک و بہرام تلواریں کھینچ کر امیر کے شریک ہوئے صاحبقران نے پوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب میں چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمرو و برق دربار مین زبرجد کے پہونچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرجد شاہ سے کہا کہ مین اپنی بیٹی کو بیچتا ہون
زبرجد سے معاملہ طی ہو رہا ہی کہ زبرجد کی گود مین ایک پرچہ کاغذ کا گرا زبرجد شاہ نے
اُٹھا کر پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص یوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تین دن
اُسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا یوزینہ کو مقابلے مین
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرجدی آیا چاہتا
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زبرجد مضمون پرچہ پڑھ کر یہ کہکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرائے شہر مین اُتریے
مین آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زبرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرائی
چار پانچ لاکھ ساحر وغیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرجد اول زیر کوہ آیا آپ بالائے
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری آستے تصویر کے سامنے جاکر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میلہ جمع ہی فوج کو ساتھ لیکر آیا ہون جو حکم ہو
بجالاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکے سے نہ رکیگا میلے مین آکر تہلکہ ڈال دیگا لیکن جاکر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زبرجد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ پورا کرنے جاتا ہون جب
بیچ میلے مین پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانون پہ کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلین زبرجد نے منع کیا کہ تم لوگون کا کام نہین اپنے
اپنے مقام پہ ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانون سے اُترکر مقابلہ کرو حریف
کو جیسے بنے روکو صاحبقران قریب کوہ زبرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھون آدمی
یہان دوکانون پر ہین ان رستون سے کیا مسلمان گذر سکین گے جس طرف سے نکلین گے
ہم لوگ مارلین گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زبرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہین فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوے آتے ہین نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازین
آ رہی ہین نعرۂ صاحبقران کی وہ صدا ہو بچی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ چیخے تو آواز آئی کہ قدرت جا تے ہین
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار نصیب مین کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور
لباس مقول پہنے ہوے قباے زر بفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے
مین اڑا ہوا جاتا ہے کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گفنٹ نواز و نا قوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تجھ ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہین بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد جاہ
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہے اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کر کے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑتے گیا لندھور
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے پڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پانون مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے مین طرف بہرام کے ملتا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا لائق جنگ
کے ہوے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور کہا گا تم کس امید پہ آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا
حکم خداوند ہے صفین جما کر روکو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہے

اسیر سحر نہ جلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کرکے گرفتار کرلے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے
کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بچائینگے لوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے
ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہی کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار پشت بہ پشت شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کرکے
فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	ز من بد دینان ز تیغم فراری شدہ
ز من دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد [illegible]
ہمہ شہرہا دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہ ہائے دریا گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرۂ مالک منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیردل صاحب تخت و تاج + ز ترک فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوجیں ہشیار فوج زبرجد پر جو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کردیا لاشوں سے میدان بھردیا لوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا ادھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آگئے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے پر لگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی لوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش بھال کا تیر سحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے شمشیرزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک لوزینہ نے جو سحر کیا تو انھیں روک لیں حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیاروں کی بھی کمندیں جلیں خنجروں کا کاٹ کم ہوا مزاج عیاروں کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عادہ مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیاروں کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہیں یا تو گھس گھس کے
اڑ رہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرأت کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار معروف
جنگ سمجھے کو لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر بار کر گرا لیتے یا جیسے گھوڑے زین
کچھ بھاگے جاتے ہیں فرامرز جو اس مجمع میں آیا وہ زین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدرنگا ہی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائیں منہ پھیرنے لگے چاہتے ہیں کہ کہیں نکل جائیں گھوڑے
اپنے قابو میں نہیں رہ رہ کے جست کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغرور بچے جنگ میں
یہ کیسی پریشانی شل آئینے کے حیرانی یہ کہہ کے جا پڑا دس بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
پڑھکر کچھ آتش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے سب آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑوں کو سنبھالتے ہیں گھوڑے سے نہیں سنبھالا جاتا کوئی سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہے اپنے پیروں کا
نام لے لے کر پکار رہا ہے کہتا ہے کہ یارو میں نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تم نے مانگا وہ ہی دیا
شراب کی بوتلیں صدہا تمہارے نام پر بہائیں اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوئے میدان میں جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی میں ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے آتش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی ای شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لیں
سامنے ایک نخل تھا اس پر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا اسنے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہیں اور تدبیر کر رہے ہیں
چاہتے ہیں کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل مطمئن کر کے سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کر لیں بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہے کہ میری شعبدہ بازی میں بٹا
ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہیں کی جہاں تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبہ بڑھائے
اب آج کیا کرو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا میں نام رہیگا طلسم ہفت پیکر

برباد ہونے سے بچیگا بہرجد نے دیکھا کہ لوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہے اسباب
سحر پھینکتا رہا ہے آتش کے دانے رائی کے دانے سرسوں کے دانے جب ان چیزوں کو لوزینہ
پھینکتا ہے تو گھوڑے طرارے بھرتے ہیں گرلنے پر ہوا کے آمادہ ہوتے ہیں وہ شہسوار کہ
جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریا کی روانی تھمی تھمی غنچہ گل تیز و طرار اپنے راکب
خیر خواہ یا یہ وقت ہے کہ گھوڑے کھڑے ہیں اپنے مقام سے قدم نہیں اُٹھاتے یا طرارے
بھرتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں دہانہ چبا رہے ہیں کف منہ سے جاری چہروں پر پیدا ہے پریشانی
یا سیر فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے یہی معلوم ہوتا ہے ان سب کے پاؤں میں
زنجیریں پڑی ہیں لوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کروں کہ یہ سب بل کہ حمزہ پر جا پڑیں
آتش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ اے خونخوار رحیم یار کہ ان سب نے
دلوں پر قبضہ کر کے حمزہ کو مع سب گرفتار کر لیں تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا لحاظ کرتا ہوں پہلو
سے آواز آئی کہ اے افسر کیوں گھبراتا ہے ہم اسی میدان میں موجود ہیں دلوں پر سرداران اسلام
کے رنگ جما رہے ہیں تھوڑے ہی عرصے میں رنگ جما جاتا ہے مگر خون اپنا نکال کر پھینکو
خونخوار ربہ خون کے پئے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہیں وہ نہیں مانتا ہمارے
کہنے کو خلاف جانتا ہے لوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد کروں میں خون بھی دیتا ہوں
کیا کسی بات میں عاجز ہوں اُن چیزوں کو قبضے میں کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا
میں نے تم ایسوں کو بوجہ پاس کر کے قبضے میں کیا یہ کہ کے جھولی سے کارد نکالی ران پہ
اپنی چھری مار لی خون چلو میں لیکر آواز دی کہ اے خونخوار پیٹ بھر کے جسقدر پی جا سکے
فوج جسم کا بادولت کے لیے یہ کہکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا پکار کر کہا کہ میں سمجھ گیا اب حمزہ
کہاں جائیگا منہ کھول کر پینے لگا اسی وقت غازی تڑاکے ہوتے کڑکے نے دہن لوزینہ کا
تاک کر تیر مارا حلق پر پڑا گدی کو توڑ کر پار گذر گیا مرنا لوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
و برفباری ہونے لگی زمین سے تک ہوا تاریکی چھائی اسکے پیروں نے آواز دی کہ کشتم مرا نام میں
لوزینہ منزل ور از لود بہ بیرجد شاہ نے ہوا یہ لوزینہ کا دیکھا نیزہ والوں سے کہا کہ
آسمانی تیر کمان سے آیا کیسے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شہید

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہیں کہ عجائب و غرائب قدرت کو سنبھالے ہوئے ہیں سب طرح کی
خبر پہونچاتے ہیں آٹھ پہر نیک و بد بتاتے ہیں اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہے سب کو لڑوایا افسون
نے اسباب سحر ہاتھ میں لیا سب بادہ کیے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مچ بہادران
نے [illegible] سردار صاحبقران کے دست راست پر لشکر حمزہ ربائیں پر بالک جم جم کر سب سردار
لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہے کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
بڑھنے دو کئی ہزار ساحر جمع کرکے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہے کسی نے آبرو
اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے بجلی کا گولہ زمین پر مارا دریائے آتش پیدا ہوا اسی طرف سے
دریائے آب و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرنے لگے بعض
کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرادیں سردار کیسے کیسے کوڑے
گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال ہے سواروں
کو لیے ہوئے دوڑے پھر رہے ہیں کہ سوار پشت ہائے مرکب سے گر رہے ہیں
زبرجد نے پڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزارہا شعلۂ آتش نے گھیرا ہے صاحبقران نے
پڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہائے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے
کہتا ہے کہ یہ وہ سحر ہیں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
تو اب میں کیا کروں رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے قریب پہونچیں
اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
اسکے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم گئے گردہ مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم
ہوتے ہیں ساحر اپنی مجبوری بیان کر رہے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں
عاجز ہوکر بھاگتے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
یہ زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران الٹتے پھرتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے اسد غازی نے
جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو لیکر گوشہ

جانب

نخلستان مین آئے وہان سے کھڑے ہوکر درختون کی آڑ پکڑی تیرون کی بوچھار کرنا شروع کی
ساتھ ہی ساحر تیرون سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہی تیراندازون نے کمانین ہاتھ سے پھینک دین سہمے ہوے ایک گوشے مین
کھڑے ہین جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہین صاحبقران حیران ہوے کہ تیر جو
کمان سے آ رہے ہین تیرانداز تو اس حال مین ہین یہ تیر کیسے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوے گھوڑے سے اپنے اتر پڑے ہین بیچ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوے تیراندازی
کر رہے ہین ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ صف شکنانہ کرتے ہوے
قریب تخت زہرجادو پہونچے سرداران زہرجادو روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہوکر بھاگے زہرجادو نے بڑے بڑے سحر کئے جب
سحر کرتا ہی اشقر رک جاتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہین تب اشقر قدم بڑھاتا ہی ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیون ای اشقر تو بڑی بڑی لڑائیون مین ساتھ رہا آج کیا ہی کہ جو تو رک جاتا ہی
اشقر نے زبان جنی مین جواب دیا کہ ای آقا مین پاؤن تھام لیتی ہی اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہون امیر نے غصے مین کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھرکر برابر تخت زہرجادو
پہونچا زہرجادو نے اس وقت بڑے بڑے سحر کئے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زہرجادو نے زور مین اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین تلوار پر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہون لیکن زہرجادو نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زہرجادو بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زہرجادو کو
پکڑلون چند قدم بڑھا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زہرجادو کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زہرجادو
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار
قدرت قدرت نے تجھکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہی جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہی
یہ قدرت کے نام ہین اب انکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہین جس وقت امیر نے زہرجادو کو بھگایا

اُس وقت تک خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے زیر شکم اشقر صاحبقران موجود تھے جب
صاحبقران نے دبدبہ جاکر بھگایا خواجہ ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر گئے اُس آواز کو
سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بچیا کیون دیوانہ ہوا ہے ساری خدائی کرنا بھولجائیگا اُس
پروردگار سے دعوی ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرہ
نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا
ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا
کہ یا صاحبقران ہوشیار ہوجیے ان اشعار کو سن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہین
یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہے مصر میں شہرہ تری شیرین دہنی کا — دم بند لبون سے ہے عقیق یمنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا — ہے پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا
ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے — محتاج نہ تھا روز ازل کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے — لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہزنی کا
جو پاس ہو وے ڈالیو تو راہ خدا مین — محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا
منصف ہوا اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے — گل نام نہ لے آگے ترے گلبدنی کا
تیار نہین سا طاہر بازو ترے قاتل — بیڑا نہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوہ کہ گر دولت — ہے وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا
یاد آ لئے جو تجکو شب ہجران کے ہراسے — دم بند ہوا نزع کی اعضا شکنی کا
قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین — ہوگا نہ سزا وار تجھے مال دنی کا
سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا مین — دھوکا ہے وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو مشک کی آتی ہے کھلا ہے ترے جب بال — جوڑا نہین نافہ سے غزال ختنی کا
کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس — موسم تو قریب آلے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے — فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا
مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا — اب ترکون کو پھر شوق ہوا راہزنی کا

یادِ دُرِ دنداں میں گئی جان مری تیغ		تقدیر سے لے گشتہ کیا ہیرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سنائے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر
کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہوت ہو رہے ہیں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے
طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمرو دیکھ رہا ہے کہ
صاحبقران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا فراموش ہوئے آسمان سے
آواز آئی کہ کیوں اے سپہ سالار قدرت کیوں فراموش ہو تم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو
تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر تم سے لے لی صاحبقران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا
جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کیوں شہریار مزاج کیسا ہے میں آپ کو نہایت خاموش
پاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا دریائے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اس سے
خاموش ہوں مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بھلا
مقبل یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے میں غبار اُٹھا
اُس غبار میں مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار
غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب میں درد ہی رگت کبھی نہ دیکھی یقین ہے کہ روح نکل جائے ہیہات اعضا
مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجکو حرز ہیکل دیجیے کہ میں گلے سے مس کروں کہ جان کچھ ٹھہرے
مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا چلا کر
آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپکو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل وفادار
نہیں ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا نکالا مقبل کے حوالے کی
مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ ستم گیہان عجائب نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمرو نے جو یہ
حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اداس عالم یاس وہ بدشکل مقبل تھا اس
سے خاموش ہوا امیر فراموش ہو کر گذشتہ ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
آواز آئی کہ اے پیر یہ جلد اے پیر ستمگر اے پیر ستمگر ماتم کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبر جلد
یاد نہیں کہ وہ جا کر زمہدار کہا اردو رہا تھا یا یہ آواز جو کان میں آئی سردار کئی دو لاکھ ہوئے آگے
وزیروں نے ہاتھ تھام کر گشت پیسوار کیا زبر جلد سحر کرتا ہوا پیدل سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ اے دارا سے ہند تمکو حکم ہے کہ قصر نیلگون میں داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ اے مالک جاؤ قصر نیلگون میں رہنے کا حکم ہے
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے لالا کہ ہمراہ
لندھور کے ہاتھی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر جواہر نگار کا
پھاٹک کھلا ہوا ہے نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہیں کہ اے دارا سے ہند و اے
مالک آئیے قصر آپکا مشتاق ہے مالک و لندھور مع کل فوج اُس مکان میں داخل ہوئے
فرامرز و ماہ مغربی و جمہور آپس میں اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک و لندھور میں کیسا
میل ہے دونوں جوان ایک ہی قصر میں گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے میں ہمکو شبہ کیا
کہتے ہو چلو ہم تم بھی چلیں فرامرز نے کہا کہ چلو اللہ کیا ہے دونوں جوان اسی طرح پر مثل لندھور
و مالک باتیں کرتے ہوئے آئے قصر میں داخل ہوئے اسی طرح ایک دست پر ہاتھی اور ایک
دست چپ پر آپس میں کلام محبت کے اور گھوڑوں سے کود پڑے اور اسی مکان میں چلے گئے
عمرو دور سے جاکر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ کل سردار چلے جاتے ہیں کوئی کسی کے روکے نہیں رکتا
ہاتھ ملتے رہ گئے سب دستہ بدست ہاتھی و دست چپ اسی مکان میں داخل ہوئے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہیں کچھ زبان سے نہیں فرماتے جب سب سردار مکان میں داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کے بیٹے ہوئے حاضر ہوئے
قریب آکر عرض کی کہ اے شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہیں ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہیں گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہے سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہیں
صاحبقران اُن تاجداروں کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مہرہ میں آواز دیتا ہے کہ اے آقا
ہمارے آپ کہاں جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجداروں کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں
بیڑیاں سلاسل و طوق و دمرے قدرت سے الٰہی کی آواز آئی صاحبقران بیڑیوں کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوئے دروازہ کھلا دیکھا کہ سب سردار ہمارے سلاسل و طوق

زنجیر میں ہلا رہے ہیں عقل بیچارے ہیں ہر سردار بھی آواز دیتا ہو کہ اے آقا سے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان میں بے سمجھے چلے آئے یہاں آ کر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناچار ہوئے کہ اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سرداروں کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوئے مگر اسم اعظم نہ پڑھ سکے دل درد مند ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں سب کو سلاسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اسے صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو گیا سب ساتھ کے سردار قید میں صاحبقران نے کہا کہ اے دار اسے پوچھ خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہے کہ انپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہے کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہے کہ قید نہیں ہوئے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے میں ہیں خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے چلے گئے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہو گا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہیں تا رہائی امیر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہے بات کی
مرے دل میں ہر دم ہے تشویش و غم
کہ بیکسی کی چھائے ہیں ہر دم ہجوم
یہ وصلت قمر کو ہوئی جب نصیب
تو سب دور رنج و الم ہو گئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا شوق
لکھوں داستان امیر جلیل
کریں جا کے صاحبقران کی مدد

دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
بس اب آ گئے وعدہ وفائی کو
یہ ہے مجھکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہے اے یار سن
ملا آ کے پھر مجھکو میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل ہے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جا کے کفیل
کہ ہے قید خانے میں ایسا جلیل

یہ ایسی ہے مشکل بہ ساعت کی
یہ مشکل ہو مشکلکشائی کرے
کہ اس فصل میں رنج و غم اٹھ گئے
بیٹھا لیے جو پہلو میں دلدار کو
جو سامان وصلت بہم ہو گئے
تردد مرے آپ دل سے گیا
چمن میں ہوا بلبلوں کا ہجوم
ہو سبزہ چمن میں کہ گلہائے گل
لکھوں حال خواجہ کا با شور و شر
ہوئے ہیں گرفتار طفیل رذیل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحر سامری دلجو کنندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ صبح خیالان فرخندہ پے * زدہ داستان یون وہ گرم
ہین طے * خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام
پہ آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ اے برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا
سینہ کو دیوانہ کر دیا اسم اعظم بنانے کے لئے گیا مہرہ ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہو جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہو برق بھی اس بات پے
رضامند ہوا کہ چلکر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کرلین گے اسکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ
تحفہ جات پہلے لیجائے گئے ہین کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کرکے طرف رستم
کے چلے منزلون کو طے کرکے راہ مین صحرائے ویران سے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق سے پتہ
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا انکو مارا شیشہ
جنگل ویران ہوئے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طے کیا سامنے لشکر رستم کے
پہونچے زیادہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین
مہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہو کئی مرتبہ پیغام پہنچ چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائین گے مہلال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہو پھر خاصے خیمین داخل ہو سحر تیار کر رہا ہو کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹاؤنگا یہان
پہونچا یہان رستم نے عرض کی ہو کہ اے شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہو صبح کو جب سحر کریگا ہم مین
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین
آفتاب فلک سیر کا ہی نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضہ
سے نکلجائین پس رستم کو مہلال کے سحر سے نہایت خوف ہو ہر چند لشکر گران ساتھ ہے مگر
سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ مہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہو لشکر رستم انتشار مین ہو یہ دریافت کرکے لشکر رستم سے
خواجہ نکلے فرمایا کہ اے برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مقام کرو خبر رستم کو کہہ دو تا وقت
شام تک مہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے [illegible] لئے ہو

جو ساحروں کی یہ باتیں سنیں کہ سب ساحر ڈر رہے ہیں رستم سے یہ کھٹک نکلا کہ غلام فلک جہلال
میں جاتا ہے خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سماک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہے خواجہ نے آواز دی کہ اے سماک کہاں سے آتے ہو سماک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر میں رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہے کہ صبح کو جہلال قیامت برپا کریگا لہذا میں کچھ حرج کو بھی آپ کو دلواؤنگا
آپ جا کر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اسکا خدمت فلکشاہ میں پہونچائیے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو میں جاتا ہوں سماک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال میں
آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے میں ہر محل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی
قول ہے کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہے کہ سب اس صحرا سے نکل جائیں
ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اٹھکر بھاگیں خواجہ
یہ دریافت کرکے اول شکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام میں مصروف
ہے زبانی خدمتگاروں کے معلوم ہوا کہ ہو چکا ہے میں ہیں یہ دریافت کرکے خواجہ وہاں
ہٹے کنارے سے آکر تخت زبرجدی نکالا اسپر سوار ہوئے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ میں لیا تخت اڑاتے ہوئے چلے یہاں جہلال بیٹھا ہے
سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ اے راز دار خداوند منعم
اسرار بلند پرواز ہشیار جہلال نے سر اٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
اترتا ہوا زمین پر آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ میں لیے ہے جہلال اٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
مہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ اے اسرار بلند پرواز آئیے میں مشتاق تھا
خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اتار لائے جہلال زمین پر کی
پر بیٹھا تھا اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اچھل کر تخت سے اس چوکی پر آئے کاغذ
ہاتھ میں جہلال کے دیا جہلال نے اسے پڑھا مرقوم تھا کہ اے بندہ خاص الخاص قدرت
کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہے یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ میں نے وہ سحر تیار کیا ہے کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہے اسکو بھی لے لو مہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کروں عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی میں آگ روشن کیجیے تو میں لوبان دیا ہوا قدرت کا حاضر کروں اسمیں سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی مہلال نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر مہلال کے ہاتھ میں دیا کہا کہ یہ لوبان آگ میں ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی مہلال نے وہ لوبان آگ میں ڈالا دھواں نکلا دماغ میں مہلال کے پہونچا مہلال بیہوش ہوکے گرا عمرو نے فوراً زبان میں سوزن دی پشتارہ اٹھاکر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوئے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرۂ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عیار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

مرے نام سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد یا ہوش کو

تراشندہ ریش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھاتی ہے ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہوں

لشکر والوں نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے سبھوں نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے عمرو نے فوراً مٹھی حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی جو ساحر چھوٹا جیسے طناب پر ہاتھ رکھا نیچے پاؤں اوپر طناب میں لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب میں لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے اشارہ کیا ساحروں کو مار کر گرگوں کے سونٹے چلنے لگے ہزار ہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم مقام پر بیٹھے ہیں کہ سماک نے ملطمہ کر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ مہلال کو لیے ہوئے آتے ہیں اسکے ملازم روکے رہے ہیں خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہیں رستم بارگاہ سے پیشکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی کہ غلام جاکر ان ساحروں کو دفع کرے سماک نے کہا کہ انکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا ترپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ کیوں خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہیں کہیے تو انکو ہٹا دوں یا قتل کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولا طرف ساحروں کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پانوں طناب مین بندھے سر نیچے اور پانوں اوپر فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہی خواجہ نے تخت قریب رستم کے اتارا جو ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے انکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا مہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای مہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا مہلال نے دیکھا کہ دربار دربار طلسم کشا آراستہ ہی طلسم کشا مقام صدر پہ بیٹھے ہوے ہین کہ ای مہلال تم حافظ کلام ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر ہی لیس مناسب ہی کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحرائے گرداب نشان کے چلو اس صحرا کی بڑی تعریفین سنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہی اسکو ہمارے ہاتھ سے قتل کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہو اس فصاحت و بلاغت سے مہلال کو سمجھایا کہ مہلال باتین فرزند صاحبقران کی سنکر بے اختیار رونے لگا اور عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہی قلب پر تاثیر ہوئی دیدہ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق شہرۂ آفاق ہی جس وقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہوجائین ای شہریار ہفت غار افراسیاب مین کہ کل ملکون کے ساحر برائے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی برائے امتحان گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اسنے مجھکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا کہ ای مہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اس ہفت پیکر کے آیا مجھکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بے اعتبار کام کیا اسوقت مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اسکو سیکڑون کوس کی خبر دیتا تھا تب وہ کاربند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑ کر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب میں نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی عملشاہ
سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہیں اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
سحرہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تینوں چیزیں تین جگہ منتشر ہو جاتیں اپنا اپنا رنگ
دکھاتیں سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ ٹھیک ایسے وقت پر پہونچے اور میں
ان کرشموں سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آ کے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہیں تو میں ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہیں گرفتار ہو جاتے مگر اس امر کو
بالکل نہ جانتا تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوئے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
میں گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
کہ اسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہیں اگر ایسے دھوکے
نہ پڑیں گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہے
اس راز سے کون ماہر ہے جہلال عرصہ دراز تک رستم کو سمجھاتا رہا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہاں ہیں عمرو بہت رویا اور کہا کہ اے نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقاموں پر بغیر ساحر کا گذر نہیں ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سرداروں کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے ہیں یہ حال دیکھکر وہاں سے
اس خیال میں تمہارے پاس آیا کہ چل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
صاحبقران ہیں جہلال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اسنے خود تصویر
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہے کہ قیام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہیں انکے سپرد
کیا ہو تو عجب نہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں تو صاحبقران مع جملہ سرداروں کے رہائی
پائیں اب میں طلسم کشا کو تا چھتر اسی گرداب نشان پہونچاؤنگا گرداب سے مقابلہ
پڑیں گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اسکے ساتھ ہیں اس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہین سکتا کیا مجال ہر وقت
گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہمارے اورنگ نشین اُسکی دختر
نہایت حسین و جمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسنے قتل کیا
کیا ممکن کہ ایک شب قیام کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا معراج سمندر
بلا سے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑینگے اپنے اپنے زور دکھائینگے غلام آپکا
سب کچھ کریگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا
سماک سے کہا کہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا لہذا نماز صبح ہم سوار ہو جائینگے
غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات
بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد
ہوے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا
ایک طرف رستم نخیر ساحرون کو پشت پر لیکر بصد شوکت دل مین یہی خیال ہو کہ اپنے کو
بہ تفصیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائین قبلہ و کعبہ کو چھڑائین لیکن خواجہ عمرو نے جو
جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائین جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
ساتھ چھوڑ دیجیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خود
ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ
مین حاضر ہونا اکثر نے بیجا گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث
کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا
تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن و تشنیع کرین کہ کیا قدرت
عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر سے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہر چند قہر سے ہاتھ
سب کو گرفتار کرا لیا لیکن قدرت کو چین نہین ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تلیون سحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام
نہیں ہو کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیا سے تحفہ جات
ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتا دین یہ سنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم
اوڑھے پہاڑ سے کوہ مین گھر سے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہاڑ سے کوہ مین ایک شکل سرسبز
و شاداب تھا خواجہ اُس پر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران یہ طلسم کشا مع سرداروں کے بسرے پا
قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا لیکن عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب لیکر تصویر
سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر سے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوتی جاتی ہی تو جا کر آنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے واسطے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہوئین
تخت اُڑا یارا ہی مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہو کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اور نکے سپرد کرین گے مگر یہان سے ارشاد ہوا کہ انکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہیں ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن حلال سے شیشی انکا شریک ہو گیا اور ہمراہ
ہی اگر وہ نشان بتا دے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین
جو ترے سے باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے مسند پہ بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مقابل آرسی میں عکس جو اسکا نمایاں تھا
مثال آئینہ وہ آئینہ رو خود بھی حیراں تھا

صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جسکا میں جویا تھا
بہ رنگ بوئے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پنہاں تھا

تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا
فقط اسواسطے مجھسے جنوں دست و گریباں تھا

نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزاں نے
مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہماں تھا

اڑایا دھجیاں کرکے لگا جو ہاتھ وحشت میں
کبھی پیوند تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریباں تھا

نہ لوٹوں کسطرح کانٹوں پہ دوری میں گلستاں کی
وہ بلبل ہوں کہ فرش خواب جسکا گل کا داماں تھا

مرے باعث سے ہر عالم میں شہرا تیری صورت کا
وگرنہ مصحف رو تیرا کس کافر کا ایماں تھا

دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں ہی
اگر مجنوں کو تھا ابجد خواں تو مجکو حفظ قرآں تھا

ہوا دیوانہ جب وادی میں تھا اے غیرت لیلی
پرے مجنوں کے جنگل سے کبھی کوسوں بیاباں تھا

جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تاباں تھا

نشاں تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے
مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہماں تھا

نہ چھوٹا فقر میں بھی پیشۂ مردانگی اے رند
نیستاں بوریا تھا میرا میں شیر نیستاں تھا

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا اے گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا کہ دل بیقرار کر دیا سقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہے بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہیں اور یہ انسے سیکھتی ہے قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہے خوف ہے کہ عمرو نہ آجائے سقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہے کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف کرو میرا دل دھڑکتا ہے ہر چند کہ میں ایسے وقت پر اسے ملاقات قرار دے گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہے عمرو کے تو ہوش اڑ گئے کہ انہنے شراب موقوف کی اب میں کیا کروں کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہے کہ برق فرنگی عقب میں خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھا ہے ملازموں کو پکار رہا ہے یارو جلد آؤ میں قیام و سقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخاستان کے چلا برق نے بڑھکر ایک حباب مارا
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پہ سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
میٹھی میٹھی باتین کرتا ہوا ساتھ اُسکے چلا آتا ہی یہان قیام و مقیم جلسہ مین بیٹھے ہین بدخیمہ
ہرچند کہتی ہی کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہی کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہین رہ رہ کے دل
دھڑکتا ہی نہین معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
مقیم نے کہا کہ لو صاحب سالار کوہ کن آ گئے ہین تمھارے بھائی ہین اکثر تنہائی مین مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے مین نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجاے
باپ کے ہو یہ کیسی باتین کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج مین مضحکہ ہی تمپر کیا نگاہ ڈالین گے
مین شکایت کرونگا کہ پھر کبھی تمسے ایسی باتین نہ کرین ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
صاحب سہولیت مین کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہی کہ کُل اہل طلسم اپنی اپنی
جان کا خیال رکھتے ہین آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہین اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
کیا ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام پر اسکے استقبال کو اُٹھا
مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریاے جواہر مین غوطہ زن
نازنین پری تن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار لپس گیا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہی ہاتھ چھوڑ دو سالار بیہوش
ہو رہا ہی اشارہ دل کو کب مانتا ہی لپٹا جاتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو مین اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
ہوتا ہی کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہی اے سالار
ہوشیار رہنا حصار کبھی مین نے نہین کیا ہی تمھارے اشتیاق مین چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت بپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہی اسوقت
بھائی صاحب آپکے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا مین بھائی صاحب سے ڈرتا ہون
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائینگے رنج و ملال اُٹھائینگے دونون نے اشارون مین

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ ماردون کہ سر پھٹا پڑا اور اُسکا اُڑجائے اچھے کیون اُسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپکی شکایت کر رہی تھی مین نے جو اب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہی کہ لطف سلمہ

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہو کر — رہ گیا ایک برس بھی مجھے سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر — پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہو کر
آہ نکلی جو سوے عرش معلا ہو کر — رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہو کر
مرد میدان وفا ہو تو نہ جا ہو ادھر — سر کرو معرکۂ عشق کو تنہا ہو کر
خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہی مجھے — چوم لے اُسکے قدم نقش کف پا ہو کر
جلوہ فرما سر محفل ہو تکلف نہ کرو — منہ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر
چشم بہنے لگی جب داغ جگر کھل آیا — چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہو کر
منہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق — نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا — تار موے کمر یار نے حلقا ہو کر
پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ — اُسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہو کر
اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن — کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہو کر
ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا — پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہو کر
ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زاہد — بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہو کر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ سے کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہین بڑا افسوس
یہ ہی کہ مجھسے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گذرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہین
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو مین انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپکے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہین آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے جو سکھایا سالار نے فوراً بہادوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون او ظالم
پیچ و خم نے تیری زلفون کے مجکو پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا مین لاکھ چاہتا ہون
کہ صبر کرون دل پہ جبر کرون نہین ہو سکتا لہذا اب مین تجکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھون
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہین اگر بولین گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازمون سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ اسکو سوار کرلو ہمارے باغ مین لیجاؤ وہان جلسہ آراستہ ہو دیکھون بھائی صاحب
کیا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ مزاج مین اختلاف ہو مقدمہ اصلی نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤن قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس مین سحر چلنے لگا کنیزین بات ہان کرکے الگ ہوگئین کہ دونون ساحر زبردست
ہین ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہین ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہین کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہی چاہتی ہی کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکلجاؤن شوہر
کے سحر روکتی ہی کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او
گیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہی تجکو کیا زندہ جانے دونگا مین تیری باتین سمجھتا ہون میرے
بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہین جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بھیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہی اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہی جو اسکا جی
چاہا اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرا نہین یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار مین
چلنے لگی دونون اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہین مہتر برق فرنگی دم بدم سالار کو
اُبھارتا ہی اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہین سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالا لگا

مستقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سیناک کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مستقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ چو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
پکارنے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت مین
بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے مین گئی اب اسکے
بارے لکھنے وہاں ہو رہنا ملیگی ہم کہاں جائین اپنی مصیبت کس سے سنائین سالار نے کہا
کہ اے گل بہار تو اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہے جہاں جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
کہ اے سالار مین اسکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
قدردان منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ
تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے برق نے یہ آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ
اوپر سے پاتے ہین مزے اُڑاتے ہین اور تم عورت ہو ایک دن مین سارے گھر پر اختیار ہوگا
نشہ باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اُس سے نشے کی باتین کر کے سارا گھر اُسکے
سپرد کر دیتے ہین تم تو نوجوان ہو ہوشیار رہو دو دن مین اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا واہ
بیٹیا ایسی باتین نہ کرو مین کیا اپنی بی بی پر سوتاپا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتون کو اٹھ کر
میری پائینتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی منتین و خوشامدین کرتے تھے مین نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اُسی طرح میاں سالار سے بھی اپنا طریقہ مین رکھونگی آئندہ انہین
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانینگے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اُسکے مرنے کا افسوس ہے اُسنے عورت کے لیے جان دی مین نے
ہرچند سمجھایا مگر اُسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گو نکاح مین تھی جب سے میرے اسکے
آنکھ لڑائی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مستقیم کو سوار کیا
اُچک کے برق بھی برابر آیا کہتا ہوا کہ ہمارے مالک کا گھر آباد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو مین اپنی گٹھری باندھ لون یہ کہکر کوٹھری مین

خواجہ گھسنے لگے جہان جہان دیکھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ سے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھ کو سب
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد دیکھیے کیسے وقت غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد ہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوکے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے نالیچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دو جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون آج
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنکر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور بن پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا رہا ہی
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہریے
کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھکر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسیر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہوسکا مین نے اس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت مین جز ہیکل کی مصروف رہتے ہین کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جا کر جز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی مین آٹھ پہر رہتا ہون کہ باغ سے باہر نکلون عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ اے کبقال اُس مرنیوالے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا آیا ہین مین باغ سے کہین نکلتی نہین رات کو بھی اپنے پہلو مین لیکر سوتی ہون کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئین اب تم تک عیار نہین آسکتے اسکے برابر اس حوالی مین کون جادوگر ہے سب نے انکو یہ افسری قبول کیا ہے انکی سب حفاظت کرتے ہین تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئین سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالین مجال ہے کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر ہین انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزون کو آواز دی کہ ارے شراب لاؤ برق اُٹھ کر دوڑا اسمجھانے مین گھس گیا شراب کو اُلٹ پلٹ کر کے لانے لگا کہتا جاتا ہے کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کرین گے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ مین آ کر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہین گانے مین بھی دخل ہے کہا حضور گانا تو بڑی چیز ہے دل بہلا دونگی سازندون نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے / لو آئے تھے چمن مین یہ فتنہ اٹھا چلے
طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے / کشتی خدا جو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے / اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
وحشت مین بیٹھے بیٹھے اگر کھینچون آہ سرد / بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے / بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
جاتے ہین اب وہان کہ جہان سے نہ آئینگے / چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون مین کاٹونگا اپنے گلے کو یار / دکھلاؤنگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان ٹھنڈی گرمیون سے مین جلتا ہون کبھی / تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

آباد رکھے حق تجھے ای پادشاہ حسن | عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ق
ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تاکہ سنے کوئی | در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
مو ہو گئے سفید سیہ کاریوں میں رند | کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ میں ہی ساقی گری بھی کروں برق نے کہا کہ یہ کام میں خوب کرتا ہوں دونوں میں آپس میں تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیاں ہاتھ سے اتاریں ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اٹھا لاؤ جا دونوں جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی رنگ و روغن دونوں کے چہرے سے اڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا کہ سالار پر جا پڑوں سالار نے ایک دوہتھڑ مارا خواجہ و برق منھ کے بل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ میں عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا تو بتایا قسم استقلال اس نے سب حال کہہ دیا تھا اسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر میخانے میں پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا مجھ کو اس پر بھی اسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ مقدر کی ہے ای کبقال میدان قتل کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ میں خود جلاد صاحب بیداد ہوں اگر قدرت حکم دیں تو اپنے بھائی کو قتل کروں ذرا مجھکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لیئے خلق نہیں کیا مقیم نے کہا کہ کیوں صاحب یہ دونوں کیونکر ہم تک پہونچے میں ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہیں کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہیں ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہیں مگر آج انکی قضا دامنگیر ہے کس طرح آ کر دونوں پھنسے بڑے بڑے ساحروں کو ان دونوں نے مارا آج سب کے خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہیں لشکر طلسم کشا یہاں سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میرا میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہیں کہ میں نے بھائی کو مارا انہیں ظالموں کے آنے سے

یہ سارے فتور ہوسے ای کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی گوشہ باغ سے چند زنگی سیاہ رو چیرہ درون ابرو ون پر بل پڑے ہوے خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا کھاؤ وہ زنگی اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینہ کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ برق انکی آمادگی دیکھکر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے نظم

بجز کسانیست یا رب امید نا امید — نبست فاتح الابواب زان بہشت کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید — چو خضر گشت درین دہر زندۂ جاوید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولتمند — امیدوار عنایتش ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بہ آسمان و زمین — خداست حاضر و ناظر بہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد — خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر — خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد — عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک — برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان — نوشت ہمتدی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائین بگرشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشۂ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جلد سردار آگئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ دمبدم مجھسے قیام ومقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال
زنگی جو ہیکل لے گیا خالی قیام ومقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ وکعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجھکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کہی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائین گے کوئی بات کبھی
عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوے سر پر کھڑے ہین خواجہ وبرق سرنگون حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ وبرق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر
نکالا جلادون پر مارا کہ ساتون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او حبشیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
جھولی پہ ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا ہو گولہ
لیکر کیقال پہ کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع سحر کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلوارین
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلوارون
کے کھیل شکست کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہو

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر
جگر سی سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر سر پہونچا اور کری سرا سر کو کاٹتا سینہ
جگہ گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اسقدر عرصے مین تمام باغ لوٹ لیا اور
کوٹھریون مین گھس گئے مال نکال کر اپنا مال کھینچا اور بندر زنبیل کیا چھت پردے تک
کاٹ لیے مہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹکر دیکھا خواجہ و برق کو
پھرتے ہین پکارکر آواز دی کہ خواجہ جلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہین میانتک کہ غلام کو بھیجا
لیکن شکر ہی کہ وقت پہ پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے
کہا کہ ای مہلال مجھے مرنے کی عادت نہین مین جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی خبر کیا
ہے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشہ کو توڑ ڈالا حمزہ ہیکل پاس سے کیقال کے لی یہان کو شیشہ
ٹوٹا وہان امیر اُس قیدخانے مین بیٹھے ہین سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیرین پڑی ہوئی
ہین یکایک سردارون نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہین اسم اعظم یاد آیا غصے مین آکر
امیر نے قید کو توڑا سردارون نے بھی قید توڑی اور سے قیدخانے سے نکلے دروازے پہ
صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو مارا مارکر آگے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر
مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آپڑے وہ
شیران دشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہان عمرو نے مہلال سے کہا کہ یقین ہی مین نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہان صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا مین یہ حرز ہیکل صاحبقران
کو پہونچا دون ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرے تو امیر پریشان ہونگے حرز ہیکل
پر سحر تاثیر نہین کرتا مہلال نے کہا کہ مین پہونچا دونگا حرز ہیکل مجھے دیجیے یقین ہی کہ لڑائی
پڑی ہوگی زرجد کو خبر پہونچیگی یہ کہکر حرز ہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُس وقت
یہ پہونچا کہ زرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قیدخانے سے نکل آئے درندگی شہ پر لڑ
رہے ہین زرجد طرف کوہ کے چلا بالا سے کوہ آیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوڑا کبھال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام و مقیم سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے ہلال وقت پر پہونچا اسنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ ہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہے اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے ہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب و پیکار ہے یقین ہے کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحرائے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہے یہ سنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار ہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ ہلال ایک عقاب پر سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او ہلال کہان جاتا ہے قدرت تجکو طلب کرتے ہین ہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کرکے خداوند بن بیٹھا مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا ہلال زمین پر آیا عقاب راون کے نیچے سے نکل گیا ہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادوگر بپا یا نہ تھے سامنے کھڑے تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہے معشوق کے جمال بیمثال کو دیکھکر بیلا لئے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا — مجھکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا
خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہے خلق — دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا
غافل مقام رشک نہین چاہیے شکر — سو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا
صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا خواص — چٹکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا
انجوتے پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق — مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا
ساری رگین ہوئی ہین تن زار پہ نمود — لاغری نے جسم کو مسطر بنا دیا
گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زلف — سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ اے جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجا لائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف باندھے کھڑی ہے ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبرجد کو بھگا دو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان آپسا سحر ہاتھ مین لیکر فوج زبرجد پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان جھڑکر گرے دو تین حملے جو کیے فوج زبرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زبرجد کے جاتا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی آواز آئی۔

نعرۂ صاحبقران

منم صاحب جیرہ تیغ و علم
نہ ننگم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
ہمہ دولت بہ بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم
امیر عرب حمزۂ فرخ شیم
بو رقیم لبنجان سپہ گیر دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و خوار
منم قاتل کافران جہان
بیک رفت گنجاسپ ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی دپہلوانان گرامی نعرے کرکے گرے لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا کانپتا ہوا قریب آیا برائے سلام اسقدر جھکا کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہے عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام اور حمزۂ ہیکل نکالکر صاحبقران کو پہنائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز جو کان مین پہونچی ہنہناتے پھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پر سوار ہوے طرف زبرجد کے چلے زبرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہے جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹے اور فوج زبرجد کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب زبرجد کے پہونچے جہلال نے فوراً آگ برسائی زمین ہلائی زبرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زبرجد نے [illegible] تلوارین [illegible] شعلہائے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حمزۂ ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغ عقرب کا ہاتھ مارا
زرہ جادو نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر کو کاٹا زمین کو آ کر
تلوار نے بوسہ دیا زرہ جادو کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر میں دریہ کوہ و
بالا سے کوہ اندھیرا ہو گیا کہ ہائے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرنے لگے آوازیں ہیبتناک
آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی مہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرائے پُرفضا
میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحرائے سبزہ زار میں امیر نے اپنے کو
پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استادہ ہے ایک سمت بارگاہ
ہشامی خیمے بارگاہیں استادہ ہیں لشکر آراستہ و پیراستہ امیر نے سجدۂ شکر پروردگار کیا
اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرائے گرداب نشان کے کوچ کریں گے صاحبقران
تو اس مقام پر اترے مگر مہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا میں پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص
ہفت پیکر کا تھا کہ اُس نے مجھ کو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران بہ آرام پہونچا
یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار مہلال میں تھے مہلال جو ایک صحرا میں
پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں مہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس
مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب مہلال آ کر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پہ پہونچ گئے
آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و مہلال و برق پاس
رستم کے جانے میں راہ میں ایک چشمے پر آ کے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا اے مہلال پانی
پی لیں تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے
چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے
جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ اُستاد میری خبر لو خواجہ
عمرو و مہلال جب تک دوڑیں نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ اے مہلال برق کو
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا مہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو دیکھ
پھنسا پکار کر آواز دی کہ اے نہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تم کو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ
مہلال سرکش ساتھ ہے کوئی آوازیں دینے پہ کچھ صدا نہ آئی آخر مہلال نے جھولی سے ایک

ترکش

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دنا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو جہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری
گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے جہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن ہوا سب
جہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین بیرون بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و جہلال و برق آتے ہین مگر جہلال دریاے خون مین نہایا ہوا ہی
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر جہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا جہلال نے کہا
کہ اے شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرو
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حزنہ ہیکل بھی تھی اُنکو مارا شیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور یہ
ہوا کہ حزنہ ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچائین جب وہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد ملا اب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ سمجھنے سے نہ ہو سکا مجھکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ بغیر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپکی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحرا سے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے بادانگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ اے جہلال تمنے بڑا کام کیا جہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پہ غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا ہون کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال تفصیل معلوم ہوتا کئی برس سے مین اُسکے ساتھ ہون آوارہ دنیا و دشمنون کو
گرفتار کرنا مراد مندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہو سب کام خود کرتا ہو جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک یہ سحر کریگا غلام
کو ڈر یہی کہ اُسکے شعبدہ سے مین حضور پر نکس جاتین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلا سے
روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ یکتا ہے کبھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحراے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہوا اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جامہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سماک نے لشکر مین حکم کردیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جماے
رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہروی کی شام کو
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا نہین ہلتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل سجدہ
ہو رہے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طرفہ سے معلوم ہوتا ہو کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سبب ہوا کا یہ باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استاد کردگار فرمایا کہ ای خیرخواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کریگا یہان تک پہنچے
پہونچایا ہزارہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب گئے جہانے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کردیا کہ مین آپکے فرزند کا غلام ہون جنکے پاس حرز ہیکل تھی اسکو
بار خدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کررہا ہی
کہ سامنے سے ابر شہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پاؤن کہین اونچ نیچ پڑجائے تو خرابی ہو موالج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہیں ہے اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہے میں اُسکے باغ میں خود جاکے دیکھ آیا مرد کے نام کا کوئی پھول بھی نہیں ہے مزاج میں خلل کچھ زیادہ ہے یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ بہار اور رنگ نشین صرصر وزیرزادی ساتھ ہے تخت آکے اُترا بابا کو سلام کیا اُن سے کہا کہ کچھ آپکو خبر بھی ہے لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہ گیا اب جو وہ کوچ کرینگے تو آپکی سرحد میں آجائینگے فکر ضرور ہے گرداب نے جواب دیا کہ اے نور نظر ایسے ایسے طلسم کشا ہزاروں آئے اور سر پٹک کے چلے گئے پھر اسکے گرداب کا نشان ہے یہاں کوئی نہیں آسکتا اس طرح کی باتیں ہو رہی تھیں کہ سارنگ گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ اے نور نظر کل میرے پاس ایک صحرا سے باد انگیز پیک بادہ جادو آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہے کہ راہ میں وہ روکے ہٹا یہ کہتی آتی کہ اب میں برائے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے بہار اور رنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرصر اپنی وزیرزادی کو ساتھ لیا تخت اڑا کر خالی میدان میں گئی جب صحرا میں اُتر چکے تو سہاگ سے فرمایا کہ مہینوں ہمی گشت میں گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جسدن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہونچے آج یہ صحرا معقول ملا ہے شب ماہ بھی ہے کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیا کیفیت ہوتی ہے یہ سنکر سہاگ نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو یہ وہ کیا جلال سے ذکر بھی نہیں کیا اُس بارگاہ میں آکر بیٹھے ایک دو جام پیے سہاگ سے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سہاگ نے طنبورا اپنے پاس سے نکالا سامنے رکھ کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا - نظم

عشق میں حال جہان نوع دگر ہونے لگا | اک پری دیوانہ مجھ پر شیفتہ ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ شیشہ بر ہونے لگا | آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال | انگلیاں کانوں میں دیں ویران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بہ دشت عشق کے | درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوا ستارہ صبح | بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسم ہوتی گوش میں دیکھا [illegible] لگا | ہو تماشا کان سے پیدا اگر ہونے لگا

میکشی موقوف جام و شیشہ کہ بالائے طاق — رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا
روئے انور پہ ہوا آغاز خط روسیاہ — پہ پڑا ادھیسا ہی رشک قمر ہونے لگا
آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرتی اثر — گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا
میرے مرنے کی جو دی اسنے خبر کو جا کر خبر — سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا
شعر سنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے — اب سخن اپنا میرے سیفی کا اثر ہونے لگا
لیکے دل صورت چھپانے سے ہوا کیا فائدہ — پھیر دست اپنے جاؤن کا خطر ہونے لگا
عرش تک جسدن گئی آہ رسا سن لیجو تم — عالم بالا میں شور محشر ہونے لگا

سماں عجب لطف سے دس غزل کو گا رہا ہے شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانوں میں بادو با طمینان بیٹھے تھے آشیانوں سے سر نکال لیے صدائے نغمہ شنکر جھوم رہے ہیں بعض آشیانوں سے نکل چلے گرد سماں کے چرخ مار رہے ہیں فضا سے کھڑا رہا کہ ہوا سے اور رنگ نشیمن تخت اڑا سے ہو سکے آئی تھیں قریب کوہ جو پہونچیں کان میں آواز کی آئی وزیر زادی جو پہلو میں بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سنتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطافت سے گا رہا ہے دل لبھا رہا ہے کلیجے کے ٹکڑے ہو رہے ہیں آواز میں کیا سوز و گداز ہے وزیر زادی ہمہ تن کان لگا کے سنا کہا واری بیشک کوئی کامل فن اہل ہے کیا خوب گاتا ہے اس پہاڑ پر تخت ٹھہرا دیجیے یہ جو نغمہ سنا استاد ہے وہی میں کوئی گا رہا ہے بلند ہی سے اتر کر دیکھیے تخت کو پہاڑ پہ لا اترے اور اُتر تے پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا و بالغ بنا عرش اعلیٰ پر پہونچا یا فلک ٹہلنے لگیں اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکن افلاک زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سریر خود سند پر رکھا ہوا جام سکوں معلوم ہوتا کہ زلف عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہیں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ناگنیاں قریب چشمہ نور رشید لہرا رہی ہیں یا اثر کی روشنی ماہ تاباں پر طعنہ زن غنچہ باغ خوبی و دہن تنگ صراحی سے عجب سینہ چوڑا دونوں شانے نشان جرأت بازوؤں سے سخاوت آشکار زرد چہرہ نگاہ اور سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص دبلا پتلا کہ نگاہ میں نہایت سما اگر کہ صورت بچا مل تو اور پتا نا کبھی جاتا ہے جوان سے نظریں چھوڑ رہا ہے دیکھتے ہی ہوا سے اور رنگ نشیمن کا یہ حال ہوا کہ تھرتھرا اٹھا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہے کہ جس طرح سے اپنے کو اس جلسے میں پہونچا دن

وزیرزادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہے فقط ایک شخص صاحب شوکت و لیاقت بیٹھا
ہنس رہا ہے چل کے قریب سے شوق کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو وزیرزادی نے کہا کہ یہ بھی عقلمندی کی
ہے آپ کے صحرا میں اترے ہیں ذرا اُن کے ڈیرے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہے دونوں کوہ سے اتر کر
قریب پردے کے آ کے دیکھا عجب خدمتگار پلنگ سے سوتے ہیں پردہ پڑا ہے ملکہ نے پردہ اٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن میں لاجواب بے حجاب ادھر دیکھ رہی ہے بے اختیار پکار اٹھے کہ آ یہ فرد - رواق منظر
چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست + ملکہ نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیرزادی سے نگاہ ملی کہا اٹھا کہ اے صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
خاموش ہو گیا تب کہ وزیرزادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیرزادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ یہ ہماری عملداری ہے آپ یہاں بے خوف اتر پڑے ابھی
بارگاہ اٹھا لیجیے رستم نے شفقت سے جواب دیا کہ ہم فاتح طلسم ہفت پیکر ہیں اب صحرائے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہہ کے پنجے پر ہاتھ رکھا ملکہ کا سینہ لگیں ملکہ نے وزیرزادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب ہم مسافر اور آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دیں خیمہ
اٹھا لیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہے ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہے آخر
آپ کا کیا قصد ہے رستم نے کہا کہ ذکر سنا ہو گا رستم پہلوان علمشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرائے گرداب نشان کا کوہ میں نکلے ہیں منظور ہے گرداب شعلہ زن کو قتل
کریں یا اپنے ساتھ لیں ملکہ بیشتر نے بیٹھے کہا صاحب یہ خیال خام و مقصود ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں یوں بے خوف جائیے رستم نے
کہا کہ اچھو قصہ کا حل ہے وزیرزادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہے
کہ آپ کا گذر ادھر تک ہو ہماری ملکہ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپ کے آنے کی اطلاع نہ کریں گی لیکن جب سے صحرائے گرداب نشان میں پہنچے گا بادانگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگ کر جائیگا جدھر جائیگا دریاے قہار بہیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذرنا دشوار ہوگا نہایت حیران ہو جائیگا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر کہا گرداب و لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کرونگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھیں باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحبت ہو سوت عشق کے آزار کے لیے / ماہ تو ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے
گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے / نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے
بند آنکھ بھی تصور دلدار کے لیے / جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے
جھپکے پلک سے نہ ای دل تمام رات / رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے
ہو جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف / بیماری ہو رات دن سے کبھی بیمار کے لیے
سیخ کباب پر لب کو چڑھا ستاب / ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے
مجنون عشق کو ہو عبث پند واعظو / ہو حکم شرع مردم ہشیار کے لیے
دوزخ مین بھیجیے مجھے چاہے بہشت مین / یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو / کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے
کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود / کیا مرتبہ ہو سنگ در یار کے لیے
عاشق ہون رند یار کا تقصیر دار ہون / جو چاہیے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہو گیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جاکر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت
برپا ہوا اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائینگے تمنے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون چھپایا
تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق
مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہین یہ ذکر تھا کہ لشکر
مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل کھٹ کھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم بیٹھے
تھا یک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا کہ گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دو سر دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوگئی
ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رُک سکتی ایسا نہ ہو کہ درانداز آجاے تو بڑی
مشکل ہوا ے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپنے خلاف فصل
مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپکو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوا سے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار
مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہینگے آیندہ
جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک
آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہی ابھی جاکر تیرے ماں باپ سے
اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے لیجانے کو کم ہون دگھڑے سے پڑے پڑے رازو نیاز ہو رہے
ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی
کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر پہنچ گئی
تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوا سے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا سلاز ان رستم کے سرکٹ کر گرنے لگے ملکہ بھاگے اور تنگ آگئیں آگے چلیں
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہے اس بات کا یہاں ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہے کہ طلسم کشا
گرفتار ہوکر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے دبیں ہیں سے لے
اپنی جان بچائی ہے امروز فردا میں طلسم کشا کو گرفتار کرلونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ یہ سب
سب تیری باتیں سنیں عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمے کیے تھی
وزیر زادی صاحب تجھکو گھیر کر لائیں وہ بھی ابھی ہے نیا رنگ طلسم کشا پر ہاتھ ہے اب کوئی عیار طرار
ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچا لے سکیں ہاں تو کہ تیری اور وزیرزادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر بغیر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہے اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ خیمے اڑتے پھرتے ہیں ہزارہا شگان خدا کے سرکٹ کر گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہیں ہوا کم ہو جاتی ہے
جب باد انگیز دستک دیتی ہے تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ زمین تہ و بالا ہو گئی ہر مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہاں جو زیادہ ہوا مہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہیں آندھی زور سے چل رہی ہے ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہیں
مہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہے جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی ساحر نے جڑ کر عرض
کی کہ ایک نازنین خوبصورت زیبا وجاہت جہان آرا پاس آفاق کے آئی تھی باد انگیز سے اس
سے دو دو ہاتھ ہو رہی ہے وہ نازنین بھی کم نہیں کرتی یہ سنکر مہلال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا
کہ ملکہ بھاگ و باد انگیز سے فاتحے کے سحر ہو رہے ہیں باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا باد انگیز نے پھر اپنا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقیں گرنے لگیں ملکہ برقوں کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں مہلال
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہے مگر باد انگیز دم میں
لینے دیتی دمبدم فاتحے کے سحر کرتی ہے ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہیں مہلال نے دیکھا کہ ملکہ

بہار سے اور رنگ نقشین عاجز ہو رہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر چل جائے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُس پر ملا کے پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینہ کو پار گذری منھ کے بل باد انگیز گری لاشہ اسکا جلنے لگا ملکہ بہار سے اور رنگ نقشین نے پکار کر آواز دی کہ اے مہلال کیا کار نمایان کیا مہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک پوٹلا گرنے کا قریب لاش باد انگیز رکھا لاشے کو اُٹھا کر لے گیا بہار سے اور رنگ نقشین نے دیکھا چاہا اُس کو روکین مگر وہ پوٹلا نہ رکا مہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے ملکہ عالم لاش اسکی تمہاری مان کے پاس جائیگی آپ اپنے کو قبل پہونچائیے اور مواج سمندر نقشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہے تو اُسکی جستجو مین مصروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفہ ملے کہ سحر اثر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوتی ہین آتشین برپا کرتین باد انگیز بلا سے روزگار تھی آپ سے سحر مین مصروف تھی مین نے غفلت مین کارد ماردی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ پردہ ہر کبھی سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل بخیر یاب کیا اب صحرا سے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ اے مہلال اب مین جاتی ہون جاکر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار گیسو ہوئی اب یہی فکر ہے کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب وغرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت و لقمان حکمت ہے بوقت فتح طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہے ایک ایک ساحر سکار و غدار ہے ملکہ بہار سے اور رنگ نقشین باتین کرکے جب اس مقام سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ اے شہریار آپکی جدائی کمال شاق ہے دل محبت کا مشتاق ہے

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آبرو کھویا مگر جو پاس خندہ اکا ہوگیا	راز جب منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں — سانحہ سا کا عالم اس حبّۂ شفا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی — عرض کر لیتے گئے جو موقع التجا کا ہو گیا
مرتے ہیں بیمار الفت متصل اب یا مسیح — بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
اُسکی نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم دو چار — میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
حور کے غمزے اُسے جنت میں خوش آتے نہیں — اے پری رو کشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد میں اُس سرو قامت کی جو کی فریاد کل — وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلیں یہاں گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا مولج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمھیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیوں تکلیف کی مولج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہی بجاوت ہو پسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ اُنپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی ہمارے گشت جاتی ہیں ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی آج کل بیخبر ہونا چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہوں میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشۂ باد انگیز ایک غبار میں لپٹا ہوا بیرون سے لئے لاکے پہونچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اُٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہی گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہی ابتدا بیان شروع ہوئی طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہی یہ کہکے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اُٹھا لیجا لاش کو جلا دو جہاں تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہو کہ سب کو خبر ہو پہنچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اُٹھا کر لیے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا مولج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پھٹا ملکہ ہما سے اور نگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہما نے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری ہواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہان تک پہنچا ہماری
سرحد مین آ گئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی مجھے
نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا لشکرگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا پتہ
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لاتے حتی کہ مہلال سرکش ساتھ ہی
کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمایئے تو کہ لوح طلسمی کہان ہے مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کریگی تو
بھی لوح نہ ملیگی اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہ سکتا
مگر کیون بیٹا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح
پیش آئینگے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہوا کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رنج
سے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاونگی تو کیسے شجیدہ
ہونگے فرمائینگے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمایئے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا مجھے حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہے اگر یہیں کہوں اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائیں کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوئے راہبر ہو کر راہزن ہوئے ہیں تمہاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہوں کیونکہ اے نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہیں دیکھا ملکہ ہما یہ سنکر
تحیر انگیز کہا اے بابا میں طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہیں آپکا خیال محال ہے مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتیں بناتے ہو فہما سے اسرار دان کو بلاؤ
ابھی سب حال کھلا جاتا ہے موالج نے آواز دی اے شعلہ بابا آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اڑتی ہوئی آسمان سے آئی موالج کو سلام کیا موالج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منہ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہو گئی ہما کا چہرہ دھل گیا کفر کا نہیں اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے بابا
شب کو جو میں پڑے سے اُٹھی طلسم کشا کو دیکھا عیار ہمکا گرفتار تھا وہ کہتا تھا اُسکو لیے اپنے لشکر
کہ میں پاس طلسم کشا کے گئی تسخیر کرنے کو طلسم کشا بادی آفت برپا ہوئی میں نے مشکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کر رہی ہے میں نے اسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر شعلہ لال لے پشت سے آکر کارد سحر
ماری کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا میں طلسم کشا سے دغا کر آئی ہوں کہ حال لوح طلسم
دریافت کرونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہوں موالج نے کہا کہ اے نور نظر زبان مشتہ
سے نکلا ہوا سوزن زبان میں دو چار ایسی حکم ہے لیکن تُنے اپنی زبان میں آپ سوزن دی گرداب
و موالج نے ارژن سیاہ جسم میں لپٹا ہے کہا اسے گرفتار کرو سر چنگ ساحر جادو دانا ملکہ ہما پر
زمین سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو۔ کہ وہ ہی پتلی پھر زمین سے نکل نکلتے ہی پھر منہ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ اے بابا مجھے کیوں قید کیا موالج نے
کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے ہم سے پیدا کیا یہ کہکے سر چنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر
برج قلعہ میں قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شے کا پتہ لگ جاتا ہے طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نادانیات ہمیں شیطین کی
تلاش سے پایا گو پھر اسکے گرداب نشان ہے یہاں کی اشیا کا پتہ لگیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہے لاشہ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح ساحری ہے اُسنے آکر حال ظاہر کیا یا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجا کر برج قلعہ میں قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہیں آٹھ پہر نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر رہتی ہیں یہاں رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے کو نہ گھبرا کر سہاک سے فرمایا کہ اے یار وفادار کئی دن ہوئے ملکہ ہماری اور تک شتابین نہیں آئیں ذرا خبر تو لاؤ اگر وہاں تک پہونچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار تمھاری یاد میں دل بیقرار ہے اور عجیب کیفیت ہے

نظم

ستارہ موسم گل میں جو زنداں ہوتا	پھر تو میں اور کف دست بیاباں ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسوئے جاناں ہوتا	ذکر صبح وطن و شام غریباں ہوتا
شب تنہا اس زلف سے ہوتی جو پریشاں ہوتا	رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیراں ہوتا
چھپتے موسم گل میں جو نہ پوشاک مری	چھیڑتے ہوتے نہ دامن نہ گریباں ہوتا
یاں سے ہوتی نہ زیادہ جو مرہم تیغ ادا	آ کے بستی میں کوئی طفل نہ گریاں ہوتا
قد کشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یوں	آدمی تو اگر اے سرو گلستاں ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مر جاتے رند	سر پہ کیوں تیغ ستم جلاد کا احسان ہوتا

سہاک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا اچھا غلام جا کر خبر لاتا ہے اگر آپ کا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کر کے آؤں اور کیا عجب ہے کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہاں برادر اسکی فکر واجب و لازم ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھیں رنگ رو سے انکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہیں دل الجھا ہے شاید ماں باپ پر حال انکا کھل گیا میں بھی یہاں سے پہونچوں وا شہ قلعہ کو دیا اب میں تو آپ چلے سہاک اسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا ارادہ کو دل کے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پر پہونچا ساحروں نے پوچھا بھائی کہاں گئے تھے سہاک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہے کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد میں آ گیا اور مالک کچھ فکر نہیں کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہے کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا میں گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جمال ایسا ساحر ساتھ ہے وہ رستم بھی کہتا ہے کہ گو اب تک کوئی انتظام نہیں کیا چڑھ چلیں ایک نے ان میں سے کہا کہ گو اب کیا فکر کریں بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہے تو ہر طرح کا اب دیکھے کیا ہو سہاک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر وہ دن ہی سے بیٹھے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ کا
کی چادر پیلی اوڑھے ہوئے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر پلٹ کے آئی بتی کو انگلی سے
اکسایا اور انگلی کو پائجامے میں پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی میں روٹی لیے ہوئے اوپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سماک کو اشارہ کیا ایسے پکا سے سماک سمجھا کہ جسکی صورت میں بنا ہوں
یہ اسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہی اپنے کو چھڑا لی ہی کبھی
کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سماک نے چپت مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنا کے
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑوں کنیزیں پھر رہی ہیں ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریاں
بنا رہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہیں محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے میں دخل نہیں دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ تین شکار
کئے اوٹین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگیں جانتی نہیں کہ لوح کا حال دریافت کرکے جا کر
طلسم کشا سے کہدینگی اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر جیتا نہیں
سلامت سامری و جمشید یہ کیا منظور ہو کہ کنیز یہ باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی اور ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منہ میں دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سماک
نے محلدار کے کپڑے اتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنا کر تیار ہوا تھا صندوقچہ رومال
میں لپیٹے ہوئے چلا راہ میں جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سماک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا بیچ قلعہ میں آیا سرہنگ جادو جہاں بیٹھا کنیزوں
کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکار کہ بی محلدار صاحب کیا لائیں ملکہ کے مقدمے میں کچھ انکی زبان
سے نہیں کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے جاکر خاصدان تو رکھدیا اور بیٹھ کے کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یوں بدنام کیا باپ سے کہ بلا سے روزگار رہے اسکو دریافت
کر لیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کیونکر حکم ہو ہمشتن کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح سے لاش کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی ساحر کہ قدرت کو نامہ لکھا تو دیکھیے وہاں سے کیا جواب آتے نہیں معلوم
وہ کیا جواب لکھیں سرہنگ نے خاصدان اٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار میں شام سے
تنباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کر لیا کنیزیں مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحبہ ایک ایک

کٹوری ہمکو وہ یہان سے بدلی ہو تو اپنی کچہری مین جائین تب یہان نصیب ہوا ایک ایک کٹوری سماک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سمرپنگسا اپنے مقام سے اٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر آ نکلین سب گر کر بیہوش ہوئین سماک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے سمجھا تا ہین ہون سماک ہین گھر۔ ملکہ نے اشارہ کیا کہ دہان سے سوزن نکالو دین بات کرون سماک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماران سپاہ کو مارا سماک نے چاہا کہ سمرپنگسا کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہے کہین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دے کہکے ملکہ نے سماک کی کمر مین پٹکہ دیا اسلیے آدمین رستم اسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی روتے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سماک گیا ہے ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسیر کیا گذری ہو خدا نخواستہ گیا ہوا ہے یہان دل کی یہ کیفیت ہے عجب صورت ہے کہ

غزل

شب فرقت کٹا شب ہجر مین مزہ اپنا
سخت ہو سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا

کیونکہ دونگا مین اسے جی کے سوا پہلو اپنا
تجھ پہ قابو نہین دل پر تو ہو قابو اپنا

نہین معلوم تجھے کس سے شکوہ محبت ہے
دل ایمان سے تجھے اپنا کہین ہندو اپنا

بوسے گل سے تجھے دھوکا نہو سے سنبل کا
جو چلا رہنے دے سے یاد محنت کا تو اپنا

کیا ہوا اے بت کافر وہ تری چشم کا سحر
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا

جان جان جب سے ہو تجھے مرغان آغوش سا
گور بھی تجھ سے تہی کرتی ہے پہلو اپنا

یاد کر کے لب انگور وہ کی تیرے شیرینی
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا

ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کوچے کا لین
پانو میدان سے سرکے جو سبو اپنا

شب کی شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا

رویا کرتا ہون شب ہجر مین انکا رونے سے
چلنے لگتا ہے جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا

پاک دامانی کا دعوی نگہ سے اس رو سے
شوخ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا

داغ کیا کیا کہ سر عشق مین گلرویون کے
حشر تک رہ گئی ہوئیگا خوشبو اپنا

پیچ خم سلم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا
باغ مین آ کے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا ماریں نہ کیوں ہمت گردوں پر ندیم		شکل نہیں فضل خدا سے اپنی بازو دیکھا

رستم بیقرار ہوئے ہیں خادم سمجھاتے ہیں کہ ای شہریار سماک وہ عیار ہے کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ
رکنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہے کہ دیکھا آسمان پر برق
چمکی ملکہ ہماے اور ناک نشین سماک کو کھینچے ہیں دبائے ہوئے بعد تعجیل آتی ہیں رستم
بے اختیار پکار اٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما * ذکر تو بود زمزمہ شادی ما * کاپہنچا
زمین پر آئیں سماک کو پیچھے سے چھوڑ کر رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اداس منھ پر ہوائیاں
اڑ رہی ہیں رنگ رو متغیر شرر ودہ تحیر حیران مہار ابا شب دکھ رہی ہیں رستم نے ہاتھ
میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ ای ملکہ عالم آپ نے کیا ساتھ کر دیا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال ہوچ نہیں بتاتا سماک
بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہاں ملکہ کو لیکر صحبت میں بیٹھے سماک بیچارہ کا سنے دیکھا یہاں
گرداب جادو سوکر اٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ نہ آواز آئی گھبرا کے اٹھی لڑکھڑاتی
ہوئی شیشے سے برج میں آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہے کف منھ سے جاری اور سب
کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گرداب نے ایک دو چھینٹے سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ
اٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز نے کیا کیا کنیز کون آئے تھے کیا سرہنگ نے کہا کہ یہاں فلاں
ہی عیار آئی تھی ہم لوگوں نے گلوری کھلائی جب ہی ہم بیہوش ہوئی کہا عیار کو ڈھونڈھو
کنیزوں نے کہا کہ وہ عیار بیہوش پڑی ہیں عیار کو ڈھونڈا تو عیار سب جا جا پلنگ پر سکتے کہا
کہ بھجوایا ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی ہم اس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا تو وہ بھی بہت بیہوش پڑی ہے
اب گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہے مگر وہ عیار بھی کامل وہ اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو مٹا دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صدمہ شکل ہم کو کوہ کر گئے سے پہاڑ گر گئے اکھڑ کے درخت جا بجا سے نکل دہان
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ بور بیٹھیں
سماک قنات کی آڑ پکڑے ہوئے دیکھ رہا ہے گرداب آگ کی ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر لٹکا لیا ملکہ نے
آنکھیں کھول کر اس بلا سے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے رستم کو آواز دی

سے

کہا ای شہریار اُٹھئے رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغہ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او طلسم کشا اس بہیر وسے پہ آیا ہی کہ ملکہ کی کمر میں پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ
ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو کا بے گا بے مزار غریبان
پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت ملکر فاتحہ خیر پڑھیں گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہوگی
پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت ملکر پردہ دنیا
سے چلے فرد ہے کہ جنازہ اسلیے بھاری مرا + حسرتیں دل میں لیے جاتے ہیں ہم + رستم نے
دیکھا چند ساعت میں گرداب ملکہ کو لیے ہوے نظروں سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہو کے
کہا کہ ای جہتر سکاب ایکیا تا ہیری ملکہ کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قالب آلیہ گیا
ملکہ کے کلمات حسرت پہ کلیجہ پھٹ گیا۔ قطعہ

ہی ہجوم درد و غم تشویش یہ دل میں نہیں
ہو لنش افزونی کی او گردون ہوا دل میں نہیں
میں بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال
مارتا ہی جبکہ گردن ہو کام اسکا تمام
اسکو گردن میں پہونکے کب نکلے میرے ملا
مرد مومن ہوں مرا اظہار ہے باطن صفات ہو
طی نہیں ہوتی کسی سے گفتگو حسن و عشق
کسکے آگے تر زبان تھا نہ سپاہی کروں

اشتیاق شہیر ہے جو رس کہ مشکل میں نہیں
کچھ سوا ہے خاکساری آپ اور گل میں نہیں
جب تلک ہی قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
سنجیدان رکھنے کی عادت ہیرے قاتل میں نہیں
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
کینہ او ہیبت تیرے باطن ہو کہ حسرت دل میں نہیں
دیکھا لا حاصل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں
دیکھ بلبل ہمنوا میرا آشنا دل میں نہیں

رستم بیقرار ہو کر فرمایا مرکب تیار کرو مہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوے نہیں
اسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں مہلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائے
میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائیں رستم نے کہا کہ او مہلال
بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کرکے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر
چھریاں چل گئیں میں اپنے کو پہونچا ؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغہ ہفت جوہر جو کہ گرداب نے
جو تیغہ ہفت جوہر کو دیکھا تھر اگئی اس طرح ملکہ کو لے اڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہے ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ دیکھکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سنا بارہ ہزار جوان ساحر وغیر ساحر فوراً تیار ہو کر عقب میں رستم کے چلے یہان گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پہ ٹھہرا یا ہے زیر قلعہ ہزارہا ساحر غلغلہ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئی ہے یقین ہے کہ طلسم کشا آتا ہوگا یہ کہہ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمند کی رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پہلوان

علشاہ دوری شیر فیل زور	دیگر	کیست علشاہ چو رستم لقب		ارشد اولاد امیر عرب
طلسم نور عین شہ کسرو بر		یل نامور رستم ذی ہنر		کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آپڑے ہے رستم چاہتے ہین کہ اُچھلکر قلعہ مین گھس جاؤن گرداب نے جو اشارہ کیا ہزارہا ساحران زبردست کوہ کے برج و فصیل پر سے قلعہ سے اپنی لگا طرح سحر کر رہے ہین کہ جنگل مین آگ برس رہی ہے ایک طرف دریا جوش مار رہا ہے تلوارین گر رہی ہین وحشی سے پتے چکر کھاتے ہین تاثیر خنجر کی پیدا کرتے ہین جسپر پڑا سر اسکا اُڑگیا رستم نے بھی تیغہ ہفت جوش سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پہ لاشے ہوتے زمین پہ پھڑک رہے ہین دریا سے خون جاری ہے صحرا سے گرد اڑی مشتاق آتش برسا رہے قلعہ سے بارہ کوس پر بیٹھا ہے ملکہ بہار اور نرگس نگار کی منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری عروس پہ قبضہ کیا اب بیان رستم کو لڑتے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی مین مصروف ہوا اب رستم پہ بلوہ ہے گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سرہنگ جادو بھی بھاگ کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ مین جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پہ فوجون کا بلوہ ہے اور مین بے سود بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام مین ہے کہ فوجین برابر بھیج رہی ہے دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پہ سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینون کو تیر کر کے نکل گیا غرض چار چار سو جوان فوج کو ملکہ نے متفرق کیا اور مشتاق بھی لڑ رہا ہے رستم پہ آگ برسا رہی تلوارین برسا رہا ہے مگر رستم پہ کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیر کے مانند لڑ رہے ہین ملکہ بہار اور نرگس نگار کی

باندھے ہوئے ایک شخص کے سامنے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جسکو دیکھا کہ رستم پر یاوہ کرکے جاتا ہو اسپر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہی تو برق چمکائی دو دو سوار کٹ کٹ کر گرتے ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ بہاسے اورنگ نشین نے فوج کو پراگندہ کیا ہو سرہنگ واپس آتے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا پھر لڑکے گری اور پیچھے کمر میں دیکر ملکہ کو لے اڑی سرہنگ نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جا کے ملکہ کو بچاؤں یہاں سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ میں اتری تھا ایک تختہ سنگ پیدا ہاں ملکہ سو زن دیکھ بٹھا لیا اب ملکہ کو ہوشیار کیا یہ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تو نے ان باپ کی یہ بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب میں تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہیں دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہیں کہ اے خالق لیل و نہار داور پروردگار مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

نگار بستہ کشا یہ خدا نہ ہر سو باب — کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار — خداست کاشف اسرار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا — میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان — خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد — بباب حضرت حق آورد رخ از ہر باب
ہزار نقش و نگار جہان شود مفقود — کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر رخ آب
نرفت آنکہ بہ بنیاد گذاشت نام نکو — بہ زندگی کہ ازو باقی است نیک خطاب
ز جسم نازک انسان بر آید جان حزین — کشند از بن گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک بہ آلایش ز آب پاک — نشستہ ہر کہ بجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید کشتی آخر — ز چہ کشتی عمرش رہید در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہیہات — ستادہ ایم برائے دور دنیا برکاب

ہلاک ہلاک کر جاتی ہیں مانگ رہی ہو جی سے کہتی ہو کہ کیوں معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار و غدار انکے ساتھ کیونکر پیش آئینگے
نہین معلوم کیا کیا تکلیف پیش کرینگے خدا انکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیاہ انکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہی کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہی پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگیت آیا ہوا ہی مین اسی کے حوالے کرون
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکہ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعہ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہی ملاحظہ فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہی
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہی بڑی
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہی وہ سب نشہ اسکا اتار دیگا ملکہ نے جو ماں کو آتے
ہوے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر یہ زندہ رہتی تو تیرا قتل پہ ہاتھ نہین اٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کا نہین رہا ہی کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اٹھا کے
اس مصیبت سے اسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پر کمر باندھیگی
لو سرہنگ دیکھو ابھی سیاہ اٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہی وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابرو کھینچ کو لیجی گرداب نقلی نے حلقہ کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈال دیئے اور نعرہ کیا کہ منم سمک عیار ہون یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچایئے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای مہتر والا گہر کیا بات ہی عیاری ہے کہ
کرامات ہی کیا وقت پہ پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دم بدم بلوہ فوج کا ہوتا ہی اس بلوے مین شیرانہ و نہنگانہ و رستمانہ
مصروف جنگ ہین کافری چاہتے ہین کہ اگر تیغہ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر
گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا سنقار جادو سحر کرنے کے لئے عاجز ہوگیا
مگر رستم پر تاثیر ہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر فوراً ایک گولے پر ملا وہ گولہ طرف صحرا کے
پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کودائے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے
پہونچا سنقار سحر کر رہا ہے وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم
ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرأت کا دعویٰ ہے تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کرکے
مجھسے مقابلہ کیجیے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہیں یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے
سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آ ہم فرزند
صاحبقران ہیں ہر شرط پر موجود ہیں زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑکے رستم سے لپٹ پڑا
سمک پکار اٹھی چھپا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
جدا کی تیغ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر زبردست ہے کہ سمک
کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہیں
سنقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے زنگی ہرچند
چاہتا ہے کہ زور کرے رنگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پر کھینچے سے نکل جائے تب
سنقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے
پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ایک مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا یہ زمین ہوئے رستم نے
کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چیخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہوگئے پلٹ کے
دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغ سنقار نے اٹھالیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او سحر یہ تو نے کیا کیا خبردار
ان چیزوں کو نہ لیجانا جب قریب سنقار کے پہونچے سنقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
رستم کو اٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ مہتاب نے جو دور
سے یہ منظر دیکھا پرواز پیدا کرکے چلیں کہ سنقار کو ماروں جب قریب پہونچیں سنقار نے
ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کاؤں کاؤں کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
عکس اپنا ملکہ مہتاب اور رنگ نشین پر ڈالا ملکہ چیخ کھاکر گریں سنقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ بہار
اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین اترو کل بیٹھ اون کو جمع کرکے ساعت نیک و بد دیکھکر بھوندی تمھاری
پھر جائیگی منقار بہت خوب کہکے رستم کو لیے ہوئے چلا مگر گرداب جادو نے کہا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلا سے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہوچکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوئے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آکے بارہ دری مین بیٹھا سماک بن عمرو نے
یہ سب ماجرا دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہوکے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی
شکل بنا بشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سماک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوئے چاندی کے کڑے پہنے ہوئے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سماک نے پکارکر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوئے پھولون کا زیور پہنے ہوئے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت دیکھکر بیقرار ہوگیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک گاہک
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بند و بست ہوگا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو واپس جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ تو وشاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے میں کنجی جا کر لاؤں تو قفل کھولوں تمکو بلاؤں یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پہ تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان میں چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سماک پلہ راقی نہیں نہیں کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سماک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپریا کے آیا آپ چھپریا میں گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سماک یہ کہتا ہوا اندر آیا میں وہاں آؤنگی تو تو میرا کیا کریگا سماک پلہ راقی نے چھپریا میں آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے میں لپٹنے لگا سماک پلہ راقی نے حباب مارکے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپریا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں خادموں نے کہا کہ بارہ دری میں بیٹھے ہیں پوچھا کہ قیدی کہاں ہے خادموں نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری میں جو چھوٹا مکان ہی اُسمیں قید کیا ہی سماک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری میں بیٹھا ہوا سیر گلشت گل و بلبل کر رہا ہی منقل آتش روشن سحر تیار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے کو جو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد میں ہی کیوں اِس طرف آیا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین بمنت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ میں آنے دو میں اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا گھبرایا پھرتا ہوں آخر کو دل میں خیال آیا کہ چلکر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں دروازہ کھول دوں اُسکو آنے دوں یا باہر ہی رہنے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہوگا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتوں میں لگا کر بارہ دری پہ چڑھ آیا زرہ و کلاہ و تیغہ پہلو میں اُسکے رکھا ہی سماک نے کہا کہ کیوں حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو دو تلواریں آپ کیوں لگائے ہیں اور یہ تیسری تلوار کیوں قریب رکھی ہی زرہ کیوں پہنے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہیں کہ جسکے گھمنڈ پر ستم ساتھ قلعہ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پہ اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہوا ہے سحر تیار کر رہا ہوں کہ تیغ
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا ہنر دکھائینگے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ فقط اشارے کی دیر ہو سماک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہے دروازے پر کوئی پکار رہا ہے منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر اسے گرفتار کر لوں یہ کہا منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سماک نے تینوں چیزیں سے لیں کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغہ اٹھانے سے
سماک کے نہ اٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغہ مجھ سے نہیں اٹھتا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سماک نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دو بہت کھولے ہوئے زبانیں منہ سے نکال رہے تھے اُن سب نے
کیفے اپنے جھکا لیے رستم نے پکار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آ کر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جا کر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف طلسم کشا بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مار لو میں پھر وہی سحر کرتا ہوں کہ زنگی جلیں
اور تحفہ جات اثر والے میں گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغ ہفت جوہر کھینچ کر نعرہ کر کے ساحروں پہ جا پڑے سماک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ آ
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند حمزہ و [illegible] اسیر ہو زرہ اتارو کے تجھ سے مقابلہ کروں سماک نے
پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار برائے خدا اسکے مکر میں نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سماک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے تلوار تیرے ہاتھ میں ہے کیوں نہیں وار کرتا زنگی نے پینترہ بدل کے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پہ تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اسکی تیغہ ہفت جوہر
پہ پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ میں رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہہ کے
ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے
مرتے ہی منقار کے منہ سے خون جاری ہوا بات نہیں کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹتا ہے
کہ میں نے یہ کیوں کیا یہ سوچ رہا تھا کہ منہ بند کیوں جنبش نہیں ہوتا منہ کھولے کھڑا ہے
خون کے قطرے گر رہے ہیں کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب
منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج میں آیا افسروں سے اشارے کر رہا ہے کہ طلسم کشا
کو گھیر لو بڑے بڑے سردار بیرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہیں کہ ہمارا
مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہیں فرماتے اشاروں میں لفظ ادا کرتے ہیں پکار پکار کے
سرداروں نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہ کھول کر زبان دکھائی سرداروں نے دیکھا
کہ منقار کی زبان بالکل کٹ گئی ہے کمال ہے وہاں تو کٹ گئی اور یہ سحر کر رہا ہے مگر سحر منقار کا
رد نہیں ہوتا دور جا کر کام نہیں کرتا وہاں ملازمان رستم وامتحہ قلعہ گرداب میں بیہوش
پڑے ہیں جب زبان منقار کی کٹ گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی
سب تلواریں کھینچ کر اٹھے اس وقت آکے پہونچے کہ رستم جنگ میں مصروف ہیں یکبارگی سب
آ کے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر
رہائی پائی جا کر بیرے داماد کے شریک ہو فوجیں اندر سے قلعے کے چلیں سہاگ نے جب
دیکھا کہ علمشاہ جنگ میں مصروف ہیں تو بہتر ہے رہائی ملکہ کا ہے اور تاک کمین میں چلا
اندر قلعے کے آ کر تا پھرتا برج قلعہ میں پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن سرنگوں کلیجہ پکڑے
کنیزیں نگہبان بیٹھی ہیں سہاگ ان سب میں مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ ہوا سوزن رستم نے
کیونکر رہائی پائی سہاگ نے بیان کرنا شروع کیا باتیں کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریاں
نکالیں ایک ایک سب کو دی کنیزیں کھاتے ہی بیہوش ہو گئیں چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالون قضاے کار گرداب جادو اپنے مقام پہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہین اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
چاہتی ہے للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان مین بہت سی کوٹھریان بنی ہوئی تھین
ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے کنڈی بند کرلی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے مین نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی مین سمجھ گئی کہ تو وہی عیار ہے ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے مین چھپا گرداب جادو
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا
کہ گرداب چیخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی
بلوہ کیے ہوے آتی ہین دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہوا اور ایک شخص
قتل کیا چاہتی ہے وہین سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
پھونک دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزون کے مارا شعلے گرے
اب زمین شق ہوئی گرداب اسمین سماگئی سمک جست کرکے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہان گیا آکے ملکہ پہ پھر کنیزون
کو مقرر کیا سمک ایک گوشے مین چھپا تھا وہان سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزین
بیٹھی ہین جو آتا ہے تو اسکو منع کرتی ہین سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبختو
زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کرڈالے کنیزین بلوہ کرکے چلین سمک بشکل
گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی
رستم لڑ رہے ہین کہ ملکہ نعرہ کرکے لشکر گرداب پر گرین زیور اتار اتار کے مارنے لگین کبھی
بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہین جلال کشمیری
بارہ ہزار جادوگرون سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہیں ایک جانب ملکہ بہار سے اور نگ نشین سحر کر رہی ہیں جب سحر کیا زمین ہلا دی جھلال سرکش بارہ ہزار ساحروں سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کہ کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہے اور خود بھی ساحر زبردست ہے ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہے جھلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اٹھائی رستم سے کہا کہ گئیں کہ افسون جادو باد واجان کا شاگرد رشید ہے نہایت سحر میں دخل رکھتا ہے مگر ملاحظہ کیجیے کہ میں اسی کے مقابلے میں جاتی ہوں آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین جھک گئیں پلکیں جو ہلیں معلوم ہوا افسون کو کہ کلیجے پر تیر پڑ کر رہ گیا پیشانی پہ پسینہ آگیا بیقرار ہو کر بکار اٹھا کہ اے جان جہان وا اے آرام دل مشتاقان اے سرتاج حسینان وائے ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھ لو عاشقوں کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین جوش رقت ہے اب تو قلب کی عجیب کیفیت ہے۔ نظم

صدمے گذرے اپنا گذر گیا
رنڈ کہو تب کیا گذری
گذرے جب ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا گذری
کافر پہ بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسا گذری

ہجر میں تیرے کیا کیا گذری
کیا کہوں تجھسے حال فرقت
بن ترے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہم پر جو بیت ترسا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر میں جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا
انکو خبر بھی نہ چلا گذری
وقت مرگ یہ جی میں گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

لیوں ناکہ جھیلی آفت فرقت | رنڈ کہو دل پہ کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ اے ملکہ عالم میں تابعدار ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہہ کے افسون پڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہے راہ میں جس اہل فوج نے روکا اسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا میں گرداب کے لیے جاتا ہوں کئی افسروں کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی میں خیر ہے کہ میرے سامنے چلی آئیں سرکار کے ترا سامنے محبوب جانی و یار جاودانی کے لیجاؤں گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیوں سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا خوب سحر کیا ہے کہ افسون جادو ایسا افسر بیٹھے ہوش میں کھڑا ہے ہمارے قتل کو آیا ہے اس
نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا مرثیہ خوان ہوں اسکے حال پر روئین اور تجکو ترس
نہ آئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بڑھ اب تو کیون تیری قضا آئی ہے
میرے شوہر نے تجکو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلے پر پہونچایا اور اسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اس
نگوڑی کے عشق میں تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہے افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کی جا بجا کوٹے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ میں روک لیا
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا ایک مرتبہ گرداب نے ران اپنی چیر کر
کے خون حلوہ میں لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اسی گولے میں جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ میں لیا چیخ و شیون کی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا ساحری
وجمشید کا کام ہے یہ کہکے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون حلوہ میں لیکر
گولے پر پھینک مارا گولا طرف گرداب کے چلا اس پھیر میں کئی ہزار ساحر گرداب کا مرکر
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ میں پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کارد سحر تھیلی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلا فولادی اسمین سے پیدا ہوا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہے کہ فولادی پتلہ ہے یا کسی زنگی سیاہ رو کا تیغہ ہاتھ میں لیے
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخرکو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدار کو
قتل کیا حطال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی عہد اسکے قلعہ میں
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہے بلبلا کے فوج سرنگون کھینچے دشمنوں کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہے پیچھے اسکی فوج کا بلوہ رستم سے کے آگے آگے ایک
طرف سے ملک ہما سے اور تنگ دشمن نے سحر کیا ایک طرف سے حطال سرکش لڑتا ہوا آتا ہے
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے میں جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اس بھاگنے میں پکار کر آواز دی
کہ اے مواج سمندر نشان فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چکی ہے پتلہ بھی قریب پہونچا ہے جاتا ہے

کہ بڑھ کر گرد اسپ کہ ہاتھ ماروں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے
چلی کہ چیلہ پیچھے ہٹا جاتا ہے جب چاہتا ہے کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا پڑتا ہے کہ پیچھے قدم
اسکے ہٹے جاتے ہیں دیکھا سب نے اسقدر غبار اڑا کہ اہل فوج نابینا ہوئے آگے پہلوے
کوہ سے ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختوں پر آ کے بیٹھے
منقاریں کھول کے پکارتے تھے کہ ای اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا
امواج سمندر نشیمن آتے ہیں ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو تڑپ کے ہاتھ سے دامان نکل گئے — ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے — اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسوں تلک موج زن رہا — روتے ہوے وہ بھر کے گریبان نکل گئے
ثابت رہا ہوں آج تلک اپنے قول پر — اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے
وحشت جنون نے دست جو بڑھ کر قدم رکھا — دامن سے ہو کے چاک گریبان نکل گئے
کتنا قرار کافر و دیندار نے کیا — ہندو نکل گئے نہ مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے — ہم چین ہو کے سوے پریشان نکل گئے
آتش غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا — دیوانے ہو کے سوے پریشان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعار یاں — پنجرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
شہرہ یہ عشق زلف جو کرتے تھے آن کر — یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہو کے زندہ — مجنوں سے بھی بڑھ کے بیابان نکل گئے

اس طرح طائروں نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوئے اور اسی جانب سے دیکھ
رہے ہیں کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ موج آفت زا غراتا مارتے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا میں پھیلنے لگا لا زمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ چیلہ کہ جو
نہ نکلی کا لڑکا معلوم ہوتا ہے ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اس چیلے کے چلا چیلے نے چاہا کہ
بھاگوں لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اس چیلے کو دہن میں لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزاروں کو ڈبو دیا کشتی

حباب کی طوفانی ملازمان حملال کو پناہ پانی پانی دشوار ہوئی پانی پانی ہوسے چلے آتے ہیں حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان حملال کو دیکھ رہے ہیں جنکی نگاہ حباب پر پڑی ہوا نہ ہوا
و وحشی مثال دریا میں کیا نہ پڑا اور غرق ہوا ہزار ہا ہمراہیان حملال غرق دریا سے حیرت
ہوسے رستم جس مقام پر گھوڑے سے جنگ کرتے ہیں دریا اسکے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر مچھلیاں
سرکشی باہیبت سے کوئی آگاہ نہیں تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم جیسا شمشیر
کو چمکاتے ہیں مچھلیاں ہٹ جاتی ہیں پاس رستم کے نہیں آتیں حملال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کشتی کو لے دریا پر پار سے لیکن کچھ تاثیر ہوئی دریا کا وہ ہی جوش و خروش ہے مچھلیاں نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں مچھلی کسی میں لپیٹ کر ساحر دلیر ساحر کو دریا میں کھینچ لے جاتی ہے
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہما سے اورنگ لقین نے پکار کے آواز دی کہ اے حملال بہتر یہ ہے
ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ وہ کاوش بالکل بیکار ہے وہ بڑا ساحر نامی و نامور ہے
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا ہے وہ اسکے ساتھ انتظام میں بالکل خدائی کی آئے جسکی
رونق دیتا تھا عجائب و غرائب بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہیں ہے اب جان دینگے رستم کو تعویذ کے کمان جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو رستم نکل گیا
اس وقت سے افسوں ہوش میں ہوکر دو اسپ کے آگے عذر کر رہا ہو کہ خطا میری معاف ہو میں
نے جو کلمات سخت آپکو کہے میں اپنے ہوش میں نہ تھا خطاوار ہوں آپکا گنہگار ہوں
گر ہما سے کہا کہ ای افسوں ہم سے یہ امید کشتی اس مچھلی کی ہے جو نگاہ سحر آگیں ڈالی
اسکی تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے حملال و ہما سے اورنگ لقین قریب رستم
کے آگئے ایک نابود میں لشکر گزرے ہوئے رستم جا پہنچے ہیں کہ گھوڑے سے اترے نہیں
گھوڑا بدلگام کرتا نکلا ایک مقام پر پہنچ کر گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو پار ہوا کا دریا کو طے کر گیا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک ریگستان میں جا کر سب نے دیکھا کہ ایک شیر ادا آتا ہے رستم
غائب ہوسے ملکہ ہما سے اورنگ لقین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا ہما نے چاہا کہ
تعاقب میں رستم کے جاؤں شاہزادے کو اس بلا سے ناگہانی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک
سنگ کلاں نکلا ملکہ ہما سے اورنگ لقین نے جست کر اس سنگ پر کھڑی ہو جانا چاہا

بجلیاں اور بالیاں کان سے اتار کر پھینک ماریں مگر نہنگ سحر کا بڑھتا ہی چلا آتا ہوا جبار
ہو کے دو پتلی دام کے پھینک مارا نہنگ اس دام میں پھنس کا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالا ملکہ بہار سے اور زنگ نشین بہا پڑا دہن میں لیکر دریا میں بیچارا جلال سحر کش
نے کتنی تلواریں پھینکیں کئی تیر برسائے پھینکے نہنگ ایسا بیٹھا ہوا ڈوبکی لگا کر غرق ہو گیا
دوسرا نہنگ دہن کو مثل قہر بلا کھولے ہوئے جلال پہ چلا پڑا جلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤں لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤں تھام لیے انتہا کی ذلت کچھ تھی آخر نہنگ جلال سحر کش کو بھی نگل گیا
اور دریا میں کود پڑا جلال بھی غائب ہوا اس نے دور سے غائب ہونا یہ ستم وہ
جلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے میں سارا لشکر غرق دریا سے مصیبت ہوا کسی کو چارہ
ہوا کہ سب کیا ہو سے منقار دیا کو شیشہ میں کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہے حیران ہے کہ یہ
کیسا سحر ہے خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے کمال لازوال دکھلائے میں انکا کون مقابلہ
کر سکتا ہے کہ وہ اسے جادو بھی پیچ سحر کے دیکھ رہی ہے کہ نیزدوں سے کشتی ہو کر ایک شور ہو گیا
مواج سمندر نشین جنکا نام ہے کہ اس کشتی میں سب کو غرق کیا میاں جلال پہ کیا گذری
مگر تھوڑی دیر کو جو نہنگ لے گیا وہ فی الحال مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے میں
دریا پلٹ کر درہ کوہ میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی ابو تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ پاؤں سے قطرے
پانی کے ٹپکتے ہوئے بہ شان و شان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پہ ہزار ساحر افسون جادو نے
بڑھ کر استقبال کیا مواج سے پوچھا کہ ای افسون بتاؤ بہار سے اور زنگ نشین نے
کیا حال کیا تھا تاکہ وہ پتلہ کیا ہوا اسکو میں نے کوٹھری میں بند کر دیا منقار کا آگے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ اے فرزند تمہی نے آج ہی گنتی اٹھائی ہزار افسر تمہارے مارے گئے اب ایسی حیلے
میں طلسم کشا کو قتل کر کے بہار سے اور زنگ نشین کو تمہارے سامنے کر دونگا فقط تھوڑی
کسر باقی ہے میں ذرا مطمئن ہو لوں تو انکا سامان کروں اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہاں
ٹھہرنا بہتر نہیں طلسم کشا میری سرحد میں آگیا میں نے گرفتار کر لیا ہے جبکہ میرے قبضے میں

نہیں ہے مگر نوبت بجان و کارد باستخوان ہے اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب مطلب دریافت
کرکے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آفاقیہ ہوگئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پہ یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بیدنگاہی کرنے لگا رستم عاجز ہو کے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون
کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ بہار اور رنگ نشین نے بلایا ہے رستم نام
معشوق سنکر کنیزون کے ساتھ ہوے ایک باغ مین جاکے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سنج
نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختون پر مصروف شگفتگی ایک جانب نہرین لبریز جوش خروش
ہر موجہ سے ظہور تیغہ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سرچشمہ پر جمع ہین دام
بکر و بر کو بیکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزین ساتھ ساتھ ناز و کرشمہ دکھلاتی ہوئی
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ بہار اور رنگ نشین مسند
پہ بیٹھی ہین گرد کنیزین ہین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھین پکار کر کہا کہ ای شہریار آئیے کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پہ آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئینگے مین
ملونگی شکر ہے کہ آپ مل گئے رستم نے تیغہ ہفت پیکر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ نہین رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہے زرہ
بھی اُتار دیجیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغہ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو مین رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپکو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین سے آپکے اقبال سے بچی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کرکے کہا کہ خدا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ
کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا غلط شاہ بے اندیشگی
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ بہار اور رنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی — وہاں وہاں ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا — زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرا ہم — تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
یہ حجاب ہوئے بزم غیر میں صاحب — تمھیں تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق لحد پر تو دیکھنا وہ پری — پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف میں دم گھٹ گیا تو صدقے ہوا — ہمارا وقت برا یہ ہوا قضا آئی
شب فراق کی کالک سے دم نکلتا ہے — الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزاروں مر گئے اسیر سسکتے ہیں لاکھوں — عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یوں مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہے نوا تر تجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کردیا سینے کو نوک خنجر سے — کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کس نے تجھے شغل عشق بازی کا — بتا تو اے دل ناداں یہ جی میں کیا آئی
غضب میں ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھ پہ کیا بلا آئی
ستا کے رند نے دی جان جسکی فرقت میں — مزار پہ وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطافت سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زر و اٹا دینے پر ہاتھ ڈالتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے ساقی بچے حاضر ہوئے دورۂ جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہیں اُس نازنین سے بوس و کنار میں مصروف ہیں سامان محفل عیش و نشاط یہ موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہے کہ اے شہریار کنیز نے بڑی بڑی کدوکاوش کی بڑے بڑے سحر کئے مواج سمندر لشکرین کے تب یہاں آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ آئے تھے میدان میں بیہوش پڑے ہیں اُنکی تدبیر واجب و لازم ہے اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چل کر اُن سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کریں سہاگ پھرتا پھرتا اسی باغ میں پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا اک کنیز کو

بیہوش کر کے صحبت میں آئی تھا رستم سے اشارہ کر رہا ہے کہ زرہ شاہ تارا پہ کا شیشہ و کلاہ کیسا کیا
رستم حیران ہیں کہ یہ کنیز کون ہے کہ جو شیشہ و کلاہ کو پوچھتی ہے اور زرہ کو منع کرتی ہے شاہ تارے
ہر مرتبہ رستم قصد کرتے ہیں اور ٹھہر جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگامے میں گذری رستم اپنے
دل میں سوچتا ہے کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے نکالونگا یہ نازنین مکر کی باتیں
کر رہی ہے یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہوا سے اور رنگ لشکرین نہیں ہے دم دے رہی ہے اور فریب
کر رہی ہے یہ چاہتی ہے کہ زرہ آتو اس کو سارے رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زرہ
شاہ تارے نے دی شب گذر گئی رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان
قصر مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد حشم و خدم مع فوج ضیا و
شعاع غالب آکے سریر نیلگون فلک پہ جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اٹھ کے ساتھ جاتا ہے
کہ اشارے سے الگ بلا کر رستم کو سمجھاؤں باغ سے نکال لیجاؤں رستم صحبت سے اٹھ
نکل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان وہ آرام دل مشتاقان کیا کام کیا
مقصد حاصل ہو سکا سے نہ دیکھا کہ ایک تاجدار گوشہ باغ سے یہ کلام کہتا ہوا آتا ہے
اس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ شیشہ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہے کہ وہ اشاروں سے بار بار
منع کر رہی ہے کہ خبردار زرہ شاہ تارا اسی وجہ سے زرہ حاصل نہیں ہوتی وہ تاجدار غصے
میں یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجھکو اسی واسطے چھپا رکھا تھا شب کو صحبت میں روئی نانہ و غیرہ
کیا کی اب ہم سمجھ لینگے معلوم ہوا کہ تیرے سبب سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا اور کلی کمر میں
پیچھے دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ او شہریار بچا لیجئے یہ عاشق ناسوز جھکا کیسے جاتا ہے حسن ادا
اسکے ہاتھ سے بچا لے [illegible] کیونکہ ملاقات ہوگی رستم یہ سمجھا کہ شہریار ہے جا پہنچا
کہ ملکہ کو [illegible] کو لیا آگیا [illegible] کہ [illegible] شہریار ہے
ملکہ کو نہ بچا پا وہ اٹھا لے گیا ہم بھی انہیں کے پاس جاتے ہیں گوشہ باغ میں جا کر نظر سے
بھی غائب ہو گئی رستم [illegible] کیا لیتے ہیں یا ساتھ حاضر ہو یہ [illegible] کہ او شہریار
یہ ہوا سے اور رنگ لشکرین نہ تھی یہ کوئی [illegible] رستم نے آنکھوں میں آنسو
بھر کے کہا کہ [illegible] دشمن لیجاتے اور [illegible]

نہ ہو سکے نہیں معلوم کہاں سے گیا افسوس ہے کہ ہم رو کر رہ گئے ہیں وحشت اور دکھ [illegible]
کرونگا وہاں دو گھڑی خیال میں اس سے نہیں کے کیفیت ہو نظم

معشوق اور دوسرا تجھسا حسین نہیں — دنیا میں اس جمال پہ جیسی جبین نہیں
وہ کون سا مکان ہے جس میں مکین نہیں — عاشق کا یہ گمان ہے کہیں ہے کہیں نہیں
مر دو بار نگاہ نہ ہو کوئی یار کا — دونوں جہان میں اسکا ٹھکانا کہیں نہیں
مشہور اک جہاں میں ہے عشق از ہوس — چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں
[illegible] کلیم کو طور کی نہ پہنچ آگ طور کی — کیا کیا ہوا [illegible] ورنہ جہاں میں [illegible] نہیں
ہوگی قیامت اس قد و قامت سے ایک رات — کافر ہیں روز حشر کا جنکو یقین نہیں
دیر و حرم میں شیخ و برہمن تباہ ہیں — خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہیں نہیں
لازم ہے [illegible] حسن کی [illegible] — وہ کون سا حسین ہے کہ جبیں پر شکن نہیں
کس دل سے کٹ نہ [illegible] دو چار کے گلے — [illegible] تیری چال [illegible] چلتی نہیں
وحشت میں جنگل [illegible] — [illegible] ایسا کوئی [illegible] نہیں
وصلت [illegible] نصیب ہو — [illegible] نہیں
کیا سنگ آستان صنم سنگ [illegible] — کس [illegible] تیری [illegible] نہیں
[illegible] کا [illegible] — [illegible] ایسا [illegible] نہیں

یہ اشعار عالم شاہ نے پڑھے اور [illegible] سے [illegible]
[illegible] آنکھوں [illegible] دیکھ کر [illegible] میں اس [illegible]
اسی [illegible] میں [illegible] تو [illegible] لگا [illegible] سمجھا یا [illegible] سمجھے نہ [illegible] گریبان چاک
کیا کلاہ سر پر [illegible] سنبھل سکے پریشان پریشان باغ سے
نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر [illegible] جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں اکر [illegible]
میں آ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] کسی [illegible] کے سامنے میں بیٹھ گئے بیقرار ہو کر فرمانے
لگے۔ فرد [illegible] سے [illegible] میں [illegible] آیا [illegible] وحشت دل یار
[illegible] ہیں [illegible] دیگر صبر و طاقت کبھی نہیں وحشت میں [illegible] ساتھ [illegible]

وحشت دل بار بیٹھے جاتے ہیں ۔ سہاک پرچند سمجھاتا ہے کہ اے شہریار نیک و کار تو آپ سے اپنے
ہاتھ سے کھویا اب ذرہ باقی ہے ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لیں اپنے کو ہوش میں
رکھئے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہیں کہ اے سہاک صبر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
پری چہرہ نے منہ موڑا اب دیکھیے معشوق پری چہرہ کیونکر ملے سہاک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
میں محصور پڑے ہیں کہ یہاں سے نکلنا دشوار ہے غلام تلاش میں اُن مفسدوں کی جاتا ہے
اگر بنتا ہے تو انکو تلاش کرتا ہوں جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑینگے
یا مواج کو قتل کروں یا اپنی جان دوں دیکھیں انجام کار کیا ہو یہ کہکے سہاک نے رستم
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہو تلاش میں اس عجائب و غرائب کی چلا ادھر کا
حال ملکہ مہ پارہ اورنگ نشین تحریر کرتا ہوں کہ یہ بیہوش ہو گئیں نہیں معلوم کتنے
عرصہ تک بیہوش رہیں بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں
پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہے کہہ رہی ہے کہ کیوں
اے مہ پارہ اورنگ نشین ستمے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب نشان
کو فتح کرا دوں یہ صحراے گرداب نشان ہے تمہارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
کیا ہے موزوں نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا اب مہ پارہ
اورنگ نشین تمہارے باپ کا ارادہ ہے کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائیں
قدرت تمہیں نگاہ ڈالیں گے کہ یہ جوش و خروش جو تمہیں واقع ہے کہ نام طلسم کشا کے جان
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران و پریشان ہیں بات کا اُس زنگن کی جواب
نہیں دیتیں وہ زنگن کبھی شتابت کرتی ہے کبھی خوشامد کرتی ہے ملکہ کچھ جواب نہیں دیتیں
سرنگوں بیٹھی ہیں ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہیں مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا اب
عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں
پہنے ہوئے ایک قفس میں پایا چار زنگی قوی تن قوی ہیکل دیو ہم اڑاتے ہیں دھمکاتے
ہیں کہ کیوں اے جلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوئے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت میں بھیجے جاؤ گے

قدرت تجھ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جہلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جہلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہی جہلال
تو اس حال میں ہی بیان سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہی چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگزاری کرتی ہیں
سماک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہی بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کرتے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہی تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا ہی اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہی گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہی نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ شی میرے
سپرد کی ہی کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لحظہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جائے اور آکر عیاری کرے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قسطور مردم در اسکا نام ہی کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہی کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروالاؤ تو میرا سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہی دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤگی اگر زرہ کی خواہش ہی

تو قمطور کو بھی کہ وہ زرہ سلیمانی ہے قمطور نے کہا کہ ای ملکہ میں ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہوں یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اسے کو صحرا سے جنگل میں پہونچا اور شکل بھا نے سے اور رنگ نقشون طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہاں لا کہ میں کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لون کہ جہاں پاؤن جلال کے قتل کا توحکم آگیا اسپ کی خدا سعادت ہو گی مبارک ہے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہاں یہ قصہ اسی جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت تھا شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سائے میں ملکہ ہا کو پکار رہے ہیں متبانی جو یاد دور کر کی ہو پکار رہے ہیں کہ ای ملکہ عالم اپنی صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے اب تو ہماری یہ کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو گئی نظم

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا ۔۔۔ درد مندون نے تیرے شہد دوا کا دیکھا

تیر سے پھر گئے ہو کا وہی چمن میں تھا لگی ۔۔۔ رنگ بدلے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

سامنے آئے کہ رکھتے نہ نقش آتش پا تا ۔۔۔ تمنے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

ناز معشوق کے نخرہ سے زیادہ دیکھا ۔۔۔ آتی جب جاں سے رستہ میں ہی قضا کا دیکھا

اے خوش چشمی کہ وہیں نکلا ہی ہوتا ۔۔۔ مر گئے پھر بھی نہ سایہ ہما کا دیکھا

سیر چمن کی جب ملک نکلی رستے ۔۔۔ کار خانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سر و قامت وہ صنم برگ گلابی کی شاخ ۔۔۔ قد بالا کو ترے چین بلا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اسے دکھلا آتش ۔۔۔ گرم جس شہر بازار فنا کا دیکھا

یہ نظم یہ اشعار پڑھ رہے ہیں بیقرار یہاں کر رہے ہیں کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق وای یار موافق میں تیری خاطر سے نکل آئی تمہاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہو کر تمکو تیری عافیت دکھانے آئی ہوں طبیعت کی ملکہ ہا کو دیکھا مشکل شکل شگفتہ ہو گئے کہ یہ رستے دل سے درد روانی منظر چشم من آشیانہ گلشن کرم کا وفرد و کہ خانہ خانہ گشتہ ہو اکر لیلا سے عمر دا کہ پتلا سے دہر کھویا سے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا میں مارے مارے پھرتے ہیں آرام نہیں ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہے وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھئے وہ نازنین لیکر

ہماسے اورنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی
تحفہ جات بھی مل جائینگے آپنے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا رستم
نے کہا کہ اوی بلکہ عالم سمجھے یا نہیں کہ وہ چیزیں کیا ہوئیں انکا حال نہیں معلوم کہ میں نے
کیا کیا میں خود متعجب ہوں کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو میں نے کیا کیا۔
اس نازنین نے کہا کہ اک شہریار باغ میں چل کر رہو آتا ہے اور کنیزان اُن چیزوں کو تلاش
کر کے شاید دستیاب ہوں راہ میں باتیں کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمہ کرتی ہوئی لیکر
قریب باغ کے پہونچی یہاں سمک نے باتوں میں رنگ جمایا ہر نسیم و قنطور کے سامنے
غزلیں گائیں اور احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا محو ہو رہا تھا
مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشک جام میں بیٹھے ہوئے ساتھ
اُس نازنین کے چلے آتے ہیں غرض جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہیں فرمایا
آخر کو باغ میں وہ نازنین رستم کو لاتی روش پتری طوک کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور
اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند
بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہماسے اورنگ نشین نقل ہوا میں آکر
بیٹھیں قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہیں اری گانیو سامنے طلسم کشا کے
گاؤ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کے یہ غزل شروع کی

نظم

فو برہ ہوئے ہیں ستمگر تری تقریر سفید — اور ملا موتی سے ہوں عاشق دلگیر سفید
وہ سیہ کار ہوں ظلمت کدۂ دنیا میں — چاہیے ویسے ہی کفن بھی مجھے تقدیر سفید
لب جانان کی کبودی جو انھیں دکھلا دیا — زرد ہو کر گل سوسن تو ہوا کشمیر سفید
خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن — کیا مسی ثواب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید
سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھوں — شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید
عیب کا دل ہو لیکن گر وہ لعبت ہوگا — سینہ پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید
دل منور ہو خیال رخ نورانی سے — پر تو ماہ سے رہتی ہے یہ تصویر سفید
سخت جانی سمجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے — نہ مختبر ہو اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پہ ہو نئی اب وہوا کی تاثیر	مردم رنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران سے لیتا ہو لہو جونک کی طرح	کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گانے لگی آگاہ بھی کرتا جاتا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہو ان سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطورہ یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاور ہو اور طالع مددگار رہین تو ان سب کو مارکے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہو کہ معشوقہ اصلی پہلو مین بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور وہ کہ رہی ہو کہ ای شہریار مین آپ کے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو جو حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زبان سے نکال بمشکل اسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اسکو مارا آپ کی تلاش مین مصروف ہوئی اب یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہی ہمارا آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہی یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہو کہ آپ بھی موجود ہین اب جو کچھ گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کی نہایت بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے لگاؤن ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہو رستم اشارہ کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطورہ دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر صبا سے دلگیر کو آراستہ کرون تا کبھی ہو کہ کیا وجہ جو زرہ نہین اتروائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے اٹھی اس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہوکر بیٹھین زرہ اتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اُٹھائیے ہلکے ہوجائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سماک اشارے کررہا ہو کہ اے
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہین معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہین کہ آپسے زرہ لے لین پھر قتل کا سامان کرین رستم نے کہا کہ اے
نسیم ہمین زرہ بار نہین ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ مین مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم
آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل مین آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھکر
کہا اے ملکہ ہما اور رنگ نشین تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس
موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار دیجیے تو تینون چیزین ایک مقام پر ہوجائین ہم لوگ مہلت پائین
ملکہ ہما اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے مین ہاتھ ڈال کے
کہا کہ اے شہریار زرہ اُتار ڈالیے تحمّل بالطبع ہوکر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپکے سب بلکہ ہم سب
اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھین تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھولے پھر خیال
سماک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ
لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ
رکھا ہو وہین پر زرہ بھی رکھی ہی تینون چیزین جب ایک مقام پر ہو چکین تو قنطور نے
آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہما اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے
اُٹھنے لگین رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر
اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پچکے ہوئے پائجامہ
بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے
لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جائیے گا اب یہان سے
جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُٹھا تھوڑی
دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور گلے مین
طوق لبلبون مین خار دار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور
نے اُٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ ہو جا سر پر قضا ہی
اتنی رات بیچ مین ہی صبح ہوئی اور تمہارے قتل کا سامان ہوا دیکھا کتنے کا معشوقہ نے

کیا مزہ دکھایا خوب دغا کی لالۂ زردہ کی وجہ سے تمہاری برداشت تھی ہم لوگ خائف و
ترساں تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمہارے مقابلے میں
خداوند ہفت پیکر پیچ در پیچ فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسے اہل طلسم
ہفت پیکر کی جان بچائی اور طلسم کشا طلسم ہفت پیکر کی ہزار طرح کی بلائیں آنکھوں میں
رازداران طلسم تمہارے شریک ہوئے آنکھوں سے تحفہ جات کے نشان دیئے تحفہ جات
کم پا گئے کہ تا یہ چھولے گرداب نشان پہونچے سر جو تھا اسکے گرداب نشان میں یہ خرابی
ہوئی کہ دو مشتہ قلعہ میں تلوار چلی اور بہت ہوا سے اور نگ کشیر سے لئے وہ سحر کیا کہ افسوں جادو
دیوانہ وار وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سماک
نے جو یہ باتیں قلعہ سے سنیں بیچین ہوگیا جی میں کہتا ہو کہ اے سماک یہیں انقلاب سے
اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کاش نابینا پیدا ہوتے
ہوتے اب دیکھیں آقا سے نامدار کے لئے کیا سامان ہوتا ہے اگر قہر کرتا ایک دن وہ دن کی
مہلت پاتے تو تاب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکالتی لیکن پھر بھی کا مدعا بار سوال یہی
ہوا کہ معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ میں اپنے آقا سے نامدار کو خاک و خون میں
غلطاں نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائینگے کہ اے سماک تم موجود تھے اور
آقا قتل ہوگئے سوا تیرے کس سے کہوں نظم

بالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض — باغرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق — کی بود با دوستی پاشا گرفتار غرض
دوستی خود مطلبی اگر باشد بیار غرض دوستدار — پا بہ شمار غرض بہر آن شخصیکہ شد یار غرض
غنچۂ باغ مرادش کی شگفد اندر جہان — ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض
ما قبالات بر گفتۂ اہل غرض کے دل دہیم — گرچہ چیرہ و خرم و شیرین است گفتار غرض
دور باید بود از و ہر صاحب صدق و صفا — ہر کجا اہل غرض بینید چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال — ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہیچ یار ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار — چون غرض حاصل شود گردد بیزار غرض

دل سے دعائیں کیں سب طلسم کی تدبیریں سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ قفطور آج کا دن روز سعید ہے ہمارے واسطے روز عید ہے انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان شاکنیز چاہتی ہے کہ میں ساقی گری کروں سب شراب پیئیں صبح ہوتے ہی
نشہ کے جوش میں ایک ایسا وار ہم سب طلسم کشا پر کریں کہ ہم پر فوقت غالب رہے تا روز
کو نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی حرام ہو گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا آج چلے گرد افشاں
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بہ آرام سوئیں گے یہ سنتے ہی قفطور
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اے نسیم یہ کنیز تمہاری بہت گستاخ ہے معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے میں عیاری ہو آخر ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت میں ہماری ذرہ سے ہمیں خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شگوفہ یہ فقرہ تمہیں کسنے سکھایا تمنے کیوں ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہے اسی ساقی گری میں صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر بھروسے نے قیامت ہے پر باکیں جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو سکسر کے ہوش اڑ گئے
کہا کہ ہے سکسر باہر سے میں کیا عیاری کرونگی تھا قریب آگئی جہان یہ شک ہے میں ایک لفظ
کہنے سے کھٹک گئے میں کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتیں
کر کے نسیم کے قدموں سے لپٹ گیا اور چیخیں مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھے عیاری کا
شک ہے تو مجھ کو قتل کیجئے آپ آباد رہیں سب ساحر دلشاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہے میں نے یہ اسے خیر خواہی سے عرض کیا یہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب طرح نہ
تو بچ جائیں گے بلا سے جان جائے لگی ساحر آباد رہیں خداوند ہفت پیکر یہاں پہنچے
کتاب میں صاف صاف لکھے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہے اسکے قتل کی
ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مار سکے تو بند کے کس تباہی میں پڑینگے ایسے قدرت مہربان
ہونگے قتل کا سامان ہم کیوں کی خوشی نہ کریں آپکو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے شگوفہ صاحب کو شک ہے میں تو تجھکو اپنا جان و ایمان جانتی ہوں
آو کیوں اسقدر روئی ہو سکسر نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر بیکار آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جو مین نے کہا ہو میرا بھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر دار کرین کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطورہ شگوفہ پہ شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب بنا کے لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہو ڈر ہو کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہو آج تک کبھی اس سے کوئی امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہو گی قنطورہ نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے مین جاؤ آج تمھین ساقی گری کرو سماک دوڑا میخانے مین آتے ہی ہلڑ ڈال دیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی پتلہ لیے جاتی ہو کسی نے گلابی لی کسی نے قرابہ اُٹھا لیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سماک نے وہ بیہوشی ملائی ہو کہ اگر رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سماک گھبرایا ہوا ہو کنیزون مین جس نے جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہو کوئی کسی کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہو قنطورہ نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہو گئین سماک بھی جلدی مین چالیس گلابیان کہ اُنمین بیہوشی ملا کر گھڑے اُنکے تمامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ شراب پیجیے قنطورہ نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہو سماک نے آتے ہی شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی۔ نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفون کو جلوہ بھر شراب   مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہو اک ساغر شراب
فصل گل ہو کھینچ رہی ہو آجکل گھر گھر شراب   بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر شراب
ہو دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب   جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا   خوب تر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش کہ سب میں ہوں تو پہلے حکم دوں / دودھ کے بدلے پلا دے طفل کو مادر شراب
پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہوویں گل / تاک کے سائے میں اینڈیں مست پھر پی کر شراب
گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار / واسطے آئینۂ دل کے ہے روشن گر شراب
شوق سے دامادی پیر مغاں کرتے قبول / خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب
بوسۂ لبہائے میگوں ہو اگر مجھکو نصیب / کوثر پہ ساقی کے بجھوا دوں گھڑے بھر بھر شراب
میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہے / دیکھتا ہے سیر پرندوں کو پلوا کر شراب
غم غلط ہوتا ہے نمکین کا سرور بادہ سے / خون دل پینا پڑے مجھکو نہو وے گر شراب
سچ کہا ہے قول کر پیر مغاں سونے کی تول / ہو گئی ہے دور میں اپنے تو آب زر شراب
مغتنم ہے وقت فرصت ایک دورہ اور ہو / ہے ابھی شیشے میں اے ساقی کئی ساغر شراب
حشر کے دن دیکھنا بدمستیاں مجھ رند کی / گو رسے کہتا اٹھوں یا ساقی کوثر شراب

جوں جوں سماک بنا بنایا کہے یہ اشعار گا رہا ہے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہے قنطورہ جادو نگاہ غور سے سماک پلید اقی کو دیکھ رہا ہے نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہے اشارہ ہے کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمہارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اسنے رنگ جمایا میرا قنطورہ جادو نام ہے جیسے ہی اسنے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجھکو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بیقرار کردیا سماک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردوں اسکا یوں خاتمہ کروں بہ تعجیل تمام جام لبریز کیا پڑیا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لیکر پکیا ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے قنطورہ نے پکار کر کہا کہ او مکار تونے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑگئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ اور روغن عیاری کا سماک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو محفل میں ہلڑ ہوا کنیزیں چیخیں مار مار کے بھاگنے لگیں کوئی کہتی ہے کہ بن مانس ہے کوئی کہتی ہے کہ جلانس ہے کوئی کہتی ہے مرچیا جن ہے کوئی کہتی ہے منٹھیا دیو ہے عجیب طرح کے حرکات کرنے لگیں سماک زمین پر پڑا ہوا ہے قنطورہ نے کہا کیوں نسیم دیکھا تم نے میرا شک سچا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑ سے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ شعلہ و برق
نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزاروں بلائیں نازل ہونگی دوست
دشمن ہوتے ہیں قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی ہر قوم
ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قتل نہیں ہو لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدر
نہایت خوش ہونگے فرمائیں گے تونے ہمارے بندوں کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا
کنیزوں نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزیں خنجرہاے برہنہ ہاتھ میں لیے گھیرے ہی ہیں بعض
خنجر ہاتھ میں لیے کہ رہی ہیں کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگی یہاں باغ میں تو یہ کیفیت
ہی طلسم کشا اور سہاک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے
مالک سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے بے نیاز ان ظالموں کے ہاتھ سے جان بچالے
اور ان دشمنوں سے نجات دے ادھر مولج سمندر نشین پہلو میں گرداب کے بیٹھا ہی
جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب نے
باغ آراستہ کیا ہی مسندیں درست کنیزیں چالاک و چست مہ جبین حسین و حسین
گرد بیٹھی ہیں صحبت عیش و عشرت آراستہ مولج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ کا
تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہما سے اور تنگ نشین کے واسطے ملول و حزین سے
کا شنیدہ ہو کار ہی ہیں جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہی
سناٹے میں آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیوں اے تصویر ملکہ پر قید خانے میں کیا گذر رہی ہو گی
وہ پروردہ مہد ناز و نعم اسیر پنج و غم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی
جنگ میں مصروف رہی افسون جادو پڑھ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر
مولج نہ آجاتے تو بیٹا زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ میں جاتی کہتیں مولج نے
آکر بیٹی کو گرفتار کیا یہ باتیں دل سے کر رہی تھی کہ مولج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ او دایا
تصویر تو سوچ میں بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کیسے مارا آپکو بہت خوش پاتی ہوں
مولج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے
طلسم کشا کو میں نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج فطو رسے نے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرا سے حسرت انگیز ہے طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنایا زرہ
چھین لی معین پیغام لیکر جاؤ قنطورہ کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر ہنو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آ جائے اور قید سے رہا کرلے تحفہ جات
وہین موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہے مگر ایسے تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہماسے اور رنگ فشین اور حھلال کو قتل
کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوند مین بھیجین
کہ کارخانۂ خدائی شکست پڑا ہے رونق کارخانہ خدائی ہوا انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوگئے
اُنپر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کرین پیامبر
اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سنکر قنطورہ دلکش اُٹھی یہان قنطورہ
نے انتظام کیا ہے کہ کنیزین آمادۂ قتل ہین ایک کنیز سر پر سہاسا کے خنجر بکف کھڑی ہے اور وہ
کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا اُن کنیزون نے
ستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین قنطورہ دلکش اُڑتی ہوئی آسمان پر
آئی اسنے صورت زیبا ستم کی دیکھی جی مین کہتی ہے کہ ہے ہے کیا غضب ہے معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہے جس وقت وہ کشتۂ حسرت و یاس سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین جب
ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو جدا ہوگی جیسی بی بی گو اب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کرینگی ساحری نامے مین بھی یہی مرقوم ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہے کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جری بہادر یون قتل ہو یہ
سوچ کر ہاتھ ہلایا اور ہوا سے ایک روئی کی برق کڑک کر گری کہ وہ دونون کنیزین قریب ستم کے
کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی ستم دار سے گرے پھر ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سہاسا تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ایک خود چھاتا کر گری جس مقام پر

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھا یا رستم قیاد اپنے جسم سے دور کر چکے تھے تصویر دلکش نے تینوں چیزیں ام ٹھا کر اس جلدی میں رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کر کے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | الیت علمشاہ پور رستم لقب دیکھا
الشاہ رومی شہ فیلزور | کر بہ تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سحاب نے جو رستم کو جنگ میں مصروف دیکھا حقہ آتشبازی نکال کر پارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہے اسم سحر پڑھ کر آگ بجھانے لگے کہ چلے جاتے ہیں تنظور سے یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہائے میں جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہے کوئی افتاد ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزیں کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زرہ پاس تھی اسپر تو ہمکو خوف تھا اب تو تینوں چیزیں اسکے پاس پہونچ گئیں اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مدان ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو سحر اسے حسرت انگیز میں پھنسایا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز بند کرکے اڑی چاہا کہ نکل جاؤں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینہ پر نسیم کے پڑا اپشت کو توڑ کر پار گیا اسم کا لاشہ جو گرا کنیزیں بھی جلنے لگیں باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے مثل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن پھولوں کے پامال ہو گئے زمرمہ سرا کا عجیب حال یا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی میں مصروف تھیں یا سفار میں نیہ دل درو مند دیوار میں گر رہی ہیں تنظور نے جو یہ حال نسیم کا دیکھا اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرنے ہی نسیم کے خزاں نصیب ہوا گھبرایا ہوا لڑ رہا ہے طلسم کشا پر کبھی آگ برساتا ہے کبھی تلواریں گراتا ہے کوئی سحر تاثیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر سحر کیا تصویر گری بدن میں آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا چابک چابک کر تصویر سحر کرنے لگی تنظور چاہتا ہے کہ تصویر کو قتل کروں اس تصویر کو صفحۂ ہستی

متا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر پری پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جھولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر دہائی مانگ رہی ہے کہ ای خدا سے نا دیدہ مین نے جیراز سبب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ اور روے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس ہوا اس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہے تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخش ہے تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران ناری کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغہ ہفت جوہر کا پڑا تصویر کچھ پھر چمک چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیبور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تڑپ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچا لون اگر جان پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا ہاتھ ڈالون تصویر پیچھے ہٹ کر لگے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک ارادہ بار جو گرا پھول اسکے جیبور پر گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیبور کی شسخ ہو گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہو کر پکار اٹھا نظم

حسن پر آپ ہین ہمیشہ مغرور
کبھی یار دیکھے کمال نہین
زخم کے منہ سے بات کیا نکلے
آرزو سے خشن وصال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہے جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے
ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یا تنگ
وصل کا آپ سے سوال نہین
اے جان جہان و اے آرام دل

مشتاق ہون میری تجھ پر جان جاتی ہے ایک نگاہ پھر ادھر دیکھ آہوان چشم نے مجکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کر لون جیبور یہ سنکر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ او قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار چلانے لگا قنطور نے ہر چند نالا کہتا جاتا ہے کہ ارے
بے حیا کیا تیری شامتیں آئی ہیں دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیسور اپنے ہوش میں نہیں ہے ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اور کھاوے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیسور کے دو ٹکڑے ہوئے غصے
میں تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخیں مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور ستاونگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا ایسا
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزوں پر گر رہی ہے کئی افسر یار سے
کنیزیں جن جن کے قتل کیں ہیں ہٹنے میں طرف تصویر کے جاتا ہے اودھر سے رستم لڑتے
ہوئے آتے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت پیکر
پر روکا عکس جو تیغہ ہفت پیکر کا پڑا قنطور اندھا ہو گیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزیں
تمام جلیں اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو جان بخش ہے تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملکہ
ہما سے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہوں اسوقت جو آپ کو اس حسرت و یاس میں دیکھا
دل بیقرار ہو گیا اب میں یاس معراج کے چلنے کے لائق نہ رہی نہیں معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہاں ہیں اب آپ کو مناسب ہے کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہے جسکی قید میں جہلال سرکش ہے اسکو قتل کر لیجئے دوسرا جادوگر اسکا بھائی
اسی کے پہلو میں رہتا ہے جسکی قید میں ملکہ ہما سے اورنگ نشین ہیں چلکر اسکو مارئیے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر
سمت برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو میں جاکر جہلال سرکش اپنے رفیق کو رہا کر دوں
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ جس میں گرد اڑتی ہو گی گرد اس کا
عزیز دار سر اسپ جادو کہ جو اسکے ساتھ رہتا ہے جبتک اسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سمک نے یہ سنکر چلا کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرائے سراب میں پہونچا
دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہے سمک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
سمک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمک قریب پہونچا پوچھا کہ اے برادر تمہارا
کیا نام ہے کہاں سے آتے ہو کہاں جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہے
سواح سمندر نشین نے خبر پائی ہے کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحرائے سراب کے
جاتے ہیں تو میں نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہوں کہ اسکو آگاہ کردوں طلسم کشا
آتے ہیں ہوشیار رہنا سمک نے یہ دریافت کرکے قاصد کو باتوں میں لگایا باتوں باتوں میں
لگا کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ
جنگل میں ایک مکان بنا ہے ایک جادوگر تاج سر پہ رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے
خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سمک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ کے سراب
میں آپکی خدمت میں آنا چاہتا ہوں اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام
آیا ہے یہاں بلا لو خادم آیا سمک کو بالائے قصر لے گیا سمک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر
بلا تکلف دیا سراب جادو نے فرمان پڑھا پڑھ کر کہا کہ اے قاصد یہ صحرائے سراب آیا
ہے اگر یہاں بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا میں کوئی
نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سمک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہے غلام کو راہ دور
دراز طے کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے
کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوئے
پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ میں ایک چبوترہ نہایت آراستہ
تھا اُس پر مسند بچھی سراب بیٹھا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے
کچھ گاؤں اگرچہ آپکی خدمت میں بڑے بڑے عمدہ گانے والے موجود ہیں شاید وہ مجھے پسند کریں
سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہے سمک بایں کمینگی سرود گانا شروع کیا
لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی نظم

دکھا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہے — تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعال یہ ہے
لبون پہ جان ہے اک دم کا اور مہمان ہے — مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہے
اڑا ہے طائر رنگ رخ پریدہ یان — حضور صل علے آپ کا جمال یہ ہے
عیان ہے سینہ محبوب سے عروج شباب — پھل آیا نخل مین پستان حسن کا کمال یہ ہے
رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی — دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہے
نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا — گیا وہ غیر کے گھر پر فقط ملال یہ ہے

اس لطف سے سماک نے یہ غزل گائی کہ سہراب بہت خوش ہوا کہا کہ اے قاصد خوشخرام تم قابل اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سماک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہے کہ مولاج نے مجکو خزانے کا داروغہ کیا ہے ہزارہا روپیہ مین نے پایا استادون کو دیکر یہ کمال یاد کیا اور یہ کمال حضور نے کیا دیکھا مین ساقی گری خوب کرتا ہون سب کو حضور صحبت مین بٹھائین محفل جمائین مین ساقی گری کردن سر سے شراب پلاؤن منہ سے گاؤن ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سہراب نے کہا کہ اے قاصد خوشخرام یہ کمال تو بہت دشوار ہے یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سماک نے کنجی لی چاہتا ہے میخانے مین جاؤن کہ آسمان پہ بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آکر پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف جھریان چہرے پہ پڑی ہوئین لباس عماری کا پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے زمین پر اترا چند کنیزین بھی بیٹھی ہین وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سہراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اے مادر مہربان اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفالۂ آدم خوار نے کہا کہ اے فرزند اس وقت مین ہلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو مین نے خوش پایا اگر ہلال ابتر ہو بیقرار و مضطر ہو گر گیا یہ اسلیے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا خوش بیٹھا تھا مین نے نادان بنکے پوچھا کہ اے ہلال سرکش قیدخانے مین اسقدر خوش بیٹھے ہو یہان سے تمکو رہائی نہ ہوگی تمہارے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا ہے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا مین گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سرابیت آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
تیرے پاس آئی کوئی خبر تو تیرے پاس نہین آیا سرابیت نے طرف سماک کے اشارہ کیا کہ
یہ قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ جلال سرکش کو قتل کرو تگرگ کیا کامل و اکمل ہی حیثیت شعر
جو اسنے گایا ہے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سننے گانا کیا ہی
سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی ایسا ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یادہ گوئی
ہے قسطی ہاتھ مین اُٹھا لیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال
ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دلوا نہ ہو جائے سفاک نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل
سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحراے گرد انشاں
طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا فراست پر لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم
فاتحہ گرداب انشان کو فتح کرے اور صحراے محیط مین پہونچے لوحداران جسقدر وجود
خود پوشیدہ ہی کہ طلسم کشا سے اول اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرون اس وقت
طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باشندہ سے لوح لیگی طلسم کشا
صحراے محیط سے خالی نہ پلٹیگا لوح پائی اور فتح ہی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ
مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا
کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلہ جات کبھی فتح ہو جائینگے سماک نے یہ باتین
سنین آج کان مین نام صحراے محیط پڑا ہی مین کہتا ہی کہ ای سماک اب خدمت آقائی مین
یہ ذکر کرونگا سفاک کہ صحرا سامنے سرابیت کے ذکر کرتی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند طلسم کا
وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری کی
خوشی خدام کے سپرد ہو مجھے ابھی دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاک نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
پھینکی سیاہ کرکے آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہتے ہو اسلیے ہم یہ سمجھ لیکہ اگر
طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائینگے یہ انگوٹھی اُٹھا لو پھر ساقی گری کو
سماک کانپ گیا مگر مجبوری اُٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین
سماک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر شیشہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراپا تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب
نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہو اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم
سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہونچا فورًا اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ
معاون و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ فرزند
خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائے گا
سراپا جادو کے ہوش اڑ گئے کہتا تھا کہ اے مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا
عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جما لیا تھا اب
ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک پہنچانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین
تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دارین استادہ ہونے لگین
جلاد موجود ہوئے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچین تو قید
سمک نے بیقرار ہوکر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ اے رب بے نیاز دو کو بندہ نواز
تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کریم و رحیم ہی

نظم

ز انوار حق منور گشتہ ہر شمع	شدہ اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست و چپ جلوہ نمودہ	گہی شب جلوہ گر زیر و زبر شمع
شرح اندر مطالع اسپاد نمود	گہ از شمس و گہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ	گہ از شام و گہ از نور سحر شمع
گہ اندر پروانہ ذات حق عیان گشتہ	گہی پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشید	بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہوکر سمک دعا کر رہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار
کا مار دو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جہلال کو کبھی لاؤ جب تک
وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا پر اسے رہائی جہلال آ جائیگا تو پیر رہائی کیسے نگی
وہ کبھی قتل ہو جائے غضنفر ساحران گئین قفس جہلال لیکر آئین قفس سے جہلال کو کشش کر
نکالا وہ بر تیغ بیٹھا پایا ... بیٹھا کبھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیداد کر رہا ہی پکارتا ہی - فرد

سلطنت سلطان کن فریاد بر جلاد چیست ﴿ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ﴾ جلاد کھڑا
کہہ رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تیغہ بازو دار رکھتا ہوں بازو پُرقوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم
کر دونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ
نگاہ سے طرف سماک کے دیکھا کہ سماک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے میں اپنے آقا کے
محروم رہا ان ساحروں کے ہاتھ سے قتل ہوا صفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اریے ان دونوں
کا سر کاٹ لو جلاد دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں مدعا سے عالم یاس تھا سے کہا
تصویر دلکش جو رستم کو ساتھ لیکے چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا میں پہونچی کہ جس
جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں اتار کہا کہ حضور یہاں ٹھہریں میں جا کر خبر تو لاؤں کہ دشمن
سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا میں ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو
دم بدم کہتا ہی یا سپہ آسپ کے جانے میں کیا دیر ہی صفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای لو نظر میں جاتے
کر کے جادوگنی عیار اور سردار قتل ہو لیں جتنا عورتیں مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جاتی ہیں
اور طلسم کشا کو رنگا کے رہتی تب میں جانوں کہ میں نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان
پر سحر دیکھا ہاتھ جھکائے دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری صفاکہ نے
للکار کر کہا او چھوکری تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہی تجکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ ستیا دو
یہ کہکے گولہ مارا تصویر کم سن سے بولی جی ملعونہ و بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلہ بھڑکا
تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیا سے سحر ہاتھ سے کانپنے دینے
خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہی ہونٹھ کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں
صفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازہ
سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم نے
ہیں اور آواز دی۔ نعرۂ رستم پیلتن

علمشاه رومی شیر فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	منم فارس عرصہ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار	منم قاتل کافران جہان	منم نور علیین صاحبقران

سماک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاک سے رہائی پائی تو پیتر بدل کے
چلنے لگی جیسے ہی اسکے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھکر سنگ و جہلاں کو رہا کیا سنگ نے
اٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلہ اس کا آتش بھڑک گئی سو جادوگر مر گئے سنگ سے
کنیزوں نے مل کر رستم پر حملہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغ ڈالا جس پر عکس
پڑا وہ جل گیا جسکو قبضہ مارا اسکا سر پھٹا سہراب جادو نعرہ کر کے رستم پر چڑھا سفاک نے
آواز دی کہ اے سہراب بیکار کیا کرتا ہے اس سے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہے اور سپر سحر تا قیامت ٹوٹے گا
رستم ہی صاحب شوکت و حشم ہے کون ایسا ہے کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان میں چپقلش لا کر فرنگیوں میں گھسکر مردوق کی تیغ شقاوت میں جنگ کیا کہ
آج تک فاروق دارا ضلالت میں غرق ہو اسکی جرأت میں کیا فرق ہو خبردار سامنے
نہ جانا سہراب غصے میں جا پڑا رستم پر پس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ ہائے آتش
کر کے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جہندہ تڑپ رہی تھی
کسی پر گولہ پھینک مارا کسی پر آتش کے مارے چھینک مارے سب کنیزوں کو جلا دیا یہاں
جب سہراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہ کہکے تیغ ہفت جوہر کو جھکایا پینترا بدل کے ہاتھ
مارا سہراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ ہفت جوہر جو جھک کر گرا سپر سحر کے دو
ٹکڑے ہو کے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سہراب جادو کے دو ٹکڑے ہو کے مر گئے تاریکی
سہراب کے اندھیرا ہو گیا ابر ہوا صدائے دراز سے آواز آئی کہ کشتی مرا نام تن سہراب جادو تھا
یہ آواز جو کان میں سفاک کے آئی سفاک نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سہراب کو مار ڈالا ارے غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا میں مثل نہ تھا
اسی شہر کو اسنے ایسا آباد کیا تھا کہ شہرہ تھا فتنہ انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہاں تک پہنچایا اور میں نے غضب کیا کہ صحرا
چین کا نام لیا عیار بیٹھا سنا کیا اب اسکے بعد بھی وہاں لیجا سکیگی ہر چند کہ تو صاحب ان بڑا ساحر
زبردست ہو مگر تیرے سحر میں سے لطیفہ تو کیا بنا لیا سہراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا اثر نہ ہوا بیقرار و مضطرب ہو اُس نے
تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر مثل تصویر بے تصویر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفاکہ نے
قریب آ کر بال پکڑ کے کہا شوخ اس بدعشوہ سے قتل کر دونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر روئیں اور مجھ کو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے جا پکے آڑوں اور لیکر بلند ہو تب
طلسم کشا دوڑ کے پیچھے سفاکہ نے فوت طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑ کے طلسم کشا نے
لپک کر ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گر آیا ایک چیخ ماری کہ زمین
تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
گرے خون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا ادھر سے جسم سے شعلہ
آتش نکلیں رستم نے بڑھ کر تیغہ ہفت جوہر کا عکس ڈالا ہفت گوشہ جسم سے تصویر
کے مس کی تب تصویر کی جان بچی تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے
شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہوتے ہی ٹھنڈک حاصل ہوئی
شکر ہے کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر میں طلسم کشا نے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او سے صاحب
میرا عجب حال ہے دم بھر میں ابھی جو ساتھ نا چاہیگا طلسم کشا مجھے ماریگا پناہ نہ دیگا میں جانتی
ہوں اس شقی کو قتل کروں کہ جس کی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے تھے ملکہ مجھ کو اس سے
اور ننگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اس سے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اس کو اسی کے ہاتھ
سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا
پڑ گیا سب کنیزیں بھی اس غار میں چھپا نہ پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
میں سفاکہ کے اسی غار میں جاؤں لیکن نہ ہو کہ وہ ملعونہ تعاقب میں گئی ہو جا کر ملکہ کو مار ڈالے
جلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
کر سکتی ہے غلام خود جاتا ہے یہ کہکے جلال سرکش آڑا پر پرواز پھیلا کے چلا بعد نکل جانے
کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اس مقام سنسان ہے دیکھ کر پریشان ہو کر ساتھ
سے فرمایا دیکھا تم نے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا آگے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحرائے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی ہیکل و قوی تن سینہ پر سامان انجام اسباب سحر زدہ است بہ دست نہایت چالاک و چست تیغہ برہنہ ہاتھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر تیر سے تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے وہیں سے ساحر نے آواز دی کہ میں تیمور چرخ پرواز ہوں طلسم کشا کو مار ڈالو ارے غضب کیا مہلال کو قید خانہ سے کیوں بلا یا رہائی کی تدبیر آپس والوں نے کی اس مقام پر شاتا تو رہائی کیونکر پاتا اس اکنا فنکا وہ واقف کار ہے سب پتہ نشان بتا دیگا طلسم کشا کو تا صحرائے محیط لیجا ئیگا لوح کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہیں گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آ پہنچے چار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحروں سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحروں نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر اُن ہی کے سینوں پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سرکٹ کر گر گئی سو ساحر جو مرکر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کے حملہ کرو تحفہ جات اسکے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا کو بچا لیتے ہیں تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہے کلاہ کا عکس پڑتا ہے واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہماے اورنگ نشین کو قفس میں بند کرکے مکان تنگ و تاریک میں لٹکا کے باہر نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار حبشی دو کنیزیں ہمراہ آ کر پہونچیں فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ اے باپ کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سر اسباب جادو مارا گیا میں اسوقت وہاں گیا تھا جہاں مہلال قید تھا اسکو میں نے وہاں نہ پایا اسی فکر میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آگے طلسم کشا کو گھیرا فغفور در زنداں شنا ہے یہ بیٹھی ہے کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدا اسکے دردناک سے کوئی دردرسیدہ یہ اشعار حسرت آثار پڑھ رہا ہے نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش	مبتلا ہے فراغش و کاہش	ہمدم و ہم مزاج لیل و نہار
حسرت فتنۂ دولت بیدار کو	آخر آرام آگیا جی کو	چھوڑ کر غم چلا گیا جی کو

رونق گلہاے انبساط کا جوش	ہر شگفتہ نشاط کا جوش	چشم الفت چارہ جو باہم
کیا نگہہاے آرزو باہم	دمبدم تازہ محفل آرائی	دل دہی دلبری دل آرائی
کسقدر تشنہ کام آب وصال	کاسۂ چرخ جام آب وصال	دائما ساغر و سبو بیکار
مستی اشتیاق بوس و کنار	راہ پر اپنے آسمان تھا	دہر پر جلیس کا نشان بہر
پھر وہی شوق دشت و نوش جنون	اپنے دعا سے پیا گیا گردون	اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہے	دونون کو سبب بد عا دیکھا	چشم بد دور اسکے کیا دیکھا
ہدر پانون کے منہ پہ یہی بات	فرش بیاپون کے ہاتھ آئی بات	بولہ سیون کو اک بہانہ ہوا
پڑھتے پڑھتے سخن فسانہ ہوا	دیکھنا عشق کی فسون سازی	کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

اختر با کی نگاہ جہرا اودا — دست دشمن میں تیغ زہرآلود

یہ آواز سنکر فغفور رگو رشد نشین گھبرا گئی جی میں کہتی ہو کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہو کہ
کلیجے کو برماتی ہوا ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دلدوز و پرسوز ہو کہ دل ٹکڑے ہوتا ہو
کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو میں دیکھون تو کون دردرسیدہ فریادی ہو کہ جسکی باتین سنی
نہیں جاتین دیکھا قفس میں ایک نازنین مہجبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے
آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان پر اٹک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب
آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو فغفور نے قریب آکے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت میں ہو کس سے
جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ اے پرسان حال غریبان دلدہ مہربان حال بیکسان کیا
حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون مشتری کی ایک جان لاکھون تھا
دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہیں ہو خوف آتا ہے کہ
ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اسکی تپش سے جلاد سے ہر چند کہ بربادی اپنی منظور رہی مگر
فہم کا سراسر قصور ہو شہیر جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر براے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو
خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہان تک پہونچا ہے کہ ہم اونچے جان و کار
باستوان ہین اسوقت میں اگر جمال دیکھ لیتی تو روح کو تشفی ہوتی جی چاہتا ہے
کہ وقت اپنا قریب آ ہو ہمیں اشتیاق کشیدہ [illegible] اگر شاہ جمال بیمثال دیکھ لیتی

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ یہ ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم انکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری کا ہے اسپر دیکھین تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سنکر
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ تیر ہے تو وہ دل تیر دل دوز ہے باتون مین
کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ اے شاہزادی تمکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہوسکے قفس سے نکال دو زبان سے کبھی سوزن نکالو کہین
جاکر اپنے معشوق صنعت شکن کی مدد کرون آلت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذر رہی ہو فغفور نے کہا کہ اے ملکہ عالم مین قید سے رہا نہین کر سکتی
مگر جا کے خبر لیتی ہون دیکھون جا کے کہ میرے باپ نے کیا کیا خدا بیت ساحر زبردست
ہو مگر یقین جلی ہون کہ طلسم کشا صنعت شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصہ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار جیسا
چہار طرف سے حملہ کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جا کر جہانتک ہوسکیگا بچاؤنگی یہ
کہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
ہمنے ایسی مہ جبین کا کیا حال کیا ہے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو بہ بازو قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے
کیا ہی افسون قتل کیا ساٹھ ہزار رہین گھیرے ہوے اڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ
ارے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ حملہ کرکے ٹوٹ پڑو کلاہ
سر سے اتار لو اگر ان نقش جانت کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہرکس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جاست
پاچکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے حملہ کرکے رستم کو گھیر لیا سے تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کر لو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سوار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا اگر دلا شے ساحرون کے بیچ مین رستم

لخت خون کے جسم پر جمے ہوئے کشتی سے خون ٹپک رہا ہے قبضۂ تیغ پر ہنوز ہے یہ ہیئت
جھپٹ کر ساحروں پر حملہ کرتے ہیں تیمور اپنے والوں کو ترغیب سے بلاتا ہے کہ یارو تم سب لوٹ جاؤ
طلسم کشا زخمی بھی ہے تیغ چھین لو ایک ہاتھ میں دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اتار لو کہ
قوت ہے کلاہ ہفت کو شیر کے عکس سے جل جاؤ گے فردا فردا آ کے قتل ہونے سے تو
نجات پاؤ گے کہ ایک نظر آسمان پر چمکا ابر کو دیکھا تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آ گئی اب وہ
بھی سحر کرے گی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہیں اگر ہزار دو ہزار قتل ہوئے بارہ ہزار ادھر
آ گئے فغفور نے جو آسمان سے نگاہ کی دیکھا اور جال جنبال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
جوان رعنا نے زرہ کے قوت سے تیمور ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جرأت
سے شمشیر زنی کر رہا ہے کہ کسی ساحر کا حوصلہ نہیں پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال عصمت
مالک ہمارے اورنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزوں کو اشارہ
کیا بارہ ہزار کنیزوں نے جو بیچ سمندر کے ہاتھوں میں لیے مالک نے اشارہ کیا تیمور نے سمجھا
کہ طلسم کشا پر سحر کرے گی مالک نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر گئے اور پکار کر
آواز دی کہ اے شیر بیشۂ جرأت وائے یکہ تاز میدان جلالت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر لیا
مجھکو مالک ہمارے اورنگ نشین نے بھیجا ہے میں کنیزی میں حاضر ہوتی ہوں یہ کہہ کے دوسرا
حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اسے گھیر کر مار لو اب اسکو بغاوت تو دو
پر تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہے اسکا زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہے [illegible]
لڑ رہی ہے کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب پلٹے تیمور نے بڑھ کر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پر رستم کی آ گئی رستم نے تیغ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
جب تیمور سحر کرتا ہے فغفور پشت پر طلسم کشا کی آ جاتی ہے ملکشاہ تیغ چمکا کے تیمور پر حملہ
فغفور کو بچاتے ہیں یہاں تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہے ہمت کنیزوں کو فغفور کی
[illegible] تیمور آئی [illegible] کنیزوں نے دیکھا کہ ایک [illegible] میں [illegible] اور [illegible]
مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزوں سے کہا کہ تم

سامنے سے ہٹو تلوار کو غیض سے تر کیا کنیزوں نے کہا کہ بیگم ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہیں ہم قید سے اسکے
ہیں تم کو نہ جانے دینگے سفاکہ مردانہ وار نے کہا کہ میں طلسم کشا سے لڑا کر آئی ہوں ایک سحر میں
سب کو شاد کرونگی میں ملکہ بہار سے اور زنگار نشین کے قتل کو آئی ہوں سامنے سے ہٹ جاؤ
میں اسکا قفس نکالوں اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے سب مشتاقین صحرا طلسم کے
کر رہے ہیں نشان بارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے میں گھس جائے کنیزوں نے کھینچ
سفاکہ سے لڑنے لگیں لیکن سفاکہ ساحرہ زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست اس نے سحر
کیا مانند چھوٹے ہوئے ہاتھ کا دون لیکر پھینکا مارا کنیزیں جلنے لگیں کئی کنیزیں جل کر گر
آتش میں سفاکہ کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصہ میں کنیزوں کو قتل کیا سب کو
مار کر دروازہ کھولا اسوقت یہ وقت ہو کہ ملکہ بہار سے اور زنگار نشین قفس سے سر ٹکرا رہی تھیں

یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہیں۔ نظم

دیکھتا شعلے بہار سے نالہ شبگیر کے — پر سینے میں صورت تیر شہاب اس سحر کے
چشم کم سے خاکساری کے یہ مضمون دیکھے — یہ نہیں اشعار ہیں پیر سے تیغ میں اکسیر کے
کرتے ہو اہل زمین پہ ظلم مثل آسمان — بو ہوا ہو کے گیا ہم مرید کس پیر کے
سر بسجدہ کیوں نہ ہوں انسان تیری شمشیر کے — ہیں ملائک پوجتے واسطے تیری تصویر کے
دیکھنا قاتل نہ چھوڑیگا کبھی سیر البود — حلقہ زنجیر ہیں ہر ہر تیری شمشیر کے
رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت میں بھی — دانہ تسبیح ہیں دانے نہیں زنجیر کے
اسقدر روئے ہیں معشوق کی فرقت میں عشق — دانے گیسو میں حلقے دام ماہی گیر کے
گیسوئے ناسخ کی طرف سے اس پری کو تھا — کیا کریں تحریر ہم مشتاق ہیں تقدیر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس میں سر ٹکرا رہی ہیں تمام رستم زبان پہ
بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو پہ پیچ عشق سر پر چڑھا ہے دیکھ میں عشق
تیرا اتارنے آئی ہوں میرا ہاتھ جنگ میں کیا عرض میں ہاتھ کے تیر سر بدن سے جدا
کرونگی ملکہ نے نگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اتارا باہر لیکر آئی
قفس کو زمین پر رکھدیا خنجر کمر سے کھینچنے لگی ملکہ بہار سے اور زنگار نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں — نظم

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق — محکم از سد سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود مینماید چار سو — صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان گر کند از دادن جان ہم دریغ — از زبان وقتیکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض — محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
دردمندی در دل را گر شود عیسی طبیب — کی رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
پیش کسی گردن نہد ما ہم نگشت خم کشد — سر نہد ہر کس چو شمشیر جوہر دار عشق
میکند پیوستہ الفت زیر شمشیر جدا — ہر کہ بر گردن نہ بنہد ہیچ بار از بار عشق

ملکہ و تماشائی ما تک رہی تھیں سفاک نے شمشیر کمر سے نکالا کہ گردن قفس کی کھول رہی ہو جا بتی تھی کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکہ عالم مبارک ہو کہ تیمور نے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہے تیمور نے آپ کو آداب و تسلیمات عرض کیا ہے مراد آپکی یہ ہے کہ آپ نے جو تیغ ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہاں تک کہ ہاتھ کٹوایا ہمیں لیکر ملکہ بچا ہے اور ناک نشان کو بھی آپکے عاشق و معشوق دونا ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تیاری میدان لڑائی کی ہو گئی ہے فقط آپ کے چلنے کی دیر ہے حقیقت یہ ہے تیمور نے جا اسلام کیا چپکے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چھینی زرہ ہفت جوشن کسی حکمت سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاک نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہے مجھکو حکم ہوا کہ جا کر ملکہ سفاک کو لا کہ آنکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کوہ عجائب پر انکی روز سیلہ رہتا ہے تیمور کے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون لکھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو لہذا پھر آتش پکڑ لو تیمور نے آج بڑی جرأت کا کام کیا اس طرح سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول تھا کہ آج تیمور نے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل جھکو دیکھ کر دھڑکتا ہی عیاروں کی ایسی باتیں کرتا ہی میں کتاب دیکھ لوں تو تیرے ساتھ چلوں یہ کہکے کتاب کو کھولا سماک ہان ہان کرتا ہی کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہی جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو نہ جائیے سفاک نے کتاب کو کھولا سماک ادھر بھاگا سفاک نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او ناعیار کہاں جاتا ہی سماک نے پلٹکر جواب دیا کہ میں جاکر اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ نہیں آتی ہیں قریب پہونچا تھا قوم کے سماک آگیا تھا کہ سفاک نے داہنا ہاتھ یا خداوندا ہفت پیکر کہکر زمین پہ مارا سماک لوٹکر گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سماک کے چہرے کا رنگ روغن اتر گیا سماک نے اپنے کو دیکھا کہ میں بصورت اصلی ہو گیا سفاک نے سرکشی کیا کہ سماک دوڑا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سماک کو مارا سماک کا عارضہ [illegible] ہو گیا سماک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچہ کے عوض اگر تجھ خنجر سے مارتا تو اپنا نام سماک نہ پاتا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاک نے قفس توڑ ڈالا طلسم جاتے ہی اورنگ لشین کو قفس سے نکالا بیدار کر آواز دی کہ اے جلاد سرکوب کہاں ہی جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوئے سامنے سفاک کے آئے کہا کہ ای ملکہ کیا حکم ہوتا ہی سفاک نے کہا کہ دونوں کے سر کاٹ لے سماک لیودقی نے پکار کے پروردگار سے رجوع کی کہ اے معبود حقیقی و اے رب حقیقی اس آفت آسمانی سے بچا لے

نظم

رنگ لو کردی شگفتا اندر چمن گلزار را — سبزہ را سرسبز کردی تیز نوک خار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را — لالہ دلسوختہ را کردی [illegible] را

جلوہ دادی در گلستان عالم گل تر ساختی
زار در داغ بلبل نالان مضطر ساختی

انقلاب دور دوران است [illegible] تمام — [illegible] در قربان تو جانے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام — آب را آتش [illegible] قائم [illegible] مقام

[illegible]

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

هست اندر اختیارت هر درون و هر برون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانه بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانه از هر بام برتر ساختی

ده چو نوش نسخهٔ رقم در حمد یزدان کرده‌ام
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کرده‌ام
تحفهٔ مرقوم بہر حضرت خاقان کرده‌ام
در زبان پارسی تحریر دیوان کرده‌ام

مشکلات [illegible] بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی یہی آنکھوں سے آنسو جاری ہی عالم بیقراری کا یہ دیوانک رہی ہو قالب بیجرک رہا ہوا سینہ میں گھٹی ہو کہ ای بادشاہ اور نگ نشین بیٹا کیا سامان دکھایا افسوس ہم سے دم جمال جہان آراء طلسم کشا نہ دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کبھی ہمارا حلال ہو فریادی کی ہماری خبر خواہ یوں قتل ہو گئی فلک نے یہ کیا سامان دکھایا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہی فرمانی ہیں کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہیں دیکھتی سفاک چاہتی ہو کہ جلادوں کو حکم دوں دونوں جلاد ہاتھ ماریں کہ سر دونوں کے اڑ جائیں کہ زمین شق ہوئی مہلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ او ملعونہ خبردار جلادوں کو حکم نہ دینا نکلتے ہی مہلال نے ہاتھ جھٹکا کہ دونوں جلادوں کے سر اڑ گئے جلادوں کا سر گرنا تھا کہ مہلال سرکش نے سفاک پر گولہ مارا سفاک نے ہاتھ بلا کے برق چمکا دی گولے کو الٹا پلٹا دیا دو چار ہو کر آپس میں لپٹ گئے کہ زمین شق ہو گئی اور دونوں پہ دلکش کیا ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاک پر وار کیا پس ہاتھ دو ضرب سے دونوں کے سر چلے دونوں نے یہ سوچا کہ سفاک آگئی ہو کہ کچھ زور نہیں چلتا دلکش سے جو ہاتھ بلا کے برق گری سر سفاک کا زخمی ہوا نہیں زخمی ہو کے نکلا سفاک نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ دست [illegible] مہلال سرکش [illegible] مہلال سے [illegible]

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کاروائی سر انجام دی نے نکالی ہے یہ کار دیکھنے
سینے پر بیٹھ گئی تو ڈر کر پشت کو پار کر کے رہ جاتی پر ٹھہر سکنے والا نہیں ہوں بس یہ کہہ کر ایک پتلی چربی
جھولی سے نکالی سامنے کر دی کار دیا ہاتھ سے سفاک کے پتلی چلی تھی سینے پر اس پتلی کے
پڑی جھلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کار دیا پار کر دی پتلی تڑپ کر تھی
پکارتی تھی کہ او سفاک کیوں تیری قضا دامنگیر ہوئی میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ
عجائب دنیا عجیب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہوں یہ کہہ کر وہ پتلی اپنے مقام سے اٹھ کر چلی
پتلی جھلال کے سامنے آئی آواز دی کہ او جھلال کیا حکم ہوتا ہے جھلال نے ہاتھ کاٹ کر
خون اپنا پتلی پر چھڑکا خون جو پتلی پر پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جھلال نے پیچھے ہاتھ میں دیا
وہ پیچھے لپک طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چند چاہتی ہے کہ روکوں کہ پہنچ گئی اور اس کے
واسطے جھولی سے نکالا [illegible] سحر پڑھ کر پتلی پر پھینکا مگر پتلی پر جوں جوں سحر ہوتا ہے
اور زیادہ جوش اس کا بڑھتا جاتا ہے تا آنکہ سفاک پر جا پڑی پیچھا دبا سفاک نے پیچھے کو
اسکے کیا پیچھے پتلی کا سر سحر پڑھ کر پیچھے کو تمام لیا کہ پتلی دور کرتی ہو پیچھے [illegible]
ہیبت چھوٹتا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او جھلال سرکش ہر چند کہ تو ہیں خداوند ہفت پیکر
کی خدمت میں [illegible] سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو میں نے گرفتار کیا جھلال نے پھر
دیا ہاتھ کاٹ کر خون چاہوں ایک کٹورا آواز دی کہ او کنیز سامری اپنے کو [illegible]
پتلی نے [illegible] اپنے کو چھڑا دیا پیچھے لگ گیا سفاک پر [illegible] ہر چند کہ سفاک [illegible]
[illegible] پتلی [illegible] سفاک بھاگی پتلی پیچھے [illegible]
[illegible] پتلیاں فولادی پتلی کے روکنے کو [illegible] پتلیوں کو [illegible]
[illegible] پتلی پیچھے سفاک کے دوڑی سفاک بھاگی جاتی ہوئے ہوئے ہاتھ کا [illegible]
[illegible] پتلی پر پڑا چنگاری آگ کی نکلا پتلی نے چنگاری کو منہ میں رکھ لیتی ہو کہتی ہے
کہ او ملعون اپنے ہاتھ سے کیا پتلی میں اسے کیا [illegible] زندہ چھوڑ دوں گی [illegible]
[illegible] سفاک [illegible] آئی ہوئی
[illegible] دیکھ وہ [illegible]

ٹوٹ پڑے رستے بند ہیں اور جو تیر اسمیں وردد گار ہوا آہستہ آہستہ سفاک کو یاد آگیا اور پکار کر آواز دی کہ
اے فولاد مرد ار خوار اس پتلی کو آگے روک یہ سن کر پتلی نے اپنی چھوٹی صورت سے ایک پتلہ
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز ساحری کہاں جاتی ہے آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا پنجہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا سر پہ پنجہ پڑا سر اڑا خون کا نکلا وہ خون پتلہ
پر گرا پتلہ شل ہو کر دم فنا ہوئے بجلی لگا پتلی نے ہجوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اس پتلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی
پتلی نے جھپٹ کر اس طرح پنجہ مارا کہ سفاک کو گرد شہ میں پڑا پنجہ سر پر آیا پنجہ کا سر پھٹا
سفاک کے دو ٹکڑے ہو سے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر برسے ہیبت ناک آوازیں آئیں کہ کشتی مرا نام میں سفاک مرد ار خوار
بود جمال فوراً جھپٹا پتلی کو اٹھا کے گلے سے لگا لیا کہا کہ اے کنیز ساحری کیا کہنا کس
عطفت سے سفاک کو مار بھگا کے شرد یا پتلی ہنس کر کہا کہ اے افسر ... کیا ہو ...
پر ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس
روح ہو گی اس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو ویران
کرتی ہوں مجھے ساحری و جمشیدی نے بنایا ہے تمہاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام اوس سے کہو وہ حکم دو بجا لاؤں جمال سرکش نے پتلی کو جیب میں
ڈال لیا پلٹ کے آگے ملک کو قریب سے طے کیا ایک بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہے جمال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہے کہ تیمور نے رستم کو گرفتار کر لیا
ہے اور ہم ملک وا سطے بھیجی کہ دختر تیمور بیٹھ کر ... بارہ ہزار جادوگر ہیں ان سے جا
مدد طلسم کشا پہونچی وہ شریک جنگ ہے اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً جمال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جمال وہاں سے اور نگ نشین ہو کر تخت پر دلکش و سحاب پر غبار
تخت پر جمال سرکش کے سوار ہوئے جمال تخت اڑا کر ہوا چلا یہاں تیمور کی فوج کو
بلند پہاڑ چشم دیکھو لاکھ جادوگر وہاں سے آیا ہے آگے آکر آواز دی کہ اسے تیمور کی

طلسم کشا کو مار لو۔ تیمور نے پکار کے آواز دی کہ اے بلور فغفور کو گرفتار کر لو اس گیسو بریدہ نے
ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ہے اتفاق سے میں نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ
آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہے آتے ہی جو یہ سحر کرنا شروع کیے چالیس ہزار
فوج کو اس نے قتل کیا اب بھی چپکے چپکے کر رہی ہے یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے
چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پہ مائل ہوئی باپ کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گرز اٹھا کے مارا بلور نے گرز کا ٹال کے سحر فغفور نے
کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک وہ پتھر زمین پہ مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمیں سحر کرتی ہے زمین پہ پھٹ گئی فغفور چیخ کہا کہ زمین پر گری اور
ایڑیاں رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہے آنکھوں میں حسرت آلود کھلی ہوئی تھیں طلسم کشا
سے بہ نگاہ ملتجی اشاروں میں کہ رہی ہے کہ اے شہریار کونین اب رخصت ہوتی ہوں تم سے لئے
بلور چہار چشم کے ہاتھ سے گری کہ میں زمین پکڑی اٹھ نہیں سکتی کنیز کے تشریف لا کے
طلسم کشا چاہتے ہیں کہ لڑتا ہوا بڑھوں پاس فغفور کے پہونچوں فغفور کو اٹھا لوں
لیکن اہل فوج بلور کے مارے ہوئے گھوڑے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا وہیں دو نئے
آکے کھڑے ہو گئے طلسم کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ طلسم کشا کو
گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت و حشم ٹھہرا نہ لڑ رہے ہیں
جو قریب آیا اسکو ہاتھ تلوار کا مارا یا تیغہ صف شکن جو ہر دست زیر دست کا کسی طرح خالی
نہیں جاتا جب چمکا تو بس بجلی کا سا پٹا ہوا ہے سحر بھول جاتے ہیں آخر کو لڑتے لڑتے بلور کے
قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے پہونچا چاہتا ہے کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت
بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ اے پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے
بچا لے دل میں ہے کہ حسرت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہے کہ ہاتھ مارے کہ وہاں
سے آواز آئی کہ او ملعون ٹھہر جا دیکھ اگر آج فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں ایک
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا تم مع لشکر کشی ایک طرف متوجہ ہو گا کہ تم ملک چاہتے
اور نگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ تم قصد جو گلشن تمہیں لے کر کیا

جو ہلال ساحر کشش کا گولا بیچ میں رکھ کر بیٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور اک ہوا اٹھ کے بلور تیسے
پیچھے ہٹا ملکہ بہار سے اور رنگ نشین کے ہمراہ تیرے پھول پھینکنے لگی ملکہ بہار نے
مقصود بیگ کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے مل کر جو سحر کیا پھول
برسنے لگے بلور کے چہار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھوں میں سرخ ڈورے
رنگ سرور دوڑنے ہستی دو تنہی ہوا ایک بیقرار ہو کے پکار اٹھا۔ نظم

ہوا ہجوم درد و غم تشویش ہے دل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردون ہوا دو بین تھا
چشم و ابرو گوش و بینی میں غنچہ سیاہ میں
میں بیان کرتا رہونگا جو ستا اوصاف جمال
کیوں دشتنگیں وادی الفت میں ہم کرتے نہ رد
مارتا ہو جبکہ کوئی تیا ہر کام اسکا تمام
سیجاب آتی ہو مجنون لیلی تا شیم نشین
موج سے دست و گریبان تیرہ دریا بھی تو ہے
بعد مرنے لاش ام کوچے میں گر جاوے تری
اسکو گردن میں پہن کر نسبت گلے میرے ملا
شکوہ بیہودہ مسافت اتنا سا ناکس کیا طرفہ
سارہان ملتا نہیں ہے کوئی مجنون کو بتا
شکر اللہ جذبہ الفت نے کیا اتنا تو اثر
کہکے آگے رستہ تھا تھما تھیہ پیرانی کرون

سنسنشیر سے ہوا اس خمسہ مشکل میں نہیں
کچھ سوا اسکے خاکساری آب و رنگ میں نہیں
سلطنتا تیری شباہت ماہ کامل میں نہیں
جب تلک سورج ہوا میری زبان پر شمع محفل میں نہیں
ہیں لیلی او سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں
ہیجان رسم کی عادت ہے میرے قاتل میں نہیں
دیکھ لینے بھی بھر کے پردہ آج محمل میں نہیں
کچھ بھر مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
آسمان اتنی زمین کیا کوچے قاتل میں نہیں
سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
تا بلب ہو راہ سے تو پھیر منزل میں نہیں
لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل میں نہیں
وہ جو کہتے تھے اثر اس عشق کامل میں نہیں
ایک بلبل بھی تو اس اجڑے دل میں نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر وہ تھا وہ جلال زمین پر آ تر آئے ملکہ بہار
نے بڑھکر فغفور کو اٹھا لیا فغفور اس کشتی جوہر کے سرخ ہو رہا تھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینہ پسینہ
ملکہ بہار نے اور رنگ نشین نے ہاتھ پکڑ کے بٹھایا ایک آبخورہ پانی کا نکالا
اسمیں سے فغفور کو تھوڑا پلایا فغفور چالاک چست ہوا کہا اے ملکہ عالم آپ

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچایا ہماسے اورنگ نشین نے کہا
کہ دیکھو اس بیچارہ کا کیا حال ہے دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہے اب میں اسکو حکم دیتی ہوں
غرضکہ بلور گریبان پھاڑتے ہوئے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اٹھا کے کہا کہ اے بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہے
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لاتا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا
مجال کہ جو وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہے کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا اور کر سامنے ملکہ کے
پیش کش کروں میرے دل کو آرام نہیں سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہیں آخر کہاں جائیگا شرمندہ ہوکر زیر شمشیر کھڑا ہوگا اگر سرکشی کریگا بہت پچھتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکہ عالم کا حکم ہے سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر
قلم کروں تیمور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے افسران فوج
اپنے افسر کو روکو اپنے ہوش میں نہیں ہے مجھسے لڑا چاہتا ہے دیکھو کس آزادی سے آتا ہے
افسران فوج بڑھکر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ یارو مجھکو نہ روکو معشوق کا حکم بجا لاؤں لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہے اسکو
صحرائے دور آور ان کہتے ہیں شمشیر زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت میں حاضر رہتے ہیں جب اسکو ہرکاروں نے خبر
دی کہ اے شمشیر زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز میں طلسم کشا آیا ہے تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہے کہ ساحروں کو قتل کر رہا ہے کسی کے
روکے نہیں رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غرضکہ آرزو کرتا ہے کہ شمشیر زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا کے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک تن قوی ہیکل تھا وقت کوچ ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ میں جا کر طلسم کشا سے لڑوں ۲۱۱

تک شہ زور کہ سب کا استاد ہی جھومتا ہوا گرگدن پہ سوار سانڈ والوں سے کہتا ہوا آتا ہی کہ
جلد چلو کہ طلسم کشا کی مشکیں باندھکر لاؤں اپنا زور دکھاؤں پہلوان حمزہ کو اپنے زور کا
بڑا دعویٰ ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سر فتنہ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بہ نہیں ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہیں پہونچا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوے
ہین جاکے آج سمجھا دونگا یہ کہکے بکبر و نخوت گرگدن پہ سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پہ
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور مین تیور پہ بل پڑے ہوے یہان اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
زور و شور سے مصروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پہ قطعاً اثر نہیں کرتا رستم
ٹھیل رہ لڑ رہے ہین فغفور و ہلال بالقصہ پہ ہاک چمک کر سحر کر رہے ہین بڑے بڑے
ساحروں کو بار اکبی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہین
کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش ای فرزند صاحبقران تمہاری رستمی کا مین بہت
مشتاق ہون ساکنان طلسم ہفت پیکر مین سے ہون شہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہین یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہین ہر ایک کے نشو نما
پچاس پچاس شاگرد تھے اسکے اکھاڑوں پہ پہونچا اور ان سب کو لڑکا زیر کر کے اپنا شاگرد
کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا مین آکے تلوار پر سانی یہ ساحر ہین جنگ شمشیر زنی
سے نہیں ماہر ہین ای تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ مین ابھی زیر کر کے تمہارے سامنے
کیے دیتا ہون قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اسنے رستم کو
زیر کر لیا ہی آواز شہ زور کی سنکر رستم تلوار پکڑ کے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھکر کھڑا ہوا شہ زور نے گرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر سینہ
پھلا لے لنگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان دای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے
مین آئیے تمنے ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھین رستم نے مرکب جھکایا باگ پھیر کر
سامنے شہ زور کے آ لے لنگا ور زن ہوے پانچ قدم گرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلایا کہا ای رستم اس لنگا ور پہ ناز نہ کرنا

کر گیان پیچھے ہٹنا میں قدم بڑھانے کھڑا ہوں رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ اے پہلوان بے تربیت
تم کو اسکا خیال ہو چکا تو خیال بھی نہیں اب نیزہ اٹھانے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہیں غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہے الشان ضعیف البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقت انسان ظاہر ہے بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہ زور نے کہا کہ اے رستم ہم تمہارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہیں بڑے بڑے
لاکھوں پہلوانوں نے لشکر کشی کی مگر سر طلسم ہفت پیکر پہ بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ سمجھنا کہ میں نفرت سے گری میں کم ہوں تم حملہ کرو جہاں تک
ہو میں حربہ ٹکا دونگا کہ تمہارا حوصلہ باقی رہے رستم نے کہا کہ اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں
اگر تمہارے وار سے ہم کو پروا نہ ہوگا کیا ہوگا خیر ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہ زور جھنجھلا
خبردار خبردار کہہ کے نیزہ مارا اور سر مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اٹھا لونگا
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی اسکا لشکر
ولشکر نیچو نگران ہو پشت رستم پر ہلال سرکش و ملکہ غضنفر و لقمہ یہ و ناکش دیکھا
اور نگ لشکر و سپاہ تیغ و شمشیر کس آمادہ حرب و پیکار کھڑے ہیں جنگ
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہیں کہ دونوں جوانوں میں نیزہ چل رہا ہے پھر کاٹ نیزہ چلا
میں سو سالہ طفلیوں ہر دو بدل ہو گئے اپنا اپنی میں چھریاں اور کھا نہیں ہو رہی ہیں رستم
نے ترکیب جھکا کر آواز دی کہ اے شہ زور ہوشیار رہو سنت تمہاری شکست ہوگی جب
ہمارا حسبہ و چالاکی ہے کہ دیکھو نیزہ نکلا جاتا ہے یہ کہہ کے نیزہ شہ زور کا گا ٹھا اور گھر
گھوڑا کی ایڑ ماری کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونوں لشکروں میں شور ہوا شہ زور نے جب ہاتھ قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا شمشیر لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار سپر پر پہنچی رستم نے سپر کو گردش دی اور بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونوں جوان لپٹ ہو نے قریب تھا کہ ایک دوسرے

کو دست شہ زور پہ تھتا تھک مار کر ہنسا کہا آداکو رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آسکے
مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے کیا ہو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
ہفت پیکر میں کوئی زور میں میرا نظیر نہیں اب کیونکر بچ گئے تلوار کہیں قبضے سے سر دونا
کے نکلتی ہو یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤں پیچ ہونے لگے دستیاں
ساتھ دیر دیتی گئے چھپانے لگیں جہاں رستم پکڑ لاتے ہیں شہ زور تڑپ کے نکل جاتا ہے
اور جہاں شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہیں کہ گھٹنے زمین تک
آشنا نہیں ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہے چاہتا ہے پکڑ کے زمین پر لاؤں اور چت کر دوں
مگر رستم پر پنجہ نہیں قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہے جی میں
کہتا ہے کہ فرزند حمزہ بلا ہے روزگار ہے کسی فن میں کمی نہیں کرتا رستم پڑھنے زور دعا
سے لڑ رہے ہیں سارا دن اسی جنگ میں تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب نشان بادشاہ
زرد لرزاں و ترساں طرف قلعہ مغرب کے گیا شہ زور نے رستم کو کھڑا ہو کر کہا کہ اے
رستم شاباش ہے خوب مجھ سے لڑے اس دو پہر میں کسی مقام میں کمی نہیں کی اگر خدا ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہے کل پھر تمہارے
اسی جگہ مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ اے شہ زور جیا ہو یہ نہیں کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے میں بازگشت نہیں کرتا اور بیٹھک نہیں کیا شہ زور نے کہا کہ میں بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہیں چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہوگا ہر طرح سے لڑوں گا کچھ شکر و گلہ یاد رہے کہ جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا کیسی ہزار ہیں اور آپ واسطے کہنے کے ہیں رستم نے کہا کہ دوستی کو حکم دو بادشاہ نے
کو رات کا دن کر دیا اور [illegible] شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ اے یار دوستی
کرو لڑائی آگے کی ہو اس کے [illegible] مشعلیں لیکر
ایک طرف سے لگ رہا ہے اور رنگ نقش سے سحر کیا سبزی چاندنیاں [illegible] لیکر
موجود ہوئیں اور جنگل بیچ میں پھرنے لگیں [illegible] ایسا ہی سحر کیا [illegible] زمانہ
شہ زور نے پیچ شاخ کو [illegible] درختوں میں [illegible] کہ تمام [illegible]

چھالا معلوم ہوتے تھے چتے مثل برق کے چمک رہے ہیں شاخون مین قندیلے بندھے از بیخ
تا سر نخل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اے شہ زور اب وقت
جنگ ہے اب کیا درنگ ہے شہ زور بھی بمجبوری آمادہ جنگ ہوا اور دل مین کہہ رہا ہے کہ
بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہے دیکھون اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری مین طاق
شہرہ آفاق کسی مقام پر کمی نہین کرتا کل فنون مین بے مثل و بے نظیر ہے حسن مین ماہ منیر ہے
اگر قدرت مدد کرے تو البتہ غالب آؤن آخر کار شب کو مصروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی
ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے
ہین دو دو گھڑی بر گردے ہین بمشکل شہ زور نکلتا ہے پہروں لپٹا ہے چہرے کی یہ کیفیت تھی
کہ ہاتھون سے رنگین زرہ پارہ پارہ تھا مجبوراً ناچار لڑ رہا ہے دوپہر ڈھلے ڈھلتے رستم
شہ زور کو ریل کے لے دوڑے شہ زور نے قدم ریل کر لاکھ ہاتھ پہلا کے ہر دو دونوں گھٹنے
شہ زور کے آ گئے زمین پر ہو ہے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے دونوں ہاتھ سینہ
کیے کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے دو رہ چکا پر رہا تو دو سر
زور بھی تا بے پا کہ پھر کر زمین سے ملائے گیا پہلوانون نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو
اٹھا لیا لپنا کہ گردوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو تیغ دستہ کر زمین پر مارا سمک نے
دوڑ کر ضرب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھنا چاہا کہ لے بھاگون لیکن ملا دان رستم زور
نے آکے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب مین قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا
پہلوان چاہتے ہین کہ رستم سے لپٹ جائین مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے
لاشے پڑے ہین تلوار چل رہی ہے آخر جمال الی سر کش کو دیکھ کے جا پڑا جھپٹ کر گولہ مارا کئی
جوانون کے سر پھٹے ایک ہنگامہ اور رنگ تھا لشکر مین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی داخل ہین ایک
طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپنے لگی
آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہ زور سے کہا
کہ کیون اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان اگر کچھ اور زمین لانا ہو حوصلہ باقی ہو وہ کی

نکال لو میں پھر تمہارے برائے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے جو ہوس ہو میں پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ اے شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے فوجدار تلوار نیام مین کر لو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور اور رستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ و تاراج لیکر چاہتے تھے جلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم لپکے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او دیکھا مین تیرے سحر کا مشتاق ہون تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو روکا الجھا دے سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا قلمی ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے الجھا ہوا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی تیر برسنے لگے تھوڑی ہی دیر بعد آواز آئی کہ شتی مرا نام مین تیمور جادو بود رستم نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جلال سرکش و تصویر دلکش و ہماے اورنگ نشین و سما... مین عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدہ رفاقت ساتھ ہو [illegible] مقام صدر پر رستم آکے بیٹھے فرمایا کہ کیون اے ہماے اورنگ نشین اب یہ خبر پیا سب تمہارا مان باپ کو پہونچیگی یقین ہے کہ سامان لشکر کشی کریگا ہم خود قاصد گردانے نشان بیجا لیکن ہما نے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا کہ یہ خبر ملی ہوگی اسکو معلوم ہوئی ہوگی دیکھیے وہ کیا کرے جلال نے کہا کہ غلام اٹھا کر بارگاہ کا لشکر بڑھتا ہو آپ وقت پر آ پہنچیگا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جلال سرکش اٹھا لے بارگاہ کا ایک طرف صحرا سے گرد اٹھا نشان سے چلا ایک ٹکڑا لشکر [illegible] رستم نے کوچ کیا عقب مین جلال کے رستم چلے سواے عمرو ساتھ ہو کر حال نکست کا گرد اچیا دو

و مواج سمن بر فشین لکھتا ہون کہ مواج سمن بر فشین قلعہ گرداب فشان مین بیٹھا ہی
زوجہ سے کہ رہا ہی کہ صاحب مین نے لکھا ہون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین
طلسم کشا ہی ہر چند کہ مین نے ایسے صحرا سے ہولناک مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار
ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اُسکی مدد پہنچتی ہی ہر مقام پر اسکے
مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی یہ مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
ساتھ فتح دیکھی لیکن طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجھکو اندیشہ ہی کہ ایسا نہو کہ ملکہ ہاتھ سے
اور تنگ نشین رہائی پاجاے اگر مہلال سحر کش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو پکڑ لیگا گرداب
جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت لے پور کے فرمان لکھتے ہین کہ عنقریب تم طلسم کشا
کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط
باندھو آئندہ جو شعلہ رخ خداوند یہ ذکر تھا کہ جتنے طائران زرد آسمان سے آئے اور غلطان
مار کر انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائین دینے لگے پھر اسکی عرض کی کہ اے مواج سمن بر فشین
رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے
اب مہلال سحر کش اتالیق بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپکے قلعہ پر آتا ہے
یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا اگر ستفار آتش ریز منگیتر ملکہ بہار کا جو پلٹ کے آیا تہا بہت
بیقرار ہو رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پھرتا
اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

تحمل مجھکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا / چمن مین آج جانا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے / ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جاتا / لکھا ہی مین نے کچھ حال دل کی بیقراری کا
ارادہ ہو فلک سے پیچھے ہم جاوے کے ساتھ / نہایت ہیچ پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا
جہان مین ہی ترا حسن خدا داد اے صنم ایسا / کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگاری کا
حسینان جہان کے غول ہنسانے [illegible] / ملا احسان تجھ کو [illegible] بہاری کا
تری شمشیر نگہ کے وار کی کیا قدر [illegible] / مرے سینے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہیں سے یہ اس سے الجھے وار اپنا | ذرا صورت دکھا جا دیکھ [illegible]
بہ ہند شفقت رنگ حسرت دیا [illegible] | آ سار رہ جا اسے [illegible]
روتی ہوئی جو لیکر دن میں [illegible] | [illegible]
کر بیٹھ کر [illegible] پہیر [illegible] | جدائی میں [illegible]

سے یا مہروں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم ہوا کو پیغام دیتے ہیں وہ جہاں تک [illegible] کر دینگے مقابلہ کرتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملکہ بہار سے اور زنگ [illegible] دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ بہار کو سے دو آ [illegible] عرض کی کہ صلصال سر کش [illegible] اتار لایا گاہ [illegible] آتا ہے [illegible] بہار سے اور زنگ [illegible] ہو کر [illegible] ہو چکا لشکر تیار ہو صلصال کو قتل کر دیگا ہوا سے [illegible] کا لشکر لیکر چلا یہاں صلصال ایک مقام پہ آ کے اترا تھا کہ [illegible] آدمی دیکھا کہ ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آ کر پہنچا صلصال سمجھا کہ [illegible] مقرب پیکے خبر دو [illegible] کیا کہ [illegible] طبل جنگ [illegible] صلصال جا کر [illegible] ہوا کہ آج [illegible] طبل جنگ بجا [illegible] صلصال [illegible] سے [illegible] کیا جا [illegible] چلا آ کے لشکر پہ صلصال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ [illegible] باز میں پامال کرتا ہوا قریب خیمہ صلصال پہنچا صلصال کو [illegible] خبر دی کہ [illegible] ہوا سے [illegible] آیا ہے صلصال [illegible] نکل کر بارگاہ سے [illegible] آگ [illegible] گئے کر [illegible] میں [illegible] آتا ہے صلصال [illegible] نقشہ سے [illegible] کو آ [illegible] ساحر [illegible] کے الامان الامان کی صدا بلند ہوئے لگی صلصال [illegible] لشکر [illegible] میں [illegible] صلصال [illegible] لشکر [illegible] منقار چاہتا ہے [illegible] صلصال نے گھیر لیا ہے رات [illegible]

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ نکل جاؤں جلال نے نکلنے دیا گھیرے ہوئے جنگ کر رہا ہے
یہی قصہ ہے کہ منقار کو ماروں جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم
پیلتن مع ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کے نمودار ہوئے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب غضنفر جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جلال کو جو لڑتے
دیکھا نعرہ کیا۔ نعرۂ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور ۔ که بر تخت مرزوق افگنده شور
منم صف شکن تیغزن پہلوان ۔ منم فرزند علمشاہ صاحبقران

ملکہ ہما سے اور رنگ نشین نے جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں کنیز اسکو سمجھائے دیتی ہے
ملکہ ہما سے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوئے جھولی سے
نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوئے وہ پھول منقار پر پھینکا اسکے منہ پر پھولوں کا
برسنے لگا منقار نے اٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
ملکہ عالم میں تابعدار ہوں نہایت مجبور و ناچار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کروں نظم

نہ کسی میں جو رہی مہر و وفا میرے بعد ۔ سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانے میں مرے دم سے تھا ۔ پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر ۔ شرط کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد
کف افسوس ملا کرتے ہیں اس تنگ سے وہ ۔ اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے میں ہوئے وہ مشہور ۔ پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیاں ہجر میں تیرے جو اٹھائیں میں نے ۔ دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا ۔ نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد
ساتھ وہ غیار کے بیگانہ ہوا کرتے ہیں ۔ نہ رہی اُنکو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی حیا کو جو معشوق سے اک دن راحت ۔ پھر کسی سے کسی نے بھی وفا میرے بعد
تیشہ سا صابر جو نہ دنیا میں ملا ظالم کو ۔ ظالم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد
میں وہ بلبل ہوں کہ گل چاک گریباں رہا ۔ خاک اڑاتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق میں اُلفت کا مزا ۔ اور بیٹا ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا	میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت	نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں سرخ گریبان پھاڑکر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجا لاؤن تا ملکہ ہنسے اور تاک لقین نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہی کیا چاہتا ہی منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہی کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ از آتش فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحائے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھایئے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہم حاکم ہی اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہوسکے سر مواج کا لاؤ تو مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لیکے بخیر و خوبی پلٹو تو پھر جاسکے بس پھر مجھکو کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سنکر منقار چمکارے پھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی مین ابھی جاتا ہون جا کے مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہی فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو بس مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہی یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کپتان و رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپکے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر آپکا حکم بجا لائینگے سر اُس نابکار کا لائینگے دو سو افسرون کو ساتھ لیکے تلوار کھینچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر بند کرنے لگے دائرۂ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دو سو سردارون کے قصد کمال کیا ہوا قلعہ مین گھس آیا ہی بجینہ شادی کو

قتل کر رہا ہے مجھ سے نہیں بولتا آنکھیں سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیاں دیتا ہے
کہ رہا ہے کہ مواج دگر داب کہاں ہیں یہ سنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے
غصے میں اٹھا کہتا ہوا کہ سنقار کی کیا مجال ہے لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے میں گھس آیا دیکھو جا کے
کیا حال کرتا ہوں کہتا ہوا مواج سمندر نشین پھر وں قصر آیا دیکھا کہ سنقار بیٹھا ہے
مہر سکوت لگائے ہوئے ہے پایا کو قتل کر رہا ہے اور چہرہ بگاڑ کر کہہ رہا ہے کہ مواج کہاں مقام
پہنچ کر سامنے آج قصر میں گھس کر مار ڈالا اندر آ کے اس کا [illegible] شور و غل [illegible]
میں مواج نے للکارا کہ او سنقار کیوں دیوانہ ہوا ہے تو نے یہ [illegible] بے گناہ قتل کیے [illegible]
[illegible] ہو گیا ہے کہ مواج نے کہلا بھیجا [illegible] دو [illegible] پڑا ہوا
[illegible] سنقار [illegible] ہاتھ باندھے ہوئے سامنے مواج کے آ کر کہا
کہ اے مواج [illegible] غضب ہے کہ [illegible] اور نگ [illegible] طلسم کشا
[illegible] یہ حال [illegible] تک پہونچا [illegible] جاؤں
جاتے اور [illegible] دونوں مواج نے کہا کہ اے سنقار
[illegible] حال [illegible] زندہ [illegible] سنقار
سامنے [illegible] طلسم کشا کو لاتا ہوں فوراً قتل کرو
[illegible] مکان [illegible] گیا [illegible]
[illegible] لشکر طلسم کشا کے [illegible] طلسم کشا میں [illegible] دور
بارگاہ [illegible] بارگاہ سے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام [illegible]
[illegible] مواج [illegible] دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا [illegible] آرام [illegible] مواج [illegible]
[illegible] طلسم کشا
[illegible] دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں [illegible]
[illegible]
طلسم کشا [illegible] زندہ [illegible]

وہی نقب میں پہنچا اور نقب کو طے کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سماک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب میں دیکھا کہ
ایک سانپ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہے گھبرا کر سماک اٹھا دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہیں چھپ کر بارگاہ میں آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا پھر نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب میں پہنچا اور نقب کو طے کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شعلہ رو سر پر طلایہ ہے
سماک کو دیکھ کر پکارا کہ کون جاتا ہے سماک نے کہا کہ میں ہوں اے شعلہ رو یہ غضب ہوا
کہ آقا سے نامدار کو کوئی چرا لے گیا شعلہ رو گھبرایا اور کہا اے … والا گہر یہ کام مواج
کا ہے بڑا ساحر و بت پرست ہے وہی آکر آقا کو لے گیا یہ سن کر سماک نے کہا میں جاتا ہوں
اگر کہیں پتا تو عیاری کی ورنہ تم سب ساحروں کی خدمت کرتے رہو یہ کہہ کے سماک بھاگا تلاش
میں مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طے کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ سے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہے
موجیں بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم عشق کیفیت دکھا رہے ہیں پانی کو
دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنارے جھیل کے اتر پانی پیا ہاتھ منہ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہے طائر آشیانوں سے گلہائے چمن کے چہکار آئے ہیں تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہیں مواج نے لپیٹا … پشتارہ … ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا طائروں کی
آواز سن رہا ہے وجد میں ہے جی میں آتا ہے کہ قدرت باغبان قضا و قدر ہے مقام صحرا
باغ سے بہتر ہے اسی جنگل میں طلسم کشا کو قتل کر ڈالا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر … اب یہاں کیوں کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا میں غلغلہ ہو رہا ہے ہر ساحر … کا یہی ارادہ ہے کہ تلاش میں اپنے آقا کی
جائیں اگر … پا جائیں گے تو … کا … کے بچانے … بس اب اپنے لشکر میں جاو
… مواج نے دیکھا کہ … گرداب جادو … سے … گئی ہے
آئی ہے پکار رہی ہے کہ صاحب اپنے لشکر میں … سردار تمہارے مشتاق ہیں …
… یہ کام ہمیں قبول ہے کہ … صاحب … خالی … طلسم کشا کو لیکر …

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہاں طلسم کشا
آئیں جلال سرکش کہ ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے ہیں لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی بہار سے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کریں میں لشکر کشی کر کے جاؤں وہ گیسو بریدہ سب سے
زیادہ بیقرار ہے یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہے کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہے ادھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو میں سے
جنگل کو طے کر کے آتی ہوں مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو ادھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل
ہو مواج نے ذرا منہ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہے ارے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہے سمک اور بھاگا مواج نے وہیں سے سحر کیا سمک گرا رنگ روغن عیاری کا
چہرے سے اڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لے چلا
سمک کو پیادہ پہلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا کے پھر یہاں گرداب جادو بعد جانے مواج
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہے کہتی ہے کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تحفہ جانتے ہیں مگر اس پر تاثیر نہ کریگا بلکہ وہ تنہا گئے ہیں
خداوند ہفت پیکر ان کو بچائیں کہ یکا یک سمک سے باتیں کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسا ہے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا ہوں اس مکار نے تمہاری صورت پر عیاری کی مگر میں نے
پہچان لیا دونوں گرفتار ہیں جلد میدان قتل کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فورًا آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اٹھکے
دار پر استادہ ہوئے تکیوں جلاد شلتاقی لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہے کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل
کریں مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہے سمک ہوشیار ہے مگر رو رو کے
دیکھتا ہے کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہے کلاہ و تیغہ تیغہ میں مواج کے ہے
مواج تیغہ ہاتھ میں لیے جلادوں سے کہہ رہا ہے کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہو جائے تو کیا کر سکتا ہے سمک دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے کارساز خداے بے نیاز
تیری ذات پر کل سامان موقوف ہین اگر تجھکو منظور ہے تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہے ہلاک
ہلاک کے دعائیں مانگ رہا ہے عرض کرتا ہے کہ اے خالق حقیقی و اے رب تحقیقی رحم کر دے ۔ نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک　　خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہیچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک　　شد پدید از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت بصورت بشکل چہرہ گلزار خاک

خاک مثل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر　　جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ اندر بحر و بر گہ درمیان خشک و تر　　گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ　　گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ　　گاہ قصر و گاہ
گاہ صحن و گوشہ دار و در

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار
ہر چہ جنا

شعر چلا گرداب پر ... نہ کر کے گرداب کو چھوڑ دیا ... تا کہ پشت پر گرداب کے پڑا شعلہ ... نہ توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا ... سا گرداب کے اندھیرا ہو گیا آواز یہ گیر و دار کی آنے لگیں ... ہی مرا نام ہے گرداب جادو بود یہ آواز امواج نے سنی سمجھا
سمک ہلاک ہلاک کر دعائیں کر ... پھر کر آواز دی سواے تیغہ برافت جوہر کے اور کسی سے گرداب
شجاع و قویا پہنچے ہیں ... ملک یہاں کی مالک تھی جو اسی کے نام سے یہ صحرا اجہان کا آباد تھا
ہوا وارین استاد ... ب نشان ویران ہو گیا اگر میرا بھی جائیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ
... خبر دی کہ جہلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا بھاگے پشت
قتل کرین سوار طلسم کشا لڑتا ہوا سوچ گیا تیغہ برافت جوہر مار دیا تب گرداب قتل ہوا
کو لے کا خط
اول ہو ... قدنا ہوا جلا کرتا تھا کہ جہلال کو مار ڈالونگا وجہ سے پھری کیا سمجھ کے لپٹا آخر یہ لڑ
ہزار حملوا ... پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے ...
خنجر مارو ... یہ کہہ کے جہلال کو للکارا جہلال نے گولہ مارا جہلال سرکش سے

گولہ کاٹا گولے سے ایک پتلا نکلا وہ پتلا طرف مہلال کے پلٹا مہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
اون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے پلٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہاں آتا ہے مہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا مہلال نے خون چلو بھر پینا
لیکر اسپر چھینکا کئی مرتبہ مہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اسکو دور دیتا ہو پانچویں مرتبہ
پتلہ طرف مہلال کے چلا اب مہلال پھر کر دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوئے آ نکلے
دیکھا کہ مہلال کا رنگ متغیر ہے اور ایک پتلا فولادی تیغ کھینچے ہوئے عقب میں مہلال
کے آتا ہے رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیوں مہلال خیر تو ہے مہلال نے عرض کی کہ اے شہریار
میں نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا ابکی مرتبہ یہ میرے قتل کا ارادہ رکھتا
ہے سوائے حضور کے کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہے رستم نے
بڑھکر تیغ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد بھاگنے کا
رستم کی قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے تیغ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر روکا مہلال نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ ڈالیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکارا کہ اے مواج مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچالے مواج دوڑا چاہتا ہے پتلے کو گود میں اٹھا لوں ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لوں کہ
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے کے مرتے ہی رنگ رو
مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ اے طلسم کشا تم نے بڑا ستم کیا وہ پتلا ایک جبری
قلب پر صدمہ پہونچا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحرا سے گرداب نشان ہوا
یہ خبر سن کر وہ مثل کہ قالب پر صدمہ ہو رفتہ رفتہ ہفت پیکر اپنے مقام سے نکالیئے فرمائیں تو
شاید غلام کو بچائیں ورنہ توجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہے کہ سب کھول دیا تا ہوں کہ سامنے
سے لڑائی ہوئی ملکہ بھاگے اور رنگ تشویش آلی مجھ پر اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ کوئی
ظالم باعث بربادی صحرا گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ دریدہ
گستاخ بے پیر تونے صحرا گرداب نشان تباہ و برباد کرایا اور قتل کرایا اب
صرف میں باقی ہوں میں بھی جان دینے پر آمادہ ہوں میں تجھکو قتل کرکے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہما سے اور نگ نشین نے گولے کو ہاتھ میں روک کر وہی گولہ مواج پر مارا
مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر تا سے پر لگا ہما کے چھاتی پر نشانہ ہوا ملکہ
ہما نے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا لگا طلسم کشا سے دل تھام کر پکارا کہ آواز دی کہ تیغ
رخصت ہوئی ہو اب کنیز کی یہ کیفیت ہو دل ہی صورت کی لطف

صدمہ پہ آ گئے عشق میں حاصل ہوا تو کیا | گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
میں نے شب فراق میں جھیلی ہیں سختیاں | روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہوں میں | تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہے آنکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان | کیا بات ہے نثار اگر دل ہوا تو کیا
باطن میں تو نہیں کوئی صورت ملال کی | گردن میں ہاتھ اسکا حمائل ہوا تو کیا
اوسنے تو میرے قالب دیگر دونوں سے لیے | اک بوسہ کا میں یار سے سائل ہوا تو کیا
سودائی آپ کے تو بہت سے ہیں شوخ جان | اک میں اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
سالک شہیدا ہے دل ہمیشہ جانکی | تیغ اونکے سو طرح کا جو حائل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدا سے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے اٹھ کر اس طرف کو چ
کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر مواج کا شانہ مواج کو بڑا قلق ہوا ملکہ
کو پہنچی طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ اگر یہ بیوہ تمکو ابھی سزا دیتا ہوں یہ کہکے آواز دی کہ
اے جوان کہ تم اسکے گرد اپنے نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہے آواز آتے ہی حاضر دیکھا
کہ ایک زنگی تیغہ ہاتھ میں لیے سامنے مواج کے آیا کہا کیا افسر جو حکم ہو وہ بجا لاؤں مواج
نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہے یہ میری بیٹی ہے لیکن اسنے ان کو قتل کرایا
اسی وجہ سے تو اسی شوخ دیدہ کا سر لا تب ہی میرے دل کو آرام آئیگا وہ زنگی بہت
کانپتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہے جلال سے اشارہ کیا کہ ارے
ظالم کے ہاتھ سے تجھکو بچاؤ جلال جسدم کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے
کالا کلوٹا زنگی پکڑ کے لیجاتا ہے وہ مواج کی بیٹی ہے کہکے کئی گولے مارے جو گولہ
زنگی پہ پڑتا تو زنگی سینہ سپر کر دیتا ہے گولہ پھٹ کر زمین پر گرتا ہو اسی طرح کئی گولے تھے

زنگی جھومتا ہوا سامنے مہلال کے پہونچ گیا مہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی
کہ ناگاہ ہما نے پیچھے سے سحر کرکے نیچے زنگی پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی جیتنی ضرب مین تیغ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما کے
اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہے اور ہما بد حواس بھاگی ہوئی جاتی ہے زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑا ہوا جاتا ہے چاہتا ہے کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے خون کے ٹپکے وہ خون کے قطرے زنگی پر پھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دور سے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والون سے دیکھکر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہین
کسطرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا لینے ہما اور رنگ نشین کو
بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہین معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیر کی طرح لڑ رہا ہے یہ کہکر
طرف مہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ مہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی
ای شہریار غلام کو بچایئے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریائے حیرت کا جوش ہو
طلسم کشا نے جو مہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوئے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار مہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کر دونگا جس قبیلے سے تو ہو اس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہما اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھکر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ پڑھکر سحر کرے مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گر پڑا اب ہما و مہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے اور ایڑیان
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہے کہ ان چارون کے سر کاٹ لون ادھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے
آتے تھے چاہا کہ مہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ ای شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد بچایئے اپنے ساتھ والون کو بچایئے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہے رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی ہزار ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے مواج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا بالکل نابینا ہوے اور تو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہزور کی کمر مین پنجہ دیا جست کر کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کا نہ چلے سے اُتارین وہ خطا کار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہزور کو لے گیا چارون سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندھ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے علمشاہ داخل بارگاہ ہوے اہل قلعۂ گرداب نشان آکر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم ہو کہ شہزور کو کہان لے گیا کہا کہ اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ ہنناک کہتے ہین ہنناک دریانوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہی کیا عجب ہی کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہی رستم فرماتے ہین کہ اگر مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہزور کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہی کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہی خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر گئے تصویر دلکش طلائے پہ آئی رستم نے آرام کیا سگ براے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے موجود ہی حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہی کبھی زیر پلنگ چھپتا ہی کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہزور کو لیکر چلا ہنناک دریانوش بالا سے قلعہ ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے لیے اسی طرف آتا ہی ہنناک نے پکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہی مواج گھبرایا ہوا تھا مگر ہنناک کے کہنے سے اُترا ہنناک نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ اے برادر کیا حال بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ شریک رستم ہوے ہین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنہنگ سے جو کہ تیرا
عاجز ہوا تمھاری بھاوج قتل ہوگی شکست کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا یار ساحر کو
طلسم کشا کے ساتھ ہیں انکو بے کار کر آیا ہوں اب کوئی ٹھہر کر یہ کر لو کہ نہنگ نے یہ
حال سنکر مواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب سے اپنے گھر کے زور میں آ چکی ہوں [illegible]
تم قلعہ میں بیٹھو آرام کرو میں جا کر اپنا طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر تم
پکڑ گیا اور تحفہ بات ملے لیے تو طلسم کشا کو سوا جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریانوش بصد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر
طلسم کشا کے چلا آگے ایک پہاڑ پر کھڑا غضنفر کو طلسم سے جو دیکھا کہ ایک [illegible] بیٹی ہوئی ہے بیگم
بیگم پر شکست قتل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر غضنفر کو اٹھا لایا اور بات میں [illegible]
دی پھر جھپٹ کر گیا لشکر میں اترا خیمہ جھلال دریافت کیا [illegible] کے خیمہ جھلال ان
پہونچا جھلال کو بھی سحر کرکے لے بھاگا غضنفر کے پاس رسا کو بھی بٹھا دیا پھر لشکر میں
آیا چاہتا ہے اور [illegible] کی بارگاہ میں پہونچا چاہا پر سحر کیا کہ کھٹکا جو ہوا ملکہ بہار کی آنکھ
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریانوش کھڑا سحر کر رہا ہے تو سحر کرا کے نہنگ سے [illegible]
حباب چھوڑا وہ حباب ہوا پر چڑھا حباب سے جو [illegible] تھا مشغول [illegible] بیہوش ہوئی نہنگ
دریانوش نے ملکہ بہار کو بھی لیا اسی طرح خیمہ [illegible] میں آیا [illegible] کو بھی بیہوش کر کے
اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکا [illegible] طلسم کشا پر ایک قطرہ
جس پر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا [illegible] طلسم کشا تھا [illegible] جو بادشاہ
طلسم کشا کو جگایا [illegible] کی حضور [illegible] دیکھیں لشکر پر کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے
جس پر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے ہیں تب [illegible] بادشاہ یہ
دیکھ [illegible] پانی برسنے [illegible] پانی برس رہا تھا [illegible] کا پاس
کرنے لگی [illegible]
[illegible]
نہنگ دریانوش نے جب دیکھا کہ [illegible] طلسم کشا [illegible] تھا وہ ابر [illegible]

نیبون سے ستی جی یون کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھٹھرا کر دون سے کیا
سبب ہی کہ ابر تھرا رہا ہو گیا رنگ ہو کر برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اترا ایک مرد پیر کی
شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی جب کسی ہوشیار نہین
سماک سامنے نہین نکلا ہفت کوشہ کے کھڑا ہوا ہی سماک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سماک سمجھا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی سماک قریب پہونچا کہا کہ اے مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے
فورًا جواب دیا کہ مین مخبر ہون اس لشکر کی آیا ہون سماک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر
لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار تا پایا تھا مجکو دیکھکر کیا
طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا آکر پہاڑ پر بیٹھا اور دوسرا لڑکا بر تیار کیا طلسم کشا
نے دیکھا کہ پھر کسی کو ہوشیار رہو سماک سے تم پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغ ہفت جوہر
چمکا کے پھرتے ہین سماک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے ایک ابر آتے ہین
رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی وہ ایک ساحر کی شکل بنکے چلا قریب کوہ کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لگا ایک جنگل رستہ ہین سماک گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا
دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
سماک نے آکر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران آپ کیا سحر کرتے ہین نہنگ نے کہا کہ تم
کون ہو اور کہان سے آتے ہو سماک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو
آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندہ خاص آیا ہی اور
بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جاکر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ
نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جاکر طلسم کشا
کو پکڑ لاؤن سماک نے کہا کہ آپ نے ان چارون ناکارون کو خوب گرفتار کیا ہی مددگار لشکر اسلام
ہین انھون نے طلسم کشا کی رہبری کرکے تا بہ قلعہ گیر آپ پہونچایا اگر چاہیے جادو قتل کی مراد
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سماک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجئے نشے کے جوش مین
آپ سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرین نام شراب کا سنکے نہنگ نے کہا کہ ...

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آکر مہو پہنچے عیارون کے حیلے نکالے
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالا سے کوہ
جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا
ہی ہے سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سماک اٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سماک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ ادھ مکار مین تجکو قتل کرونگا تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے
چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی انکو ہوشیار کیا ہمدال سرکش نے دیکھا کہ
سماک گرفتار بیٹھا ہی نہنگ قصد کر رہا ہو کہ سماک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون قضا سے کا
یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہانکا حاکم نیسان جادو منگیتر فغفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پا چکی ہو تھوڑی سی پھیرنا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اسپر کیا معرکہ گذرا ہرکارون نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اسیوہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا فغفور کی تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر طلسم کشا کے
ہر طرف پہرے رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہوا بالا سے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصے سے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اسے چاہتا ہو کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اٹھایا کہ فغفور پر تیغ مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اپنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے کود کے چلا نیسان
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا تب فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور جو چھپ کر اپنے مقام سے اٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق میں ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہے کہ دمبدم پکارتا ہے کہ اے جان جہان و
اے آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہے اپنی یہ کیفیت ہے نظم

ایک ڈھب پر نہیں رہتا ترا زنہار مزاج ‌‌ ‌ ‌ ہے طبیعت متلون تو ہے عیار مزاج
رات دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم ‌ ‌ ‌ ‌ گو نہیں پوچھتے تم اے مرے دلدار مزاج
اے مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب ‌ ‌ ‌ ‌ جسم بیزار و ضعیف اور ہے بیمار مزاج
عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ اے ہمدم ‌ ‌ ‌ ‌ ایکبار ہی جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج
سرو قد غنچہ دہن پھول سا منہ گل سا بدن ‌ ‌ ‌ ‌ خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج
سچ تو یہ ہے کہ مسیحا تری فرقت میں یہان ‌ ‌ ‌ ‌ ایک دن بھی مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج
فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا ‌ ‌ ‌ ‌ کیا بتاؤن کہ ہے کیسا مرے غمخوار مزاج
کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا ‌ ‌ ‌ ‌ کیسا رہتا ہے ترا اے مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہے کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہے کیا تیری قضا آئی ہے نیسان نہنگ بے
سحر کر رہا ہے فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھٹ کہ ہلال
کی زبان سے سوزن نکالی ہلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہما سے اور نگ نشین کی زبان
سوزن نکالی ہما نے اُٹھتے اُٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کدلا نہنگ پہ کھینچ مارا نہنگ کی
آنکھین مسخ ہوئین چہرہ گلتا رہا جس نخل کے سامنے مین کھڑا تھا ملکہ ہما نے آواز دی کہ
اے طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے
ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہے جسے کہ انور بہار صبح ‌ ‌ ‌ ‌ کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح
سر کی نہ زلف اس رخ انور سے زینہار ‌ ‌ ‌ ‌ یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح
رخسار کے حسین کے جو عاشق ہین آپ کے ‌ ‌ ‌ ‌ کیونکر کرین وہ جان نہ دل سے نثار صبح
شب بھر یہی دعا ہے خدا سے ہمین شفا ‌ ‌ ‌ ‌ دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ جو اشعار اُس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی
وائے سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامی کو گرفتار کر کے لے گیا اسکو کہاں رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ میں اپنے قلعے میں بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا میں نے اسکے قید کا حکم دیا یہاں برائے گرفتاری طلسم کشا آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اتارا گلے میں نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جا کر شہ زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہیں آتے ہیں نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ کھینچ کر چلا عقب میں چاروں ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جھلال سرکش پر ملکہ ہما کے اور نہنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تا اور پیچھے ہو قید خانے میں آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ اے نہنگ تجھے کیا ہوا ہے قیدی کو رہا کرتا ہے دیکھ یہ برائی ہے نہنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہے تو ہمارے قلعے سے نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلائے روزگار ہے عاجز کر دیا ہے کہ جھلال سرکش آکر پہونچا جھلال نے بڑھ کر نہنگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا تھا کہ فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسا دی ہما نے گجرا کھینچا فغفور نے کارد کھینچ ماری تصویر برق بنکر گری مواج کیسا کیسا کے سپر کو روکے آخر سیف شانہ آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا لعدو پر اس زور و شور سے گری کہ پشت کو زخمی کر کے چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ آنکھیں سرخ ہو گئیں مبہوت ہو کر بیٹی کو پکار اٹھا کہ اے دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہے کہ قالب پر ہجوم غم و ملال ہے واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منہ سے کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر	صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث میں ہیں برباد ہوا	لوگ ساحل کے ہنسیں گے مری طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقتِ بد مین
جوہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پہ

نہ مٹیگا وہ سمجھ لے تو ہے پتھر کی لکیر
جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پہ

سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ
دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی کا

زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا
موت مامور ہوئی میری نگہبانی پہ

ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا اے رند
ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پہ

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جہلال نے پکار کر آواز دی کہ کیون اے مواج بڑے جوش مین ہو گیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو مواج نے جواب دیا کہ اے جہلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی مخالفت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم کبھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اورنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا مواج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ اے جان جہان میری جان اب نکلی جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جہلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جاتا کیون زیادہ گھبراتا ہی یہ کہکے گولہ مارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم تن پتلے پتلے ہونٹھ تن مین مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوئے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے مواج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے دہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ بفرحت دیکھین مواج اس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے یا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جہلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا مواج طمانچہ کھا کر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیون کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیون کا مالا گلے مین مواج کے پہنا دیا مالا
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شفتل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالا پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کچھ نہ کہون کہ تو مجھپر مرتا ہی مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے یہ فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ ای بھائی آؤ تمکو بھی دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل سے پھاند پڑا [illegible]
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیان کرنے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ
کرتے ہوے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سرداران قلعہ جات
کو لیکر خدمت رستم مین آئے مہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہر کر
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
پر آکے ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے ٭

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس پر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ دل مین ہمارے جگہ پائے عشق
عجب عشق و الفت کے سامان ہین
کہ گیسو کی صورت پریشان ہین
ہوا قیس مجنون کا مجنون لقب
دکھائے ہے الفت نے رنج و تعب
کہ دیوانہ وار و پریشان رہا
کہ وہ یاد مین رخ کی حیران رہا
نہ لیلی کا ملنا ستم ہو گیا
کہ سامان درد و الم ہو گیا
ہوئی کوہکن پر یہ سختی عیان
کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جان
ہوا کوہکن نام مشہور ہے
یہی عشق و الفت کا مذکور ہے
ہوئے سختی عشق مین رنج و غم
اٹھائے محبت مین کیا کیا ستم
یہ سختی غرض جان شیرین گئی
محبت مین یہ بات حاصل ہوئی
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد
کیا بلبل غم کو بھی گرد برد
غم و غصہ وان کا ہر اک پھول ہے
لکھون کیا کہ یہ حال بھی طول ہے
چمن اسکے برباد ہین سر بسر
کہ صیاد ہین یان کے بیداد گر
یہ گلچین کو دعوی ہے یا صد خوشی
کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی
ہر اک جا پہ بیٹھے ہین زاغ و زغن
یہ کرتے ہین رو رو کے باہم سخن
کہ کس باغ مین رہ کے ہم آ گئے
عوض پھول کے خار ہین سر بسر
نہال مضامین نہ پایا گیا
کہ اس باغ کا آج سایا گیا
ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
دکھائے فلک نے ہمین کیا ستم
تڑپتے ہین اس باغ مین بار بار
خزان آگئی پھر نہ دیکھی بہار
بہار گلستان کی خواہش ہے کیا
یہی جان پر اپنی کاہش رہی
کہ دیکھین بہار گلستان کا طور
وہین بلبلین ہون کرین جبکہ غور
دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ
پڑے دل مین لالے کی صورت سے داغ
قصہ حال الفت بہت طول ہے
کرو جلد اس راہ آفت کو طے
لکھو داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان

چہرہ رقمان مضامین محبت آئین داستان سرائی و کاتبان کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا ٭ چنین می نگارد بہ لطف و عطا ٭ سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام دربندون کو فتح کرتے ہوئے قلعۂ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہین سر یہ جہانبانی پہ

جلوہ فرما ہیں گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہیں کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے
خبر پائی ہے کہ آج و نور الدہر آئینہ میں بیٹھیں کر کے جا کر زیر کوہ ستقنا طلیس کوئی مقام قصر عشرت
ہے اسمیں قید ہوئے ہیں یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
ٹہل رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچ ہزار فوج سے
آکر پہونچا سرداروں میں مقصود کوہ پیکر و لقمان مردم دزد و ہیکلان خود سر مع پانچ ہزار
فوج کے ساتھ ہیں یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوئے جب
آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوئے ان سب نے
کہا ہم خدمت میں بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
تھا یہ فوج آکر خدمت میں شاہ کی پہونچی شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا کہ فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہو گئے انکی رہائی کی تدبیر
دیکھنا واجب و لازم ہے آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہے
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا
غلام آگے جاتا ہے پھر کیا ہوتا ہے آپکے اقبال سے دونوں شیروں کو رہا کر کے لاتا ہے وہ بھی
دونوں آفت پر آگے ہوئے ہیں ہفت پیکر کے قبضے میں ہیں اب کئی سو ملک اسلام
کے قبضے میں آچکے مگر وہ ملعون پہاڑوں پر عیش کرتا ہے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ ستقنا طلیس کے پہونچاتے ہیں فیروزہ اسی وقت باتمام
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
آپ کے ساتھ ہیں منزل بمنزل جاتے ہیں کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہے کہ لشکر کو طرف
کوہ ستقنا طلیس کے لیجائے مشابار جادوگر عاشق جمال ہمشیال ہے رہبری کرتی ہوئی آتی ہے
لیکن فیروزہ بن عمرو تیسرے دن شام کو ایک صحرا میں پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہے
چشمہ ہائے آب جا بجا ہیں فیروزہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا شب باقی تھی اسنے جو صحرا کو
دیکھا جا بجا پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فقیری زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت
میں نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ غزل

سرسبز ہین نسرین وگل و یاسمن ابتک / محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک
رکھا ہی امانت کی طرح سبکو زمین نے / میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے / ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک
شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا / ثابت نہ کمر ہی نہ کھلا یار دہن ابتک
سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی / ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک
موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو / سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت کیا کبھی لاکھون / قد دیکھا تمہارا سا نہ ایسا چلن ابتک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی / جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک
بوسے مین لیا کرتا ہون اس رخ کے شب و روز / خون روتا ہی چپکے لیے لعل یمن ابتک
اہو رتا محبت ہی خط وخال بتان سے / قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائر دل سے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر نکال دیے گانا سن رہے ہین لیٹے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چرند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آبیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضا سے کار اس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوئی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر نگہ نہایت حسین وجمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا باطمینان سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اٹھا کر لیجاؤ اپنے باغ مین اسکا گانا سنینگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اسکا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لاکے ایک گوشے مین فیروزہ کو اتار کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آپ وہ دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر
ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع مہجبینان مین پایا ایک
کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دم بدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی اے شاہ صاحب
تم تو لنگوٹ بند ہو ملکہ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اسوقت
کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکہ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا
کام جو گانا بجانا ہی وہ آنکو گانا سناؤنگا ملکہ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام ہی
باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے
کہا یہ گائن ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو تخلیہ مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو توڑ کر نالہ
ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکہ عالم کب مجھکو طلب فرماتی
شب کو مقناطیس جادو جو صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے
عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین
اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے
مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کی
مشہور ہی سینہ کوبی بیدل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
رونے پہ میرے ہنستے ہین آپ
تن جو کا شکل ہی پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرتے دو بدی جو کرتے ہین ہم

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اول اول بھلائیان کین
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس لیجے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہی زیبا
تقصیر ہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے ہوا قتل
سنتا نہین زاہد کسی کی

حالت کو دا اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پہ تیری خاتمہ ہی
تقاضہ نہ کی کبھی کسی کی
کیونکہ نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھسلکی
سب یار ہی دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی
آتش اس طرح اس غزل کو گا کر

اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہو گئی کہتی ہی کیوں گلرنگ آج تو تم نے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی
ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا
اے گلرنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہوتا تھا
تم لوگوں نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنتیں تو بیتاب ہو جاتیں میں آج پھر
صحرا میں جاؤنگی شاید وہ مل جائے فیروزہ سے کہا لونڈی کو ساتھ لیجیے میں اسے تلاش کرونگی
اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریا سے جو اسمیں غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئیں
فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑایا صحرا میں پہاڑ پر آکے ٹھہریں تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ
نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی
تاج شہریاری بر سر و چار قب شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوئے
پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوئے نقارے پر چوب پڑ رہی ہوئی علموں سے زنگاری
کے پھریرے کھلے ہوئے یہ حسن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوئے جب دہن کھولتے ہیں
سامعین موتی رولتے ہیں غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حسن میں لاجواب اب جو
سقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلرنگ تو نے اس
شہریار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت و لیاقت مثل تاجداران کمترین بارہ
ہیں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہو گیا کہوں کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک
کروں خاک اس صحرا کی اپنے منہ پر ملوں اے گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔ نظم

گل کسی شمع رو پہ کہا بیٹھے
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤں
مرتے مرتے کبھی جی جلا بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھیں تو اٹھیں

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تو لٹنا تیغ کا عبث ہر بار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
خنجر دل نے کیا تمہیں کھینچا
سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوئے
اب تو در پر تمہارے آ بیٹھے

مہ کے منہ پر ہوائیاں چھوٹیں
جو لگانا ہوا لگا بیٹھے
رکھیا سر کو پاسے قاتل کے
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
تک چلا ہی تو پھر نہ رکھیو ولا
اب پڑے میں آپ مر ٹیا بیٹھے
بوسہ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے	چھوٹا آب کو گلون پہ ہونے لگی	دولت حسن جب لٹا بیٹھے
	سبز رنگت پہ اس پری کی رنگ آمد	کیا عجب ہے جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہے یقین تو یہ ہے کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار بابا عز یزدار کوہ سقناطیس پر قید ہوئے ہیں ہم انھین کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دین تو میں پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے باغ میں لاؤن وہان اختیار ہے جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جوان کی عرض ہم وہ ہمسے نکالیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلیں باغ میں آکر مسند پہ بیٹھیں مگر دل میں دھڑکن ہے قلب میں پھڑکن ہے گلرنگ جو پاس بیٹھی ہے اسی سے چپکے چپکے باتیں ہو رہی ہیں دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہے کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہیں اے گلرنگ دل حجاب آتا ہے کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا ایسے نادیدہ مسلمان کوئی ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آ جائے بڑا احسان تجھ پر ہو ملکہ تو اس خیال میں ہیں فیروزہ تسکین دیتا ہے کہ اگر آپکا عشق صادق ہے تو ایسا ہی ظہور میں آئیگا حضور کے قلب کو سرور ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آگے اس صحرا میں اترے پہلوے کوہ میں ایک پہلوان رہتا ہے اغلال شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ ایک طائر نے آکے اسکی گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی مرقوم تھا ہے بندہ خاص الخاص طاعت گذار با اخلاص تمہارے صحرا میں سعد بن قباد آکر اترے ہیں ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں نہ رہنے پائیں انکا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنے کو تا بہ کوہ سقناطیس پہونچائیں اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یا دو حکم جلد فوج آگیا خبر لاؤ اس صحرا میں سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اترے ہیں پہلوان کون کون ساتھ میں ہرکارے روانہ ہوے لیکن تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی اے پہلوان دوران صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہے کئی پہلوان قوی تن قوی دست جری و بہادر صف شکن و تیغ زن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہے ایک حملہ میں دس ہزار کو پامال کر دونگا سعد کو خود لڑکر مار ڈالونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساٹھ ہزار فوج کے چار غول کیے آپ آگے بڑھکے چلا یہان سعد آکر اُترے چونکہ جلسے ابھی آ کر
لوٹ الد بہت کم رہین نعمان کو طلاسے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاسے پر آیا
انتظام کرنے لگا دو پہر سے زیادہ شب گذری تھی کہ صحرا سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا
بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لیے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار
لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہو کر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا
یا شیدائی کافران حیادار کی نابکاران بیوفا - نعرہ پادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم شیر میدان وبا عدل و داد	منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان
بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش آگے
پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم سر
بادشاہ کا چوپارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ایک تیغ صمصام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام
مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا اے مرکب اصیل راکب تیرا سست ہے اگر تو چالاک
چست ہے مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اُسکا شانہ چبالیا پشتک مین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گرفتار ہوئے جب شکست فاش ہوئی اسوقت اشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے
اغلال کے دل مین قوت طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو اراسے پر ڈال لیا نعمان اور
سعدود اور سپہسالار زخمی ہو کر گرفتار ہوئے اشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر وہان سے
چلکر اُدھر ہی ہرکارے پہلے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن
گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ ایستادہ طلسم
بالا سے قصر بیٹھی ہے فیروزہ یہ شکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا ہے تین ہزار ہاہی بلکہ نہایت بیتاب ہے

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگیں کٹی ہوئیں زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن میں مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہے جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا پاؤں کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنوں کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہے چاہتا ہے میرا راکب اٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اٹھا آخر بے زبان تھا حیرانی میں مصروف ہوا ملکہ نے بالائے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارہ سحری زمین پر
چمک رہا ہے مقناطیس نے کہا اے گلرنگ نہیں معلوم یہ کون جوان ہے معلوم ہوتا ہے کسی مقام پر
قزاقوں نے گھیرا ہے زخمی ہو کر گھوڑا اس طرف نکال لایا ہے چلو چلکر دیکھیں فیروزہ نے کچھ پھیرا نے
آقا کو سمجھانا کہا اے ملکہ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہے آپکے ملک میں قزاقوں نے یہ حرکت کی لا
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقوں کا نشان دریافت کر کے انکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہے ایسے ہی دلیر تھے بیشک جرأت کے شیر تھے
کہ مال اپنا بچا پائے سب ظالموں کے بیچ میں سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آئے یہ سنکے ملکہ اٹھیں
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزیں کفنی ہمراہ ہوئیں باغ سے نکل کے جب قریب آئیں اُس
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئیں سر زانو پر رکھ لیا کنیزوں نے پاؤں تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ میں آئیں بارہ دری میں لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کے
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھیں گلرنگ نقلی سے کہتی ہیں اے گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہے
عشق حقیقی کی عجیب صورت ہے کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ میں آیا میں علاج تو کروں آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہے پر سے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہے رومال ہلا رہی ہیں
شہریار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاتے دم بدم قربان ہوتی ہیں کہ دیکھا گلرنگ نے زخم کاری
کھایا ہے ابھی تک ہوش نہیں آیا ہے دل کو اب بدگمانی ہوتی ہے سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا اے ملکہ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہے پیشانی پر گرمی ہے کہ غش تھا
تر دی ہے تھوڑے عرصے میں ہوش آجائیگا طرز اچھے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد ہی ہوش آئیگا
آپس میں یہی باتیں ہو رہی ہیں ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا اور سر گبھی

مجھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوسہ زلف عنبرین جو داغ مین بادشاہ اسلام کے پہونچی اُسنے کام نکلنے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر عذار گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے ای شہنشاہ حسن و خوبی وای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بہار کی ہی اشعار

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے / جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھاؤنگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے / تو چھڑی کی طرح توڑونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے / جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہیگا قیس نہ لیلٰی تیرے ناقے سے / مثال گرد لیتا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجکو بھیجا بیابان کو / روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید نہ دریا دکھائیگی / مری کشتی کبھی الٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکہ عالم تمھارا نام تا اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا صاحب اس کنیز کو سقفاطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہی زنگیان شب کو جا کے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے عاقل ایسے رنگین کے فرزند ایسی زنگیون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال امیر نوجوان اور نور الدہر کا دریافت کیا پھر وہ پریشکل گلرنگ سوچ کے آہستہ جھک کے کان مین بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپسے کلام کرنیکا اسکو بڑا اشتیاق تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمائیے کہ آپکو قزاقون نے کہان گھیر لیا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ ہم پر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک میں زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا
تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا میں ایڑیاں رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا نہیں
معلوم کہاں گیا ملکہ نے کہا صحرا میں چرا کر رہا تھا میں کنیزوں کو بھیجتی ہوں اور مرکب یہ پھر کر
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہاں سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا میں پھر رہے تھے انھوں نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا دشت میں چرا کر رہا ہے اسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیوں سے آکر مرکب کو گھیر لیا کئی سو
آدمی مرکب نے مارے آخر کمندوں اور زنجیروں سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب
لاکے اپنے بیشہ میں باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی میں حمزہ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کبھی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا ہے مگر ہاشم بار بار کے زمین میں گرا دیا
ڈالے ہیں جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہے کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ توڑ ڈالا کسی کے بال پکڑ کے نوچ لیا
کسی کو پیشتاب مار دی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہیں بانسوں سے کیسہ کا گھاس
دیتے ہیں ڈالنے کا تو بڑہ بانس میں لٹکا کر مرکب کے منہ پر چڑھا دیتے ہیں اسطرح سے دانہ
و گھاس ملتی ہے مگر اغلال شیر سوار نے جسوقت مرکب کو گرفتار کیا ہرکاروں کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گرد میں وہ جوان کہیں ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو ہرکارہ
اغلال کے روانہ ہوئے جابجا پتہ چھپے پھرتے ہیں سعد شہر بابہ باغ میں مقناطیس
زعفران پوش کی صحبت آرا ہیں فیروزہ نے ایک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہیں کیا جب
ملکہ صحبت میں بیٹھتی ہیں یہ شکل گلزار سے گاتا ہے بجاتا ہے ملکہ کبھی اس سے بڑی صحبت ہے بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ میں اسکو بٹھالتے ہیں ہر روز قصہ کہتے ہیں تا یہ اغلال جاؤں جاکر اسکو
وہیں ماروں فیروزہ انکو منع کرتا ہے کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار
ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہیں ایک ہفتہ اسی معرکہ میں گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے باغ میں ٹہلتے ہوئے ایک چمن میں
آئے دیکھا ایک بادبان عربی کو وہ مع سرین کے کُند لوہے کی میخوں میں بندھی ہلاکی زنجیروں سے

بھاگڑی ہو گئیں فرّاٹے بھر رہی ہی اور سُم مار مار کے زمین میں گڑھے ڈال دیے ہیں ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت موذی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی موذی ہی کہ اسنے کئی سائیس مار ڈالے کئی چابکسوار اسکے ہاتھ سے زخمی
ہلاک ہو چکے ہیں گھاس بمشکل دکھاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھاس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
کب مانتے ہیں ملکہ تو بیٹھنے لگیں کہتی ہیں صاحب یہ کمبخت ایسا نہ ہو کہ شانہ چبا جائے تو جیا لینگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آگئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیوں صاحب اسکا زین و لگام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلیے آپ اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہیں زین و لگام تو موجود ہی نہیں معلوم آپ سے کیا
خوف کیا کہ رو رو کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لگام ضرور منگاؤ کنیزیں زین و لگام
اُٹھا کے لائیں سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منہ پر چڑھایا جست کر کے
پشت پر سوار ہو کے مادیان طرارے بھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جست کی دیوار پھاند گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آ کے پکارا اے شہریار بس پلٹ آئیے
سعد نے گھوڑی کو پلٹا باغ میں تشریف لائے اسی طرح اسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی اے شہریار اسوقت یہ مادیان آپکے دم میں تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزار
پہونچاتی سعد نے کہا ملکہ مجھکو یہ آزار نہ پہونچا سکیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے کبھی آتے ہیں ملکہ جب قسمیں دلاتی ہیں تب ٹھہر جاتے ہیں
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ میں اپنے
پاس بلا لیتے ہیں اور دیر تک باتیں کیا کرتے ہیں ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
ارے گل رنگ کو بلا لا وہ کنیز آ کے گل رنگ کو بلا کے گئی ملکہ [illegible] پوشی [illegible]
چلیں کہ دیکھوں تنہائی میں کیا باتیں کرتے ہیں لگا کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئیں فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اے دوست صادق و اے مصاحب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ اغلال میں

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ
نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک
ہو جائے دیر تک یہی صلاح مشورے رہیں ملکہ نے یہ سب باتیں سنیں یا تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو تخلیہ
میں کیوں بلاتے ہیں یا اب یہ پتا چلتا ہوا کہ یہ تو عیار ہے شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئیں اندر کمرے کے
آئیں نام تو انکا سن چکی تھیں کہا کیوں بیٹا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے
بتایا کہ فلاں مکان میں ہے ملکہ نے اسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا
دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال
کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہو کے پھر سے پھراتے
جو اسکو دبایا گھوڑی کو فورا اسکے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اڑاتے ہوئے چلے
اب وہ وقت ہے کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے کئی سو پہلوان گرد ہیں یہی فکر کر رہا ہے ہرکارون کو
غصہ ہے کہ تمنے ابتک اسکا پتہ نہیں لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا لشکر اسکا گرد اڑا ہوا ہے یہی
کہ رہا ہے کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر
معلوم ہو جائیگا تو گاؤں کو پھونک دونگا اس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے
اسنے زخم کاری کھایا ہے اگر کسی جنگل میں تڑپ کے مر گیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوئے
کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے
سامنے اپنی جرات بگھار رہا ہے کہ رہا ہے اس جوان کو قتل کر دوں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اسکی
شکلیں بانیدہ کی صورت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے
گرد اڑتی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہرکارے پلٹے اغلال
شہسوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہے یا کسی جانب بھاگا جاتا ہے زخم کا سر پر کہیں
نام بھی نہیں صرف ایک سہرا سا بندھا ہے اغلال شہسوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گنبد تیار کرو ملازم کے
سنتے ہی گنبد تیار کرکے لائے ہیں بادشاہ اسلام دربارگاہ اغلال پہونچے مع مرکب اندر چلے
دربان سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہے گھوڑے سے اتر پیادہ
گھوڑے کو یہاں رکھ دو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سنتے ہی شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھ ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال نے پوچھا یہ کیا ہے ہرکاروں نے عرض کی صفائی شکست زبردست سعد شہریار سے درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آ کے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجکو مار ڈالا تھا مگر خدا نے مجھے زندہ کیا آ کہ تو ہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کس قدر گستاخی کر رہا ہے اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا پڑے سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار چھین لیں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر ایسا جھٹکا مارا کہ سر اغلال کا زمین سے ہل گیا کشتی ہونے لگی سعد نے پوستے پیچ پر گھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار ہوئے ارشاد فرمایا اغلال غفلت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہی اغلال نے کہا لاکھ جانیں میری جلد او ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے گلا رابع نرخرے سے گردن کھینچ لی بال شام کے سر میں مع دستار کے ڈال ہیں باندھا لڑتے ہوئے چلے جب باہر آئے کل فوج نے گھیر لیا سعد لڑ رہے ہیں اب اژدہی ہاتھیوں نے ہزار ہا تیر مار مار کر کسی کسی نے اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پر لگیں پشت و پہلو سے خون جاری ہی سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلیں گے بیتاب ہوکے پکار اٹھے ای خالق بے نیاز ای رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران ہست در عہد شما
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام

ہیچ جاہس را ہست در فرمان او جاے کلام
آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر دو دان دہر برین
صانع عالم توئی ای خالق بی چون و چگون

روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون — بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی
جلوۂ قدرت نمودی در گلستان بار بار — گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار — گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار
گاہ کثرت را بے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن زاکثر ساختی
سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون — بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
وز جگرہا آتش پوشیدہ آوردی برون — در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون
گوہر افشان در غمت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہو کر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھبرا اٹھا لیے ہوئے ہواب کمندیں اور زنجیریں لیکر چلے ہیں کہ پکڑ کے گرفتار کر لیں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار مثل گلدستہ کے رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقابدار شیر اسد وہ نہنگانہ قریب سعد شہریار کے پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوئے فرمایا اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دکھاؤ کہا نقابدار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کروں آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں مقبول دلہاے خاص و عام ہیں شکل صورت دکھانیکا نہیں ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہے کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت میں حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائیں غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب مع اغلال کا شکار بند میں باندھے ہوئے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہاں تھوڑے عرصے میں فوج کو

کہا

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہیں لوٹ لیں خزانہ قبضے میں کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑا لیا کہا آپ لوگ لشکر میں رہیں بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوئے ہیں کار نمایاں کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں سقناطیس لعبہ جا نے بادشاہ اسلام کے دراغ پر بیتاب کھڑی کنیزوں سے فرما رہی ہیں صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر آہن ظالم کے گئے ہیں خدا اُنکی جان بچائے

نظم

پہ نوبت ہے غم سے عجب حالت ہے
ہوتا ہے آہ صبح سے داغ اور شعلہ زن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہو سکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم سحر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہو سکا
ہجر بتان میں مجکو ہے موت کی تلاش

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہو سکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
کہتے ہیں کاشش ابھی گل اُسکا سے تھی
پاس درازی شب کا گلہ نہو سکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام قرار و تحمل نہو سکا

ہیں جانکر حریف تنہا قتل نہو سکا
اُسنے جو دل کو مجھ سے نہ لگایا دو نیم ہو
دشمن جو ہم ترانۂ بلبل نہو سکا
وہ عکس زلف چشم عدو میں پڑا نہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا

کنیزیں عرض کرتی ہیں حضور آپ نہ گھبرائیں بخیر و عافیت آئینگے اعلال کی کیا مجال ہے کہ اُنسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت میں لاثانی وہ سمجھا کیا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہیں صاحبو میں کیا کہوں جی چاہتا ہے کہ سر برہنہ نکل جاؤں اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہوں افسوس ہے میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بدرکابی کرے دشمنوں کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز دغاباز کُل فوج کو حکم دیدے تین سو فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہیں اور کہیں وہ یکہ و تنہا ہیں اُنکو ظالموں کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزیں سمجھا رہی ہیں بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہیں کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہیں مگر دریائے خون میں نہائے ہوئے ہیں فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئیں کنیزوں سے کہا میں اُنکو بخیریت دیکھوں تو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھروں یہ کہہ رہی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سمند شہریار رمی مادیان چکری پر سوار تیغے خون کے سینے پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہیں ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوئے دیکھا دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئیں کہا اے شہریار گھوڑی سے اُتر لیے میں تو دیکھوں کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین بلکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد
گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم اور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ تھامے ہوے
ایک باغ مین آئین سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی موذی کا سر ہی جسنے اپنے
نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ نے کہا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین
اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ بھی اقبال
مین آپکی اقبال مندی کے سبب سے بہت سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ہی
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہی کہ بمقدور رہائی
ایرج و نورالدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برے خدمتگذاری موجود ہون
شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ دلاکم کسی طرح ایرج و نورالدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ
درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شے نہین کہ جس سے سحر تاثیر کرے جب تک ایسا نہوگا قصر عشرت مین
داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
فیروزہ نگار رہا ہی کہ شب کا پہلا سے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جائینگے
دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ پیلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت
حاصل کرکے بادشاہ باہر نکلا پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود
ہی پیلے قراول ہیں شکار ہمراہ صحرا مین آکر چوب طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران بلونی چھوٹنے
لگے باز جُرّے بحری جھپٹنے لگے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک بقدر شکار طائران بلونی کا
کیا کہ ارلی پھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ
نے عرض کی گنوارون کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑتے
ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے
فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیجلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیرا فرمایا بیچ مین جو نزدیک
آئے ہم شکار کرینگے باقی آہو دشکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑائے وہ نزدیک ہنر سامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے لگی دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ تھوڑی
مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا تیر سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر بھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کھڑی
بھلا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب درہ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈال دیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھ دیئے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھواں
سب نکل گیا سیخیں آہنی لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پایا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر چیتا اسے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوئے کہ کون اس وقت پروردگار کر رہا ہے دل اُس آواز پہ
متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے شہریار تلوار ٹیک کر اُٹھے کھائیوں کو طے
کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُس میں ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لایئے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہونچاتا ہے دونوں وقت پر لطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پہ لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتا
بچہ نکالی اُس میں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پہ سحر تاثیر نہ کریگا جہاں تک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجئے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ قفل طلسم ہفت پیکر پر تم سلیمانی ہیں لیکن آپ اور بھی حیران
ہوں گے اور مددگار طلسم کشا ہیں بہت لوگ ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہونا بھی لازم ہے

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچا سمجھیے بادشاہ پھر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائین دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے لشکر
مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند بیلی شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آتے کہ صحرا سے آواز آئی اے بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑ کے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا آکر گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھینک گرا کچھ سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی ساحر نے چاہا
چپکے کر بادشاہ پہ گردن بادشاہ نے قریب آ کے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے اسکو
نیزے پر بلند کیا اُٹھا کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائین ہیبتناک
آئین ایسی عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارا اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نورال پری کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہے بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا کہ
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگر ریش تابہ نہ زاہد کامل و اکمل ملا اسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم چاہتے
ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین
قبول نہ کرونگا مع لشکر ساتھ ہی اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نورال پری کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُس طرف چلیں مین تو
جانتی ہون کہ کبھی کوہ کا اختیار تھا آیندہ نہین معلوم کیا ہو اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہو کہ کبھی کھلتا ہو جسکا جی چاہے چلا جاوے کبھی سطح بند ہو جاتا ہو کہ مین بھی مشکل جاتی ہون
مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہو کہ جو مجھکو روکتا ہو دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی
ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین
یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہو شب کو پڑا رہتا ہو کہ وہ سقناطلیس ہو اسپر جاکے رہتا ہو
کہ ملکہ طاؤس اڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہنچین آواز آئی کون آتا ہو ملکہ نے پکارکر آواز دی کہ
کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہو ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین وہ ابر اٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی سقناطلیس کیا کہنا چاہتی ہو
سقناطلیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجھکو یہان کون لایا
اٹھکے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہو امیدوار ہون صاف صاف مجھکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کر کسی راز کا تجھسے انکار نہین ہو سقناطلیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت مین بلا تکلف چلی جاتی ہو کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجھکو حال نہین معلوم ہوتا قیدیون کو
پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجھکو کون روکتا ہو کہ مین نہین جاسکتی
ہون ہفت پیکر نے کہا سنخوار جادو و سرشار جادو دونون نہین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے
حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہو جاتے ہین انہی کے مشتاق رہتے ہین
کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمھارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جاوے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت مین بلا تکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا سقناطلیس نے عرض کی کیا سبب ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ سب
ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای سقناطلیس تو اس طرح پوچھ رہی ہو کہ گویا سنخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہو سقناطلیس تھرا گئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جاوے اور
ابھی قید کرلے مگر اسکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جاتا کیا سبب ہو راہ مین کوئی بڑا ساحر ہے کہ
اُسنے راہ کو بند کردیا ہو سقناطلیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہو کر

پلٹی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سمجھتی کیونکہ ظلم ہو سنجوار و سرشار کیونکہ قتل ہون گو وہ سمن آرا تک کیونکر رسائی ہو گی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مستغنا طلیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون اے ملکہ عالم چلین مستغنا طلیس نے عرض کی اے شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر تجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرلے فیروزہ بن عمرو تڑپ کر اٹھا کہا اے شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھ کر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قیدکا منتظر ہی اسوجہ سے مستغنا طلیس کو تامل ہوا مین سبب دریافت کرونگا رہائی اُن شیرون کی قبضے مین مستغنا طلیس کے نہین ہی اور پھر تفسیر عشق بڑا مقام ہی غلام سبب دریافت کرلیگا بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر پہنچ رہتے ہین تم بھی جس وقت پہنا سب جانا آنا جیسا کچھ ہو گا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا اے شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا آپ اس معرکہ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل تباہ ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزار با صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کریگا ہجر ان سے دل ناکام تلخ
عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ

ہیچی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن لذت کا دور
کردیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ

خار خار میکشی نے کر رکھا ہی بیقرار
خواب و خور ہی تجھ بغیر اے ساقی گلفام تلخ

ذائقہ تبدیل ہو قسمت کا وہ بدبخت ہون
شہد ہلاہل کر دے اسکے مین بشاشت ایام تلخ

مشتہر بنا کے نامہ بر آیا ہی یا رب خیر ہو
کچھ نہ کچھ سمجھا زبانی یار نے پیغام تلخ

نیت شکستہ سے پیے گر لطف ہم پیالہ
ہو گئے افیون سے زیادہ شیرہ بادام تلخ

شیشہ کو سودائیون کو کیا دین کچھ ہو دل کو قرار
ہو گئے بیمار ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ

طاق مین رکھ دے شیشہ اور پیالا کو توڑ ڈال
ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ

مار ڈالا تو نے شیرین سے گندنا ہالہ کو
بھیجا کیون اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

اے شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ سنجوار و سرشار دو بہتین ہین وہ منتظم ہین کہ تجھ بھی انکا

دھوکہ چل جاتا ہے جب قریب قید خانہ جاتی ہوں مہنگوار و سرشار انکا نام ہے مبہوت ہو جاتی ہوں راستہ قید خانے کا نہیں ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر میں آپکو لیجاتی اور راستہ ملا تو میرا ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجھکو قید کر لیگا میں نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا مہنگوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہے لیکن اتنا جتانا کافی ہے کہ وہ دونوں شہزادیاں کوہ سمن آرا پہ رہتی ہیں مگر پہاڑ پہ جانا بہت دشوار ہے کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم تم نگھبراؤ میں سب دریافت کر لونگا اور تمہیں آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پہ لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجھکو قید کرے میں ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پہ پہنچاؤنگی ان دونوں سے کسی طرح میں سحر میں پایہ کمی کا نہیں رکھتی ہوں مگر قید خانے میں انکا انتظام خوب ہے وہاں کچھ زور میرا نہیں چلتا لیکن پہاڑ پہ میں انسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہے تو دونوں کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا انکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکہ مقناطیس سے رخصت ہو کے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر خلوت سے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر سب سردار لقا پر سے رخصت ہوئے تو لقا بارے مرکب خنگ سیاہ قرطاس بھی سرداروں کے ہمراہ کر دیا سب سرداروں نے آکے استقبال کیا اب خبر مشہور ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا قصد ہے فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا یا نہوا سے عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے کہ ایک صحرا میں پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ جاری سے لا جواب عندلیبان خوشنوا درختوں پہ مصروف زمزمہ سرائی ہوا ان چمن کی رعنائی و زیبائی پہ ایسا قمری بر سر شاخ سرو طوق محبت بگلو کو کو کر رہی ہے گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھ رہی ہے شوق رکھو کے یہ زمزمہ سرائی بذوق گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہے۔

نظم

ہیں یہاں سبھی بولنے کو ہم اے گلشن پیارے دیکھئے	مثل بلبل گل کو بھی ہیں جیسے شیدا دیکھئے
کھینچ جانے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر سے اگر اس بت کا جلوا دیکھئے
ایک سے ہو ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھئے

فیروزہ نے جو یہ صحرا سبزہ زار دیکھا مستی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا ایک فصل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان میں بندا ایک کان میں انگوٹھی آب رواں کا کرتا مشروع کا پاجامہ پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا رات بھر اس صحرا میں گانا جنگل میں سناٹا ہوگیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے نکلا تھا کہ کان میں گانے کی آواز آئی فیروزہ جان تو لڑکا کر کے پھر دین کے سروں میں گا رہی ہے خونخوار صدا سنکر بیتاب ہوگیا اسی طرف تخت اڑا کر لایا آسمان سے دیکھا کہ خوش شکل ایک طفل حسین ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہے طائران ہوا پروں کا سر پر سایہ کیے ہوئے ہیں وہ طفل حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہے خونخوار دیکھا صورت اس طفل کی پارہ کی بیتاب ہوگیا دل سے کہتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے قلم قدرت ہاتھ میں تھا جو صورت چاہی بنائی نقشہ کھینچی حقیقت میں دل کی یہ کیفیت ہے کہ شعر

نظم

زمانے میں وہ مہ لقا ایک ہی	ہزاروں میں وہ دلربا ایک ہی	خداوند ارض و سما ایک ہی
بتوں میں بھی غل ہے خدا ایک ہی	برابر ہے اپنا وجود و عدم	ہماری بقا اور فنا ایک ہی
عدم ابتدا ہے عدم انتہا	مری ابتدا انتہا ایک ہی	ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی	جہاں میں ہیں غافل بہت سے طریق	نگر راہ صدق و صفا ایک ہی
نال سخن ذکر ہے یار کا	کروں سو طرح تذکرہ ایک ہی	محل فقر کا ہے عجائب مقام
یہاں مسند و بوریا ایک ہی	کہاں اسکے آگے کسی کا فروغ	وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
فضیلت علی ایک کو ایک پر	غرض ایک سے یار ہوا ایک کو	جفا کار و دلدار کو خوب میل
میں واقف ہوں وہ بیوفا ایک ہی	ہے انبوہ عشاق لیلی کے گھر	مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
نہ آنا تو اس زلف کے پیچ میں	ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی	ہزاروں شہید محبت ہیں وفق
گلی اسکی اور کربلا ایک ہی	دولی کو نہ دے دل ہیں غافل جگر	زبان ایک ہے اور خدا ایک ہی
کہو سنگ جو کچھ تو سنو گے کبھی رنگ	پہنسو ہیں تو شاہ و گدا ایک ہی	اسطرح کے اشعار پڑھ سکے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہے یہ معشوق ہے چہرہ اس لائق ہے کہ اسکو محبت میں رکھیے وحشی قوموں کا جلسہ ہو یہ بیٹھا گانے دل نذر عشق کے فرے آ کر کیا تھے یہ سوچکہ ہیں سے اسنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کرکے

کو اٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لا کے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بیٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ہونے پائے اسکو کہ وہ سمن آرا یہ چاہتین سے میخوار و سرشار معشوقان پر ظہور اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکر کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی ٹھٹھول کرنے لگا اور پوچھا مجھکو یہان کون لایا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادہ کیش و خوش بست سے مست وہ تمکو یہان جنگل
سے اٹھا لایا ہے اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ پاؤگے دو معشوقین ہمارے افسر اعلٰی کی میخوار و سرشار کہ
بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
کوہ سمن آرا سنکے بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہنچینگے
میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
شریک ہون اور ملکہ مہ لقا طلسم کشا بھی موجود ہون تو سوشیشہ لطف ہو فیروزہ پہلے تو رویا کنیزون
سے کہتا تھا مین اپنے ماں باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبراؤ شہنشاہ تمکو جہان سے
لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ بیٹھنے لگا کنیزون سے چہل کرتا ہی کبھی اُچک کے کسی کی
گود مین بیٹھ گیا خالہ اماں کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہو تم ہماری دلھن ہو
ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دبلے ہوتے جاتے ہین ماں نے کہدیا تھا
کہ ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہون کہ تمھی دلھن تو
دودھ والی ملی دودھ تو بہت سے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ سیرا پیٹ بھرے
کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دلھن کا دودھ پیئگا فیروزہ ہنسی کی باتین
کرتا ہی کنیزین لوٹی جاتی ہین بعض بعض آواز سے کستی ہین خونخوار ادھر باہر آیا کنیزون کو بلا کر
پوچھا لڑکا کا کیا رنگ ہے وہ تو بہت خوش ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب سے آپ گئے اودھما
بیان کیجے کہ کیسا بہت قدر دان ہین سب عجیب ہوا اور اب سب سے ہنسی ٹھٹھول کر رہا ہے
دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے
کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو گانا سنیگے تمکو تحفہ سے آئے ہین ہمارے سامنے بیٹھ کر گالے کنیزون نے آکے

پوچھا میاں صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگستان دراز کہتے ہیں اتنی اتنی بڑی باتیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کنیز نے کہا میاں نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہیں فیروزہ طنبورا ہاتھ میں لیے ہوے محفل میں آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پہ بیٹھا ہے تاج سر پہ رکھے ہوے کہا میاں نیرنگ آؤ ایسا کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیوں میاں نیرنگ ماں باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئیں باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہے ماں ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا ہے ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ میں توشہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پہ جاتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی میں لاکر روتا ہوں جواب نہیں دیتیں بڑے میاں روز نئی عورت لاتے ہیں رات کو اسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اسے رخصت کر دیتے ہیں انھیں کو ہزار بار روکا دیتا ہوں مگر بڑے میاں مجھسے جلتے ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ ماں کو ہو جاتے ہیں انکو بھی آپکی خدمت میں لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی چھوڑوں سے جاتا ہے مری جان چھوڑ دے | مان کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے | دینا گھر کس طرح سے غیرتستان چھوڑ دے
یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر | وہ گھڑی کو بہ نگاشت بیابان چھوڑ دے
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے | کہہ تو بیٹھو مجھے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکلا چاہتا ہوں | چھوڑ دے دست جنوں پھر اگر میاں چھوڑ دے
غیر سکان ہے جو چھوڑوں گھر اور شاہ سے | مجکو خدمت میں اگر لیجائے زنداں چھوڑ دے
جھڑ رہا ہیں اٹھتے بیٹھتا جاتا ہے دل | گر میاں اپنی تو اک مہر درخشاں چھوڑ دے
پھر کہاں سوں میں رہ گیسوں توڑ کا فرہا شہ | چھوڑ دے مثل ایسا اونا مسلمان چھوڑ دے
طوق پہنیں گے گلے میں مثل قمری ہجر میں | نازکی رفتار او سرو خراماں چھوڑ دے

حسن کا جو پایا ہوں مدت سے ہیں دیوانہ مزاج	مجکو پریوں کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دو
یوں بھلائی دل سے یاد صحبت رخسار نگار	حفظ کر کے جس طرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے بیٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں تعریفیں بار بار کی کر رہے ہیں کنیزیں کہتی ہیں کہ کئی گانیں یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہے تباتا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کھلونا ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آ کے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیاں تخت پر سوار گرد چند کنیزیں آ کے تخت اترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا اے سرشاران اقلیم حسن و جمال شوق کیونکر آنا ہوا دونوں نے جواب دیا اس وقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال میں آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا گویے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمھارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہے میخوار و سرشار دونوں نے گانا لڑکے کا سن کر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم بھی آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونوں ٹھہریں آخر خونخوار سے رخصت ہو کے اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر سرخ میں چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں میخوار و سرشار جلسہ آراستہ پیراستہ کر کے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خونخوار نے کیا وعدہ کر لیا تکلیف کیا ہے آج اسکو کبھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار اسکے استقبال کو خونخوار آگیا میں میخوار و سرشار نے کہا کیوں میاں شیر نگ تمھارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا ثنا کیا کرتا ہوں یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

عنایت کی نظر ہم پر نہیں ہے
وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہیں ہے

نہیں بیوجہ اپنی آہ و زاری
محبت یار سے کیونکر نہیں ہے

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جائے یہ ایسا سر نہیں ہے

فریب یار ثابت ہے مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہیں ہے

مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا
چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہے

اٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارو
کلیجہ ہے مرا پتھر نہیں ہے

حسینون کی محبت چھوڑ اے دل
ترا یہ شغل بھی بہتر نہیں ہے

ہماری جانکنی پہ قہقہے ہین +
تجھے خوف خدا کافر نہیں ہے

نہ بھڑکا آتش شوق او محبت
مرا سینہ ہے کچھ مجمر نہیں ہے

سمجھایا ہے یہ کچھ غیرون نے صاحب
تمہارے واسطے بہتر نہیں ہے

نہ دے تکلیف مے فرقت مین ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہے

بحمد اللہ ہوئی فی الحال تخفیف
وہ دن دور عشق کا تنگ نہیں ہے

مین رویا دیکھ کر رنگ شفق کو
لحد پہ گل کی بھی چادر نہیں ہے

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ شجوار اور ستار الغرض یقین کرنے لگین کہ حقیقی یہ حور گاتی نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہے حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجاتین اور مین گاؤن تو پیڑ سے پڑھنے کمال ظاہر ہون وہ بڑا سے گویے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین شجوار اور ستار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمہارے گانے نے انکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اگر حکم ہو عالم مین جاؤن تو انکو بلا کر لاؤن تیس دن وہ آئینگے اُس دن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ ایسے ضعیف ہوئے ہین کہ ہاتھ پاؤن سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پہ کام کرونگا انکا صحبت مین ہونا کافی ہے نازنین کے واسطے ہوگئے ہین دروازے پہ ہمارے ملی کا پہرہ ہے جو نیا گویا ارادہ کرتا ہے ہمارے دروازے

اگر درخت سے پتیاں توڑ توڑ کر کھا لیتا ہے تب اُسے گانا آتا ہے ابتک ہمارے گھر کا یہ فخر ہے
اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا اشتیاق کیا کہ خونخوار نے کہا میاں نیرنگ حقیقت یہ ہے
کہ تمھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہیں فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتائیے کہ میں اپنے
باپ تک پہونچوں خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائیں پر جاؤگے وہاں پر ایک جنگل
ملیگا جس جنگل میں بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہیں آنا ہم بلوا لینگے مہجوار و سرشار نے کہا میاں
نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسوں کو ہم بلا لینگے سب جمع ہوں تین
ساحروں کا جمع ہونا واجب و لازم ہے جب وہ قدر شناس جمع ہوں تب تمھارے گانے کی قدر
کریں اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن میں جاکر والد کو ڈھونڈھتا ہوں کل
پرسوں شام کو میں اسی نخل کے سایے میں ٹھہروں گا فیروزہ یہ باتیں کرکے ان سے
رخصت ہوا تھوڑا راستہ طے کرکے اُسی صحرا میں پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ میں
کوہ دشمن آرا پر ہو آیا مہجوار و سرشار بہت مشتاق ہیں میں وعدہ کر آیا ہوں حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتیں تو میں آپ کر لونگا حضور صرف بیٹھے رہیں باقی سب
کام میں کر لونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا شروع اُسکا پاجامہ بھاری
جوتا زردوزی گھسیلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زردتا کا باقی ہے بادشاہ صورت میں
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے فرمایا میں
اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتیں کیونکر کر سکونگا میں طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ ہلائیں میں سب کام کر لونگا سب کا خاتمہ کر دونگا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اسی نخل کے سایے
میں فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہے فیروزہ انتظار کر رہا ہے کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہے نہایت سحر و ساحری میں مشتاق
شہرۂ آفاق ہے مہجوار و سرشار دونوں بہنیں اسکی معشوقہ ہیں بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہیں فرما رہے ہیں کہ فیروزہ تمنے عجب آفت میں ہمکو پھنسایا ہے دیکھیں انجام
کیا ہو کہ ابر تنکہ پہ سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر
بہت خوش ہوا کہا ای نیرنگ دعا سے کی تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے
انتظار کر رہی ہی والد ماجد کو تلاش کرکے لایا ہے اس ضعیفی وقت میں ہر ایک مقام پہ نہیں جاسکتے
ہیں جنگلوں میں جا بجا جہاں رہتے ہو وہاں جاتے ہیں آنکو گانا سناتے ہیں میں ڈھونڈنے چلی جو نکلا
ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جنگل میں پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایہ میں باوا جان بیٹھے
ہیں اور جنگل میں ہزار ہا یاران سیاہ و اژدہے جمع ہیں بڑے میاں صاحب بیٹھے ہوے
گا رہے ہیں یاران سیاہ کیفی کھوپلے ہوئے لہرا رہے ہیں تھوڑے عرصے میں یاران سیاہ
بھاگ گئے اپنے بلوں میں گئے ایک ایک روپیہ مٹھ میں دبا کے لائے بڑے میاں کے آگے
رکھ رکھکے چلے گئے میں اسوقت انکو بہ خوشی آمد لایا ہوں ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
جنگلوں میں میری بہت ہی سال بھر گئے بعد آتا ہوں سال بھر کا خرچ ان سب موذیوں سے
لیجاتا ہوں میں کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کروں ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا
میں نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل سیخوار و سرشار دونوں جنکی
سخاوتیں اسقدر دینگی کہ مال اٹھا نہ سکیگا بڑے میاں بمشکل آئے ہیں میں سمجھا کے لایا
ہوں اس عمر میں بڑے ابھی ہیں چاہتے ہیں جس صحبت میں جاوں موتیوں کے ماسلے
پاؤں خونخوار نے کہا اے نیرنگ نہ گھبراؤ تم دونوں باپ بیٹیوں کو راضی کرینگے سیخوار و سرشار
بھی فیاض و سخی ہیں اے نیرنگ ایسا کچھ دینگے کہ بڑے میاں سب کچھ بھول جائینگے نیرنگ
نے کہا میں بھی ایسا راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خونخوار نے دونوں کو
تخت پہ سوار کیا ایک طرف کو شمن آرا کے چلا یہاں سیخوار و سرشار باغ میں اپنے
روشنی کرا رہی ہیں جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہیں کہ دیکھا لکہ ابر آیا سیخوار و سرشار
نے سمجھا جوان سے کہا خونخوار تو آگئے ہیں دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہیں کہ ابر
آکر سامنے پھٹا دیکھا میاں نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میاں پیچھے
میاں نیرنگ مودب بیٹھے ہیں باپ کے سر پہ مگس رانی خود کر رہے ہیں سیخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے اُٹھیں خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میاں اُترے فیروزہ
نے بڑھکر مےخوار و سرشار سے کہا بابا ہمارے انتہا کے بدمزاج ہیں اس بڑھاپے میں
لگا نیوالوں کے سر کا تاج ہیں کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط آپکے آنے کی برکت ہو مےخوار و سرشار
خوشی خوشی پھر رہی ہیں کہتی ہیں آج ہمارے یہاں وہ نایاب جلسہ ہو کہ عجب نہیں جو خداوند
ہفت پیکر بھی آئیں میگونہ و شگونہ کو بھی نامے لکھے ہیں شاہزادیاں آئینگی بڑے میاں
تو ایک گوشہ میں آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہو صاحب بڑے میاں سے بات نہ کرو
ایسا نہو کہ بگڑ جائیں کہ آسمان پر اک ابر گلنار نمایاں ہوا دیکھا میگونہ و شگونہ دو شاہزادیاں
تخت پر سوار اک ابر گلنار کڑکتا ہوا آکر ابر پھٹا میگونہ و شگونہ آکر اتریں مےخوار و سرشار سے
دریافت کیا کہو یہاں کون آیا ہو ہمنے بھی گانے کا حال سُنا دل میں شک پیدا ہوا ہے مےخوار بیوہ زنا
ہو کہ ساحر بنا کیا چھپتے پھرتے ہیں ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے چلے
پہلوانوں سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحروں کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہیں ایسا نہو کہ اُنکا
عیار کوئی بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجئے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہیں اُنہیں سے
کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہاں گھس آیا ہو مےخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
کیا کہ خونخوار دیکھ آیا ہو آج اپنے باپ کو میاں نیرنگ لائے ہیں بڑے مزے کا آج جلسہ ہوگا
جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمیں خوف نہیں ہر راہ کے نگہبان میاں خونخوار موجود ہیں عیار ہمارے
جلسے میں کیا آسکتا ہو ہر چند میگونہ و شگونہ نے کہا مگر مےخوار و سرشار یہی کہے گئیں کہ
ہمارے یہاں عیار نہیں آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس راستہ
سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شگونہ چپ ہو رہیں کہ ناگاہ ابر مروارید ی
آسمان پر اٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مےخوار و سرشار نے کہا بی استغنا طلس آتی ہیں
یہ متردد ہوا کہ پھر سوچا کہ سماعیان خداوند سے ہیں سرشار مےخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
ضرور ضرور بی استغنا طلس تم بھی آؤ ہمارے جلسے پر آتی ہیں اتنے میں قریب قصر کے آکے پھٹا
سب نے دیکھا استغنا طلس تخت پر سوار جلو میں کنیزیں ساتھ تخت اُترا آئی ہوئی آئیں آنکے اُترتے ہی
پہلے نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مےخوار نے کہا میاں نیرنگ کے باپ وہ گوشہ میں بیٹھے ہوئے ہیں

گانے میں انکا مثل و نظیر نہیں ہے لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہے اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہے طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہیں شیر کے پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہے بھیڑیے پاس بیٹھ کے اپنا شکار سے باز رہتا ہے اور آج تو وعدہ کیا ہے کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائیگا سننے والے خوش ہونگے مقنا طلیس تو خاموش ہو کر ایک گوشے میں بیٹھی خوشخوار جمال جہان آرا سے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہے کبھی وجد میں آتا ہے کبھی تعریفیں کرتا ہے کبھی مصاحبوں سے کہتا ہے میں تو جمال مقنا طلیس دیکھکر دیوانہ ہو گیا ہے دل کی کیفیت ہے ۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہیں
ڈھونڈتا بیٹھ کو ترا مضمون وہیں بیٹھے ہیں

ایک دن ہچکی بھی فرقت میں نہ آئی افسوس
مجھکو بھولے ہوئے یاران وطن بیٹھے ہیں

غیر میں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آتے
کب سے یاران پہ لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں

بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن
میرے پھولوں میں کئی غنچہ دہن بیٹھے ہیں

نہ اٹھا کوچہ دلدار سے دم لینے دے
پھرتے پھرتے ابھی آئے ہیں شیخ کہن بیٹھے ہیں

صبح اک دن کا تو قارون کا اگر گنج ہوائی یہ
جب تلک پاس مرے نسیم بدن بیٹھے ہیں

باغباں بھولا سمجھتا نہیں ایسے ہیں
آج گلشن میں کئی رشک چمن بیٹھے ہیں

ہم سمجھ کہ نہ رہتے میں وہ راحت پائی
دل سے بھولے ہوئے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں

زیر گردوں نہیں آرام کی صورت کوئی
سب اٹھانے کو یہاں رنج و محن بیٹھے ہیں

دل شگفتہ ہو ذرا اے گل اے غنچہ دہن
ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں

مستی مروارے کی آنکھ لیے جاتے ہیں ہم ہوش
وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہیں

دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا ہے
جو کڑی کھولے ہوئے اپنی ہرن بیٹھے ہیں

چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے آکر
آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خوشخوار کی سنتے غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ اے خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنیں اتنا جو مقنا طلیس نے غصے سے کہا خوشخوار گھبرایا جواب دیا نہیں ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمائیے تو عرض کروں مقنا طلیس نے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی اے مقناطیس یہ
بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہو کر سعد شہریار کو نہ لایا اسی
حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اپنے کو
پہچنوایا مقناطیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لائے
یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مگر خونخوار نے
میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشستہ گونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
سے کر رہی ہی اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہی کہ کلید میخانہ
مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشستہ گونہ
اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری
مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیری کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایکدا ایک
جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ملال ہوا جواب دیا کہ اے خونخوار اپنے ہوش مین آ قبل شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون
کیا رنگ ہی میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لا کے دی فیروزہ جھپٹ کر
میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلاسیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لا کے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ وشتگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس مین اڑنے لگین لڑلڑ کر
ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اڑی ایک شعلہ اسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و
روغن عیاری کا اڑگیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ وشتگونہ نے کہا اے میخوار و سرشار
اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
ہفت پیکر بچا لیجئے دیکھیے شراب اڑ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی
بدلی میخوار و سرشار تو خاموش ہو گئین حیران حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ
کھینچکر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون سقناطلیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد سحر
نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑکر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑاکر گرا میخوار
و سرشار نے کہا اے سقناطلیس یہ کیا کیا سقناطلیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا
کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ وشتگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام منم شاہ
شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاوس و جم تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پہونچے جتنے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گوہر پہ پڑا القوی پد عطیہ درویش کامل جو انکے بازو پر ہی اسنے اپنا
اثر دکھایا گولہ الٹا پلٹا کسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینہ کو اسکے توڑکے پار گذرا فیروزہ بھی
خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کسی کنیزون کو مارکے اسنے نیچے گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو حباب مار کر گرایا
میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آ گئے کئی کنیزین مر
گئین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا اسلئے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہے دشمن کا اب ہر کبھی
قبضہ ہوا چاہتا ہے اپنی کنیزون کو بچا لیجئے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا یہ سارا
ٹھہرا بادشاہ پا تو جمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پر مین کھڑا
ہون وہ تختہ سنگ مجکو اڑائے لیے جاتا ہے ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد
تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار و سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سیمن آرا پر نہیں معلوم کیا گذری ملکہ سقناطلیس وہان تنہا ہیں فیروزہ نے عرض کی اے شہریار یہ باعث سحر شہزادہ رو شستار ہے اُنکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کوہ سیمن آرا سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر میں چلیے تب ملکہ سقناطلیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے اے فیروزہ شہزادہ وشمگونہ کو پہلے ہی شکست کر رکھا ہے خبر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا مگر یہان تو میں شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی آخر کو فساد بڑا سقناطلیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے سقناطلیس کے حال ابتر ہے دل بیقرار ہے

نظم

سر کے بل چلتے ہیں گھر سے سوے صحرا کیسے
کیوں جنوں ہم کبھی ہیں آمادۂ سودا کیسے

کھل گئے اسکی جدائی میں سراپا کیسے
مضمحل ہو گئے دو روز میں اعضا کیسے

کس طرح سے نہ کہیں حسن مجسم عاشق
دیکھیں آئینے میں ہیں آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا تمہیں جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہیں اور بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
مل گئے خاک میں لو کیوں گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم کبھی آؤ تو ہم اچھے ہوں ہونا مسیحا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا الفت نے
اور مبتلا کوئی ہوتے ہیں رسوا کیسے

آگئی لو ہے دلبر تیرے اے قلزم حسن
پھوٹ کر روتے ہیں کل ہم لب دریا کیسے

حسرت آتی ہے مجھے چاک گریبانوں پہ ہم
دوڑے جاتے ہیں سوے دامن صحرا کیسے

نیت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے یہاں
دفعۃً پڑ گئے آفت میں خدایا کیسے

آج اس گل سے کیا دعوے ہم چشمی کا
شہر سے نکلے تھے نرگس شہلا کیسے

بار عصیاں سے ہوا ہے مرا گردہ بھاری
دیکھیے اٹھتا ہے یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازیں رند خرابات نشین تھے کیسے
بنکے ایسا بیٹھے ہیں زاہدان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہوں اپنے لشکر میں چلیے میں جاکر ابھی سب ماجرا کی مفصل خبر لاؤنگی آپ اطمینان رکھیں فرمایا آپ کیونکر خاطر ہونے سے میرے ہوش اُڑے جاتے ہیں دیکھیے کیا گذرا آخر میں شہزادہ شستار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سرداران بادشاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ مقنا طیس کے روانہ ہوا باغ میں آکے دیکھا کنیزیں حیران بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ مہخوار و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہہ رہی ہے کہ میں اپنی جان بچا کے نکل بھاگی مہخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکہ عالم کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہا بیٹھئے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھ کر شراب پینے لگیں شراب پیتے ہی ملکہ کے ہوش اُڑ گئے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا تو میں کام کے حیلے سے اُٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقنا طیس کو پکڑ لو بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکیں انکو گرفتار کر لیا مہخوار و سرشار نے یہ بھی حکم رکھا کہ مہخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجکو اسنے کہا تھا کہ تجھے بادشاہ سے کوئی تعلق نہ تھا تجھے ایسی باتیں کیں اور چاہتا تھا مجھ پر ہاتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس کیا کارندے بارہ مہخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو اژدہے پر سوار کیا کہ خدمت میں [illegible] سلیمان کی لیجائینگی اسی باغ کے دروازے سے قید ہو جائینگی اس باغ پر بھی مہخوار و سرشار قبضہ کرینگی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر تڑپتے ہیں ہر چند امیر و وزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھ پر گذر رہی ہے میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہے دل کی بُری حالت ہے اب تو یہ نوبت ہے — نظم

پھولوں سے بو خوش بیان کا خوف و خطر مشکل نہیں
ان قدموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں

اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ لطف نہیں
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں

کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں
گر درد سر کبھی ہو تو اک روز سر نہیں

عاشق انھیں ہم کہتے ہیں کیا جانیں جو ہجر کی
دنداں و لب ہیں یار کے لعل و گہر نہیں

وہ بت فروغ حسن سے بیچارا ہے لوٹ کا
دیکھے نگاہ یار سے یہ تابِ نظر نہیں

سودا ہے عشق زلف در سے کے ساتھ ہے
لیکن سر کے کاٹے جاتے ہے یہ وہ درد سر نہیں

سمجھا تھا ہوں خوب تر کہیں کا زماں
یہ خط تو میرے یار کا اک نامہ بر نہیں

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتاب ہوں پہ ہے	یاد اُس بخیر آج وہ رشکِ قمر نہیں
کھویا گیا ہوں وادیِ الفت میں کیا رہا	برسوں گذر گئے مجھے اپنی خبر نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آ کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہریں جب فوج اُدھر سے گذرے شب خون ماریں بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں کیونکہ مقناطیس رہا کرینگی رہا کر کے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پہ چلے گا سبز وار و سرشار کی بھی تدبیر ہوگی بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سواروں کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے آئے ایک درہ کوہ میں آ کے اُترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے بیچ میں ارابے پر مقناطیس سرشار و سبزوار کے دو ساحر زبردست گینڈوں پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں بادشاہ کو تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمائیے جس مقام پر یہ اُترینگے وہاں چلکر شبخون مار لیگا بادشاہ نے نہ مانا اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے نکل کے نعرہ کیا نعرہ ستمگین قباد رستم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاوس جم دو سو سواروں سے آ کے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحروں کے سر اُڑا دیے زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا بہن اُٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش ہوگئی تڑپ کر اُٹھی اُٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب گرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل جادو کہ افسر لشکر تھا بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق دریائے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریائے سحر حائل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈالدیا دریا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ پار بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا
دریا سے قہار ظاہر ہوا آتش دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگ
خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آ گئے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مارکے غائب
ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر انکا حملہ کارگر نہین ہوتا بادشاہ جیسے ہاتھ
مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہی مچھلیان دریا سے بجوش و خروش
نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین
کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر ٹھہراتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے
دامن نوچ لیا کسی نے لود پر دم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر
پچکا جاتا ہی جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ایک تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھال دے سے ہاتھ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے حماقت مین
ڈوبا مشکبار و مقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف
صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بفتح و فیروزی مقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لیکے پلٹے ہمرکاب
آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیرزن ایک طرف مقناطیس اور ایک طرف مشکبار
کہ آسمان سے نعرہ ہوا اینم افلاک آسمان سیر اے مقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم
ہوا چل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہی سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے
گرا مقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑا مقناطیس نے آواز دی اے شہریار کنیز کو ساحر
لیے جاتا ہی بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر کمان مین پیوست کر کے
مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا مقناطیس نیچے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت
مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہو جاؤن کیا حضور نے تیر مارا۔ افلاک
آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر
کو میری بغاوت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر
کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ ہے سحر
و ساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہو گئی اب اور آفتین

برپا کریگا اب آپ کوہ سمن آرا پہ چلیں وہاں قبضہ ہو جائے اب سنجوار و سرشار بھی آپ پر
لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا او مقنا طلیس ہم تم دونوں ملکر بادشاہ کو
برسر کوہ سمن آرا لیجائیں سنجوار و سرشار کا علاج ہو جائیگا فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ سنجوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے
بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسنے سحر اتارا ہمکو تم تک
پہونچایا اب چلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں چلکر اپنی خطائیں معاف
کرائیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقنا طلیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقنا طلیس نے تخت اڑایا سنجوار و سرشار ملتفت بیٹھی
ہیں کہ رہی ہیں کہ اب تو بی بی مقنا طلیس قتل ہو گئی ہو نگی کوہ مقنا طلیس بھی ویران ہو گیا ہوگا۔
اب ہم باغ مقنا طلیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ
نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقنا طلیس کو پکڑ لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر
ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے سنجوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا
آیا قلب پھر ایا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یوں مارے جاتے سنجوار سے
سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہے کہ بادشاہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا سنجوار نے کہا میں ابھی دریافت
کیے لیتی ہوں اب انتظام سے غافل ہونا چاہیے یہ کہکے سنجوار نے جھولی سے ایک چراغدان
نکالا اسے روشن کیا چار بتیاں نکالیں انکو جلایا سنجوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
ایک کبوترا پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز میں کچھ کہتا تھا پھر سنجوار نے
قلم ہاتھ میں لیا اسکے لفظوں کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
میں تھے اب اسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پہ تعویذ بندھا ہے ایک درویش کامل نے
دیا ہے اس سبب سے بادشاہ پہ سحر تاثیر نہیں کرتا سرشار نے کہا بہتر لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
میں چلو میں تعویذ چھین لونگی سنجوار نے حکم دیا نقارے بجے لشکر تیار ہوا ستر ہزار ساحر جمع ہوئے
علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرۂ آفاق بیچ میں تخت پہ سنجوار و سرشار بیٹھی ہیں گرد

ساحران مذکور نہ جمع ہین سرشار کہتی ہو زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی
لشکر آراستہ ہو کر کوہ سمن آرا سے اترنے لگا دونون ملکائین ابھی تخت پہ بیٹھی ہین کہ آسمان سے
ابر سیاہ نمایان ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس وشکیبار تخت پر
بیٹھی ہین تخت اترا ہوا آتا ہی مہجوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین
لگ چپ دیکھا کین کہ تخت اسی طرف آتا ہی تخت آکر پہاڑ پر اترا مقناطیس نے دوڑ کر
مہجوار و سرشار کو سلام کیا کہا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ سلیمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
کد و کوشش مین ہو رہی تہی مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی انکی تقدیر کے آگے کسی کی
تدبیر نہین چلتی ایسا تدبیر سے انکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون
ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے ہمکو سمجھایا کہ نکل چلو اگر یہ ساحر
دیکھینگے تو ہم انکے روکنے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اسی وقت اٹھ کھڑے
ہوئے جب تک انکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر
سے انکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہی کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیا
تیار کیا ہی مہجوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا ہوا
ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہی نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی شیر پائین
وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایک طرف سے مین سحر کرونگی ایک طرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس گفتگو
مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے مہجوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہی خود
خداوند سے بھاگ کر آئی ہی فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کہر کہلوا دی کہا
ٹھہر جاؤ اسباب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
بچھایا گیا بلکہ مہجوار نے کہا سکھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہی مقناطیس
نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گانا انکو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے
چٹکی لی کہا ای حسن صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
گانے کو آکے بیٹھین ایک گانے شوخ و شنگ دریائے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر پیچ پر آئی
اہل جلسہ متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

سیما نے سر گوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے | آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے
رنگ و چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے | ہمنے جو آنکھوں سے ہیں سب تمہارے دیکھے
قول کے جھوٹوں کی اللہ ری کافر کیشی | پہنے سو مرتبہ سو بار اتارے دیکھے
رو بصحت ہوا ایک مریض فرقت | ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے
پاؤں ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی | ہتھکنڈے تمہیں جان ہمارے دیکھے
بوالہوس ہیں نہ کوئی عاشق صادق پایا | چاہنے والے نہ دو چار تمہارے دیکھے
دل تو کیا جان بھی کی نذر تری اے شہ حسن | حوصلے تو نے فقیری میں ہمارے دیکھے
رند سے چندیکہ اقرار ہوئے سب برعکس | قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا تھا کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے تھے گانے کو انعام مل رہا تھا کہ فیروزہ کا قصد ہوا کہ میں اپنے مقام سے اٹھوں اپنے کو مخفی سیما نے میں پہونچاؤں کہ ناگاہ ایک تراقہ ہوا دیکھا سیما نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہیں سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے اے بادشاہ اسلام فیروزہ میں ہوں کہ دو مقناطیس و شکیبار کو اے نمکخوار دستار گرفتار کرکے مقناطیس و شکیبار اٹھ کر اس ساحر پر سحر کرنے لگیں کئی کنیزوں کے سر کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ اسلام شہنشاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تلوار کھینچ کر جا پہنچے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہو کے آیا ہے اسکا نام شہباز عقاب سوار ہے مقناطیس جادو نے کیسے کیسے سحر اسپر کیے لیکن اسنے جب ہاتھ سے اشارہ کر دیا سحر الٹا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا شکیبار بیہوش لب پر مہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھ کر گھبرائی آواز دی اے شہریار مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہے ہزارہا شعلہ ہائے آتش نے اسکو گھیر لیا ہے اب تھوڑی دیر میں جسم میں آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چلیگا شہریار نے جو آواز شکیبار کی سنی نہایت ملول ہوئے کنیزوں نے قصد کیا ہے کہ شکیبار کو گھیر لیں شکیبار جادو اپنے مقام سے نہیں ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بیتاب ہوکے تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہونچے فرمایا اے مقناطیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے سقنا طلیس کے دیکھتے ہی بادشاہ نے اس بیتابی میں بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ سا آتش گرد سے سقنا طلیس کے بیٹھتے ہی
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے سقنا طلیس کے مس کیا سقنا طلیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجیب کارنمایاں کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہو جاتی یہ ابھی شہباز کا عکس تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کود آواز دی اے عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا میں تجھکو پیا بونگا عطر سے تیرا جسم پاٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہے عقاب اپنے مقام سے اڑا سقنا طلیس نے قصد کیا ہے کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہوں اعضا ہلاک
وہیست ہوں کہ عقاب اترتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منہ سے دھواں چھوڑا وہ دھواں آنکھوں
میں بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھیں ملنے لگے عقاب نے ایک پنجہ ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھا لیا اور اڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اٹھاؤں مشکبار تیر سے کے
گری چاہا تعویذ اٹھالوں کہ شہباز نے لینے ہاتھ پہنچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہو کر ہٹی سقنا طلیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ بالکل ہوش سے خاموش کھڑے ہیں ہیجوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہیں اپنے مقام سے نہیں
ہل سکتے سقنا طلیس جو چہک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوئے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے میں شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور چاہا کہ سقنا طلیس کو زخمی کر کے نکل جاؤں سقنا طلیس
چاہتی ہے کہ شہباز سے لپٹ جاؤں جان اپنی دیدوں مگر تعویذ کو لے لوں شہباز و سقنا طلیس
میں چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر مکر کو تیغا یا سر پر جو ہاتھ مارا سقنا طلیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اڑا کہ اے ہیجوار و سرشار میں ٹھہرتا بہتر نہیں رہ سکتا ہوں یہ تعویذ باپ کے پاس لیے جاتا ہوں تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہیں یہ کہکے اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ تعویذ لیے چلا
فوراً سہارا سے کو دانہ آسمان پر شہباز جاتا ہے پیچھے پیچھے اسی کے سائے میں فیروزہ بھی
جھپٹا ہوا جاتا ہے یہاں ہیجوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا سے کوہ

آگئی لڑائی مین جو بادشاہ لڑتے لڑتے پسینے پسینے ہوگئے ہین رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے
لگایا تھا وہ اڑ گیا جمال بے مثال اصلی نکل آیا مہنجوار نے بزور سحر مستغنا طلس و مشکبار کو کہ زخمون
مین چور چور جھوم رہی تھین فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پہ ہلڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان
آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونون کو زخمی کر گیا بادشاہ سے
تعویذ بھی لے لیا اس سختی پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا اگر تعویذ نہ چھین لیا اگر وہ مشکل نہ دیتا تو کچھ
افتاد پڑتی مہنجوار و سرشار کہتی ہین کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز
کو نامہ لکھین کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دونون جادوگرنیون کو گرفتار کیا اگر نہ آتا
جانو تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمہارے سامنے انکو قتل کرین یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا یہ
جا کے شہباز کو دینا اور کہنا کہ بخشیا تمہاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانون کا قبضہ ہوا
سر تا سر تمہارا ہی باعث تھا کہ تم نے بادشاہ کو گرفتار کرایا استغنا طلس و مشکبار کو بھی
گرفتار کیا ہے لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ
کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہے فیروزہ بشکل مبدل ساحر کہ ساتھ
شہباز کے آیا ہوا ہے شہباز تو باغ مین اپنے اترا فیروزہ اس فکر مین ہے کہ مین اپنے کو کسی طرح
سے باغ مین پہونچاؤن کوئی عیاری کرکے اتو یا لون باغ سے الگ ایک نخل کے سامنے بیٹھا
کھڑا ہوا سوچ رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہے جھپٹی ہوئی جا رہی ہے کہ باغ
مین جاؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہے کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل
بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار کی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہان سے آتی ہو
اور کہان جاتی ہو کاہے کی جلدی کیا ہے مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہے کہ جو کوئی
کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے ہمراہ لیتا لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے
آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ مین چلنا ہم بخوبی ملاقات کرا دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہے
کہ شہباز نے اس ساحر کو یہان مقرر کیا ہے کہہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہے شہباز عقاب سوار کے پاس
آئی ہون مہنجوار و سرشار نے بھیجا ہے فیروزہ بہت ہنسا کہا کہ نوبہار خداوند ہفت پیکر کی
کیا قدرت ہے دیکھی ایک طائر پھنسنے کو گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہے مین اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا باتیں کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو گئے نوبہار گری فیروزہ نے اسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈالدیا جھولی سے آئینہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکر طرف باغ کے چلا راہ میں چند طائران شہباز ملے انھوں نے پوچھا بی بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں ان ساحروں نے جواب دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جا کر عرض کرو کہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہے ساحروں نے جا کے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحروں سے کہا میں ایسا تحفہ نایاب لایا ہوں کہ جسکا مثل نہیں بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے کے واسطے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحروں نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمہیں شاہ شہباز بلاتے ہیں فیروزہ کے ہوش تو اڑ گئے مگر مجبور ہو ناچار ساحروں کے ہمراہ چلا باغ میں آیا دیکھا ہر نخل پہ ہزار ہزار طائر بیٹھے نغمہ سرا ہیں دیا سے جو سے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ان طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو ان سب میں بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اٹھا شعر

ہو گیا ہے حسن کا تیرے بھی بازار اندنوں
لوٹے لیتے ہیں یوسف خریدار اندنوں

سرمہ ہوتا ہے نگاہ یار پر بار اندنوں
ناتواں سے ناتواں ہے چشم بیمار اندنوں

پھر تپ فرقت نے کر دی ہے مری حالت کیا
بیٹھے روتے ہیں لگا کر تیرے سے تکیہ اندنوں

اور یہی ہر وقت دیوانے جو نکلا سے ہیں سر
زلف کے میں رہتی ہے زندان کی دیوار اندنوں

صورت ناقوس دم بھرتا ہوں اک کافر کا تیا
ہے رگ جان سے زیادہ مجھکو زنار اندنوں

عالم رویا میں شب کو یار دکھلاتا ہے شکل
خواب میں لاتے ہیں مجھکو بخت بیدار اندنوں

پڑ گیا ہے پیچ میں حال دل اس سے کہیں
ہیں کسی کاکل کے پھندے میں گرفتار اندنوں

دل ڈالوا بکس سے ہم کبھی ہتھیار وں کے رنگ
سینے کی لگائی ہے ہے میقلہ زنگار اندنوں

چہچہے ہی طائروں نے یہ اشعار پڑھے شہباز نے نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ گھبرا گیا دل میں کہتا ہے کہ اے فیروزہ یہ تو بڑا ہوشیار بیٹھا ہے ایسا کیا کروں کبھی جاتا ہے کہ یہ بیاگوں فیروزہ کی

دیکھتے ہی شہباز نے کہا ری نوبہار ہم تمھارے انتظار میں بیٹھے تھے ہمکو پانی پلا و فیروزہ
جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس میں پانی بھر اگر فیروزہ کے ہوش اڑ گئے
ہوئے تھے ناچار ہوکر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ میں لیا کچھ پڑھ کر ہلایا
پانی شعلہ بنکر اڑگیا جیسے ہی پانی اڑ گیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا
میں جانتا تھا کہ تو پہاڑ سے غائب ہوا ہے مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر میں نکلا ہوگا آخر اسی
حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا
جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبوں نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا
شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جبتک ساحروں نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی
ہے جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہے نوبہار کو بتا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا
درۂ کوہ میں پڑی ہے ساحر جاکر نوبہار کو لائے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز
نے پوچھا اے نوبہار نامہ کہاں ہے نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی میں کبھی
آخر ناچار ہوکر کہا حضور نہیں معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز نے
سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام سنجوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
کہا میں بھی چلتا ہوں مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
کریں یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کرکے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا
تخت اڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہاں سنجوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان
خونی کی تیاری کی ہے ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہے بادشاہ و سقفا طلیس و شکیار کو زیر
تیغ بٹھایا ہے مگر انتظار کر رہی ہیں کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز
کا سامنے سے پیدا ہوا سنجوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکیں بندھا ہوا نوبہار بھی
تخت پر سوار ہے شہباز آکے اترا سنجوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو
مار لیا ہوتا لیکن میں نے اسکو گرفتار کیا سنجوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی سنجوار
و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تم نے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
زیر تیغ بٹھایا چاروں گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہیں شہباز نے کہا اے سنجوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اسلئے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہیں سیخوار و سرشار شہنشاہ تخت پہ بیٹھے ہیں اُسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہوے پاک پاک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

هست خالق واحد رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتہا را انتہا — کار فرمائے گروہ اولین و آخرین
خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیاں — جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ حسن آن حسین
گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ تاج و تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ — گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین
گاہ در کوہ و بیابان گہ بہ بحر و خشک و تر — گاہ در ملک ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر پس و پشت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھکر مقناطیس و شکیبا رو رہی ہیں یہی آرزو ہے کہ ہم قتل ہوں مگر یہ شہریار بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہے جی میں کہتا ہوا ای فیروزہ سب سلاطین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی بجز بالاے کوہ سمن آرا قضا لکھی تھی ظاہر اتو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی نہ یہ کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ سیخوار و سرشار ہم ابھی حکم دیتی ہیں جلاد بانی بیداد کو طلب کرتے ہیں کہہ رہے ہیں کہ ای ملکہ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار انکے خون کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجوں سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجئے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہے کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہوئے بہلیوں کو حکم دیا ہم سوتے ہیں تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جاگے آنکھوں میں آنسو بھر کے ہوئے بارگاہ میں خواجہ نے عرض کی آج آئینہ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے الگ ہونے سے بقرار
بیقرار ہوں کہ لشکر میں تجھے سنا تا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر نا شستہ دیکھکر کلیجہ پھٹا رہا ہی
آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام ماں کے ساتھ خواب میں آئے عرض کی
کیوں قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیوں اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہی پھر جو میں نے
ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہیں نوبت نقارے بجا رہے ہیں اور سعد بن قباد کو زیر تیغ
دیکھا قتل کیا چاہتے ہیں تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی کہ کہیں
اُس نورعین کو ڈھونڈھتی ہیں کہ کیونکر دیکھوں اُسکو لاکر تخت پر بٹھاؤں خواجہ نے کہا اے
شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوکے
اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا میں آئے جنگل میں تازہ چڑھی بازداروں کو حکم دیا باز بہری
چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی نظم

چو درنالیدن آمد طبل باز | درآمد مرغ صید افگن بپرواز | ز راہ شاہ پر ہوا باز سیماب
جہان شد خالی از کبک و کبوتر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہروں چڑھے تک امیر حمزہ
صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہیں ہوا
خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوئے آئے عرض کی اے شہریار یہاں سے تین کوس پر دھانوں کا کھیت ہی کئی سو آہو وہاں
چرا کرتے ہیں صاحبقران نے سواروں کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے
جو صدائے سم مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سواروں نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے
سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیر اُس آہو کا پیچھا کیا پہر بھر کامل صاحبقران
نے جستجو کی مگر آہو کہیں چھپا نہیں پھرتا ہوا چلا جاتا ہی دمبدم چاہتے ہیں اسکو تیر سے شکار کریں
آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے
جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوا خواجہ
کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سایے میں آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے
خواجہ چنکر لکڑیاں لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نقابدار زرین پوش شکار کھیل رہا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن عیار طرار رکاب تھامے رکھے ہوئے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہیں امیر کو جو زیر شجر متمکن دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آ کے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور یہاں کہاں کیونکر تشریف لانا ہوا امیر نے فرمایا برائے شکار آیا تھا یہاں آ کے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہ گئے ہیں انکا انتظار کر رہا ہوں یہ سنکر خوش ہوا نقابدار نے بارگاہ زرنگار استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ میں لا کر جام ارغوانی چھلکانے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہے کچھ نہ دین کا ہوش باقی ہے مستی میں | بھلا یاد دو جہان کو تو اے ساقی ایک ساغر میں
مثال آئینہ تو کبھی اگر بیٹھا ہے گھر میں | جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر میں
وہی پیدا کریگا دل میں کبھی عشق حقیقی کو | بنایا جسنے گوہر کو صدف میں لعل پتھر میں
فلک اسباب دنیا جسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے | نہیں ہے موج دریا کا کبھی ٹھکانا اور رہنے کے گرداب میں
جدا علی میں مقام انکا ہوا مشکل تجھے ممکن ہو | بھڑکتے طور کی آتش نہ دیکھی سینے کے مجمر میں
وہی خواہش ہے دنیا کی وہی غفلت رگ رگ میں سمائی | نہیں ہم جانتے ہیں ایک فرق کیا ہے میں او رہبر میں
چھپے ہیں گنج مرقد میں کفن پہنے ہوئے غافل | جو پہلو لے کبھی سماتے تھے نہ کمخواب مشجر میں
قوی دل دار سے دعوی جدا اسکو ہے کشتی کا | کبھی نکلی ہے شاخ تازہ کبھی نخل صنوبر میں
کیا ہے خود پسند آئینے نے سارے سکندروں کو | بڑا ہے عیب انکا [illegible] سکندر میں
دعا ہر دم ہے اے زلف سیاہ یار خالق سے | رہیں دم جب تلک اس دم میں تیرا سودا رہے سر میں
میں وہ آتش نفس بلبل ہوں جو پھونکا پھونکا گلزار | لگادی آگ نالوں سے ترے صیاد کے گھر میں
اودی لپکا لیکا عشق اب تو ہاتھ اٹھا سینے سے | نہیں ہے جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں
وہ راحت پائی ہے کنج لحد میں خواب میں ہوں | کنارہ گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں
سوا ہوں داغ کھا کر عشق میں گل اندام کے | ہمیشہ لیٹا رہتا ہوں پھولوں کی چادر میں
خدا چاہے تو رتبہ پائے در مقصود ہاتھ آئے | الٰہی گل [illegible] کرکے ایک غنچہ لگا پھر تو سمن بر میں

ہنگامہ عاشقی و تماشا گرم ہے نقابدار زرین پوش اپنی حرکات سے صاحبقران سے ذکر کرتا ہے

کہ ہر مرتبہ قہقہہ قہقہہ مجھی لشکر کشی کرکے ملک آسمان پری پہ آتا ہے میرے بھی ہر کارے سے اوسکو خبر پہونچا لیتے ہیں جاکے اوسکو شکست دیتا ہوں وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہے ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردۂ قاف کو مٹا یا بڑے بڑے امیر زادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کہ کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کریں آپکے حقیر نے راہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کر رہے ہیں کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون اے عیار کیون گھبرایا ہوا ہے عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہے مین نے اوسپر سے چڑھکر دیکھا تین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھون چڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی اول صاحبقران جنگل سے اوٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرما کر صاحبقران اشقر پہ سوار ہوئے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پہ ہاتھ ڈالے ہوئے نشان بتاتا ہوا لیچلا راہ کوہ طے کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پہ نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا ہوا چلا آتا ہے اوسوقت صاحبقران زمان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار سیحوار و سرشار سے کہ رہا ہے کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی سیحوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا کہ تیغ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندر ز پیشم فراری شدہ	زمین و دیو شیشہ جاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو جاب لقب شد قا	ہمہ شہریار دار اسلام شد
کہ صاحبقران جہان نام شد	نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہے تمام کافر گھبرا گئے	

جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خنجا گار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑ کر پار گیا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرز سے ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار حیری و بہادر و صف شکن تیغین تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہائے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اٹھا سیحوار و سرشار سے کہا دیکھو اس وقت پرامیر حمزہ

صاحبقران آگئے میں نکل جاؤں میرے پاس وہ تعویذ موجود ہے پھر ہر مقام پر گرفتار
کرونگا اگر تعویذ سعد نے پا لیا پھر اسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا مہخوار و سرشار نے کہا کہ اے
شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھیں گے شہباز نے دستا سادی ایک عقاب
اڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اسپر سوار ہوا اسکو اڑایا قصد یہ تھا کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر
باز سفید جو سر پر لقا یار کے سایہ فگن ہے سامنے آ کے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہے
نکل جاؤں باز سفید نے سامنے آ کے شعلہا سے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہے
شعلہا سے آتش سد راہ ہوتے ہیں عقاب شعلہاے آتش سے نہیں نکل سکتا صاحبقران
زمان لڑتے بھڑتے ہوئے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا کہ نور نظر اٹھو یہ کہکے ہتھکڑیاں
کاٹیں سعد نے قید کو توڑ کر پھینکا لڑتے ہوئے صاحبقران کے ساتھ چلے مقناطیس کو
بڑھکر گھیر دینے رہا کیا مشکبار کے نیزہ دیکے لڑتا بھڑتا ہوا لقا یار پہونچا سوزش جو زبان سے
نکلی تڑپ تڑپ کے دونوں لڑنے لگیں مہخوار و سرشار دیکھ رہی ہیں کہ لقا یار زریں پوش
و صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہیں کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آوازیں سن رہی ہیں
بڑے بڑے افسروں کے مرنے کی صدائیں آرہی ہیں یہاں شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید
مجکو نہیں بڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہنٹر مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا
شہباز کو نکال لیجاؤں باز سفید نے بڑھکر منقار ماری کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت
عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ میں تڑپ کر نکل جاؤں
باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی یا کہ گیا ہی چاہتا ہے تعویذ کو لیکر نکل جاؤں
مگر باز سفید نہیں جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہو گیا میری نگاہ پڑی
کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہے منقار اور پر مار رہا ہے صاحبقران نے تاک کر خدنگ کاری کو تیر مارا
کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقناطیس کہ اس راز سے کبھی
آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جھولی سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار سے
بار دیر جاکے بلند صدا سعد شہریار ساحروں میں گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے
کیے مہخوار و سرشار کے سحر کو مقناطیس مشکبار روک رہی ہیں ہنگامہ گیرودار بلند ہے

صاحبقران

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کا اڑ کا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقا سے نامدار اسم اعظم وردِ زبان کیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آ پڑے فرمایا او بحیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہ ہائے آتش کے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہائے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤں زمین پر نہ
جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغ قمقام دست مرد دست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہے اپنے کو
اسنے فوراً زمین پر گرا دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً کھیا نہ پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر
نکل جاؤں بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کہ زمین میں سما جائے دیکھے آڑدن شاہ نے لنگر کیا کہ
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس کو دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام میخوار جادو بعد
اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین پر
پڑا ہے سر مثل کاسہ گدائی ٹھوکرین کھا رہا ہے اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے۔ بیت
کاسہ چینی پر اسے منعم نہ کر اتنا غرور * بھیک دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو * مستعد
عرض کرتا ہے یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں نظم

ناسازی زمانہ سے کیا کہاں کہاں تک	برباد ہو گئی ہائے جسم حسین سے ہاں تک
رکھکر لحد میں مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے کیسا تو تجھے یہاں تک

سرشار جادو حال پر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کینہ دلون سے کہا کہ وقت برباد نہ کرو
سمن آرا نے گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقاب دار زرین پوش ہمراہ اس جنگ صفوں

باز سفید سایہ افگن ہی سنقار سے صد ہا کو مار اجسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا اُفتاب یدار کی
ہیبت سے ہوش ساحرون کے اُڑے ہوے ہین تیر سحر کے خطا کرتے ہین جلا جلا کر بھاگتے
ہین گوشہ ترکش مین چھپتے ہین کمانون کی کمر جھکی ہی گرز کے منھ پر ورم ہو خنجر بیدام ہی ہم لوگ
ساحر ہین سوا سے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانین سارا لشکر بھاگا ہی مین پڑا ہی بارہ ہزار
سے بھاگتا پھرتا ہون اب مجھے کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرون مقناطیس جادو نے آگ
برسا دی مشکبار جادو نے دریا سے سحر بنایا سپاہیون کو پانی مین ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ مین وہ تلوار علم ہی کہ جسپر پڑے ہم سے کے دو ٹکڑے کرے تیون دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہین کہ آواز الامان الامان بلند ہی کنیزون نے جواب دیا واری ان لوگوں پر سحر
نہین تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقاب دار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگون کیا باز سفید
خارستان کفر کو مٹا رہا ہی نقاب دار شیر اندالہی ہی ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ مین
مصروف ہین فرما رہے ہین کہ اے مقناطیس کچھ کہ و کوشش کر دکھا ہے سرشار ہو چکون
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار دا ہنے بائین سحر کی جلی آتی ہین
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریا سے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوی لیے جاتی ہین
دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریا سے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوے چلے آتے ہین
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھا آواز دی کہ ہان اے یارو یہی وقت جانبازی ہو گھیر کر
بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہوا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ ہمارے قبضہ مین تھے
ہمارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کرین صاحبقران دوران و نقاب دار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہین یہ انقلاب زمانہ ہی جرأت و ہمت مین پیش رنگا
ہو ہمیشہ وہ صاحب فتح و شکست پا برکت ہین ساحری و تیشہ پاس کی سہیلین بہشت عنبر سرشت مین
سیر کر رہی ہونگی لیجیے ہین بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوے آتے ہین اب بھی ہم لوگ
اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوے سامنے بادشاہ کے آتے ہین یہ پایہ تا زمیدان جلالت یعنی شاہ

بادشاہ

جرأت و ہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سر افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے واصل جہنم ہوئے اب ساحروں کے حوصلے کم ہوئے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرانہ و ہنگامہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو دست مہ سحر و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ اے سعد بن قباد تمہیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمن آرا ہے بڑے بڑے شاہان جلیل یہاں آکے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی صد ہا پہلوانان نامدار اس ارادے سے آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں ممکن نہ ہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمہاری باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے تیغہ ہلالی کمر سے کھینچا تیغہ چمکایا ہزارہا شعلۂ آتش اُس تیغے سے چمکے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہو گئے کئی مرتبہ سرشار نے تیغہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں یہ پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں کچھ یہیں کے قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتیں سوچ کر قریب آئی خبردار خبردار کہکے ایک ہاتھ تیغے کا مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام آگے کر دیا وار تیغے کا تیغہ قمقام پر روکا سرشار نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر ایک ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے دیکھی ایک ساعت کہ وہ میں چھوٹی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو بادشاہ اسلام پر نثار کریں سرشار کے مرنے سے غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہوئی ہزارہا شکل جل گیا طائر کباب ہو کر درختوں سے گرے زاغ و زغن بصد پیچ و محن پر دلت سر پیٹ رہے ہیں ایک زاغ سیاہ بصد پیچ و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا

نظم

تیرا فراق رنگ سے شیخ ہے کہ میرا زرد ہے — بیدرد تجھکو کیا جو میرے دل میں درد ہے
دم ہم کلامیں قرار سے آرزو زرد ہے — جیب سے شریک رنگ روان اپنی گرد ہے
شیشہ دل کا لگا کے تم تھو کر دو ہاتھ پاؤں شیخ — صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہے
کیا انتظار شاہ سبب ہوا ہے کہ رات میں — باقی اشک گرم گاہ ہے کبھی آہ سرد ہے

اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی
ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہو خاک کا
نقشہ عجیب ہے جنگ کو موقوف کیجیے
مر کر بھی میں رکاب سعادت کے ساتھ ہوں
ملتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو
کرتا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
آزار کیا ہوا تمہیں اے رنا عشق بتا

تھوڑے سے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہے
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہے
ہے یہ شب وصال کہ روز نبرد ہے
توسن سے آگے چار قدم سپہر کی گرد ہے
برسوں گذر گئے یہ نہیں صحرا نورد ہے
نادان تھا نفس کشی کر جو مرد ہے
آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہے

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے عین وقت پہ آ کے شریک جنگ ہوئے اُس وقت آ کے پہونچے کہ ساحر چھپا در بلا رہے ہیں مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحروں کو حاضر خدمت ہوئی ہے دس ہزار مطیع اسلام ہوئے نقاب دار زریں پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہو گئی ساحروں نے حلقہ اطاعت گوش میں ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے رنج و الم عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ متعجب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقاب دار سچ کہتا ہے کہ پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محل کلام نہیں ہے فوراً ہمراہ نقاب دار طرف صحرا کے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کروں مگر دیکھا نقاب دار زریں پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ آراستہ کرائی مقناطیس اور بیشکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے سامان شاہی سے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے گلابیاں لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیاں شراب و کباب کی محفل میں آئیں راگ و رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے چاروں طرف ملاحظہ کیا تو نکل بڑے بڑے جھیلیں پانی سے بھری ہوئیں طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہیں دوکانیں آراستہ ہیں ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُس پر ایک سرو تیر سنگ کا بنا ہے اُس پر میں تصویر سنگی مثل انسان کے باتیں کر رہی ہے ہزارہا مرادمند شور مچا

سچا رہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا پلٹ کر نہیں آیا ہے امیدوار
ہوں میرے بھائی سے مجھے ملا دے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہے پلٹ کر اسنے
دیکھا حقیقت میں بھائی اسکا خیر و خوبی چلا آتا ہے دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا ہے
یا خداوند میں ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیفہ ہے پچاس برس ہوئے کہ کوئی جو ہے کا بچہ بھی نہیں پیدا
ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہے
پلٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہے کراہتی ہے صاحب دعا نے اسکو ایسا ہو
بچہ پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ میں پھڑک رہا ہے تھا کہ تو پورے دن میں یہ معرکہ
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوئے اس طرح سب کی
مرادیں مل رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلا کر فرمایا اے مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہے اس پہاڑ کا کیا نام ہے مقناطیس نے دیکھ کر کہا اے شہریار کوہ سمن آیا ہے وہ
کوہ مقناطیس کا تھا دونوں نشان آج قتل ہوئے ہیں وہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ایرج
و نور الدہر بھی قید ہیں اب جلد چلیے اسکا قصر میں آئے بادشاہ نے فرمایا اے میرے دل کو
کب تاب ہے میں فوراً اپنے کو پہنچاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ شفا بخش پروردگار ایرج و نور الدہر
کو رہا کروں شیروں نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئیں میں غرق زمین ہوکر پہنچتی ہوں اُن شیروں کو قبضہ میں کرونگی چار زنگین کرن
جو دونوں پر نگہبان ہیں اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہے کہ جب انکو کوئی رہا کرنے آئے اور اسکے
عزیزوں کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے انکے لاشے
اٹھا لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہے اور وہ دونوں جوان ہوش میں نہیں ہیں ہی زنگین
صبح کو صورت دیا بنا کر دکھاتی ہیں دونوں جوان آٹھ پہر خیال میں اُن معشوقان کے کچھ
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ان معشوقوں کو دیکھیں لہذا آٹھ پہر کے بعد
صورت دکھاتی ہیں وہ دونوں جوانوں کو دیوانہ بنائی ہیں مہینوں اسی رنگ میں گذر چکے پہلے
کنیز جاتی ہے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لشکر لئے ہوئے پہنچیں مگر یہ رائے خدا
بالا ہے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر میں خود ہفت پیکر موجود ہے ایسا نہ ہو کوئی سحر ایسا کرے

کہ تعویذ قبضے سے نکل جاے سقناطلیس نے سمجھ لی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہوکر گھوڑے پر
سوار ہوے مشکبار نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سے سوے ہو
سقناطلیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہے یہان یہ
ایرج و نورالدہر قصر عشرت مین بیٹھے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین کبھی پکارتے ہین نظم

جب صبا زلف کو اس کی چھو آتی ہے — کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے — حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کے لیے — دم نکل جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے
رند مشرب ہون فقط نام خدا جپتا ہون — نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے
عنقریب آئے ہین ایام وصال اپنے بھی — ناک مین اب بغل گور کی بو آتی ہے
منتظر دونون کا رہتا ہون برابر دیکھین — پہلے یار آتا ہے یا موت کہ تو آتی ہے
فیض ساقی سے ہے مینا نے مین قلقل ہمراز — موج مے بادہ کشو تا بہ گلو آتی ہے
شاہد القول ہمارا ہے دماغ یعقوب — سیکڑون کوس سے معشوق کی بو آتی ہے
تیغ ابرو سے مین کس مست کی مجروح ہوا — زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
دیکھ کر سنگدلی بت کی برہمن سے رند — یاد اس کافر بے کیش کی خو آتی ہے

دونون جوان صورت بیٹھے ہین چارون زنگنین گھڑی کا ہوش رہی ہین ان دونون کو ڈرا رہی
ہین کہتی ہین معشوقون نے تمھاری تمکو پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت مین بلایا ہے یہ وہ دونون
بیٹھے ہوے اپنے مقام سے اٹھ سکتے ہین خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق
پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھون سے چلین گے پلکون سے جاروب کشی کرین گے اگر صحبت
مین پہونچ جائین آنکھین بچھائین صحبت مین جلسہ ہوگا ہمکو بلائین معشوق کی تعریف
مین اشعار عاشقانہ گائین شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود بسر آئے ہم
اسکی صورت کے مشتاق ہین حال درد دل کہنے کے مشتاق ہین زنگنین یہ کہکے چاہتی
سامنے سے ہٹ جائین کہ زمین شق ہوئی سقناطلیس نے کہا اری کمبختو کہان جاتی ہو دونون
کو دیوانہ بنا کے قصد ہے کہ بھاگ جاؤ بیچارے زندان مصیبت مین سر ٹکرائین ان شہزادون

کو بڑی تکلیفین پہونچاین چارون زنگنین پلٹ پڑین یہ کہتی ہوئی پلٹین کہ او مقناطیس شب کو
قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا
سرحد کا پردہ کھل گیا کہ مقناطیس اب پردہ مین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور
قعر سقر مین آتیگی خبردار بوٹیان نوچ کے پھینک دینا ہمنے اسکے واسطے طبقہ جہنم تجسیم
خلق فرمایا ہے اسی مین اسکو پھینکین گے فرشتگان طبقہ جہنم پنجم اسکے مشتاق ہین جلا جلا کے
اسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہین ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوے
چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام پر کلمات سخت کہتی ہے مقناطیس نے سحر کیا
کہ ایرج و نورالدہر کھڑے اپنے مقام سے جڑ گئے زنگنین اپنے مقام سے بڑھ کے ملین
زنگنین چاہتی ہین مقناطیس کو پکڑ لین مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے وہ
گری زمین پر ایڑیان رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکہ دیدیا ایک کو
لات ماری چارون زمین مین گرین ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوے زنجیرین
ہلا رہے ہین چاہتے ہین مقناطیس پر قبضہ کرین مگر سحر مقناطیس پاؤن نہین چھوڑتا اور
یہ دونون مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہین کہ اری تو کون ہے معشوق کی خبر اب ہم کیونکر
پاینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اتار رہی ہے جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیان کٹ کے گرین مگر مقناطیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش
ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے کبھی کرشمہ بیان زنگنون کا سحر ہوا ایک کو پھر جھٹکے مارا
سر اسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہوکر چلانے لگے
پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہین کہ ہم فراق مین کیا گذرتی ہے کالی راتین ہجر کی بہت ستاتی ہین تڑپ تڑپ کے بسر
ہوتی ہے کیا کہین جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پر بلبل نالان بھی روتی ہے۔ مخمس

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے — تکتے تکتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگان کی الفت چھٹ چکی — اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر کھو کے جھک گئے آگے ساحری — ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پا سے رفتگان ہو کیا نمود — سر کے بل اس کوچے میں اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق میں — پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہنچیں کب تلک — شام سر پہ آ گئی دن ڈھل چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے کے یار — شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گردباد — یوں چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہے کی زندگانی سے دغا — آتے آتے موت آئی کہ ہم مر چلے
میرے اشکوں کا غضب طوفان ہے — ناؤ اپنی کر کے نوح پیغمبر چلے
کر عمل اسے تو کر قبول درد — جب تک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش و خروش میں دونوں جوان ہیں جیسے رلی ہوتے جاتے ہیں مگر انتہا سے زیادہ گھبرائے ہوئے ہیں چاہتے ہیں سر اپنا دے ماریں پکارتے ہیں کہ او نازنین نادار ہم کو دے سر اپنا ہم کا ہیں نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جاتیں بارے اسے اتوے مہلت پائیں سقنا طلیس نے سحر کیا کہ وہ جوان زنگی پیدا ہوئے ان دونوں زنگیوں نے تینوں زنگیوں کو قتل کیا لیکن انکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونوں بیقرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کریں سقنا طلیس کو گالیاں دے رہے ہیں کہتے ہیں او بے حیا ہمارے پیغامبروں کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجبور ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں سے تا بہ قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے جب پھر آسمان سے بجلی گری وہ دونوں غلامان زنگی زنگیوں کو قتل کر کے قریب ایرج و نور الدہر کے آئے سقنا طلیس کہتی ہے ان دونوں کو بیہودوں قصر لیجاؤ زنگیوں نے دونوں جوانوں کے ہاتھ کھاتے کہا او شہر دریا سہرے کے تمہارا جوش و خروش کم ہو سقنا طلیس دریائے خون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر اسے کوہ سب کی مراد میں دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہو تصویر سنگی سے حکومت آواز میں دیتا ہے سقنا طلیس تاجدار ساتھ تصویر سنگی کے کھڑا رہو اول تصویر سے ایک صدا ہیبتناک آئی اسکے بعد صدا دی او سقنا طلیس تاجدار تجھکو کچھ اپنے گھر کی کچھ خبر ہے سقنا طلیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا چار دن رنگون کو مارا لیکن جوش و
خروش ایرج و نور الدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقنا طلیس کو گھیر لے ایرج و نور الدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہوئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے لائیگی مقنا طلیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکونگا فرشتگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
اسکو پہونچائینگے مقنا طلیس تاجدار یہ حکم سنکے پیچھے ہٹا آواز دی اے سیاہ رو جلد حاضر ہو درۂ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل ابر سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکا یک دندناتا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اسقدر بڑے ہین کہ پاؤن تک
نیچے لٹک رہے ہین ایک اژدر پر سوار ہے اژدہا منھ سے قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا پشت پر ساتھ ہزار
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایک کو ایک
کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
دی اے مقنا طلیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقنا طلیس تاجدار نے بڑھکر کہا اے سیاہ روے
گیسو دراز جلد لینے کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقنا طلیس جادو مصاحب خداوند باغی ہوگیا
برائے رہائی ایرج و نور الدہر آئی ہے چاہتی ہے وہ ہاکر کے ایرج و نور الدہر کو لیجائے یہ سنکر
سیاہ روے کہا مقنا طلیس کی کیا حقیقت ہے یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہے تو دشمنی کیا حقیقت ہے اسپر تو میرا حق استادی ہے ابھی کھڑے پاؤن گرفتار کرلیتی
اسکو چند سحر سکھائے مین نے سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیا چلی یہان مقنا طلیس جادو لڑ رہی تھی
دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگیان بیٹھی ہین پیچھے پھینکر اٹھتے نگاہین کبھی کو مقنا طلیس
جادو نے دھکیلکر گرا دیا کسیکو پیچھے مار دیا جالیس رنگین مارکر ڈالدین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نور الدہر کیسکے سحر پڑھتی ہین سے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش و
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین لال ہاتھ پاؤن کانپ رہے ہین کہ اسی جادو سے جوش مین آکر
اور نور الدہر جا ہے دیکھتی ہین کہ اونا فضہ ... باہر نکالا اب جو معشوقہ آتی

یہاں ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ پھر کیا گذرتی ہو کس سے کہوں کیونکر خاموش رہوں بہتر یہی ہو کہ سر ٹکرا کر تلاش محبوب میں جان دوں اس کشاکش سے مہلت پاؤں مقنا طلیس جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش میں نہیں آتے وہ دونوں غلامان زنگی دونوں جوانوں کو سنبھالے ہیں اپنے پاس سے ہٹنے نہیں دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہیں یکسر بھی مقنا طلیس کا اور نگینوں بیرون قصر تعاقب مقنا طلیس کا نہیں چھوڑتیں تار سا لگا ہوا ہی تار بندھا ہوا ہی جو سامنے آتی مقنا طلیس نے گولہ مار اللکار کے قتل کیا نگینوں کے لاشے پڑے سبزہ پر رہے ہیں لیکن مقنا طلیس شمع ہاتھ میں لیے ہوئے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز مہیبناک آئی کہ اری سیاہ روسے گیسو دراز اژدر پیکر مقنا طلیس جادو کو دیکھ کر للکاری کہ او مقنا طلیس کیا خیال بھول گئی جیسے ان باپ تو مرگئے تھے جسنے تجھکو گود میں پالا پرورش کیا تھا اس سے تیرے کو پہونچایا تو نے سر جادو کو ویران کیا آکہ سر جادہ سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکتا تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہاں آگئی اور تو نے گنہگاران خداوند کو رہا کر لیا لیکن یہ کہکر ہوش میں نہ آئینگے سر ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہاں لیے جاتی ہی دیکھتے ہی مقنا طلیس نے گولہ مارا سیاہ رو نے پاؤں کو اٹھا لیا حلقہ زلف میں گولہ پھنسکر رہ گیا دوسری حلقہ گیسو پیچ سیاہ رو نے بلا دیا گیسوؤں کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن بلا سے روزگار کی زلف پیچ دار بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقہ گیسو گلو میں اس جوان کے پڑگیا مقنا طلیس اڑ کے پلٹا کر گری دوبارہ پہنچکر زلفوں کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے میں پڑگئے وہ دونوں غلامان زنگی بھی حلقہ ہائے زلف سلسل میں گرفتار ہوئے اور زمین پر گرے تڑپنے لگے جوسی زلف نے کام تجھکا کیا کہ وہ دونوں غلام ہو کے گھٹ گئے سیاہ رو گیسو دراز نے حلقہ کھینچا مقنا طلیس لٹک گئی آنکھیں نکل آئیں کھنچی ہوئی حلقہ زلف سیاہ رو کے تھی اسوقت مقنا طلیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا اور بے اختیار پکاری کہ اے خالق لیل و نہار اے پروردگار اس کشاکش سے بچا لے نظم

یا قلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ	بعرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
برائے حرمت کردا تیغ عشاق بال شکستہ	شوی ہر آنکہ شکل بار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو آمد کہ انقلاب عالم فانی — نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ
چو ہر چیزی کہ در دنیا است این خزانہ زیر تحویلت — نگاہ کن بہر نگہبانی سعادت در پاسبان حافظ
بیک ساعت پس از مرگت رود در دست دیگر — ہر آن مالی کہ موجود بودی بر آن وہ ہر زمان حافظ
درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد — اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ
ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر ہندی — بذکر حضرت باری بود ذاکر زبان حافظ

مقنا طیس سے یہ بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا باب اجابت وا ہوا ہو جاتے سے
نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے بیاد و کہ نا بکاران پر و ظاہر کردانند و اہمہ ہر کہ شد داغ
پیدا ہمہ۔ نعرۂ بادشاہ اسلام ستم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس و جم و فرزند
دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار ستیغ تمام دست حق پرست ہیں بارہ ہزار
جوان پشت پر ساتھ تھے چند یہیں باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقنا طیس
دیکھ لیا جس ساحر پہ ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر والوں نے خطائی تیر اندازی شروع
کی مقنا طیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعادت
کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی ای جان جہان وائے آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقنا طیس جادو پر مائل ہوا اُسکو کیا لیاقت ہے
اگر میں تیری شریک ہو جاؤں تا بہ فلک چہارم پہونچاؤں دیکھ مقنا طیس کو ایک حلقۂ زلف
میں گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جسکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش میں معشوق کے
ہوں عمر بھر لیوان ری دیوانے رہیں گے ہزار طرح کی آفت سہیں گے آپ میرے پاس چلا آئیں میں تجھے
بدل و جان دکھاؤں ہوں کہ تیرے کسی اعزا اقربا کرام میں فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤں لوح
طلسمی تجھکو دلواؤں آخر فتح طلسم سے تم لوگوں کی کیا مراد ہے ابھی وہ نور الدہر کو لیجاؤ لیکن
یہ جوش و خروش انکا کم ہوگا اگر تو کچھ موقوف کر دوں ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا
اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ اے یار دل نواز ذرا گلے سے تو میرے آ کے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیوں اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعادت بھی گھوڑے کو اپنے چمکا کر
آگے بڑھے فرماتے ہوئے اولکا تہ اپنی صورت منحوس تو دیکھ آئینہ تو ممکن نہ ہوا ہوگا چڑیلی میں

پیشاب کرکے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کولا ہی یا کوّا کہوں یا الّو تھا کس سے مثال دون سیاہ نے جو یہ کہا سیاہ رو سے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اچھنا نہ رد زرد دانت ایسا قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیاں کانپ گئیں ایک ایک کا قول یہ تھا کہ اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرتے میں منھ سے انگارے نکلتے ہیں بال ہیں کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہیں یہ وہ ظلمات کا جواب ہیں حلقے کسقدر بیجا آنکھیں دونوں جیسے دو خم شراب ہیں لیکن سیاہ رو سے گیسو دراز نے قہقہہ مارکے بادشاہ اسلام کو اسکا را سمجھا طلسم جادو حلقۂ زلف مسلسل میں لٹک رہی ہو آنکھیں نکلی ہیں گلا حلقے میں بندھا ہوا ہو مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا تھا ہوں سے یہ پیدا تھا کہ زندگی سے بیزار ہوں مجبور و ناچار ہوں اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفیل بے ادب تیرا آسکے نہ بڑھا اور نہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے سیر نہیں کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو میں پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف آتا ہو جان کا خوف نہیں کرتا میں بڑے گرفتار رہی طلسم کشا جاؤ نگی خداوند ہفت پیکر نے تمہیں لوگوں کے لیے مجکو قصر تاریک میں پرورش کیا ایرج اور نور الدہر پر ایک نگاہ ڈالی تھی آجتک جیتا ہیں ایرج و نور الدہر دیکھ رہے ہیں اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہر نے دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین نہایت حسین و جمیل اپنے جا بیٹھنے والوں کی کفیل دریا سے جواہر میں غوطہ زن بارشک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھیں نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک یہ نگاہ محبت طرف ایرج و نور الدہر کے دیکھ رہی ہو دونوں جوان اور زیادہ بلبلا اٹھے بیخود ہو کے پکار اٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب یہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو آرام آئے تیرا معشوقان باوفا میں نام ہو

شعر

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد	عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اینٹھ ہے گا اگر سچ سمجھے ہے تو ہو	کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنوں کے میں دیوانہ گیا صحرا کو	پھر نہ آیا کوئی رشک جیا میرے بعد

کون یوں شانے سے ہر وقت کریگا سلجھا
خوب بل کھائینگی وہ زلف دوتا میرے بعد

سب نکل جائیگا دعواے خدائی ان سے
بندگی کرنے لگو گے بخدا میرے بعد

مجکو مرجانے کا اپنے ہے یہی غم اے یار
کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد

سرمہ ہو جائیگا معدوم ہر اک رنگ سے
گھس لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد

جب میں مر جاؤنگا پھر غور کرو گے کسکی
کسکو بلواؤ گے پیو اسکے دوا میرے بعد

کون سمجھائیگا یوں میری طرح اک اک پل
سب سے الجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد

کھو کے بیٹھے ہیں عبث حسن دو روزہ پہ ار
یاد آئیگی انھیں میری وفا میرے بعد

رند کی ہے یہ وصیت اسے سب سن رکھیں
پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونوں کو ولولہ بڑھا بادشاہ اسلام ہر چند پکارتے ہیں اے فرزندان صاحبقران و اے نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکے خوف کرنا چاہیے کس پر مائل ہوتے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوتے ہو اسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوتے ہو برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکر مرکب تیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہو گئی بادشاہ اسلام نے بے خوف گھوڑا دوڑایا اس تاریکی کو طے کر گئے اس لوح پاک کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصد کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑوں اسنے زلفوں کو جنبش دی سقناطیس کی جانب سے بجلی خفیف کی آواز آئی کہ اے شہریار ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفا پر جان دیتے اب جو پلٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہار دہ سالہ غرق دریاے جواہر طلسم شعبدہ بازی سے بچولی ماک ہنستی ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ میں چلو گل و غنچے کا تماشا دکھاؤں بہت خوش ہوگے تمھیں جنگ و جدل سے کیا واسطہ سقنا ساحر جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوئے کہ خوش ہوکر فرمایا اے سرکردہ معشوقان و اے آرام دل عاشقان مجھے سقناطیس سے کیا کام میں تو تیرے شمع جمال کا پروانہ ہوں جہاں کہو وہاں چلوں وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفوں کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا تب تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوں چند کنیزیں اندر سے باغ کے آئیں کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے حقیقت میں ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزوں پر آپ کا احسان ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں نہریں جاری ہیں باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے وسط باغ میں آئی کنیزیں بھی آکر بیٹھیں ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

چلتی رہی اُس کوچہ میں تلوار ہمیشہ — لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گل کھلتے رہیں چہچہے کرتا رہے بلبل — یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوئے شاہد مقصود سے واصل — جھگڑے میں رہے کافر و دیندار ہمیشہ
یاں تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ — گل کھاتے ہیں ہر فصل میں دو چار ہمیشہ
تڑپا کریں کوچے میں ترے سیکڑوں کشتے — رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا — پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہیں برپا — فتنے ہی اُٹھاتی ہی وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہاں میں — مرتے ہیں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
رسوا رہا جنون میں بھی پتھر اکو کے ہم — کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفیں اُسکی کرنے لگی کہتی ہی اے گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین نے کہا اے ملکۂ عالم آپکی خدمت میں رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوایئے کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن اشاروں سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤں کہ ہوش اُڑ جائیں خود بازو سے تعویذ کھول کر دیں تعویذ اسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہے اسی شعبدہ پر انکو ناز ہے کسی کامل نے وہ نقش
انکو دیا ہے جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
حیران و پریشان ہیں ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے
یہ فقرہ کیا ہے میرے ساتھ کہیجا ہے تعویذ لینے لے لیا جائے پھر کتنی بڑی بات ہے بلی مقنا طلیس
گرفتار ہیں ہم اس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ جو مینا نے مین
آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی بہ تعجیل
گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے
لگی کہ اے گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہے توڑے سے لے رہی ہے بہ قول
قمر مطلع - ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا ✧ اہل محفل مین کیا اُسنے سمجھا اور توڑا ✧ ٹھوکرین
لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی اور سر جھکایا اشارے
سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارون یہ کہکے جام
بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہے فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ
نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دور باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلاکے
سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکہ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اُسپر تاثیر کر چکی ہے آنکھون
مین لال ڈورے نشہ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول
اٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طلیس کو
قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی
نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اٹھین اٹھتے اٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ
نازنین نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین کے
ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک شعبدہ باز بادشاہ
اسلام کو بلانے گئی ہے سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان انکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین
اس طرح قتل کرین تب مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو دیکھتے عیار نے یہاں سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام مِس محبوبہ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روئے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسایا ہے مستغنا طلسم
کو زیر تیغ بٹھایا ہے مستغنا طلسم جانتی ہے کہ آپ بادشاہ اسلام کا آئینہ دشوار ہے محبوبہ شعبدہ باز
دنگ کر لے گئی ہے لوح پڑھ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ یہاں سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچ کر سے ساحروں کو قتل کرنے لگے سیاہ روئے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیوں سے کہتی ہے محبوبہ شعبدہ باز پہ کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تجھکو میرا خوف نہیں
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے شعل تھا اُس پر بیٹھا پکار کر آواز
دی اے سیاہ رو اندھیر ہو گیا محبوبہ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا ہے سیاہ روئے گیسو دراز نے شکر
جواب دیا او کمبخت کل سویرے ایسی خبر وحشت مجھکو سناتا ہے تو نے محبوبہ شعبدہ باز
کو شہید کیا عمر بھر تیری خدمتگاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پروں سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا اگر سیاہ روئے گیسو دراز بال نوچتی ہے اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہے اژدہے ہزاران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے
ہیں جو قریب آیا وہ جل کر خاک ہوا بعض اژدہوں نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر نا تیر ہوئی
کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارے شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ لوح چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا میں ایک
کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اے ستار وہ لشکر کیا ہوا مستغنا طلسم جادوگر کا
کیا تھا اُس پر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ روئے مستغنا طلسم جادو پر غالب آئی مستغنا طلسم
سیاہ روئے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہ سوچ کر ایک جانب چلے ساحروں سے
لڑتے کشتے خون کے جسم پر چھے ہوئے ساتھ ایک وہ معلوم ہوا ایک گریست پر ایک کنواں

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہے اُس کھیت میں ہزار ہا سرو سبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس کھیت سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا کہ اے شخص ایک سردہ ہمکو دے اسکے بدلے میں جو کچھ وہ دیدیں یہ کہکے موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا کہا اے شخص یہ موتیوں کا مالا لے لے اور ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہا اے شخص یہ تو راہ ہے ہر دن کبھی صدہا آدمی آتے جاتے ہیں ایک ایک اگر سب کو دوں تو میرا کھیت خالی ہوجاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیوں کا مالا تجھے دیتے ہیں اُسپر باتیں بناتا ہے اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کتنے پتھر بہت پڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اے برادر یہ خنجر لے لے اُسنے کہا میں تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل جو گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے میں گاؤں سے گنوار پیدا ہوئے ایک زمیندار کالے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ میں کسی کے ہاتھ میں تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہاں یارو اس بے ادب کو مار لو سب گنوار بلوہ کرکے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گاؤں کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گاؤں کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیپا ہوا تھا اُس مکان میں زمیندار گھس گیا گنوار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اسکی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی اے شہنشاہ حسینان اے سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیکھیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین جبین دریاے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پائنچوں کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چھم چھم کا سونے کا ہاتھ میں رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا کرتی آب رواں کی پکار رہی ہے منظوم

نگاہ ناز سے مجھ سے ادا ہے تصفیہ دل کا	کرو جو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا
غم فراق نے کیا حال کردیا دل کا	سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا

مسیح وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا
کہ یہان گھُسل نظر آتا ہی ماجرا دل کا

ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو یارا
کہین نہ طول پکڑ جاے ماجرا دل کا

طریق عشق مین پیش آئے مرحلے کیا کیا
سہین دیا و رونا صبر رہا خدا دل کا

تپک رہا ہی یہ نہین مدتون سے پہلو مین
مسیح قابل نشتر ہی آبلا دل کا

اگر نہ کوہ الم اسپہ چرخ ناانصاف
حباب سے بھی ہی نازک یہ آبلا دل کا

وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب تک
مگر زبان پہ آیا نہین گلا دل کا

نالے چھوٹتے ہین گوش آشنا جنکے
خوش آئیگا نہ انھین زمزمہ غنا دل کا

چھڑا لیا جاتا ہی شغل عشق بھی واعظ
کبھی کبھی کا جو باقی ہی مشغلا دل کا

نجات محکمہ حشر سے نہ پائیگا
پڑیگا سامنا اک روز تجکو عادل کا

برنگ غنچہ پژمردہ مضمحل ہی جگر
عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا

بجز خدا نہین کرتا رجوع بندے سے
کیا ہی تجربہ مشکل مین بارہا دل کا

الٰہی جلد یہ آنکھون سے خون ہو کے بہے
غضب مین ڈال دیا مجکو ہو برا دل کا

دم اخیر ہی بیچارہ جان بلب ہی آج
معاف کیجیے اتنا کہا سنا دل کا

یہی ہی مرشد کامل رہ حقیقت مین
خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا

کعبہ ہی ایک سا ہی دونون مکان اُسی کے ہین
کرو نہ کعبے سے کم رتبہ مرتبا دل کا

اُس نازنین نے اس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہی ہچکی لگی ہوئی ہی یقین ہی کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہی اشارون سے منت کہہ رہی ہی کہ داہنے پر جو کوچہ ہی اُس طرف سے ہو کر میرے مکان مین آؤ ان گنہگار والون سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹین اور تحفے تمھارے بازو سے چھین لین اس گنھار مین وہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے شکست کی صورت نہین دیکھی بڑے بڑے بہادر ہین ہر چند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر اکیلے کیس کیس کو ہٹائیے گا اس طرح سے اُس نازنین نے عجز و انکسار کیا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزین لطو

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
زر نثار کرنے لگین کوئی نون جسم کا پوچھتی ہی کوئی پاانداز بچھاتی ہی کم سن کمسن بہ خوشامد عرض کرتی
ہین کہ ای شہریار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پہ جبر
کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی
بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی
پکار یہ بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین
سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اون کنیزون کے روشین طی کرتے ہوے وسط باغ مین
پہونچے دیکھا چبوترے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہی وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے
مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے برای تعظیم اوٹھی پکار کر آواز دی آئیے
تشریف لائیے آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بچھیا سب ڈھونڈھ رہے ہین
مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپ کے لشکر مین آپ کو ضرور
پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اوس نازنین نے
اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تسخیر کر رہی ہی کبھی زانو پہ سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای
شہریار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمائیے کہ
راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر شجر
گری کنیزون نے جا کے سنبھالا اوٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون سے
حضور کے بلوہ ہی کو ٹھے پر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو نہ رہا گیا
اور شرارت گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلا یا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکہ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین و ایمان
بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہی خدا اسکے شر سے سبکو بچائے اوسپر لعنت کرو اوسکا اعتقاد جو کہ
جسنے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہی اوسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب
ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر ہو اوسکے حکم سے باہر نہو اوسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہریار

میں دل سے اعتقاد رکھتی ہوں زبان سے کہنا مناسب نہیں یہ ذکر تھا کہ جب کنیزیں دوڑی ہوئی
آئیں عرض کی ای ملکۂ عالم آپ کے باپ مقبول زینہار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے
اپنے مکان میں دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنوار وں کو لیکر آتے ہیں یہ خبر دہشت اثر سنکر وہ
نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندہ کر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چند ساعت کہیں
میں چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپنا رہنا
حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہیں ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کرو وہ نازنین زار زار
رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہوں دل کو سمجھاؤں آپ کے جانے کے بعد نہیں معلوم میرا کیا حال
ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہے کنیزیں بھی یہی سمجھا رہی ہیں کہ جو ملکہ کہتی ہیں
قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سے رنجیدہ ہو جائیں دیکھیے تو کیا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

دل لگی چھیڑ میں ہی آنکھ پھرانا لوگو
اب بسر ہوگی ہوائی اترانے سے جالوں سے

میں یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری تھی
جان ہی جاتے جوان ناز و ادا والوں سے

یوں نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہیں برا تم کو انھیں چالوں سے

یاد کرکے اسے کوٹھے پہ جو روتا ہوں کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہیں پرنالوں سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
انکھیں ترکوں نے چھپا لیا بھالوں سے

ساقیا آتش سیال کرو پیالی کہ شراب
بنگلی تو شیشہ انگور زبان چھالوں سے

حسرت یار میں آنکھیں بھی تری پتھرائیں
تیلیاں چھپ گئیں مکڑی کی طرح جالوں سے

ہوگا مردہ نہ خراب اتنا لیں مرگ ہی تھا
گورکن دوست ہیں یارانہ ہے کچھ سالوں سے

کنیزیں یہ اشعار پڑھ رہی ہیں وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہے کہ یکایک بادشاہ
کو یاد آیا کہ میں وہاں جنگ چھوڑ کر آیا نہیں معلوم مقتنا طیس جادو پر کیا گذری یہ خیال
کرکے تیغ تیز کر اٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا ای شہریار کہاں چلے فرمایا ای نازنین
مجھے بڑی حیرت ہے کہ میں جنگ میں تھا یہ کیونکر میرا گذر صحرا میں ہوگیا اب مجھے یقین ہوا
کہ میں اس صحرا میں پھنسا ہوں میرے یار وفادار فیروزہ بن عمرو کو میری خبر نہیں
کہ مجھ پر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزوں کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کو

خبر کردو یہ شہریار میرے گھر میں گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کریں کنیزیں دوڑین دیکھا آگے
زمیندار آگے آگے تیغہ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ مین
گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست
ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن
گنواروں کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھاما اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ
سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پیرفرتوت کھڑی ہوئی ہانپ رہی ہی چاہا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا لون
بادشاہ نے غصہ میں اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای بابا
میں قبضے میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو اُن
حرکات کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے چاہا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس سکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند
ہفت پیکر کی گئی افسوس ہی کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار
کھینچکر مجمع میں گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
مارا بادشاہ نے چپلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہی سرداران فوج
شاہی کو بے قلم قتل کر رہی ہی لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سایہ مین
کھڑی ہی زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہی اور ہوشیار کرتی ہی
کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ سکارہ تعویذ آپ سے لے لے
بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوئے چلے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہی کہ گرد مقناطیس جادو کے
ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر
غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے بہ ہو سے کہ اسکے تاجر ہو رہے ہین تصویر سے آواز آتی ہے ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلین گے اور بخوبی سحر دکھائین گے تو ہفت طبقات زمین جل جائین گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہے یا خداوند مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے جنہون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنستے نہین
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
نکالکے لے گئی تھی اب لقو پا پیلہ لینے کو گئی تو وہ خود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پیچیدہ
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہون یہ کہکے اژدہا بڑھایا
طرف صحرا اسکے پلٹ گیا آواز دی اے ہیران بلا آؤ اب تمہارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ ہزارہا
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
کسی کو خنجر کھینچ کے دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا ایسا تھا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہے نہ کہ حملے کرتے ہین جب بادشاہ بیٹری جاتے ہین رانون مین مرکب کو سلتے ہین
تو پسلیان گھوڑے کی کڑکڑا جاتی ہین مرکب بہ مشکل تھامتا ہے ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
فرو پیدا ہوا کہ ایسا ہو گھوڑا مشتاق شمشیر سے بہتر ہے ابل کے دونون کلائیان تھام لین ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
لیکن تھوڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہون ہین کنیزین
درختون سے بندھی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگین کہ اے شہریار ہمکو رہائی دیجیے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر ان کنیزون کو کھول ڈالا کھلتے ہی وہ کنیزین ہاتھون
بادشاہ کے بوسے دینے لگین کہا اے شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین
قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بے چین ہو گئے ساتھ ان کنیزون کے باغ
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش بیڑی برباد ہا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہین باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہے اسمین مقناطیس جادو بندھی ہے زبان مین سوزن ہے
پاؤن درخت سے بندھے ہوئے ہین ہاتھ آرا سے ہاتھ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آنکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور یاران سیاہ
کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہتی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آنکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہے یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا جو تیرے یہ سمجھا جادو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے جادو کے
کھول کر کھا دیے اسیر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نہ کرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لائی ہون یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق
زمین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا
مجھ پر سحر کر گئی میرے سینے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہے جلد تعویذ بازو پر سے
کھول دیجیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے سے کہے مراد اُسکی یہ تھی
کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رک گئے مقناطیس جادو
نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہے جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
ارادہ کیا کنیز نے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوئے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہے کہ درد
سے ہمارا دم نکلا جاتا ہے درد کی ترقی ہے اور تو تعویذ کو منع کرتی ہے اُسنے ہاتھ جوڑکر
عرض کی حضور مین تو نہین منع کرتی شہریار کو اختیار ہے اپنی نیکی بدی کو سوچ لین اپنے
اور پرائے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھنجھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
ہے جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حسن عالم کش زمانہ فریب ہے لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث ہین نہ کہ وہ مقناطیس جنگ کے بہادر ہے تجھے اسکی خبر نہین مین
صحت پاؤن تو سیاہ رو سے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ رو سے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر یہ بھی بے نظیر ہی جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی
سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن
مقناطیس جادو سے کرتی ہی مگر بادشاہ سے آنکھین ملاکر سر ہلا دیتی ہی جب تو جھلا کر
مقناطیس جادو نے کہا اری سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بنا تو سوسن
اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیٹھا ہی جسقدر تم اُسکو بُرا سمجھی ہو وہ بات اسمین
نہین ہی بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی
سوسن نے کہا اری شہریار خواہ بی بی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تسخیر سحر سیاہ روے
گیسو دراز نے کیا ہی اُسی کا یہ ظہور ہی آیندہ آپکو اختیار ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس
جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی تھام کر
کلیجہ تھپر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اُڑ گیا سوسن نے کہا اری شہریار یہی سامان
بھی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ روے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام
تھا تعویذ لانیکا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجھکو نہایت قلق ہوا آخر
نہ رہا گیا صاف صاف مین کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے
کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے
جاکر پہونچین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے
حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کر اور ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے
ہاتھ پکڑکر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی
بیقرار ہوکر پکار اُٹھی ای رب دوجہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا ہی سبب بل و جان
اختیار کیا ہی اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجھکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہوسکے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیشی	ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس پیش
چرا بہ عیب دگر میکنی نگاہ کسی	بہ چشم غور نہ بینی چرا بجالت خویش

بہ پیش بندہ وحدت پرست یکسان است — بہاے کسوت شاہی و خرقۂ درویش
کند زمانہ پرستش خداے واحد را — بہر طریق و بہر ملت و بہر یک کیش
خدا بہ وقت مصیبت کند مددگاری — نہ اقربا نہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خویش
بہ فکر عاقبت کار باش ای ہمدری — اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

سقنا طلیس جادو تو دعائین مانگ رہی ہی کنیزین منتظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز حکم دین تو سر کاٹ لین کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شیلہ کا فران سحر ساز ای نابکاران پر دغا آگاہ ہو نعرۂ بادشاہ اسلام منتقم شاہ شاہان فریدون حشم ❊ بہار گلستان کاؤس وجم ❊ نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تین کنیزین جو قتل سقنا طلیس کے آمادہ تھین تینون کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینون کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز اژدرسے کود پڑی سامنے کوہ سقنا طلیس کے آواز دی یا خداوندا کیا میری موت کی تقدیر کرچکے ہین نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یہ آخر سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر مین پھنسینگے یہان کسنے مدد کی اور کسنے آگاہ کیا سقنا طلیس جادو کیونکہ قتل ہو آواز آئی ای بندی خاص الخاص اب قدرت مجبور ہین ہر ایک سحر مین تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ایکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھو ساتھ لڑ رہی ہی اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُسکا ہوشیار ہونا ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو بڑے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہی بڑا خیال ہی کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون روکیگا مگر قدرت تجکو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھو سامری وجمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھون نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر ہم کرامت دکھا دینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منھہ نہ پھیر جا پڑ اگر تیرا وار چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہین معلوم تیرے اوپر کیا گذریگی سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہونچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اتر کے جیسے ہی
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ میں لون بادشاہ نے بقوت صاحبقرانی کلے اژدر کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بشکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نوچ کر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا باران سیاہ جلکر
گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین میں اپنے کو گرایا
تالیکا مار کر ایک برج سیاہ بنکے تیار ہوئے بار رودن کو کہ دیکر پابند ہوئی آواز دی او میرے
خداوند اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور یا قرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک
رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے جو آیا دام میں پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ
میں شیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہیں عندلیبان
خوشنوا کی بیقراری پیدا آواز سے کہتے ہیں طفلان غنچہ زبان نہیں کھولتے طائر برسر نخل نہیں ہوتے
موسم بہار میں کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوا سے گرم کا چلنا
نخلہائے سر سبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہے ہر گلزار
ہرچند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل میں جو بنگاہ غور سے دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند
ہے آخر میں سلطان خزان تخت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولوں کو گرا پتوں
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا
دیکھکر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑیے یا رشتہ الفت کو توڑیے یہ کہتی ہوئی پھر بروے
زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر خوب خاک اڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اور تلواریں
برسنے لگیں صحرا سے شیر پیدا ہوئے وہ بھی خاک اڑاتے تھے آخر کار لیاران آفتون کے
سیاہ رو نے گیسو دراز اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوئے سر پہ بادشاہ کے پہونچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار سپر روکا اچھا وسے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی چمکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ رو نے گیسو دراز نے بالون کا
گٹھا مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پہ ان
کے پڑا تو ببرکت تعویذ وہ بال و بال جان ہوئے تلوار آپار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

جگر سے تاب کر اتری بناے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اُس مکارہ کا
زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا سقنا طیس نے رہائی پائی
ایرج و نورالدہر جو دیوانہ وار زنجیر میں ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
دونوں جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیاں رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوے
عیار انکے برابر پہونچے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے
بیان کیا آپ قصر عشرت میں قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر میں مبتلا رہے اب
سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوے دونوں شیر نعرے
کرتے ہوے اُٹھے دو سواران ہزار کو قتل کیا تلواریں چھین لیں اُنھیں کے مرکبوں پر سوار
ہوے اپنے نام کے نعرے کرکے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدہر کو لڑتے
ہوے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر میں تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا
کہ مقام کوہ سقنا طیس نہیں ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہ میں تخت زر استادہ تھے
اُس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہاں تھے وہ براے استقبال شہریار حاضر ہوے [illegible]
جادو پشتکبار جادو نے عرض کی کہ شہریار تردد نہ فرمایئے اور تو کچھ اُس سے نہ ہو سکا لیکن
کوہ سقنا طیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا اسکے سحر سے چل رہی ہے اُسی کا یہ باعث ہے مگر بہ تفتیش معلوم
حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پہونچا دوں کہ جہان سانس کا
لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نورالدہر کہاں
ہیں اگر وہ شیر ساتھ ہیں تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایرج و نورالدہر تیغہ ہاے برہنہ ہاتھ میں دریاے خون میں نہاتے ہوے چلے آتے ہیں
قدموں کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلاموں نے ایک مرتبہ قید میں بڑی تکلیف
اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی پر ہنگام زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونوں جوانوں کو لیکر
بارگاہ میں تشریف لائے ایرج و نورالدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمیں ساق

و مطربان خوش آواز و جام و سبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیر ہے حسرت گلزار مین حال بلبل — دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
موسم گل مین اکھڑے پر و بال بلبل — جان صیاد پہ پڑ جاے وبال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان — آگئے آگئے ایام زوال بلبل
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا — گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑ یہ تو اے گلچین — مجھسے دیکھا نہین جا ئیگا ملال بلبل
فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہے — دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
مرگئی فرقت گلزار مین نالے کرکے — اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
گل ہین مصروف عزاداری مین پھول ہین آج — ہوگیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے — کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہین — جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتے ہین تا — نہ تصور تھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہے جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ کشتی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جبدن سے سنا تھا کہ نور الدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نور الدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرماینگے کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے کہین نور الدہر نے گرمی صحبت مین کنکھا کر طرف ایرج کے دیکھا آپنے عیار سے فرمایا کہ دوستا راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اُس صفت کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ اے شاپور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کہا کہ میں اس جنگل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاہ پور شیر دل نے
عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہے کہ یہاں رہنا بہتر نہیں ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
ہمارا تیار کرو ہم نکل چلیں شاہ پور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بچا کر بارگاہ سے
نکلا پشت مرکب پر سوار ہوئے عبرت شاہ کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ میں
آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نور الدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے
نہیں معلوم کہاں گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتیں کی تھیں وہ ناگوار گذریں اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نور الدہر
سے فرمایا اے فرزند ہم تم کو خدمت میں تمہارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو کہ ایرج کے
جانے کا خیال ہو نور الدہر نے ظاہر میں بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل میں یہ خیال ہے کہ تاجدار زادہ
اتنا کا بچہ ہے ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں دادا جان کی بلا کریگا اور کہیگا کہ ہم
بچہ لکھو تھے میں نہیں ہیں الگ شہزادی کرتے ہیں اسوقت جواب ہوگا یہ کہکے شیر رنگ سے
پوچھا کہ اے یار وفادار کیا صلاح ہے اسنے عرض کی حضور چلکر دریا دوں پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہے اگر یہاں رہینگے اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نور الدہر مع بلیغ اللسان کے بھی اسپ بے پرش پر سوار ہوئے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوئے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہے کہ ایک صحرا میں سایہ جنگل میں
کھڑے تھے کہ ایک آہو شیر خوردہ سامنے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہے لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر اسکا نکالا آہو کو ایرج نے اسکی یہ فریادی سمجھا تیر نکال کر رومال سے اسکا خون
پونچھ رہے تھے کہ نام پڑھوں تاکہ معلوم ہو کہ اسکی ہے کہ آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقاب دار رنگ کا جوش پوش چہار دیار شب دیز پر چڑھا ہوا آتا ہے کہا شکار میرا ہوا ہے للکار کر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہے جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ کہکے تیغ کھینچ کر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں ڈری جسم میں نکے کا الا تیغ کمر میں ہاتھ ڈال دیا
بلند دیکھا اٹھایا پیچھے زمین سے بلند کیا نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن وجمال آنکھوں پر شکستہ دیدہ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال زبان شیرین و جمیل ہے

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرّایا پیشانی پر پسینہ آیا چیخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک سفیر بلبلۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہو فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھاکر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاہپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین حور تمکین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہو جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبراکر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑکر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاہپور نے آکے ناوے سے سنبھالے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج ہوش مین آئے چہار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہو نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے
سہرا اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے

مانند برق چشم زدن مین گذر گئے
یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے

ثابت ہوا جو کہ یہ چشم سیاہ یار
آنکھوں سے ... کو پھر گئے

رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان
ہنس کر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے

احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا
وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے

کوٹھے پہ جب چڑھا کے وہ زہرہ جبین ہوا
شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے

سمجھین گے اسکو ابر کرم سب گرا ہوا
ہم حشر مین جو لیکے یہ دامان تر گئے

آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار
قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے

ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح
کیا وقت شام گئے یا سحر گئے

پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین
ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے

اب تک وہ ایک ایک سے کہتے ہین نازکر
ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے

واللہ رشک ہے یہ توقع نہ تھی ...
کیا کیا کہا ... پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر ای جان مر ہی جائینگے لو اب تو مر گئے
کہتے ہین زندہ رات کو کچھ کہاں کے مر گئے عاجز نہ تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی ایرج نے کہا ای یار وفادار جھکو وہان تک پہونچا دو یا تو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہوکے چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرا ے لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہو نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ بہوشیار ہو رہے تھے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان ہون واسطے بربادی طلسم ہفت پیکر نکلا ہون عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سلگا دون اور کباب بھی درست کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے سے لگانے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابون مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا منم نسیم تیز رو عیار مہوش تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہون ایرج چلا کے اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ باندھا طرف قلعہ سرخ پوشان کے بھاگا مہوش تیغ زن سرخ پوش کہ اکثر نامے اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے جسکو پاؤ یا قتل کر دو یا بدولت کے پاس روانہ کردو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز ٹاپ بلند ہوئی دیکھا نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ باندھے آکر پہونچا پشتارہ سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرہ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مہوش نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر بلا ہی

جرات میں میں نے اسے گرفتار کرکے لایا ہوں ہوشیار رہو اسلیے ہی یہ قیامت برپا کریگا
آہنگروں کو بلا کے سلاسل و مطوق کرا کے ہوشیار کرا دیئے اسی وقت آہنگر آئے
ایرج کو سلاسل کیا لیکن اب شہر میں غل ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صرصر نے شمیم عیار
گرفتار کرکے لایا ہے اب اسکا دربار ہونا ہے بادہ پیکر آفتاب جمال جو راہ میں ایرج
پر عاشق ہوئی اسی مہوش کی بیٹی ہے جو وقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہے اور
باغ میں اپنے پہونچی سرنگوں بیٹھی ہے خواصیں جو بیٹھی ہیں کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہے
کیا سبب ہے کہ حضور کو پریشان پاتے ہیں ملکہ کچھ جواب نہیں دیتیں لیکن سوچ رہی ہیں
کہ میں کیوں چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہوسکے پر وہ جوان کیسی باتیں کرتا ہے ایسی ایسی باتوں
کی سوچ میں ملکہ بیٹھی تھیں کہ ایک خواص نے آنکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی پرلے کا
ضروری طرف دربار شاہی سے گئی تھی کہ شمیم ساحرہ عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار
کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہوئی کہ میں آنکھوں کا کھوٹا اس شہریار کا ہونا ہے حسینوں میں جمیل
اب ہمارے شاہ نے اسکو سلاسل کیا ہے دربار ہونا چاہتا ہے یہ سنکر ملکہ گھبرا اٹھیں دل
سے کہتی ہیں یہ تو بالکل اسی جوان کا پتہ ہے میں تو جا کے ذرا کوٹھے سے دیکھوں یہ سوچ کے
اٹھیں کوٹھوں کو ملکہ چلیں جھروکوں سے آکر دیکھا ایرج نوجوان سلاسل و مطوق
ہیں عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہے ایرج نے جو ہاتھ اٹھایا ہے خانۂ زنجیر میں غل ہوا
سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بلکہ کیے آنکھ مثل اہل اسلام کے دعا صاحب سلامت کی وزرا
امرا بگڑنے لگے کہ دیکھتا ہے لاؤ نیر ان نام خدا سے یاد ہے اکا لیتا ہے مہوش نے کہا اپنے
مذہب کی تعریف کرتا ہے انھیں لوگوں نے اس مذہب کو رواج دیا ہے اب یہ قتل ہوگا طلیح
چاہے کلام کرے پکار کر آواز دی اے ایرج نوجوان دیکھو خداوندوں نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
ہاتھ سے تمھیں گرفتار کرا دیا اب جو وہ قتل نہ بچو گے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو
نجات ملے ایرج نے جھلا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہیں اسکی مکاری کھل
گئی جن پہاڑوں پر وہ خود رہتا ہے اسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سرکے
کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آنکھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی کہتا بتا ۱۲۱

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا اک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کہ وہ ستقنا طلسم جو برباد ہوا وہاں بادشاہ دسلام پہونچے سیاہ روئے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اسکا نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہاں سے ہٹا دیا اب جو کچھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کرے بہبوت نے یہ سنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب ماجرا دیکھا کہ جلاد تیغ لئے ہوئے ہیں اور ایک سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگیں خواصوں سے فرماتی تھیں کون ابا جان کو جا کر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہے یہاں جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوٹھے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے کہ اے مالک حقیقی و امید گاہ تحقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندہ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہو ہر غمگین شاد ہو

نظم

حمد اُ خالق و رازق مار و مور ہستند اُ مطلع جلوہ نار و نور
خدا اُ باطن ہست و خدا ظاہر ہست خدا اُ در حجاب و خدا در ظہور
خدا اُ جلوہ بخش ذرہ ذرہ ز ہر یک دہ حق نہیب یا ظہور
مسرور چہ نور نور ذاتش خدا است بہر چیز و انسان و وحوش و طیور
ز گرداب آفت بساحل رساند مگر از حجاب وحدت کس ظہور
خدا ہست با ہر دل دردمند غلطیدش میرو و بندہ نزدیکش دور
گہے شکل موسے نمایان شود گہے ہو تجلی ترا کوہ طور
گہے صورت شیر گہے شکل ونڈ گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد نظر آیدش جلوۂ حق ظہور
نہ ہر جا و ہا بندہ او خدا است ز ہر چہرہ روشن ظہور خدا است

ایرج نوجوان دعائیں مانگ رہے ہیں ملکہ کوٹھے پر بیقرار ہو فرماتی ہیں اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو میں کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصد ہوا اب تیسرا حکم دوں کہ ایک وزیر جو مزاج میں بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا
چاہتا ہوں امیدوار ہوں قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو میں
طور سے خفیہ قتل کرنے میں حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک میں
اشتہار جسپیان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ
نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ میں نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا
آپکے لاک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گذار رکھیں اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے
بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا ری وزیر اعظم وای دستور معظم جو تمنے کہا وہ مناسب
کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہو کلاکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا
کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلاکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعہ میں ایک مقام ہو وہان لا کے
اسیر شہ کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا اُدھر جب دیکھا اسیر شہ کی قید کا حکم ہوا
اور کلاکال نیش زن لیگیا روتی ہوئی محل میں آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار
کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی تو آئین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا
بھی نہیں کھایا ہے بلکہ رو کر دیا اب وہ کہتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو
میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ نیم قتیر رو کیونکر یہانتک
پہونچا جا کر گرفتار کرلایا گیا کہا اُسکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے
اپنے درد دل کا حال بیان کرون نظم

نہ ملے گل میں کبھی اُسکا مجھ سے ستم صیاد کا — توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا
ذوقِ گرفتاری میں مجھسے پاؤں گلشن کی ہوا — اب قفس سے چھٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا
خاک کے پتلے کو حورین فلک میں کرتی ہیں یاد — قامت میں کرتی ہیں پریان ذکر آدم زاد کا
کھینچکر ذوقِ اسیری دام تک لیجائیگا — آسیا دانہ ہے جو قسمت میں مری صیاد کا
بیابان عشق میں پھر دو ستم اچھا نہیں — صبر پڑ جائیگا دل ظلم کسی ناشاد کا
فریاد کر سکے کیجیے مرغان قفس تک آئے گا — اسیر لائی انکی ہوا یا ظلم ہو فریاد کا
سے بیگانہ ہوا ہے دل آشنائی اُسکی — بھول جا سکو ارادہ ہے جو کسی کی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہوا ہے جیکو لگاؤ | بیٹھکے جاتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
آشیان میرا جلاکر وہ بھی ایذا پائیگا | پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سر کا کٹنا کیا اگر خط بھی نہ گردن پر پڑا | منفعل جانی سے میری ہی چھیٹا کیا جلاد کا
جوہر شمشیر آتش رو لبون پر کھائے کس طرح | گر سکندر سے نہ بنتا آئینہ فولاد کا
رتبہ شاگرد دیکھے کسکا بقول استاد کے | آپ وہ دانے سے نہ کھایا گھر ستم صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالکہ کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین گرد پھرتی ہے حیاں کہ باغ سبز و شاداب ہے مگر دل جب ویران ہو تو رونق کی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھی مگر ہر ایک حیران کہ واہ بیکرار بیکرار پہر آنسو آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کس تدبیر سے بچاؤ ایک رات کی مہلت ملی ہے اب فرصت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو خواص تھی اسکو بلاؤ یہ آئی تو اس سے حال دل کہو شاید اس جلاد کو رحم آئے اُس نے مشتہر کیا یہ ذکر کہ کنیز کو یکتا صبا سے مہاسا یا خبر کو مالکہ کی یاد کیا محبت مین عجب رنگ ہے کہ خاموش بیٹھی ہین صورت پریشان ہے مالکہ کے ساتھ پرورش پائی ہے قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہے آپکا چہرہ دیکھ نظر کر کر دل گھبراتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا کیا حال پوچھتی ہے جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہے جو تجھسے ہو سکے تو میری جان بچ جائے بچتا ہے کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہے مین صورت ایسی نکالونگی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جا کر کچھ فساد مچا بیٹھین ملکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پر آیا کاکال نامی ایک دیو پہرے پر بیٹھا تھا اُس نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے صبا نے دیا نام بتایا اور ملکہ قریب آیا کہا اے پہلوان دو مرتبہ ملکہ عالم بیمار ہوگئی تھین آج اُنہون نے نذر لاکر مشتاق ہے کھانا بھیجا ہے حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ تو سنا ہے کہ یہان بھی کوئی قیدی ہے جسیں حکم اس قیدی کو بھی کھانا کھلاؤ کاکال نے کہا اے صبا الہی شاد ہو کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہے

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے دربند ہفت پیکر شاہ سے وہیں اسلام کو رواج
دیا وہیں خدا یا اور ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجہ سے ہم شب و روز دروازہ نہیں کھولتے صبا
نے کہا ہم لوگ تقسیم کرکے کہانا لوگ سے بیٹھ کر یہاں کو کہانا آتے ہیں سب کے پہلے کالکال نے اٹھا اور
کہا کہ سب ہو رہا ہیرا حصہ وہ صبا نے سبھوں کو تقسیم کیا اسیوقت کالکال نے کالکال نے فرزند
کو دیکھا اپنے مقام سے ملیا کے اٹھا یہ کہتا ہوا کہ مزدوری تقسیم اشارہ کرلی ہو یہاں اسیر قید
کرونگا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اسی وقت ہی جوان سے ہم نے تڑپ کر اسکے گرا اسی ہوش ہوا سب لینا لینا
کہکے اٹھے بیہوش ہو کر گرے صبا نے جھکر دروازہ کا قفل کا تالا ایرج زنجیر پر سر سے
سے ملکہ نے آسکا ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا ایرج صبا انکو باغ میں لیجلی صبا
نے کہا حضور میں نے کہہ یا تھا کہ ایسا ہو تو سب وہاں جا کر اور ارادہ کرتی ہیں یہ چلتا ہوا
لیکن یہاں پہنچ کر اس جوان کا شوقی بیتاب مشتاق ہو ملکہ نے کہا کچھ جو بیڑیاں ان کا توڑ ایرج نے
جو دیکھا کرعیار نے سوئیں نکالا اور بیڑیاں اکر قید توڑ ڈالی ملکہ وہاں سے خون پونچھ لگیں کہا
اسی طرح یار کیوں جلدی کی شاید یہ مہلت قید کا شتہ دیتا ایرج نے کہا یہ تھا یقین کا سال ہوا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پہ موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلیں قضا سے کا اطلاک نقش زن بھائی کالکال کا آکر تو الے شہر یہ ملکہ پھرتا ہوا آتا تھا
بھائی کو اسپنے آواز دی جب جواب نہ پایا آگے تو اسکے ٹھمر آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہے ساتھ والے بھی سب بیہوش و بے ہوش ہیں چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہیں للکار کر آواز دی کہا رے تم کون ہو لگا شاہی کو لیے جاتے
صبح کو میرے بھائی سے پیش ہوگی یہ کہکے پیادوں سے ان کو دیکھا اسے قیدی کو گھیر لیا اسکا آنا
کہنا کہ چاروں طرف سے پیادوں نے اپنا لیا کہ چلو ایرج نے تلوار کھینچی ...
... پہنچے آواز دی کہا دو نامردان میں دو پیادوں کے
پیادوں کے دوں قتل کیا اتنا تو افسر کے سامنے اطلاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادہ کے
آکر کہا خبردار رکھ کے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان اطلاک نے کالکال کو بھی ہوشیار کیا
ساتھ والوں کو لیکر بڑھا ملکہ کی فوج کو دیکھا ایک گوشہ میں آگئی ملکہ کھڑی کانپنے لگی

آتا رین تیر بجر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
ہوئے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے
یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گنہگار کو رہا کرکے لیجائے مین
تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچائیے
یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہے ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
کہان جاتا ہے ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاہو شیردل جو طلائس مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوئے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اٹھکر دوڑا
راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوئے آتے ہین انکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی آپ سے آکیا اسکو رہا کیا اہل طلاب نے
گھیرا ہے یہ سنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سب کو کچن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
مقابلہ کر رہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
مصروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
کیا اسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار نعرہ کرکے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہرچند کہ صدہا حربہ پڑ رہا ہے مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوئے مصروف جنگ ہین کفار انکی جنگ سے بتنگ ہین مرکب مثل ہوا
دوا دوش کر رہا ہے آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوئے پیادون نے
چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ شمیم سبک رو یہ ہلڑ سنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال
شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیراندازی کر رہا ہے اسکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا پیچھا نہ چھوڑو

میں جا کر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہوں وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کر ڈالینگے
جو نکلے ہاتھ سے بچا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت وہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہوں کہ میرا بیٹا
کیوں لڑ رہا ہی برابر تیراندازی کر رہا ہی اپنے چہرے کو چاہتا ہی کہ چھپاؤں اور بارگران سب کو
اس گنا ہگار شاہی کو نکال لیجاؤں ایک گوشے میں ملکہ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ کو
سپر کیے ہوئے کھڑا ہوا تیروں کا مینہ برسا رہا ہی سیکڑوں سر مثل قطرات باران کے دو ہزار ہاتھ
گر رہے ہیں دریا سے خون جاری ہی ہر چہار طرف سے یہی غلغلہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر پکڑ لو
یہ کیفیت تو ہوا ادھر دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کیا پکار کر آواز دی کہ اے علمدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائیں تمام قیدی چھوٹ گیا
حلقہ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہی اسکو بھی جاکر قتل کیجیے عیار نے جا کے مہوت
تیغ زن کو جگایا آنکھیں ملتا ہوا مہوت تیغ زن آ نکلا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہی
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ میں سلام حضور کیا سبب ہی کہ میرا بیٹا قیدی کے
کے ساتھ لڑ رہا ہی مہوت نے کہا میں جا کر سب کو سمجھا دونگا زنجیروں سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے ڈنکے پر چوب
پڑتی ہوئی کتنی سو نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان سر وقت جاگتے تھے کہ صبا نے بڑھ کر خبر دی
کہ ای شہریار بادشاہ آ پہونچا نقارے کی آواز آتی ہی دیکھیے میں کہتی تھی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلہ کو آتا ہی ایرج نے کہا آنے دو مگر ای صبا و شاپور جس طرح ہوسکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے میں جمکر لڑ نہیں سکتا ناموس کا اس مجمع میں رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مہوت کو وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئیں ساتھ ان دونوں کے چلیں مگر کنیزوں سے فراق ہوئیں صبا جو
میں کیا بیان کروں جو میرے دل کی نوبت ہی کہ اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع میں چھوڑ آئی ہوں
خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہوں جو میرا حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہی جی چاہتا ہے
میں بھی انکے ساتھ لڑوں افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا — قطعہ

تسلی ہووے کوئی دم تو جان مضطر کو
خدا کے واسطے مرتا ہوں آ گھڑی بھر کو

مزا پڑا ہے قناعت کا عہد طفلی سے
میں سیر ہو کے نہ سمجھا تھا شیر و شکر کو

ہوا سما گئی خود کو ہوا عجب [illegible]
لگی میں جا کے تری دل لگی کبوتر کو

سمجھا رہا ہے جو ایمان تجھ دل سے تو میں
بتا یا ساقی نے کیا جلد آگ ساغر کو

کچھ آج کل سے قتال نہیں طبیعت میں
قدیم خو ہے تغافل کی میرے دلبر کو

حسین نہیں بھولتا اپنا جو یاد آتا ہے
تمام رات میں پیٹا ہوں سینہ و سر کو

خدا نے چاہا تو کل پڑھیگا وہ بیٹی
دکھاؤنگا میں مسلمان کر کے کافر کو

دہن کے واسطے ظلمات خط میں [illegible]
تلاش چشمہ حیوان کی ہو سکندر کو

پس از فنا جو ہوئی سوزش جنوں کی [illegible]
فرشتے ہووینگے سنگ سنگ سا غزا سے ہو

قضائے الٰہی ہو اہل تیری محبت کو
جگہ دو گز کی نہیں پاؤ دو زمیں پر بھی

ہوئے ہیں آج کہ کہنا عشق زبان میں
سنا ہے میں نے کہ مسیحا ہو کے دلبر کو

کسی کے ساتھ کی سیر ار مان ہو یاد میں
رہا نہ آپ میں شوق سے لگا کے ساغر کو

جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے
خدا کے حکم سے تو پا کر دیکھا پتھر کو

سنبھالو آپ کو اے رند ترک عشق کرو
کہا نکالو رگ دکھائی ہے جان مضطر کو

ادھر تو فلک سپہر دنا چار ہے سلے ہوئے چلی آتی مجھ میں شہزادی چھپتی ہوئی باغ میں آ نکلی آدھر ایرج نوجوان پر شکوہ ہو تے گا آ گیا تو سپاہ سے بھاگنے لگے پادشاہ کے آگے سے ڈرکے لگے ساتھ ہزاروں دلاور سے ایک ہی حملہ کیا دو رستے ہی شمشیر لگے تیغ مارنا پار کے نامرد بھاگتے ہیں ایرج ہاتھ سے زخمی ہوئے آس پاس بھاگ گئے ہیں ہو جو ہوا سا تھا تماشائی اسکا دیکھا دوستے کہ پہ سر ہوا ہوئے کون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بڑھا رہا ہی چاہا کہ گھوڑے کو بھگا کے جاوے پر افسروں نے بھی ایسا ارادہ کیا مگر جب تو اس کے سیر کوں آتا ہے دوستے فقط نیزے دکھاتے ہیں بہت سے خود ابھی آگے سے دیکھا کر اس جوان نے اسی حالت زخمداری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا تھے انکے پڑے ہوئے پھرک رہے ہیں بہت سے چند سواروں کو روانہ کیا کہ دن سے خبر

دکھائے ایرج جھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے جھک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نسکے تیغہ جو پڑا تمام جسم تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون سے دستگیری نہ کی پاؤن سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون گھوڑے کی گردن مین ڈال دیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل پر حیف مرکب غیر ہی مگر رکاب کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہی مثل قہر بلا کے کھولا بیٹھکین دولتیان مارتا ہوا میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب بیچا آپس مین لڑا کیے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح فراق نے جو چہرہ بلا دکھایا عیار سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون مین تلاش کر رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش تو کرو شاید کہین اُنکا نشان ملے ہر کارے جھپٹ جھپٹ کے جاتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چارطرف تلاش کیا مبہوت نے پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ تمہارا بیٹا کہان ہی تو سارا گرفتار کرکے لاؤ اُس سے پوچھا جاے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا سے سیکا روبہ صورت مبدل یہ سب باتین سُن رہا تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکہ عالم ابھی تک کوئی آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا دیجیے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بیٹا کہان چلون مین یہ افتاد نہ سمجھی تھی صبا سے سیاب رونے لگی کہ اگر کوتوال ٹھہر جاتا تو وہ اس حال کو ظاہر کر دیتا اُسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سپہ ناواقف ہین یہی کہتے ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگی ملکہ نے کہا بھیا تم یہان ٹھہرو مین سوار ہوکے محل مین جاتی ہون وہان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہین لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہدون کہ صبا کو گرفتار
کر کے بھیجونگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید
سبب سے باغ مین آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لا کے
رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ
تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بلوایا ہی باپ اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے
کو گیا ہی کہہ گیا ہی کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کر کے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ
بھی آ کے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین
اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم و الم سے دل نہین سنبھلتا باپ کو سلام کر کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
دریافت کیا بابا جان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا اے نور نظر و اے پارۂ جگر تمھارے
عیار نے جا کر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ
رونے لگین کہا بابا جان مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم مبہوت
کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا مین دا خر ہوئی مبہوت
نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا
گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا
سر خدمت خدا وندین کیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا
مٹانا ہم نہین چاہتے تین پہاڑ ویران ہوے نگہبان اُن پہاڑون کے ویران ہو کے
جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جا کر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہو گئین اور انکے دشمنون
کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سنا ہی کہ کوہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات
سے مجھے تیرہ بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا بابا جان آپ کے سر کی قسم مین نے
کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہین مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل
ہوا کہ صبا سے شاید رونے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر
یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کر کے روانہ کر دینا ملکہ
نے کہا بابا جان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین وہان سپاہ تعینات کر کے بھیجونگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بیٹا تم ابھی باغ میں بیٹھو تمہاری جان کے ساتھ میری جان ہے خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے
کچھ کام نہیں مجھکو حسب سے نہ نسب سے
ہے کون بچالے جو ترے قہر سے یا رب
تجھ سے ہی امان مانگتا ہوں تیرے غضب سے
جانبازی ہو کی معرکۂ عشق میں کس روز
میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر
انسان ہو یا پری ہو تو ہر حقی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہزار حیف
ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
اللہ بچالے مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو کبھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
دیوانہ ہوں اس رشک پری زاد کا تب سے
بڑھ چلنا قدم یار سے زیبا نہیں تجھکو
باہر نہ ہوا حد سے وہ گیسو یہ ادب سے
مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے اے زار
سائل ہے یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہے یہ کہکر رونے لگیں کہا بیٹا اگر انکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی انکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پاؤ تو ہمارے حال خراب کا ذکر کرنا اور ہمکو بھی خبر پہونچانا شاپور نے کہا حضور کیا موقوف ہے شاہزادے تمہارے لیے تو بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہیں یہ ماری اور بچھڑے ہیں ایسی افتادیں اکثر پڑیں پھر عظم و شان کے ساتھ انکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے میں انشاء اللہ شاہزادہ کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا اسی طرح کو چلا مگر اسی نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا تھا ہوئے دلیران کی صدا کان میں پڑی ہوئی رات بھر بھاگتا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار سٹھے گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل ٹھہر گیا زبان زخموں کو چاٹتا ہے جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان تھا چرنے میں مصروف ہوا وہاں پر قریب ایک قریہ ہے یہ ہزار زمیندار یہاں کا حاکم ہے صبح کو چند گنوار ساتھ لیکر کھیتوں کو

دیکھتا ہوا چلا آتا ہو ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستان دیکھیے فراقون نے ایک جوان کو مار کر ڈال دیا ہو بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخموں مین چور چور مگر ہتھیار لگے ہین اسباب جواہرات موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یار و اس جوان نے بڑا کمال کیا اتنا کاری زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا فراق لوٹنے نہین پائے ساتھ والون سے کہا گستان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد نے کانون سے عیار پانی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا آشیہہ کرتا ہوا اس ارادے سے قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا اے مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے خیر خواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس بہوت کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانون مین لایا اپنے مکان مین اسکے رکھا جراح سے بلا کے کہا کہ اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرہانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک بڈھا روشن ضمیر سرہانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اٹھون بہزاد نے منع کیا کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمایئے اور یہ تو بتایئے کہ آپکو فراقون نے کس مقام پر گھیرا اگرچہ آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکو لے آیا مجھکو آپکی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے ایرج نے کہا فراقون کی کیا مجال ہو جو مجھکو گھیر سکین سیموت تیغ زن جو بادشاہ ہی اُسنے ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر دھاوہ کیا اسپر بکار پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے کہا حضور کی نام نامی سے اپنے آگاہ فرمایئے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور پوچھا کہ اپنے حال کا کیا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو ستانا آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجھپر لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا اے بہادر جس بادشاہ کا آپنے نام لیا مین اوسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پا گیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اوٹھنے لگے فرمایا کہ اے بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاءاللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پائینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مرجائینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند کیا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در فراق بالا کوہ رہتا ہی اوسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اوٹھا کرلے گیا کئی لاکھ روپے کا جواہر
اوسکے زیب جسم ہی اوسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ آجتک سیف بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اوس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آتے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو اسکا خیال
رہے کہ ایسا نہو نام بدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے
اسکا خیال رکھو دوسرے بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلے سے اوس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد و ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
فراق آپکی اور آپکے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی کہ اگر
اوسنے بسہولت اوس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اوسکے لیے خرابی ہے تخفیف کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ روے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ اے بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھسے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا اے شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو ملال ہو پہونچے بلمان مردم در نامے فراق لیکھ

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین زبانی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے اسقدر دبتے ہین کہ اُسکے لئے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اسکے ہرکارے آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اُسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تامل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پر زین ڈالا آلات پیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہوے فرمایا ہی بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے کہ مین نے آپکے خوف سے اس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی طرف اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہوکے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے تو تمھارے مزاج مین آئے شہریار ہو نانہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار سے کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہی ای شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کار آزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کرسکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین آپ یکہ و تنہا کیا کرسکتے ہین میرے گاؤن مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پر تیر مارین آواز پہ تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیئے جاتے ہین اور یا جواہرات اُسکو دینگے زمیندار نے کہا حضور جان سے آگے مال کو عزیز نہ سمجھیے اسباب مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسپ صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہوجیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گاؤن مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی کہ گاؤن مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہی کہ کہاں ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور
صاحب مال دیکھکر اُٹھا لایا ہی یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اُسکے پاس ہی
وہ لاکر پیش کرے بہزاد قدمون پر ایرج کے یہ خبر وحشت افزا سنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا
تباہ ہوا جاتا ہی لوگ قتل ہو رہے ہین بگرید مین آپکی بہتری چاہتا ہون مال دیدیجیے ایرج نے
کہا اے بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یون نہ دینگے جب وہ ہم پر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہی خود ہمارے
جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلا
دیکھا کہ بلمان تیغہ کھینچے ہوے مکانون مین اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہی ایرج کو جو
آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہی اُسپر موتیون کا جال اور موتیون کے مالے گلے مین
پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان
یہ سپر ہمارے لائق ہی تیغہ بھی با دولت کو نہایت مرغوب ہی گھوڑا بھی بہت خوب ہی گھوڑے
سے اُتر اسباب ہکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہون ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے
جواب دیا اے بلمان مردان عالم کیونکر قبول کرین کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے تیرے حوالے
کردین آمر دمیدان ہو مقابلہ کر اگر ہم پر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ
مارکے ہنسا ساتھ والون کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ لو صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان
نیزے پر اُٹھاکے مارونگا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھایا پیچ و تاب دیتا ہوا
بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھالون ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا
بلمان ساتھ والون کو پکار رہا ہی خبردار تم مین سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی
ہین اُسی پر اُسکو گھمنڈ ہی مین سب وعدہ اسکے نکالے دیتا ہون اس طرح نیزے پر اُٹھاکے
مارون کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہی کہ اے
بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہی بلمان کہتا ہی
اے بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہی ورنہ ابتک مار لیتا زندہ نہ چھوڑتا مگر یہ نہین مانتا لڑے ہی جاتا ہی
ایرج نوجوان جواب دیتے ہین اے بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع
ہوئی ہی اور فنون سپاہ گری مین امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھاکے بلمان مردم در کا نیزہ

گا نتھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہے اس تیغۂ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیخ کاٹوں
نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغۂ برقتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دودستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینۂ شمشیر میں جلوۂ
عروس مرگ معلوم ہوتا ہے وار کو خالی دیا سپر پہ نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ
جوان دھوکھا کھاتا ہے تلوار کی رد و قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا توڑ مروڑ کے
رکھدونگا کیا تیرا زور چلیگا ایرج نے کہا اتر گھوڑے سے آ تیرے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گھوڑے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑے سب قزاق جمع ہو
کھڑے ہوئے بہزاد زینہار کے ملازم بھی آگے سب تیر کھینچے لگائے ہوئے کمین میں تماشا
دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہے جو طلب کرتا ہے وہ بھیج دیتا ہے یارو ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہے اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہے بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلوں ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہے جہاں پکڑ لاتا ہے ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور
جب ایرج اسکو پکڑ لاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہے جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ
رہے ہیں یارو اب ہم نے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زہرہ شاہ باختری کا نواسہ ہے
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسکے زیر کیے ہیں مسعود صبا و رشک دریا گردن وغیرہ
اسکے سردار ہیں ہاں تو معلوم ہوتا ہے کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
ہوگیا ہے رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہے کھڑا ہوا کانپ رہا ہے اور اس جوان کے چہرے پر بحالی
ہے کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہے یا اس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہی تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہین کہتے ہین اے پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بہ آسانی نکل جاتے ہین قزاق خاموش
کھڑے ہین صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا اے
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوئے گذرا سب لوگ کھڑے ہوئے تماشا
دیکھ رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہی اور اگر نہ کچھ ہوا
تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونون مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے مین سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹا کر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر مین ہاتھ ڈال کر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت بھی نہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیون سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نوجوان تڑپ کر اٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اٹھتا ہی دونون مونڈھے بلمان کے پکڑ کے سینے مین سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلمان
ہر دم چاہتا ہی کہ داہنے پاٹھہ پر رکون تو بائین بازو کا ہکہ پڑتا ہی طبقہ زمین کا پاؤن کے
نیچے سے نکلا جاتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی جاتی ہی سترہ اٹھارہ قدم
ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارہ وین قدم پر لا کے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کر دے لن ایرج نے ہاتھون کو ستون کیا لنگر
نہ جمنے پایا کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور مین لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھوڑائی دوسرے زور مین ناف تک اٹھا اور تیسرے زور مین سر سے بلند
کیا داہنہ پاؤن آگے بڑھایا بایان قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارون
اس زور وجرأت پر اس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اسکو زمین ذلت پر نہین ڈالتے ہین دل سے اطاعت کرتا ہون
ماشاء اللہ کیا زور وجرأت ہی میری کیا حقیقت ہی مین سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپکے مطیع ہین ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اسکو اتارا بلمان قدمون پر

کر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم ور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو میں نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجکو ترک کرے سب قزاقوں نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہیں مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے
کوئی جرأت میں غالب نہیں ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا اسکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدموں کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجیں بھی اسکے ساتھ ہوئیں تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوے ادھر سے نہیں بچا آپ نے آج مسافروں پر بڑا احسان کیا
قریے میں لاکے بلمان کو اتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہو مگر ایرج فرماتے
ہیں کہ جلد یہاں سے کوچ کرو اب یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے بلمان نے کہا میں قدوم
میمنت لزوم میں حاضر رہونگا چاہتا ہوں کہ ساتھ نہ چھوڑوں ہمیشہ حاضر خدمت رہوں بلمان
مردم ور نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا جملہ قزاق
صف جمائے ہوے کھڑے ہیں فقط سوار ہونے کی دیر ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل میں سمجھ گیا کہ بیمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہے بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہے اسکو بھی لاکر قدموں پہ
گراتا ہوں یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا سامنے بیمان فیل سوار سے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہوں تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت میں طاق شہرۂ آفاق فن جنگ میں مشاق اور یکایک یوں دل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری میں کیا
تم میں نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہیں تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کر لے وہ برا ہے تجکو زیر کرینگے بیمان نے کہا میں چاہکر ذرا اسکی صورت تو دیکھوں
کہ کیسے ہاتھ پاؤں ہیں کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہے بلمان نے کہا بھائی ظاہر میں تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہے مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ میں بھرا ہے بلمان ساتھ لیکر

بہمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا
بھائی ہو یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہو بہمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین
کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت مین ہم بیٹھین ساقی بچون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم
اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا کہ شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت
میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا بہمان نے اسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد
کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو مصروف خدمتگذاری ہو باطن مین
اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بچون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر
ہوکے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

بے مروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا ۔ خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا
خواجۂ قنبر کے گھر کا جو کہلایا فقیر ۔ بادشاہ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا
کسلئے وہ سحر زبانی سے دی پیغمبری ۔ یہ عصا موسیٰ تمہارا اژدہا کیونکر ہوا
وادی الفت مین اپنا آوارہ پھرتا ہو خضر ۔ خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا
توبہ کر [illegible] کرتا ہو کسی ۔ بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا
دعوی نہین رندون کی اب کہنے لگا پیر مغان ۔ تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا
شاید اس نازک کمر نے تیر مارا اسکو روز ۔ ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا
مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے ۔ عقل حیران ہو یہ درد لادوا کیونکر ہوا
گر نہین خون شہیدان ہو گیا [illegible] ۔ چھپا ہو شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا
سنتے ہین [illegible] خادم از رہ [illegible] ۔ رند تھا کہتا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

غرض گرمی صحبت مین بہمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسامنے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی
غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو امیدوار ہون نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے مجبور ہوکر
جام لے لیا اور بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام بہمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی
پی گیا ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو پلانے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی
آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

تھا

وہ بھی گرانِ دو نون جوانون کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقون کو گھیر لو
فوج والون نے قزاقون کو گھیر لیا اُن بیچارون نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی ان دونون کو
مسلسل کیا اور لیے پر سوار کیا اب یہ دونون جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا
حرکت کی بہمان نے جواب دیا تم ایسون کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند
مین لیجاونگا اُسی وقت بہمان نے کوچ کر دیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش مین اپنے
آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اُسنے کہ ایک
لشکر گران اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر مین
دونون کو جکڑے ہوے چند سپاہی لیے جاتے ہین شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا
یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر مین آیا احوال دریافت کیا اگر دل مین کہتا ہے آج ہی
رات کو آقا کو چھڑا لونگا افسوس اس مصیبت مین شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوے اسی کی حفاظت کر رہے ہین کہ سامنے
سے گذرنا دشوار ہے گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان بیٹھکر
نقب دیتا رات پھر اسی فکر مین گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
قید شب رہا سے رہائی پاکر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا بہمان جو اُٹھا تو
قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہین زمین پتھر کی
تھی نقب نہ لگی بہمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر مین آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانون کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر بیٹھنے نہین آنے دیا ہوشیار رہے بہمان نے کہا کہ دس بارہ
منزلین طے کرنا ہین پہرے والے کہان تک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والون سے
صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لون سب نے کہا بہت بہتر ہے
بیشک بقول آپکے عیار مسلمانون کے بڑے غضب کے ہین رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر پھینکیے
بہمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوے اور شلنگین
لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لا کے بٹھایا جلاد نے کوسے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان مین پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا مین بھی اٹھایا جاؤنگا مگر یار سنکے اٹھا مجمع مین آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہو حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون یہان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گو کہین کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہو جست کرکے قریب پہونچون فوجون کے اسقدر ہجوم ہین کہ یک خیال کا گذر دشوار ہو حیران و پریشان ہو گو کہین لیے کھڑا ہو دعائین مانگ رہا ہو کہ ای کارساز و بے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

کردۂ بر ہر کہ ای خالق کرم	او نہ دارد در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران توئی	در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جہانی روز و شب	ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تو لال	قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست	آشکارا صورتت اندر صنم
ای کرم گستر بنام نامیت	ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے پیچھے ہر گھڑی جل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہو فوجون مین گھرا کھڑا ہو سوچتا ہو کہ خدایا مین نے سرکشی کی تو مجھپر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہو آخر ہیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہو آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے تیغ کھینچا کسی کو خنجر کسی پہ جواب مار دیا کبھی حقہ آتشبازی داغا مگر یہ ایک طرف کو تیغ لیے ہوئے بھاگا چلا جاتا ہو قضا سے کار صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پریوش پر سوار چلے آتے ہین ہاتھ جوڑ کر سر اٹھا کے بنگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو گئے وہین نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدنہاد ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش

کہ شاہنشہ جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ شاہزادہ نور الدہر کا فرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے بیڑیاں توڑیں گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزود نے بھی ہوا کر دیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف پیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیرزادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر گھر جاؤنگا تو اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شبرنگ عیار بھی ہمراہ ہے جب ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے قریب بلمان کے بھائی پیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا انجام دیکھا جیسے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آیا اگر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے کے اٹھا لیا زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چور چور ہوئے چاہتا ہی کہ پیمان کی کشتی سمجھے ہوئے ایرج نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ پیمان نے پیمان شکنی کی کہا دیکھ بلمان تیری پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں بلمان نے آواز دی ای آقا سنا مدار شہنشاہ والا تبار غلام فنا ہوتا ہی ایرج نے جو بلمان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی ایسا شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے تو آ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وار خالی دیے تیغ کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دودمۂ سکندری بازو زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹکے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی و زبردست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب سے لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقہ آتشبازی داغا دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب ہیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے بعضون نے جو نہ بھاگے تھے ہتھیار ڈالدین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت کیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب ایک نوجوان نے سب کو کلمہ پڑھایا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان ساتھ ہین دوسرے دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہے مبہوت تیغ زن اپنے قلعہ مین ملکہ کی الگ عجیب حالت ہے باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب انکا عیار عرض کرتا ہے کہ اے ملکہ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہوکے فرماتی ہین اے صبا سے سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکہ صبر کرون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد — اسے نہ آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
یہ ہی یقین کہ جائیگی رائگان فریاد — مگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد
گئین جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے — کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد
فراق یار مین جو ہوسکا وہ کر دیکھا — نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد
چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی — کرین گے شکل مزامیر استخوان فریاد
تمہارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ — جو پیر کیسے ہین آہین تو نوجوان فریاد
ترے فراق مین او بت کراہنے کے سوا — قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد
اثر ہو باد بہاری کا آہ مین سحری — وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد
گئین وہ عشق کے ہمراہ رنگ تاثیرین — سنیگا کون اثر یار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہی ملکہ نے کہا بیٹا اُسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُسکے عدم مین
ملاقات ہوگی سر دربار بہوت تیغ زن کہتا ہی کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبا سے سباک رو
نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین بہوت کے ہاتھ
سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے
رات کو صبا سے سباک رو نکلا ادہر سے تو یہ جاتا ہی اور اُدہر سے نسیم سباک رو آتا تھا
ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکارکے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا
کہا کیون بہتر صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو سمجھ لیا تمام پہچانا کہا اے صبا چل تجھکو
شاہ نے بلایا ہی اگر صاف صاف بتاویگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے
ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین جو تنگی ہی
اہل وعیال تڑپ رہے ہین کہین سے تلاش کرکے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا
ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہی جیسے چھپاتا ہی اب یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو
گرفتار کرکے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہی صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار
کر رہا ہی آخر باپ بیٹون مین پیچ چلنے لگا مگر نسیم جہاندیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ
پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے شباب رو نے یہ سنکر منہ پھیر نسیم نے
حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبا سے شباب رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو
جواب بار اصبا بیہوش ہوا صحرا مین لا کے رستے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا
لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون اے بچے اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کردیگا تو تیری مین
جان بخشی کردونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سباک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ
اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ اے باباجان مجھے
اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سباک رو تو خود عیار ہی مکار طرار فرار ہی قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے حوصلے نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صبائے سبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہے کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو پا ناریھا ہے جب صبائے سبک رو
نہ قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے
تو خنجر مار دے سر جدا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صبائے سبک رو تڑپ رہی ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سبک رو نے دیکھا پشت پر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار رفرف کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین یلمان مردم در
قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوئے صبائے سبک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا نیمچہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ
یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک موے جسم بھی صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ
ہے کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر گوشے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہہ رہا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانہ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بھیا میرے سامنے تو ہو اور جھپٹکر ایک نیمچہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے نیمچہ چلنے لگا شاپور نے کترا کر ہاتھ پر نیمچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آگے پہونچے صبائے سب حال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

لگا

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ بیچیا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس بیچیا نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر یا لک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت کیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کرکے آئے ہین باپ سے تمہارے مقابلہ کرکے تمکو لین گے مگر اب تمہاری یاد مین ہماری کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گرے ہے حسن کو للہ اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہواے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
جلے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو کبھی صورت مرے یوسف کی
دوبارہ جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

یہ ظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

کھنچا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اُسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اُٹھتا نظر آیا بیابان مین

ہویدا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا کہ بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر
صدا آئے حبذا قاتل مٹی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

نہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہین آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سر انجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
پرون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائیگے زنا جو ہی جو ہر ذاتی
مثال شیر خلقی ہی حرارت مرد میدان مین

صبا سے شبرنگ رو نے عرض کی اے شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہرچند کہ شاپور
نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ
عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا اگر حال نسیم کا عرض
کرتا ہون کہ گرتا ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر
آیا ہے ساٹھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہے پلیان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کرکے لایا ہے عیار بھی اسکا
اُسکے ہمراہ ہے مہوت نے کہا قضا اُسکی دامنگیر ہے یہی اُسکے قتل کی تدبیر ہے کل مین قلعہ سے لشکر
لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اُسکو تیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو
خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے
ہوئے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا نہ حیران ہو کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ
ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہے اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر
اسنے سمجھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھی تھی اپنے دروازے کے ہاتھ
رکھے ہوئے زار زار رشک ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار
آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پھریگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ
آگے بڑھی اُسنے پکارکے آواز دی واری مبارک ہو مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
قریب قلعہ کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبا سے شبرنگ رو ملکۂ عالم نام
ایرج نوجوان کا سنکر پلنگ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے شہریار
یہ ایک مہینہ ہم پر کس مصیبت مین کٹا ہے شبہاے تار ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا
مگر بات بڑی سخت ہے ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مہوت
قلعہ بند ہوگا تو بسواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے
لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا تو صبون سے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے
باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
پہلو سے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اسکا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس
جوان کے ٹکڑے کرین دونون کیا کھلے ملے ہوے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم پھاٹک
دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگاؤ کہ نسیم شباب رو دروازے پر حاضر ہے
محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا اے نسیم کیا ہے کہا
اے شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا کے
شباب رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوے
آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہے ہر چند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار
کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو کچھ
ہوے پہلو سے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین فتح کا
شکوے و شکایت کھلے ہوے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب
آتا پہلوان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہے خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کو میرے
آپکے قبضے مین اُسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر ماریے قلعے کا پھاٹک
بھی بند کرلیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سنکر مہوت تیغ زن نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اے نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا
بہادر ہے مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُس پر غالب نہ آتا تھوڑے
عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہوگئی مہوت نے حکم دیا کہ شہر والے بھی پہرے نہ رہین وہ بھی
تیار ہوکر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شباب رو کو یہ بڑی
فکر ہے کہ مین بیشتا ہو رشیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا بیٹا قتل کیا ہے مین اُسکا
جب تک تن سے سر نہ جدا کرلونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان
بصد شوکت و عظمت و شان پہلو سے ملکہ کے بیٹھے ہوے ہین باتین فرصت کی آپس مین
ہو رہی ہین دفعتاً بیٹھے بیٹھے صبا سیاہ رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت
دل گھبراتا ہے اے آقا سے نامدار آپ نے یہ حکم کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر
ہو جاے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہے پہلوان مردم در کو خبر نہین ہے اب

پھر دو پہر یہان ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہین ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو مین
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کردون کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شبک رو خبر کردے
اور وہ رات کے وقت ارادہ شبخون کا کرے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا سے شبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوا ہے
جرات ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہو مگر تم سچتے ہو جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے یا پہ ہو کہ تمھارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہین صبا سے شبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتین کر کے بشکل اصلی
باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم سبکرو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہین صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی مین جا کے
بلمان مردم در کو خبر کردون کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی امن ہین اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جاینگے یہ دل سے باتین کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا پھاٹک پر قلعے کے آ کے
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا سے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخین
سو ہین سے کاٹین اسمین سے نکل کے بھاگا یہان بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیون سے کہتا ہو یار غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے مین گئے ہین ایسا نہو راہ مین روکے جائین اور
خدانخواستہ دشمنون مین گھر جائین ہین تو عاشق جمال عدیم المثال ہون جبسے آقا نے مجکو نوکر
کیا مین یہی چاہتا ہون کہ لمحہ بھر انکے سامنے سے نہ ہٹون جمال اس شاہزادے کا دیکھا کرون میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہو ہرچند کہ آقا سے نامدار ایسے نہین ہین کہ ہزار دو ہزار سے مغلوب ہون شیر
کے مانند گلہ گوسپندان مین آپڑتے ہین ماشاءاللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ مین لڑتے
ہین افسرون کو گھیر کر مار لیتے ہین مین نے انکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانون سے الگ دیکھا ہی
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ مین ہم بالکل دخل نہین رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہین کہ
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہین اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب لیاقت
طرز جنگ مین وحید عصر تھے باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلبان نے دیکھا صبا سبک رفتار
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہے پکار کر آواز دی اے سپہ سالار آقا سے نامدار باغ مین ملکہ کے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آ کے گھیر لیا ہے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہو سکے بلبان ضرغم دستہ سنکر گھبرا گیا
کہا اے صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بر وقت جا کے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہائے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے طلا سے پر ساتھ سو جو دستے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبا سبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لیجیے وہان فوج زیادہ ہے بلبان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پہنچے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا
فوراً آنکھین اپنی ملتے ہوئے اٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوئے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز توپون
درست کر رہے ہین بتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ ہین تیل بھرا ہوا ہے
اسکے آگ روشن ہے کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلبان ضرغم دم فوج کو لیے ہوئے آتا ہے
گولہ اندازون نے یہ سنکر توپون کو پھیکا کے کان ہین ایک دوسرے کو نہین معلوم کیا پڑھ پڑھ کر
کہا کہ بس دفعۃً توپین رکین اور گرجین اور آگ اٹھانے لگین بلبان ضرغم دستہ جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹ جاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوتل
بارکر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو چٹیا
روکین کہ پیدلون سے گرد اڑ رہی دیکھا بلبان گرد ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اڑتے ہوئے
اسقدر جلد آ کے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کر سکے بلبان ضرغم دم برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اڑا کے
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈال دیے گھوڑے اس پار آگئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلبان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلبان چلا باقی ماندہ سپہ
جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی
کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہے اندر گھس آئے ایرج تلوار ٹیک کر
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئی چار سو کنیزیں پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہے کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شجاعت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہے کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی ہے پہلے بیلداروں کو قتل
کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہے سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھ کر حلقۂ آتشبازی مارا ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہے میں جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہوں شاپور کب مانتا ہے ایک چیتے چالاک
جنگ میں بیباک ہے چند حقے آتشبازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور پشتی بانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہے افسروں کو تاک تاک کے مار گرا دئے رکب کے صدہا لاشہ پڑا ہے ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہے مہبوت نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہے
سنبھل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے بڑھ کے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزوں کے
باغ سے نکل آئی ہیں تیر و کمان لیے لیس کھڑی ہیں پہلے ان کو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہیں ملکہ نے جو دیکھا کہ اب ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیر مارو پہلے اپنے کان تک سے کھینچی کمان اتاری چار سو تیر
جو ایک مرتبہ چلے چار سو کا ذکر گھوڑوں سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوئے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا
دور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آ کے سب کو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئیں اور جو بس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجھ کو میرا خوف نہیں ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیو قریب نہ آئیو ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جیسے کا مبہوت تیغ زن سے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اب تو بہت جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا فاتحہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر اسی طرف چلے چاہتے تھے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے آ کر ملکہ پر ہلہ کیا ملکہ نے دیکھا دیڑھ لاکھ فوج کا اسی طرف رخ ہے گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں اے معبود دا کو موجود وقت مدد ہو ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے ۔ نظم

می طپید در سوز عشقت سینۂ سوزان ما / در غم ہجر تو گریہ دیدۂ گریان ما
کن نظر یا رب بحال بے سر و سامان ما / گوش فرما بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار و ہمہ یاران ما / تو مددگاری بیں از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی / در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان / از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی / بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدۂ ما / نامۂ اعمال ما و فرد عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم / دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہو بسبب تیر اندازی کے جوانمرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامرد تم ہم سے آ کے مقابلہ کرو عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مبہوت نے پلٹ کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اور سے تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیروں کو قلم کرتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو ماریں اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہوگا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزادے کا زخموں میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر ہر سے الگ ہوئے شمشیر زنی پیدل ہو کر کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم پاس رہو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہوچکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دو سو پیک پیچے ساتھ ہین مہوت نے آگے بڑھکر کمندین مارکے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دو سو پیک بیچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوے ہین نسیم شبک رو چاہتا ہی پہنچین و ہین کمندین مارکر پکڑ لون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہوکے پکار اٹھے ای خدا و ذلیل و تہا مجکو بچالے نظم

برخطا کاران براہ لطف فرمودی عطا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی
خلق میدارد بحکمت گردن اخلاص خم
کس نہ بیرون برد از تعمیل فرمانت قدم
ساختی شاہ و گدا پیر و پیمبر ساختی
رنگ فو کردی عطا اندر چمن گلزار را
ساختی بیمار الفت نرگس بیمار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی

بے نوایان را بفضل خویش بخشیدی نوا
گمرہان راہ الفت را تو کردی رہنما
مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نزد ای صاحب فرمان بفرمان تو دم
جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
سبزہ سرسبز کردی تیر نوک خار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
زود باغ بلبل نالان مسخر ساختی

بیقرار ہوکر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے وفا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا نے پیک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہی صبا نے اسکو تیغ مارا زنگی کا سر کٹا صبا گھوڑے کو لیکر اڑا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم دنگی گرد پھیر پھر کر لڑ رہا ہی ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان گئی پشت پہ ہاتھ رکھکے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجکو قریب مہوت کے پہونچا مرکب ہوا سے باتین کرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دولتی ماردی ایک سوار مرگیا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دوچار پامال ہوے بلمان مردم در لے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے
پرے درہم و برہم کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیادل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی ای آقاے نامدار ذرا تامل فرمائیے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چیخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اٹھا ای شہریار الامان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرطیکہ ایمان لائے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہے کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسران
اپنے اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہے ای آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہے آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاپور شیر دل قریب تھا اسنے عرض کی ای بلمان مقام انتشار
نہین ہے یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہے تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہے
پیشانی اسکی منور ہے مبہوت نے وزرا سے صلاح کرکے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پہ
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر ای
مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خورشید مجکو ملا قسم نوجوان کا سعد ہی کہان ڈھونڈتا ایرج نے کہا ای مبہوت ہمکو
جلدی ہے کہ اپنے کوتا یہ طلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی بائین پر اسی قلعے کے
صحراے زنگستان ہے اسی جنگل کو طے کرکے قریب کوہ زنگار تک کے پہونچیے کا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہوا ہے ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلا تکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آئے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا ای ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئیں کہا اے شہریار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانۂ فراق میں راتیں ہجر کی کیونکر کاٹے گی میرے دل کی عجب کیفیت ہے نظم

پیدا ہو جس سے رنجش کسی شہسوار کا / آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا
دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے / مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا
کیونکر وہاں یار سے تشبیہ دوں اُسے / غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا
یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں / اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا
بعد وصال ہجر میں یوں مبتلا ہوا / کیفیت کہ جیسے ہوتا ہے صدمہ خمار کا
بستر میں کہ سب سے یہاں میں گرگیا / آنکھوں نے پھیری باگ نہ دیکھا غبار کا
دیوانے مانتے دشت کو زنجیر توڑ کر / نالہ دونوں میں یاد آگئے کھٹکا جو خار کا
اللہ ری صفائے رخ رنگین یار کی / گل کو بھی اس مقام پہ تبہ ہو خار کا
اب اسکے آستان سے چھوٹے میں کیا ہے یار / رہی رند جب محل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا اے ملکہ عالم بیٹھ کر طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسکی قلعہ کی ہوگی تجھے معتقد کر لینگے تب لشکر میں جائینگے ہمارے بیہی اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا غم و الم کا دل پر ہجوم نہ ہو دشمنوں کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جہانتک ہوسکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمھاری جدائی شاق ہے مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہے کہ ہمکو تنہا کا پیش و پیش ہے یہ کہکے باہر نکلے مبہوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہسالاری مقرر کریں لیکن اُسنے عرض کی غلام سے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہے امیدوار ہے کہ ہمیشہ کمترین قدوم میمنت لزوم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہسالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحراے زمردستان کے آئے آتے سے شاپور شیر دل ساتھ ہوا اُسنے عرض کی اگر خلاف نہ ہو تو کچھ عرض کروں ایک ہفتہ اسی صحرا میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہاں سے کوچ فرمائیگا ایرج نوجوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحراے نرگس میں فروکش ہوتے ہیں وقت پر انکا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شورشان نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعۂ قراطاق میں اور مقابلہ پہلوانوں سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
رگ و ریشے میں ہو شراب آمیز
لطف ابر سیاہ بھی دیکھوں
چاہتا ہوں کہ نشے میں ہوں
دیکھوں ابر سیہ کی کیفیت
ساقیا اس میں ہے بڑی صنعت
جھوم کر آج ابر آیا ہے
میکشوں کو مزا دکھایا ہے
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
دشمنوں کو بڑا ملال ہوا
جمع میخوار ہو گئے آ کر
ساقیا آج تو نہ ہو چلکر
پہلے دور شراب ناب میں
اسقدر ہم پئیں قرابا
چہچہے قہقہے اڑائیں آج
نقش پا ہو ترا سر تاج
ساقیا ہے یہ ترا احسان ہو
رنگ محفل ہو کیسے جانان ہو
حالت ابر ہو فرح افزا
لطف محفل ہو جسپہ جان ادا
میرے کہنے کو مان لے ساقی
ابھی میخانے میں ہو مے باقی
آج ہو میکدے میں لطف نظر
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
ساقیا ہوش بھی آئیگا
میکشی کا مزا اٹھائیگا
ای قلم داستان شیرین بیان
ہو وے تحریر بر سر میدان

چہرہ حاکمان معرکہ جرأت و جلادت و یکہ تازان میدان شوکت و سطوت اس داستان سحر نگار کو یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں۔ مشہور تصنیف مصنف راقمان سوانح عجیبہ و محرران نو لیسندہ از ید بیضا سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ والاشان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوئے شیرنگ بن عمرو ساتھ ہے ایک نخل کے سائے میں آ کے ٹھہرے مرکب کو دوا سے کے چرنے کے چھوڑ دیا آپ شیرنگ سے باتیں کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ کیوں اے شیرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آج تک آوارہ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار صحرا نشیب و فراز میں پھرتے ہیں کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوتی شیرنگ کہتا ہے اے شہریار آپکو بھی انشاء اللہ لشکر مل جائیگا گھبرایئے نہیں وقت پر موقوف ہے اسی مقام پر ٹھہرے رہئے جگہ بھی دلکشا ہے یہ بیان سے قریب ایک قلعہ ہے اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہیں قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہے کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر چونچ میں دبا کر آ گرا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس
کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہوا اسکو اٹھا لا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ
حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے پلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا
حہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جاکے سر لاتی یا
زندہ گرفتار کر لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہو انکا ستانا
اچھا نہیں اب حکم ہو تو ابھی جاکے لاتی ہوں یہ کہکے حہلیل اڑی آسمان پر جاکے
نظر کی نور الدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہے
تڑپ کے گری نور الدہر کو اٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق
کے سامنے لاکے نور الدہر کو حہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤں نور الدہر
کے زمین سے لگے تمام سیلے حہلیل جادو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلادوں کو
بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نور الدہر پہ آیا
کہ لے کا خط گردن پہ دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہے ہیں کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اس سے
نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار رکھتا ہے کس کس
افسوس کر رہا ہو جلاد شمشیریں لگا رہے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان حیران ہیں
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلاد خنجر مارے کہ ایک
جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لگا ایک سیاہی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب
آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو
انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرونگا
سمجھا دونگا کہ خبردار روز آیا کرو ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اترین قراطاق نے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آ کے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار میں یہ کیسا ہنگامہ ہے قراطاق نے کہا نبیرۂ امیر حمزہ
صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہے سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹاؤ ذرا ہم تو دیکھیں کہ کون جوان ہے اگر گنجاب کا نواسہ ہے تو
گوہر ملک کا بیٹا ہوگا میں ایک زمانہ میں پرستان ملاقات کو گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرأت کرتی تھیں کہ نہایت کمسنی میں اس جوان نے جا کے طلسم گوہربار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدہر پر پڑی نور الدہر نے بھی نگاہ یاس اٹھا کے سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو یوں بیٹھے تھے نگاہیں جو اٹھائیں تیر مژگان سینۂ سیماب
پر پڑے سیماب بیقرار ہو گئی کہا کیوں اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا مجھے اس میں کیا دخل ہے قدرت
نے فرمان بھیجا ہے سیماب سحر طراز نے کہا میں تو اسکو قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہے خطاوار کو قتل کرتے ہیں یا بیخطا کو قتل کرتے ہیں کون یہاں
اسکو لایا تھا مہابیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرأت
اور ہمت کی تعریف کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیوں بیہودہ بکتی ہے میں اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہابیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہابیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اڑ گیا پکار کر آواز دی کیوں اے
شہزادہ صاحبقران کیا خیال ہے اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے چلا کے کہا اے
سیماب کیا غضب کیا شامت تیری آئی ہے جو تو نے مہابیل کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
ہے قدرت تجھکو سنگ سیاہ کر دینگی سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو کہ تجھکو بھی غصہ آ جا
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہے قراطاق نے کہا تجھے دیوانی ہو گئی ہے کیا دو گھڑی بیانگی
سیکڑوں جادوگرنیاں اسی طرح عشق میں ان جوانوں کے تباہ اور برباد ہو چکیں
ابھی فی الحال میں اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے تباہ کیا ہے

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین انکے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اٹھی قراطاق جادو نے گولہ اٹھایا کہا اے سیماب مارون گولہ
کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو
قراطاق چلا کے اپنے مقام سے اٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے میرا
ہاتھ آہستہ کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا اے قراطاق
تیری کیا مجال ہے جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام
خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرنا درختون سے آواز دینا طائرون سے بلوانا کام اسکی
خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول مصرعہ کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہے چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے تو ہر دندان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہے کہ جس سے دس بیس کے
سر اڑ جاتے ہین ساحر پھر باوجود یہ کہ ہیبت کرتے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہے کبھی لڑتی
ہوئی سامنے نور الدہر کے آتی ہے اشارہ ہے کہ او ظالم دیکھ مین نے بسبب تیرے دکھ
مصیبتین اٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے تجھے اور قراطاق سے
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے اب گرد نور الدہر کے سیماب نے ایک لکیر
کھینچی ہے کہ گویا حصار کیا ہے کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہے کہ ارے
باندھ لو اس گنہگار فریب کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہے لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا پاؤن ٹوٹا ہر طرف ہنگامہ ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہے مراد سیماب کی یہ ہے کہ قراطاق کو قتل کر کے شاہزادے کے ساتھ
عیش کرے غرضکہ [illegible] جان طرح دار اسکو معلوم ہو رہا ہے کہ عشق میں اس حسین جوان
کے چہرہ کو [illegible] کہ انپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ سب انپر فریفتہ ہے
غرضکہ قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور سب
نور الدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا ہے تو [illegible] اور خود مرتا [illegible]
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور للکار کر آواز دی کہ [illegible]

ایسا پھیلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب میں تیرے جھوٹے مکر
ایسے مکان میں قید کرتا ہوں کہ اسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہے جو شاید ساحری
و جمشید پیش پا ہو یہ سحر آتشین کا بنایا ہوا ہے ہفت پیکر کی خدائی میں نا قید رہی اسکا زوال
اب قریب ہے یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اسنے
ہنس ہنس کر ان سحروں کو دفع کیا کرتی ہے اور کہا و دیا اسنے میرے ہاتھوں سے تیری کیون قضا
آئی ہے دیکھ کہتی ہوں کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قراطاق سے نہ مانا شعلہ فون آلود کا ہاتھ مار آتشین
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چمکا کر کی قراطاق کے دیکھا سب ہوسکے ہر نے سے
اسکا نامہ اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھوں کو چمکا کے روشنی کرتی ہے جب جگنو سا ہوا کا
چلتا ہے روشنی گل ہو جاتی ہے سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نورالدہر کو پہنچے میں اٹھا لوں لیکن
بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی ہر تمام میں قراطاق
جادو بود نام ساحر فریاد کرنے لگے کہ دہائی ملکہ عالم ہم آپکے تابعدار ہیں سیماب نے سحر سے
لے ہر دو کا سب ساحر اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اٹھا کے
دیکھا تو شاہزادہ نورالدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحروں نے پوچھا کیا
کہنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کر ڈالونگی سب نے عذر کیا کہ ملکہ عالم
ہم تو جنگ میں مصروف تھے ہمیں نہیں معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا تم
کسی بات میں عاجز ہوں ابھی دریافت کرتی ہوں جہاں نورالدہر بیٹھے تھے اس مقام
آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہیں اسنے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاحبو تم سب جانتے ہو
کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کہکے ان دانوں کو زمین پر پھینکا ایک دانہ اچھل
پکارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہے صاف صاف بتا ورنہ کچھ نہ کرونگی وہ دانے نے چیخ
مثل انسان کے آواز دی کہ مہر جادو مالک قلعہ مہر وارید نگار اڑتی ہوئی آسمان پر
جاتی تھی اسنے جو نورالدہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگئی یہ سنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی
کہا ابھی جاکر ہوں گو مہر جادو کو قتل کرتی ہوں میرے معشوق کو اٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی
بے آب کے تڑپ رہا ہے میرا تو اب یہ عالم ہے کہ جینا مجھکو دشوار ہے یا وہ لڑائی قلعہ کو فتح کرے

دی جان محبت مین کسی غنچہ چمن کی … سو نگھینگے ملک آ نکے بو ہرے کفن کی
شوق کے نوش البحانیان کسی غنچہ دہن کی … بستی ہی جو بجلی ہوئی مرغان چمن کی
خط نکلے پہ بوسہ رخ پر نور کا پایا … خیرات ہے سمن کو ملی چیا ہے کہن کی
کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا … پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی
کیا جانیے کیا دل عاشق سے کی … ہر بار کی شوخی تو سے پیا دہن کی
اُس کاکل مشکین کا جو بلا سے گذرا … سنبل کی سمجھا تو غلطا اور ختن کی
حسرت لیے جاتے ہین ہم اے بت مغرور … مشی بھی ملی دست عزیزان وطن کی
وان غیر کے گھر جانے کو چلی گئی پوشاک … تدبیر ہو یان اپنے لیے غسل و کفن کی
اعجاز نما ہو لب عیسی کی طرح سے … کیا بات ہے کیا بات ہے اُس گل کے دہن کی
دور الفت گیسو کا مین دیوانہ ہوا ہون … زنجیر عشق پا نون مین ڈالی کسی سن کی
یاد آگئین انگلی وہ غزلخوانیان … محبت کہین دیکھی نہ کبھی شعر و سخن کی

سب نے سمجھا کہ کو ہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو پرلے سیر شکار کو نکلی کہین اتفاق سے گذر ایسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویران دیکھکر اسکو نہایت پریشان ہوئی ویر تک وہان ٹھہر کے رو رو کہتی ہے کیا افسوس ایسے مقام ویران ہو گئے سلاطون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ ناچنے گانے کی آواز کان میں آئی جو بڑھکے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہے اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہے نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہے کو ہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہو گئی سحر کر کے تڑپ کے گری کمر مین سے دیکھ لے اڑی راہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہہ رہی ہے کہ کو ہر کیا معشوق خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی سچ ہے ایسے معشوق طرح دار کسے ملتے ہین دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ بر پاسے ہوا ہے پیٹن غرور و ناز سے

اشارے کرتی ہی کہ نور الدہر نے شرما کر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت
محفل عاشقان اور رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہی تو ساحرون مین گھرا ہوا آیا ہین
تیری جان بخشی کرکے اُٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند روز پیشتر سرکار
خداوندی مین پر سر عہدہ واسطے بزرگ ہین مجکو خداوند کی زیارت کرا دینگی وہ تجکو نظر کر
کرینگی عہدہ جلیل سے سرفراز فرماینگی نور الدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نور الدہر بن
بدیع الزمان ہی ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلا ہون اس ملعون سے ملاقات کرکے
ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین
میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہی دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران
زمان لشکر گران لیے ہوئے ایک مقام پر فروکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگیگا ابھی تو چار پانچ پیش کرنے کو باقی ہین انہین برتے سے وہ خدائی کر رہا ہی
انشاء اللہ اُن پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پر
نظر کرکے کہا ای شاہزادہ والا قدر مین تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام دل سے قبول
کرتی ہون یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوئے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو بلا فتح
کرونگا اُن سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سہرا اُتار نور الدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین
گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی
مین نے اسکے واسطے بارہ برس سے آستانہ کو رنگ ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت
کرتا تھا گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصہ مین بکتی ہوئی آتی ہی نور الدہر
نے للکارا اور غضب کیا بیہودہ بکتی ہو ہان او گوہر اسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز دی کہ
جیسا سمجھی گوہر کرتی مین ویسا سحر میری فرزندون کو یاد ہی گوہر نے اچھالکر گولہ سیماب
پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کٹ کر گرے سیکڑون
کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر تلوار لیکر اُٹھے سیماب نے بیقرار ہوکر سر جھکا دیا کہا
ای جوان سرکش ایکبار تو میری گردن سے اتر جا مین دل و جان سے تجہ پر جان دیتی ہون

نور الدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا اے سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں
سیماب دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہتی تھی اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان تیری
ساحری و جمشید و ہفت پیکر پھٹ کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں
نور الدہر نے سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوایا اب بیچ میں مسند سلطنت کے
پر نور الدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھیں کنیزیں سامنے
دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر بچھا
رنگین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش میں نور الدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گرج کر آیا
برقیں چمک کر زمین پر گریں گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھیں اور پکار کر آواز
دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہیں اور ایسی
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکلیل کنگرے کا سر پر دھرے جواہر میں غوطہ مارے بیٹھا ہے
گرد تخت کے کچھ جادوگرنیاں ہیں اور کچھ جادوگر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی او گوہر اور سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی یہ
شرط ہے کہ ابھی قلعے کو اڑا دوں نام و نشان تم دونوں کا مٹا دوں سیماب نے گولہ مارا گولہ
الٹا پلٹا اس نے سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا شق ہوا ہفت پیکر نے تیر بار کے
بر وجود بلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ سحر سے
قلعے کو بھی الٹ کے فیصلہ کر دوں ناگاہ کان میں نوبت و نقارے کی آوازیں آنے لگیں
نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا
یک ابر لہرا رہا ہے اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہے سحر کروں اور نور الدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہیں نقابدار سے عیار نے عرض کی اے شہریار یہ ساحر اب نور الدہر کو
مارا چاہتا ہے اتنا بڑا ساحر ہے کہ ایک اشارے میں دونوں جادوگرنیوں کو زخمی کیا
نقابدار نے وہیں سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر لقا بیدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا کہ جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہی ہیں تو اسکے سامنے
نہیں جا سکتا مگر لقا بیدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے
لقا بیدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آ کر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا لقا بیدار نے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہو گئے چاہتا ہے کہ لقا بیدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر ببرکت اسم اعظم کے
سحر تاثیر نہیں کرتا لقا بیدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا
لقا بیدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اور کھینچا دوسرے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تیغہ برق زبان بلند ہو کر
دست زبردست لقا بیدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپریں آہنی لہرا کے لگیں
چو زاغ و زغن نے گلا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہو کے
سپروں کے پرکالے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہونچی ہفت پیکر نے جو زاغ
زغن کے سر دیکھے اور سپریں کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا
اب دیو منہ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور کہاں تک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز
دی او لقا بیدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں
کچھ جیسے پیدا ہوتے ہیں کہ انکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
بوڑھا لال ہیرے نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ لقا بیدار مثل جبرعالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کیا ساحر زبردست جسنے گھاٹ ڈال کے قلعہ اکھیڑنے کا ارادہ کیا تھا اسکو
بچ کر بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا زاغ و زغن سے سر کٹا کے گو اسکو بچا پایا سب اسکے پیر تھے
جھکا کر لقا بیدار کو سلام کیا لقا بیدار زمین پر آیا کہا او شاہزادہ رستم خود حال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نور الدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار
جادوگرنیان اسکے ایک اشارے میں زخمی ہوئین واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہو نقابدار نور الدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارے
ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے نرگسستان میں فروکش ہیں نقابدار تو روانہ ہوگیا
نور الدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے لیکن ہمدم پیچ
جو پلٹا تو اسنے کہا کیا کہ جو قلعے راستے میں پہلے دہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نور الدہر اس راستے سے آتے ہیں ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر قصر سنگی میں
داخل ہوا انکا تاجدار یہ قلمون جادو قصر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کرکے پوچھا آج قصر
کیون خاموش ہیں حاضرین میں رہ گئے سبکا جادو ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا قصر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہو جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نور الدہر پلٹتے بڑھتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آگئے نور الدہر کی
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین
نور الدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو میں لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی
سنجا لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے یہ قلمون نے پلٹکر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہی یہ سنکر قلعۂ مروارید نگار جائے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے
گوہر جادو کی آبرو مٹا لے سامنے ایک نخل خیابان تھا بیچ اسکی شق ہوئی ایک ساحر نمودار ہوا
عجیب الشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ میں مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جاکر تباہ کرون
اور جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجا لاؤن قصر سے آواز دی ای مہیب جادو نور الدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اٹھا لاؤ یہ سنکر وہ ساحر اڑا اسوقت آکے پہونچا کہ نور الدہر کھڑے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی تھی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑیے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نور الدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع کریگا ہمارا تکیہ اسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کہ مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں نور الدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اڑا سیما سپ نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہے بے پروا ہو پیچھا کر کے اڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہے مگر گولا اسکا مہیب جادو تک نہیں پہونچتا راستے ہی میں پھٹ کر گر پڑتا ہے مہیب جادو بلند ہو گیا سیما سپ نظر سے غائب ہو کے پلٹی مگر کنیزوں کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نور الدہر کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کنیزیں حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہو گئیں صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہیں مگر مہیب جادو اڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا تھا کہ ایک آواز کان میں آئی اس طرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہے

غزل

نمود خط ہوا حسن و جمال لینے کو　　یہ چور گھات میں تھا کب سے مال لینے کو

کبھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست　　چلیں فرشتہ جنت جمال لینے کو

ضرور چاہیے مستوں میں ایک نہ اک ہشیار　　وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو

تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں　　خدا نے آنکھیں دی ہیں دیکھ بھال لینے کو

کھلا یہ عقدہ دہر میں پہنچ کر حال　　عدم سے آتے ہیں رنج و ملال لینے کو

سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے کچھ　　میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو

شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے　　ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو

کھلیگی قیمت حسن و جمال اے یوسف　　جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو

شب فراق کے صدمے سہے یار مر مر کے　　جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو

لیا ازقضا نہ پھر دیا کس طرح اے شیخ　　نہ آئے گو رہیں منتی کلال لینے کو

متاع دل کوئی کیونکر بچا سکے اے رشک　　بلا ہیں زلف و رخ و خط و خال لینے کو

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سامنے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا گا رہا ہے بالوں کی لٹیں زمین پر پڑی ہیں سامنے دھونی لگی ہے دھواں اسمیں سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے مہیب جادو نے اس پہاڑ پر اتر کے ایک طرف نور الدہر کو گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونوں پڑے ہیں مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے مہشت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب مہشت نے یہ دیا کہ او ہیچیا تو کون ہے جو یہاں بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری و چشمہ ہی خداوند ہفت پیکر بھی گاہ گاہے اسطرف چلے آتے ہیں یہاں سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹا ماردونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا حبیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں مہشت نے پوچھا تو کون ہے کہاں سے آتا ہوا اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا حبیب نے کہا میں خدمتگار خداوند ہفت پیکر ہوں برلے گرفتاری نور الدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کرلایا ایک قفل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہے مثل مرے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں مجھکو بیٹھنے تو دیجیے آپ خداوند ہفت پیکر بر سر کوہ بو قلمون جشن کر رہے ہیں مہشت نے کہا دامن قدرت دراز ہے بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سناؤں حبیب بیٹھا مہشت نے چھیڑنے کو نکالا چند اشعار پُربہار گانا شروع کیے نظم

زلف شانوں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے ۔ دل تہ و بالا ہے اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے ۔ وہ کبھی رات آئیگی خوش ہونگے وصال یار سے
کیا قیامت ہے کہ تم ہونگے مرے محشر سے قبل ۔ حشر کے سامان دکھلاتے ہو چشم رفتار سے
ڈالکر باہیں گلے میں میرے لپٹے تو سہی ۔ آج وہ باتیں کرو میں اُس بت عیار سے
دیجے کبھی ایک بوسہ کوئی کام نہیں ہٹ اچھی نہیں ۔ دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آئیگا عمامہ پھر آ جھیلے گا ضرب ۔ سابقہ پڑجائیگا جسدن کسی میخوار سے
ایسے کیونکر وصل کی شب بھی گلے شکوے کرو ۔ منفعل ایسی لگا ہیں ہیں عتاب یار سے
اُٹھ سکے وہ پہلو میرے سے کبھی ہی نے لگے ۔ حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے
ہستی کبھی ہو ناخن تیغ [illegible] شہ ہوگی کارگر ۔ شیشہ و ساغر ٹوٹینگے اب میخوار سے
قاتل نادان سے تیغ ادا سے ذبح کر ۔ سخت جانکا حلق کٹنے کا نہیں تلوار سے
جیسے اک پردہ نشین سے لگ گئی آنکھ خیال ۔ شرم اُٹھادی کچھ رہا سلطان ننگ و عار سے

حبیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو مہشت کی زبانی سنا مست ہوکر جھومنے لگا مہشت نے کہا لے کا تحفہ اپنی دھونی کو جوکہ بیدا دھواں اور زیادہ نکلا حبیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

بٹھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانون کا پنجہ لڑکھڑا کے گرا سبک
گرتے ہی صنعت نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو ولیکن کر چکا تھا خنجر مارا دونون کا ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا صہیب کو اٹھا لیا شبرنگ نے آکر نور الدہر کو جگایا پہلے گوہر
جادو نے پوچھا ارے تو کون ہے شبرنگ نے کہا مین اس شہریار کا عیار ہون صہیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اسکو اٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے پٹکا پھر کیا نور الدہر کے منہ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نور الدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نور الدہر نے فرمایا ای گوہر جادو تم پر پرواز پیدا کر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آتے ہین
اسپ پریوش ہمارا صحرا مین چرا کر رہا ہو اسپر سوار ہو کے آئینگے کیون ای شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال مین چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اٹھا لیگئی مین نے مرکب کو دشت
مین یہ کہکے چھوڑا تھا کہ ای مرکب وفادار مین تیرے آقا کی تلاش مین جاتا ہون کسی کے قبضہ مین
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نور الدہر کے پر پرواز پیدا کر کے طرف اپنے قلعہ کے چلی نور الدہر
شبرنگ تلاش مین مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اس صحرا کے جو پہونچے جہان
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیون کے بولنے کی آواز آتی ہو غور کر رہے
تھے نور الدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین کچھ آدمیون کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہو ہزار
دو ہزار آدمی اسے گھیرے ہوے ہین ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہو کہ ارے رسیان ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب اصیل آنکھین نکالے ہوے
بیچ مین کھڑا ہو کیا مجال کسی کی جو قریب اس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہو یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہین آتا ہو کئی سو جوان
مار چکا ہو جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اسکو دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پہ باندھی ہوئی کوڑا ہاتھ مین
لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازمون سے دریافت ہوا کہ سقیم تاجدار اس
حوالی کا بادشاہ ہو مرکب کی خبر سنکر آیا ہو مرکب کو آکر گھیرا ہو رات بھر مین کئی سو جوان

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہیں پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے
ہیں شبرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دیں تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب میں ہاتھ ڈالا دو ہزار کی اشرفیاں نکال کر سامنے کیں کہا یہ تو لو تمہارے دیتا ہوں اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کرونگا شبرنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں کنوتیاں
بلند کیں مرکب کا شبرنگ نے زبان چینی میں کہا کہ اے مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر تجھ
کو لینے آیا ہوں یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا شبرنگ قریب آیا مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈالکے
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شبرنگ جست کرکے سوار ہوا مرکب کو
پھیرنے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہ یہ چابکسوار نہایت کامل و اکمل ہے دیکھو کس طور سے
مرکب کو تسخیر کیا ہے اب شبرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شبرنگ نے پکار کر آواز دی کہ
شہریار آتے ہیں یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب نورالدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کود
نورالدہر سوار ہوئے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوئے مقیم
تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرہ حمزہ ہے اسی کے مقابلے میں قدرت فرما گئے تھے یہ
لشکر سب کافرون نے نبرد کیا مقیم بیچ رہا ہے یارو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے
ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہے کہ بڑھکے شاہزادہ
نورالدہر نے تلوار پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا قیام نے امان مانگی نورالدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قاصد بھیجکر بلایا شاہزادہ
نورالدہر نے سبکو گلے سے لگایا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارۂ شاہی میں آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نورالدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج و تخت
کی ہمکو ممانعت ہے یہ فرماکر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ ایک صندلی پر بیٹھے صحبت جمی دور
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا ایوب وجماق ہاتھ میں لیے ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہوچکا ہو کہ چند ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اے شہریار کاؤس
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نورالدہر نے اسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہیں کہ گردیں اُڑ رہی ہیں پلٹنیں رسالے آتے جاتے ہیں بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نورالدہر نے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آرنج کا قد وقامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پہ اس دھج سے آکر اترا بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نورالدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہو ایسے ایسے لڑکے میں نے بہت سے قتل کیے ہیں یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے
نورالدہر کو خبر دی نورالدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہاں بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونوں
لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ
زریں پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفیں لشکروں کی جمنے لگیں میمنہ میسرہ درست ہوئے
کاؤس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان میں آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہاں ہو میدان
میں آوے تو حال معلوم ہو نورالدہر نے اسپ خوش خرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہو کہ اے شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے میں یہ رہتا ہو صدہا شیر اس میں تھے جب سوار ہوکے نکلتا تھا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند روز میں سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر گیا فتح کرکے آیا میں کیونکر
گوارا کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نورالدہر نے کہا اے قیام کاؤس کے قد وقامت پر کیا نظر
دیکھنا کیا ہوتا ہو یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسپ پیرپوش تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہیں سامنے گئے
کاؤس کے پہونچے آپس میں لگاور زن ہوئے چند قدم گھوڑا نورالدہر کا لگاور سے ہٹا
کاؤس نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونوں لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
ہیں کہ نورالدہر سے نیزہ چل رہا ہو ایک مقام پر نیزہ لگا نیزہ کٹ کر گھوڑا اڑا یا کاؤس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور فوراً اسی سے گرز گران سنگ اٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا پنجۂ ملک الموت کا ہو گرز سر کے پیچ دیکر دودستی گرز کاؤس نے
مارا نورالدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردوں تک پہونچی کاؤس نے
آواز دی اے ذرا اس جوان کی خبر لو ہڈیاں سرمہ ہوگئی ہونگی کہ شہر نگار [illegible]

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لختے خون کے منھ
سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نور الدہر کے زمین سے آشنا ہین شیررنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نور الدہر ہشیار مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اُس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نور الدہر نے بقوت صاحبقرانی سونڈ ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع سر خرسے کھینچ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نور الدہر کو پیادہ دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑون نور الدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نور الدہر کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نور الدہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ
ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین زرہ پارہ پارہ آج صبح سے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج
کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا کہ جوان
کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے
ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نور الدہر نے فرمایا ای برادر آرام کیسا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نور الدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نور الدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا ای شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلہ سے نجات
پائی نور الدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اُسکو زیر کرتا مگر انشاء اللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاہ پور نے عرض کی ای آقا سے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی۔

ظاہر ہوا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نور الدہر کہتے ہیں اُسکو اپنے قدو قامت
کا بڑا گھمنڈ ہے ضرور مقابلہ کریگا یہ فرما کے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا سیدھا
اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جا کے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہیں کہ عیار اُسکا طاؤس سیاہ رو
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہیں کسی کے آنے کا حکم نہیں
طاؤس نے آواز دی اے پہلوان دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو بھرے ہوئے سرنگوں بیٹھا ہے طاؤس نے پوچھا اے آقا
نامدار کیسا ملال ہے کیا خیال ہے کاؤس نے کہا اے یار وفادار اے عیار طرار مجھ پر عجب صدمۂ عظیم گذرا
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا ہیہات لائق سمجھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو شکست
کر دیا کل فن میں مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی
اسواسطے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں جرا لاؤں قید کر کے قتل
کیجیے اُسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہے کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہو گیا کہا
اے یار وفادار اگر تو اسکو جرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر میں
بجوا دے اور پوچھا کہ عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بارادۂ عیاری
لگا کر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شیر نگ نے آکر خبر دی کہ
کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے پکار کر شیر نگ سے کہا اے یار وفادار جا کے بجوا
بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ اتفاق ازل سے وکاتب تقدیر نے
پیشانی پر رقم کیا ہے وہی پیش آتی ہے بموجب حکم طبل جنگی بجوا کر نور الدہر اُٹھے کھانا
نوش کرکے آرام فرمایا شیر نگ عیار سے پورا انتظام کرتا پھرتا ہے مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ
نور الدہر پہنچا آکر آہستہ سے پردہ چاک کیا جھانک کر دیکھا بارگاہ مشعل و کافوری سے روشن اور آراستہ
ہے شمع ہائے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پر آرام کرتا ہے طاؤس اندر بارگاہ کے
آیا چادر کمر سے کھولا ایک سرا پاؤں سے دبایا اور دوسرا ہاتھ میں تھام کر چادر کو جنبش
دیا کہ شمع ہائے مومی و کافوری گل ہو گئیں ایک شمع روشن رکھی پائینتی کے قریب
پلنگ کے آیا آتے ہی کاشانے سے دو ... دوا بیہوشی رکھکر ...

لگادی دماغ مین جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجبند کاٹ کے
اُسی چادر مین شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر جہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیون سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سا یک روز اسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکتا مین اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلایہ پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نور الدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پتہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سنسان
میدان پایا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار سکا پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑا کہ چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا کہ
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجاوے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یا روباہ طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر ببر
مین نور الدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نور الدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانہ زنجیر مین غل ہوا سمجھ گیا کہ کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھتے تھے تو زن پیر زال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھپر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلادو کا ہلہ ہوا

دیکھا ایک پردے سے جلاد با خنجر برہنہ پکارتا نکلا اے پہلوان دوران میں اسکو قتل کروں اور مہلت ملے تو آپکو بھی قتل کروں کسی نے ہاتھ میرا نہ تھا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہے اپنی جرات پر مغرور ہے جلاد نے نور الدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کروں اور دوں کو قتل کروں تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہے جلدی قتل کرو نور الدہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہیں کبھی بیتاب ہو کر پکارتے ہیں اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے عجب مکر کیا ہے سوا تیرے کون معین و مددگار ہے تو ہمارا پروردگار ہے تیری صفت کیا بیان ہو سکتی ہے نظم

چو آمد آن گل رنگین بگلزار
گہے از گل عیان گشت گہ از خار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار

بجنبش شد فدا ہر بلبل زار
گہے از نور شد روشن گہ از نار
بیکسو برہمن پوشیدہ زنار
گہے برق و گہے ابر گہر بار

گہے از برگ شد ظاہر گہ از بار
نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
گہے ستارہ گشت و گاہ ہشیار
گہے مہر و گہے ماہ پر انوار

ز ہر صورت خدا صورت نماید　　نقاب از چہرۂ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نور الدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کے بیٹھیے اب نور الدہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شبرنگ نے خنجر مارا نور الدہر کے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نور الدہر نے سمٹ کر بیڑی کو مروڑا کاؤس نے پکار کر آواز دی ارے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کر دیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نور الدہر کے تلوار مارے نور الدہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر ماردی کہ اُس پہلوان کا سر پھٹا نور الدہر نے تلوار اسکی اٹھا لی شبرنگ نے حقہ ہائے آتشبازی مارے اندھیرا ہو گیا نور الدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہرا کر گری نور الدہر و شبرنگ باہر نکلے نور الدہر کے ہمراہی جو اُترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپہنچے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نور الدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نور الدہر نے زخمی ہو کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہو کر بھاگا

افسر کا پاؤں اُٹھا تو کل فوج کے پاؤں اُٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اُڑا کر دور جا کے ایک
شخص کے سامنے میں کھڑا ہوا نور الدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوئے نور الدہر
جاتے ہیں کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوئے چلے آتے
ہیں ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہائے فوج سرنگوں اہل فوج کے کلیجے خون ہیں لاکھوں سر
کٹ کٹ کے گر رہے ہیں دریائے خون کی طغیانی کافروں کی حیرانی و پریشانی نور الدہر کے
ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیر دشت نبرد ہیں کافر انکے سامنے پاپوش کی گرد ہیں صد صف رنج کیا
سوار پیدل بھاگے ملازمان نور الدہر بلوا کرتے ہوئے چلے آتے ہیں مقابلہ نور الدہر سے
کافروں کے قلب تھراتے ہیں کہ وہ پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علاف شمشیر آبدار کا ہوا
اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی پہونچایا تیغہ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ آیا
حملہ کر رہے ہیں غیرت سے کفار زمین میں گڑ رہے ہیں۔ کاؤس پکار رہا ہے کہ اے خداوند
ہفت پیکر میں تو آپکے حکم سے آیا تھا مگر صہیب جادو کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا پکڑ کر سامنے
تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی اے بندہ خاص الخاص کیا رنگ ہے صہیب نے
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا گرو منڈا بنارس کا گنڈا اُسکی دھونی میں کیا تھا کہ
میں بیہوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اے بندہ ہم قدرت یہاں سے دیکھ رہے تھے
فوراً قدرت نے آواز دی پنجہ جھکا وہ اُٹھا لایا تیری دستگیری کی صہیب چلا کر اُٹھا کہا یا خداوند
جہاں وہ جوان ملیگا اسقدر گولے ماروںگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
نور الدہر نے کاؤس کو شکست دی صحرائے ہول خیز میں لڑ رہا ہے کاؤس کو بچا نور الدہر
کا سر کاٹ لینا صہیب فوراً طرف صحرائے ہول خیز کے روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ کاؤس کی
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہے کہ بھاگ کر اپنے بیشے میں جاؤں یوں جان
بچاؤں نور الدہر سب کے آگے لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ یا شاہ
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ سا پہلوان ایسا گھبرایا یوں شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا میں ہوں صہیب ابلق سوار یہ کہکے صہیب نے ایک گولہ
مارا یا تو نور الدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آ رہے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا اگولہ صہیب نے مارا ساتھ والے نورالدہر کے پابہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہین اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیان کر رہے ہین سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہین پیدل منہ کے بھل زمین پر گرتے ہین اُٹھ نہین سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئین سپرین پشت سے گر ین صہیب ہرچند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سبکو مارلے بالکل بیکار ہین مگر کاؤس ایسا خائف ہو کہ گینڈے کو نہین بڑھاتا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یار و حریف کو قتل کرلو اب مسلمان بالکل بیکار ہین ان کو لاکھ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہین کہ نہین بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو ہاتھ پاؤن بیکار کر دیے زمین پر مثل مردون کے پڑے ہین تمھارے گھوڑے تمھارے قبضے مین ہین اُنکے مرکب پابہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو دست کر کے بڑھے تلوارین چمکاتے ہوئے چلے جو راہ مین مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوئے کہ ہم جدھر کرتے ہین وہ جدھر نہین کر سکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہین ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اس بلا سے نجات دے

نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف	ہرچہ طاقت ہست سرکش این نحیف
نیست امید بقا در زندگی	چون بسر مرگ است استادہ حریف
گل شود رخصت ز صحن بوستان	چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را حسد انگشت زنان	حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی بہ خوش کردی قلم	زانکہ بد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائین مانگ رہے ہین ملازمان کاؤس آمادۂ بدعت مگر حال سیماب سحر پیکر کا سنو کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو بچہ اُٹھا لیگیا تھا عیار و سردار تنہے ہوگئے سیماب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار مین بیٹھی رہی

کبھی بیقرار ہوکر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی

نظم

خنجر قاتل پہ رکھدونگا گلا
زخم کے خم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدہ دیدار یار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا رہا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بیمروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین سنبھلا
کشتگان عشق سب گرلوا دے
مژدہ باد ہو عاشقان باوفا
بار الفت کبھی اٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور کج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پہ کبھی شاید جن چڑھا
ملچلو تم ہر کس و ناکس سے رند

ایک دو ساغر کے پینے نٹ کیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تھا یہ سنے
رہ سنجا وسے دل مین دل کا حوصلا
مار ڈالا بے ثباتی نے مری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
کیجیے جسوقت ہو مستغنا

اسی حسرت مین گریبان صبر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار کرکے اُسپر سوار کرلائی ہو مین اگر شاہزادے نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دنیا اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزارہا ساحر اپنے زمانے کے سامری وجمشید ہین حضرت اُنکی قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس گوہر بے بہا کے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمہارا جانا ہرگز صلاح نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ کرینگے بلا سے مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین کٹتی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی پھول مرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر لپیٹے رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی عجب کیا ہے اُٹھا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا چھلا ساحر ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے کہا لو اتمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیماب نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراون کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

دیکھا

صحراے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہین نظر آئی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزار ہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
کہ ہا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی اوے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خداے نادیدہ سے
دعا مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سُنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نور الدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین شبرنگ بن عمرو مرکب
سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقاے نامدار وای مولا قدر شناس
کاشکے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا لیجے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین مہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ مہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
نہ دیا جب تو مہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلۂ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تھپکی ماردی اور
نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ اُلٹا پلٹا قریب مہیب کے پہونچا مہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور مہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب مہیب کے سحر کو دفع کرتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے مصروف جنگ
ہوے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب بہ پھرتی چل رہی تھی اول تو سیماب یہ زیادہ حیران تھی
کہ ایسے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس کچھ ارادہ ماتش اپنے خون مین رنگین کر کے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم مین طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے بھرنے لگا نور الدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یار و بود وہ تلوار کھینچ گئی مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب تھرا جاتی ہی ڈر ہی کہ ای سیماب کشتہ ہوون بڑی یہ تدبیر ہی جان بچا تا کسیر کی گئی زخم مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب سپر کی طرح سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہین جو سحر مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ جاتی ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پہ خود نادارد سر برہنہ شاہزادہ گھوڑا اڑا رہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا یہ چاہتے ہین اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤن اہل فوج کاؤس جان دیتے ہین نور الدہر کو بڑھنے نہین دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم مین طاقت نہین ہی مگر نور الدہر آمادہ ہین کہ جا کر کاؤس کو مارون قضاے کار گوہر جادو جو پیچھے سے عقب مین سیماب کے چلی تھی اسوقت آ کر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہ رہا ہی مگر مقابلے سے مہیب کے نہین ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ماہ عالم کیا تدبیر کرون سیماب نے کہا ای گوہر ایک چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب سے آتا ہی دنگ دیکھ اسے رہ گئے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا خون ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینہ پر کینہ پر کارد ہیبناک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا چاہتا تھا سوئی سی آبرو بچاؤن کارد جو آ کر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہیب جادو بود شیر غل مچا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے مارا گیا اب تو سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئین طرف کفار کے چلین نور الدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے سراسر خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ لینگے سیماب نے منہ پھیر لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کی

بڑھا نہ سکا حبیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کردیا ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا گوہر علین وقت پر آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک کردون نور الدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نور الدہر نے دی تو بیٹھی ہوئی سیماب ہٹی نور الدہر بلوہ کرکے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین نور الدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا ای شیر بیشہ جرأت مین آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نور الدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر حاضر ہو ایسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ شیرنگ کے مارا گیا چھبیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نور الدہر کو اسی بارگاہ مین آیا نور الدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پہ چلو فوج لیکر قلعے پہ آکے فروکش ہوے قصد ہے کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہے ای شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہے اگر آپ کوچ کرین تو مین تا بہ لوح آپ کو پہونچاؤن شاید لوح حاصل ہو نور الدہر سے صلاح کر رہی ہین کہ شیرنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ اس کا نام قلعہ سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے براے مقابلہ حضور آتا ہے کاؤس نے کہا ای شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کرکے گیا تھا مین نے اسکو زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی ہین سیماب نے کہا ای شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نور الدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو سیماب رونے لگی کہا ای شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤن لکی

عجب کیفیت ہے نظم

ناصر و دلبر ہوا ہے آن کر ہمخانہ آج	غیرت برج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہی منور شمع روے یار سے کاشانہ آج | پہ جلین آ کے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین وہ کمے سے رکتا وہ کسی کے ہی پی | طوق و زنجیرین تڑاتا ہی ترا دیوانہ آج
آرہی ہی قلقل مینا سے حق حق کی صدا | وہ بت کافر ہوا ہی ساقی میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہتا ہی مجکو سوز دل | تخلیہ ہی کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہی اے ساقی زہے میرے نصیب | آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھپر ناز | باغ مین لپٹا جو مین اس گل سے گستاخانہ آج

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو شکل سیماب دگوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدہ سپہ سالاری ساتھ ہی تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پا پیادہ تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اترتے وقت اسنے ساتھ والون سے کہا نور الدہر کون شخص ہی کہ جو یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہی مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہی کاؤس ہمیشہ سے حسن پرست ہی صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھ کر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جا کر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر کاؤس چلا گیا اسی کے کہنے پر نبیرۂ حمزہ آیا ہی فنون سپاہ گری مین عاجز کرونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہی اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہی کہ ایک معشوق وضع ہی چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نور الدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور بہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لین تا ہمہ پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو بابدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دس ملازم سوار و پیادل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شہرنگ نے خبر دی کہ بہمن بہ رسم سفارت آتا ہی لشکر مین بدعت کر رہا ہی نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کہ استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فخر و شرف مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر
براے استقبال چلا کاؤس کو نور الدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتش شعلہ مزاج
ہی ادھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن
نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون
بہمن سمجھا کہ نور الدہر نے بھیجا ہی جب تو کاؤس کو براے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھایا
ہی ورنہ تمہاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک دن کرلے
کہ جب میدان مین آنا تجھی کو بتانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے ناچار ہی
سواے خاطر کے اور کچھ نہین کرسکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس
مین جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور کرو
اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود
چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے غرض دبے کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نور الدہر مین آیا جہان جہان آراستہ نور الدہر کو
دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو مین دنگل کا کاؤس
بچھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پہ بیٹھے نور الدہر نے اشارہ کیا
ساقی بچون نے جام سامنے کیا نور الدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تبتو بہمن کو یقین
کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامد کی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کیا چاہتا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال
وغیرہ کرچکا نامہ سر سے لگا کر لایا تھا مین نور الدہر کے دیا نور الدہر نے اسکو پڑھا بعد القاب
ہفت پیکر نے لکھا تھا کہ ای شیر بیشہ صاحبقرانی بہتر ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کرکے لیجاؤنگا اس اقلیم مین مجھ سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور تو مجھپر کچھ فوقیت ثابت
ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نور الدہر
نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھکر دیدیا کہا جب ہماری سر میدان لیکر آتا تو سوال اطاعت کرنا
کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم جو رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو زیبا نہین

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر و زبر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار
ہے غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ و شنگ سامنے
کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی نظم

یون کس طرح سے وصف خط مشکبو کرین — کلی کو ہین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے سبون جا نا — ہم بادہ کش جو بہشت سبو کرین
منعقد وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو — بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے — عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب — حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہی — عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
چپکے ہین ایک شاخ مسیحا کی یاد مین — مردے جواب مین جو کبھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین — گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہون جو میکدے مین نہا جاوین — تعظیم سرو قد مری اٹھکر سبو کرین

نور الدہر نے دھوم سے بہمن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین
کہتا ہے کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فورًا اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر
ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پھر دن رہے نور الدہر سے بہمن رخصت ہوا نور الدہر تا
دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے بلا راہ
مین پہلوانون سے کہتا ہے یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مین نے
کبھی تو وعدہ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و
قوت تو خیر مگر منچلا ہے ساتھ واسطے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہے کہ اسکو دیکھکر
دنگ ہو گیا ضرور آپکی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت
کو کہا یا کیونکہ خوش ہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش
اپنی بارگاہ مین آیا سرداروں کو مژدہ دیا کہ سرداران مین سوا کاؤس کے اور کوئی
پہلوان نہین ہے کل اسکو زیر کرونگا دوسرے دن نور الدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بہانۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبر لیکر سامنے
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہی اپنے مقام پر
مقیم رہا ہی کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہیں جسوقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کہائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش و خروش تخت زرجدی پر مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجیں میدان میں
آئیں صفیں جمیں کاؤس آگے بڑھا دورکابے مرکب پر جھوم رہا ہی جب فوجیں جم چکیں
نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان و ای زیردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نورالدہر کی تعریفیں کرتا ہوا کاؤس بلبیہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا ای پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھکے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہگری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہیں آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہگری سے
ماہر ہیں ایسے ایسے اُنکے سردار ہیں کہ میری کیا حقیقت ہی مثل ہزبر بلبیہ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن و صفدر رطماس بن عنقویل دیو پرور زرہانجان و بحین خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہیں سب صاحبقران کے ساتھ ہیں یہ یکہ و تنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اسے جمع کیا ہی ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پاؤں توڑکے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتوں پر کاؤس کی ہنستا ہی بہمن نے کہا میرے تیر سے تو مقابلہ
ہو کاؤس نے کہا میں حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب میں بھی حربہ
کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آئین نیزہ

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں ایک مقام پہ کاؤس نے نیزہ بہمن کا کاٹا
کھینچ مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلایا قبضہ پر سیف کے ہاتھ ڈالا کہ
اے کاؤس مجھے تجھ پہ رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جسکا وار رکتا نہیں اگر پہاڑ پر ماروں تو
تا بہ تیغ کا تو کون کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کہکے
ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس
نے سپر کو گردش دی صاف تیغ پہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا ہاتھ بڑھا کے قبضے پہ ہاتھ ڈال دیا بہمن
نے گریبان کاؤس کا پکڑا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا
کہ اے کاؤس ماشاءاللہ اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن میں کیا
تجھسے پاپی کی کار کرتا ہوں خود رستم سے دلیر میں بہت ہے نہیں معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو ہی سپاہی
ہو تجھے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونوں میں کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفیں کرتے ہیں
نور الدہر اپنے مقام پہ فرماتے ہیں کہ کاؤس بڑے زور سے لڑا ہے کسی مقام پہ کمی
نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کہ کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پہ کشتی ہوئی
دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے تھامے بل کرکے دو ڈھائی قدم پیچھے
ہٹا کاؤس آیا دہان پہ آکے کاؤس کو غصہ آیا اپنے قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب
ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال اور دل کر لیا تو تھا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اور
کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھا کے دہان پہ موشگافہ تھا دونوں پاؤں
کاؤس کے موشگافہ پر پڑے گھٹنوں تک آ گیا بہمن نے پکارا کہ کاؤس کا کولہ اترا
اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن نے کہا کہ کاؤس کی مشکیں باندھ لوں نور الدہر نے
ہر چند للکارا کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لے گیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا
کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے شبرنگ نے شاگردوں کو
مقرر کیا کہ دم بدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے لگ گیا نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ میں آ کے
کاؤس کو سلسل کیا پہلوانوں سے کہا اسکو لے جا کل صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا [illegible] بیٹھے ہوئے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر نیزہ بسجیر کاؤس کو تمام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے میں کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار میں بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا ای کاؤس ابھی تک
بیلا نا نہیں گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد تیکسے گرفتار کیا اثیر نا کرتا ہی بہمن کے ہاتھ میں جام شراب تھا لی گیا دردشراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ قطرہ کا جو کاؤس پر پڑا شعلہ غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہوا غصے
میں آکر ایک مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی ٹوٹا بہمن نے کہا اسکو مارلو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اسنے اٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماری کہ پہلوان کا سر کٹا تلوار اسکی
کاؤس نے اٹھالی بہمن نے آواز دی اسے اس کو گرفتار کرلو سو پہلوان جو اسکی صحبت میں
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اٹھے کاؤس اپنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالے بہمن غل مچا رہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرلو کاؤس کہتا ہو تم آکے گرفتار کرلو انمین کوئی میرے لائق نہیں ہے
شاگردان ضبر رنگ برابر ضبر جا فرچتے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نور الدہر بارگاہ میں بیٹھے فرما رہے ہیں نہیں معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
ضبر رنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن میں لڑ رہا ہی ہزارہا سلاطین بہمن بارگاہ میں جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہیں
ڈال سکتا فرمایا ہی ضبر رنگ مرکب ہمارا تیار کرو خادم مرکب تیار کرکے لائے نور الدہر سوار ہو
صرف ضبر رنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے وقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ میں ہزاروں جوانوں کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہے کسیکا حوصلہ نہیں
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اسکو ایک تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے گرد اسکے
لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں بہمن کھڑے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہیں کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہیں
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہیں بعض دور سے ہٹ ہٹ کر رہتے ہیں خوف سے جان قریب
نہیں جاتے غل وشور کر رہے ہیں کاؤس ہر ہر بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی ای بہلوا

نہ گھبرانا مین آپہونچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہے کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے
لینا لینا کر رہا ہے نورالدہر مصروف جنگ ہوئے لڑتے بھڑتے طرف بہمن کے چلے جب کئی قدم
نورالدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نورالدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر
نے تلوار کو تلوار پہ روکا جیسے ہی تلوار مار کے بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا تڑپ کے
جو تیغہ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دوابرو تیغہ
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا چادر خون کی چہرے پہ پڑی اور پہلوان بیچ مین آ گئے
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اُسی مقام پہ مارے لڑتے ہوئے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے تھے کوے کے اُکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند
کیے جھوم رہا تھا نورالدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نورالدہر بھی
آ گئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر
آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پہ ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے
نورالدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے
پٹ پٹ بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہکے روکا
کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس مجھے اس
ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کرکے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے
ہوئے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب
کو پہونچائی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نورالدہر نے فرمایا اب ہم
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین
ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پہ جانا ہے ہمارے جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہے دل کی یہ کیفیت رہتی ہے

نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی

مرتے ہین بنگئی ہی جان پہ بیچارونکی — خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی
شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر — آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی
نقد جان تک تو خریدونگا سمجھے او یوسف — چھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی
نا بہ مزاجی مرض عشق کے باعث سے نہین — تندرستی مین بھی نرگس تو ہے بیمارونکی
زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عارض صاف — قلعی کھل جائے ابھی آئینہ رخسارونکی
ڈالدی ہیں پہ کلیجون مین غم فرقت نے — غور کرتے ہو تو کر لو جگر افگارون کی
یارب اعمال کی اپنے نہین ہو جائے سزا — حشر پر رکھیو نہ لغزش پہ گنہگارونکی
رنگ کھلتا نہین کچھ حال تمہارا کیا ہی — زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیمارون کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم ان دو ایک دن میں قبضہ کرینگے غم نا کر ہمارے فکر لوح مین آئے ہونگے ان مقامون پر انکو رستہ ملے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین چارون پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر کو آگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جا کے اسکو طلسم مین گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہو کے طرف قلعہ سیاہ پوشان کوچ کیا منزلین طے کرکے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نور الدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گیا ساتھ والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کر کے بیٹھون مصاحبون نے کہا اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کریگا ان لوگون کا یہی دستور ہے کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے کیا کہ تمنے قلعہ بند کر لیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹین گے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین کر رہے تھے کہ عیار اُسکا الماس تیز پا مجمع سے اٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین غلام جاتا ہی گرفتار کرکے اُنکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہے بہمن نے کہا اے الماس اگر یہ کام تو کرے تو گویا ملک بچا لیا سمجھے بڑا نامدار ہے اُسکی جرأت و شوکت آنکھون کے نیچے پھر رہی [illegible] لشکر مین گھس آیا فوج لیکر دیکھتے آن کی آن مین [illegible] اُسکا بڑا پاس تھا [illegible] زور و طاقت اک ملک لیا [illegible] مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون الماس نے

اسی وقت یا نہلے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر
کو جو کتھی منزل تھی ایک صحرا مین آ کے اُترے ہین کاؤس سے بارگاہ استادہ کرائی لشکر اُترا
نور الدہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سو رہے مگر الماس پہر رات گئے لشکر نور الدہر مین
پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہو پشت بارگاہ نور الدہر پر آیا ایک گوشے
مین بیٹھ کر نقب کھودنے لگا پہر رات رہے تک نقب کا بارگاہ نور الدہر مین تیار کر کے نکال کے
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پر پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے
قریب چھپرکھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہو کچھ مین داروے
بیہوشی کو رکھ کر سونگھایا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے گود کے لیکر گیا
نقب کو طے کر کے لشکر سے نکلا میدان پار کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ
اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آ کر پہونچا پشتارہ آگے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی
آہنگر کو بلا کر سلاسل کر لیا تب نور الدہر کو ہوشیار کرایا نور الدہر نے جو ہاتھ ہلایا خاک زنجیر مین
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفر مدار کو دیکھا فرمایا او بہمن بدکار کیا
عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر بہمن چاہتا ہو حکم قتل کا دون کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر یلغار کرتا ہوا آتا ہو ایک خندق کے پاس پہونچ چکا
ہو اب دونون خندقون کو پٹوانا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب
کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنگرہ بالاے قلعہ لیجا کے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب بھاگ آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نور الدہر کا گوارا نکریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نور الدہر کو بالاے
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق پٹوا چکا ہی دوسری کو پٹوانا چاہتا ہی بہمن
نے پکار کر آواز دی ای کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سر پر نور الدہر کے آیا جب تو کاؤس
منتین کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو صدمہ نہ پہونچاؤ نور الدہر نے پکار کر کہا کبھی کہ ای
کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہو آگے کو بڑھ کر مجھکو قتل ہو جانے دو کاؤس نے کہا غلام
کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی ای بہمن اگر آقا کا ایک

موے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ
نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نور الدہر کو لیکے قلعے مین آیا رفیقون سے
کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم
دیا نور الدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نور الدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز
صبح کو گیندا اڑتا آکر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نور الدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا ہی
حیران ہوکر کیا کرون قضا سے کار تیسرے دن جو کاؤس بلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا
بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نور الدہر کو وہان نہ پایا
سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندقون کو طی کرتا ہوا برج تک
کے پہونچا چاہتا ہی یہانتک نوبت پہونچی بہمن نے کہا ای الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے
کہا اور گنہگار کو بشکل نور الدہر بناکر زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت
نور الدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ ای بہمن تم بچکر میرے ہاتھ سے
قضا ہی کہان جاؤ گے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا
بہمن خاموش ہو رہا نور الدہر پر معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین داخل ہوا کہ نور الدہر کو الماس
تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اسنے کہا مین بھی جاکر
دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پر آئی اسوقت نور الدہر و بہمن سے کلام ہو رہا
تھا اسکی نگاہ جو جمال نور الدہر پہ پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی
آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نور الدہر کو قید کیا ہی کتنی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون
سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش
رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے یون بیزار ہو ۔ شاہ رگ کٹ جائے اگر عریان تری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ ۔ تو ہی ای ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت ۔ کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق ۔ دونون یکسان ہین برہمن سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو فخر | پا جسم دل میں ہو لیکن لب پہ استغفار ہو
مصر میں چلے مقابل تکو یوسف کے کریں | گنہگار و ہمسفر زلیخا سے سر بازار ہو
تیغ ابرو پہ ترے کیونکر گلا کاٹے نہ زر | کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھیں کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال پر ملال میں پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہے وزیرزادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہے ایک مکان میں آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہاں سے نقب لگائی نورالدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نورالدہر بھی زنجیر میں تھا رکو دیکھکر مائل ہوے سفاک روز خبریں پہونچاتا ہے کہ سردار آپکا روز بلدہ کے قریب قلعے کے آتا ہے بہمن نے یہ مکر کیا ہے کہ ایک گنہگار کو آپکی شکل بنا رکھا ہے اسی کو دکھاتا ہے کاؤس پلٹ جاتا ہے نورالدہر نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل ہے مگر میں بادشاہ سے جاکر کہتا ہوں کہ اگر آپکا حکم ہو تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں اس حیلے سے جاؤں اپنے تئیں پاس کاؤس کے پہونچاؤں نورالدہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے اور باغ سے میں نکل پڑوں ملکہ رونے لگیں کہا اے شہزادہ آپ دیکھئے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائیں سب آپکے دشمن ہو رہے ہیں نورالدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جاوے کہ اسنے نورالدہر کو چھڑایا تو فوراً بادشاہ قتل کریگا اور زندہ نہ چھوڑیگا سفاک تو خدمت میں بادشاہ کی آیا الماس جو نورالدہر کو چھڑا کے لایا تھا تلاش نورالدہر میں پھر رہا ہے جی میں کہتا ہے ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کروں بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دیں تو میں کاؤس کو پکڑ لاؤں بادشاہ خوش ہوگیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لاوے تو دولت دنیا سے نہال کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالدہر کو کوئی قیدخانے سے چرا لیگیا اُسکا پتہ نہیں ملتا اگر سفاک تو تلاش کرے عرض کی پہلے میں کاؤس کو گرفتار کر لاؤں تو اُسکو بھی تلاش کر دونگا بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو پھاٹک کھول دیا فوج داؤں سے سمجھا کہ کیا فوت ہو دم بھر میں سبکو پامال کر ڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھرتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گاتی یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

ہیں وہ اپنا دوست تھا راحت سے مجھکو غم ہوا	زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گھٹی پھر پردہ داری عشق محو غم ہوا	رک گئیں آہیں مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یا دلبر شیریں نے تیرے اے ستم	سیر سے حق میں التفات انکھیں بھی کم ہوا
درد دل زخم جگر کو ان سے ایذا تھی مگر	ترک صحبت جینے کی آخر کو اسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پہ اہل بزم کے	تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوئے وصل جاناں میں تسلیم	کیا کہوں کیونکر بسر کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوئے پہلو سے باغ کے آیا کمند ڈالکر دیوار پر چڑھا دیکھا تو ملکہ بہر سیاہ میں شیریں غدار کے بیٹھی ہیں اور سفاک نقیب ان کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر اسنے جا کر کاؤس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہوگی بہت ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہوگی سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ پہونچیں ملکہ رو رو کہتی ہیں اگر شہریار میں آپ کو نہ جانے دونگی ہر شخص آپکا دشمن ہے ان کو آپ سے بڑی کد ہے نورالدہر کہتے ہیں میں ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوئے فرماتی ہیں کہ اے شہریار مجھکو ساتھ لے چلئے میں بھی اپنی جان دونگی تمہارے بغیر ہو گا دل اپنے قابو میں نہیں ہے نظم

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے	سحر ہے افسوں ہے یا انداز ہے
وہ ہے آئینہ یہ عشق ناز ہے	چشم بد دور آپ تو اور ناز ہے
کیا کروں اظہار سر عشق کا	عاشق و معشوق کا یہ راز ہے
ہیں پھڑکتے تو گرفتار قفس	ٹوٹی پر حسرت پرواز ہے
حکم ہے چھیڑیں نہ ساز نے کبھی ساز	کیا مزاج دشمناں ناساز ہے
فتنہ برپا وہ کریں گے صبح و شام	گر یہی شوق خرام ناز ہے
مر بھی جاؤں تو نہ پوچھو جھوٹ تو نا	واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

تو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع	سوز سے لے یار ہم کو ساز ہے
ہم نے دیکھا رخسار تیرے یار کو	سرو سا قد اک بت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتا ہو اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اتر کے جا کر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی کو اس جوان کو مار لین اور اس درانداز کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر خیمہ کر رہا ہی دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر در شاہی پہ آیا چوبدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے پوچھا اے الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نور الدہر کو لیگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک نقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے نور الدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اب کاوس کو خبر کرنے گیا ہی رات ہی کو چلکر نور الدہر کو باندھیے یہ سنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود جاتا ہون چلکر نور الدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اس گیسو بریدہ کو سر بازار لا کر قتل کرونگا اسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکے چلا پہر رات باقی ہی نور الدہر مسند پہ بیٹھے ہین پہلو مین شیرین لقا ملکہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جیے کسی نے خبر پہونچادی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہی کنیزین پیٹنے لگین نور الدہر اپنے مقام سے اٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نور الدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا اے ملکہ عالم بڑی مشکل کی بات ہی سب بھیا اندر گھس آئینگا بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بھیا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اسپر سوار ہوے بہمن دروازے پہ کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی توڑ دونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت و شان نور الدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نور الدہر کو دیکھکر بھاگا فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مار لو تمام فوج نے نور الدہر پہ دھاوا کیا نور الدہر نے ۲۰

نعرہ کیا باشیدای کافران بیحیا و اہرمنا بکاران بد دغا۔ نعرۂ نور الدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ۔۔ کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش ۔۔ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگرے ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم + لقارا بیک دست بردا شتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + شکست نوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسردن کو تاک تاک کر ارا ملکہ کو ٹھے پر چڑھ آئیں کنیزوں سے کہا تیر مارو کنیزوں نے کمانیں سنبھالیں تیر مارنے لگیں حسن خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہیں کہ آسمانی آفت کہاں سے آتی ہے کئی سو سوار گرے اہل اسلام نے سر اٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہیں بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیرو میں جا کر ملکہ کو پکڑ لوں نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہیں نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہے مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیرانہ جنگ کر رہے ہیں مگر کاوش میں خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفیں خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہیں جیسے بوے مشک و عنبر آتی ہے ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگیں پکارتی ہیں اے کارساز و اے بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر جوش طیور ۔۔ سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو ۔۔ دم غنیمت دان ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زبان سرگرم در عجز و نیاز ۔۔ حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
تا مراز خدمت نباشی کے حباب صدق و صفا ۔۔ کن ندا اے رب سگی اے بندہ بیکسا شد قصور
بایدت اندر محبت تازہ سر و در رنگ زرد ۔۔ بیان و دل از سوز باطن گرم باشند تنور
ہست دنیا سے دلی دریاے ناپیدا کنار ۔۔ تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
خود ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو ۔۔ حق نماید پردۂ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیش خدا آید نظر ۔۔ زیر و بالا نور ذات کبریا آید ظہور

نور الدہر تیس ہزار جوانوں میں یکہ و تنہا لڑ رہے ہیں بہمن جلوہ کیے ہوئے طرف باغ کے آیا

جب کنیز بن تیر مارتی ہیں سو دو سو کو گرا دیتی ہیں بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہے او شوخ شدیدہ
اوکیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہوں ایک ایک نخل کاٹونگا دیواریں باغ کی گرا دونگا
کسی کو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو ستاؤنگا ملکہ نے
خود تیر و کمان ہاتھ میں لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے
کی آنکھ پہ پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگوں نے اسکو اٹھا لیا لیکر ہٹ گئے
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر میں
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہے آب و دانہ اسنے ترک کیا ہے رات دن مسلح رہتا ہے کہ اسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہے پکار کر آواز دی کون آتا ہے جواب دے ورنہ میں تیر مارتا ہوں
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہوں تمھارے پاس آیا چاہتا ہوں کاؤس [illegible]
رک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار بلبیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ میں دختر بہمن کا عیار ہوں میں نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو
تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھے کے پلٹ آئے
اب میں نے بموجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب جو وہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہیں نہیں معلوم قلعے میں کیا ہنگامہ ہے بادشاہ
سے میں نے اطلاع کی کہ میں کاؤس کو خبر لاؤں تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا میں اس حیلے
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہے کہ اے جھنڈے والا گو ہم اس عیار کی باتیں سنکر
کچھ عیاری شبہ کرتا ہے شبرنگ نے سنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہے بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد کر
شاید کوئی دراندازی کرے اے کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قلعے
سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچا کہ میں تو سینہ سپر
جاتا ہوں کاؤس نے گینڈا بڑھایا کہ چابک ماری کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو
کاؤس کو آتے ہوے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ اے کاؤس آج کیا ہے جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوا کر برج پر بٹھایا کاؤس نے

کہا اے مکارو اب مین تمھارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمھارے دام مکر مین گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا ہون قلعے والون نے توپین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے
پہونچے کاؤس خندق فاندا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہے تینون جنے
کاؤس فاندا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے گلے
و خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہے اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہے کئی سو جوان مار ڈالے اوس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اوٹھایا وہ غین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
بھی کہ دیکھو افسر اعلی یہی مکر تھا کاؤس نے کہا تجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھرے ہوئے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کرکے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو نور الدہر تنہا حریف روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکایک بلوہ ہوا دیکھا نور الدہر نے کہ کاؤس
دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہے نور الدہر نے آواز دی اے یار وفادار
کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے ہو پکار کے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کر لایا کاؤس جنگ مین شریک ہے نور الدہر لڑتے
بھڑتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے
عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کر دیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین
جو بہمن نے ہاتھ مارا نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کو بغل
و دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا فاتہ زین سے بہمن کو اوٹھا لیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نور الدہر نے فرمایا امان بشرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اقرار کیا
نور الدہر کی نور الدہر و کاؤس ہمراہ اوسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور اب

تخت پر بیٹھیں نورالدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے نورالدہر ذنگل پر آ کے بیٹھے بہمن نے وزیروں کو اشارہ کیا انھوں نے ترنج خوشبوئی سینے پر نورالدہر کے لگایا نورالدہر نہایت خوش ہوئے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہیں ہمیں تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار تلاش لوح میں ہیں ہچشم ہمارا صحرائے ترکستان میں فروکش ہی سبکا اسی سمت ارادہ ہی کہ سب طرف سے بادہ کریں ہفت پیکران پہاڑوں کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر میں جائے کوچ کا سامان تیار کرو ادھر سے پلٹ کر عقب کرینگے فی الحال فرصت نہیں ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نورالدہر نے قبول کیا کاؤس بلیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نورالدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بعد شوکت حشمت فروکش ہیں وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحرائے پر فضا میں فروکش ہیں ارادہ ہی کہ اپنے کو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤں ۔ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ مطرب ہی نوائی ساقی ہی باتمیز
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
سمجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
یہ ساقی نے تسکین دی پر ملا
کہ صحبت کی ہی جیسے دلکش فضا
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ دیدار کی سبکو خواہش ہوئی
تڑپتی ہیں کل مچھلیاں نہر میں

کہ جام وہ بس جو مجھکو ہو گا عزیز
تری میکدے میں جو آمد ہوئی
کہ ساقی کی آمد یہ رونق ہوئی
دکھا دے جو چہرے کا تو اپنے نور
چلے ہم کہ دور شیشے چلا
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
نہالان گلزار ہیں سبزپوش
ہر اک صبح کھلی ہی اسی لہر میں

تری چال بھاتی ہی ای مہ لقا
تو رندوں کو جلسے کی بھی کہہ گیا
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
کہ ہو قلب کو ایک شیشہ کا سرور
نہو رند مجوار اس درجہ تنگ
کہ ہو رند مضطرب نہ بر خاستہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ ہی نہر کو بحر الفت کا جوش
قدح نوش ہوں ساقی جم کے ساتھ

قدم اٹھ سکے ہوں او رندوں کے ہاتھ
چھپاتی ہو منہ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہیں تیرے سب بادہ خوار
ترے دور میں ساقئ مہ لقا
بڑھاتے ہیں میخوار غم کے سموم
اسیر جہانگیر والا تبار
ہوے کسکے کافرون کے اسیر
انھیں کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دختر رز خوب بے باک ہے
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا میں آوے ثمر
یہ رندوں نے دیکھا نیا ہے مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہیں کفار سب تھرتھرا
سنی جب ملکشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جرأت ہیں کرنا عیاں

جو دیکھا تو کیا چست و چالاک ہے
ذرا بزم میں ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا شیخیون نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہیں بہم
ہوا جشن اسلام رونق پذیر
چھیڑا باپ کو بصد کروفر
چہرہ غازیان عدو داستان فردوسی

و ترستان جام ما بہوشی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ سفیر مصنفان راقمان کتاب عشق انگیز + سحر نگار داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو لندھور کی زبانی کہ ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ فرمایئے کہ کس مقام پر ہین تحفہ حیات تو انشاء اللہ اس صاحب اقبال کے پاس سے لوح لانے مین کیا دیر ہے قضا سے کار ایک جو آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہے ایسا نہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب میں مبتلا ہو لندھور نے عرض کی بیابان سندون کو شکار کھیلوں گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آ جاؤنگا لندھور نے وارات عیار کو حکم دیا وارات نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کر دیا لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد و خان یا نصرانی بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکایک طائر جھاڑیوں سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرندہ شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضا سے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کر کے جو اس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پہ پڑا ہے باز اسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کود کے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے دروازے پر چند کنیزیں ماہ رخسار ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہے کہ خیمہ کا پردہ اٹھا بیچ خیمے سے ایک آفتاب طلعت ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے یارائے صبر نہ رہا بے اختیار پکار اٹھے اے مہ جبین وای نازنین ایک نگاہ پھر اٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزیں کہتی ہیں اے شخص تو کون ہے کہ ہماری مالک کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے یہاں سے اٹھ جا بیٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہوگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے سے اپنے قریب بلایا کہا اے ماہ پیکر وای سمن بر میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا پہونچا دے

غزل

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے — اے رشک جو دل میں ہے وہ کر کیوں نہیں جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے — اے غیرت خورشید و قمر کیوں نہیں جاتے
جراح سے زخم جگر بھٹے ہیں دن رات — ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے
تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی — دن رات بہے دیدۂ تر کیوں نہیں جاتے
رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں — ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے
کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس راہگذر کی — اس کوچے میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے
ہے یہ بھی کوئی زیست کہ مردے سے پڑے ہیں — بھٹکا رہے اس بیٹھے پہ مر کیوں نہیں جاتے
ہے عاشق بیدل کو خوشی رتبہ اسی کی — دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا خواص نے جواب دیا کہ میں جاکر عرض کرتی ہوں جیسا وہاں سے جواب ملے یہ کہکے خواص اندر گئی نہیں معلوم وہاں جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے آپکو یاد فرمایا ہے لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہے مسند جواہر نگار آراستہ گرد اسکے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہو کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہو اور کوئی اُگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہو کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری کی
پیش کر رہی ہو اُس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچۂ دہن وا کیا
اُگال منہ کا جو اُگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اُگالدان مین
ڈالدیے وہ گلوری گلے مین دبائی ہونٹھ پہلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
نازنین نہایت ادب سے بپاس تعظیم لندھور اُٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بے مثال کہ لندھور
کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کے نگاہ اُٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پہ
تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جاکر سفارت کی تھی اُن قبولات پر لڑے قبول سے گرے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ
رعب و دبدبہ حسن و جمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر چاوش
حسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج کچھ کہدو جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سرپہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی
بخت پہ ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن و جمال ماہ با کمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز
ہی ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اُس خواص سے
اشارہ کیا اُس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرنے پر راضی ہین اُس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو
کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین اُنکا جانثار ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون
فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بزرگ نہین مانتا خواص
نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپکو منظور ہی لندھور نے فرمایا اُنکے
بدل و جان قبول کرتا ہون پس اُس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
پنجۂ نگارین دست خورشید نما پہ رکھکر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا اے دارائے شہا

یہ جام پختگی نسبت ہے لندھور نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے جام اُس محبوبۂ پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہوا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد میں فرق نہو گا جو کہا ہو وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آئیے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے کھڑی تھیں اُنھوں نے فوراً طبلہ سجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگیں نظم

سرکشی عشق کی درگاہ میں منظور نہیں — پاؤں سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہیں
ہما ہیں اپنے خوشی رکھتی ہے عنقا کا غرور — دل غمگین میں بہت خاطر مسرور نہیں
جو کسی روز کہا ہو چکے شب باش نہیں — ہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہیں
طالب مرگ ہو خواہان ہے اگر راحت کا — گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہیں
زخم دل کا ہیں پھر کیف اٹھاونگا مزا — ہے نمک پاس اگر مرہم کافور نہیں
چشم بد دور سراپا ہے وہ اک عالم نور — جلوۂ حسن جمال بیت معمور نہیں
چشم عاشق کی طرح بہتا ہے ہر زخم جگر — کون سا داغ ہے سینے کا جو ناسور نہیں
جلوۂ دوست تو موجود ہے ہر شئی میں عیاں — آپ اندھا ہے تو آنکھوں میں ترے نور نہیں

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر مہر کی تدبیر کروں اُس مہجبین نے کہا جلد جائیے اب سر صاحبقران لیکر آئیے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوئے چند خادم ساتھ تھے اُنھوں نے راہ میں پوچھا کہ داراے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہیں گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادائے مہر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور پہلے قرار ول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور بدل پڑے ہیں ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈالتے ہیں اکڑتے ہوے چلے آتے ہیں شکار گاہ میں جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ میں آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان بالقصر بھی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اُسکے مہر میں سر صاحبقران مانگا ہے لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہے
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہے لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کر لیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کر لیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہے ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا مین آپ سے کیا یہی کار رکھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہے اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہے لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اٹھا ہندی کی کھینچ مین آگئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اترا لندھور نے کہا پہلے اس جوانامرگ کو
مٹا دونگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا اے داراب کیون اسقدر بدحواس
ہو گیا سچ پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہے امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہے مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرا دونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے بر سر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
انکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہے تو مین سر حاضر کرونگا میرا جانشین قائم رہے خیر خواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت ہے کیا اسکی بات سے انکار کرونگا جو اسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جس وقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اسی کی یاد ہے ہم سب کی صورت سے بیزار ہین وغیرہ
کیا ہے امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہے عمرو نے کہا
آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اس ملعونہ کو قتل کرون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ اے فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی کہ جا کر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جا کر اُسکا طرز دیکھ لون مجھ سے
داراب خبر لیکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا مشیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹے سے آمادہ جنگ ہی مین صبح کو
جا کر دیکھون کہ کیا رنگ ہی نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو کے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کیکا جانا قبول
نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بمجبوری بہرام ساتھ ہوے یہان جا بجا مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد جوشان
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانمرگ کہان ہی میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہی تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہی فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہی لندھور نے کہا ای فرہاد تجھکو
اپنی جرأت پر ناز ہی تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے کے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اُٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہی اور اگر خدانخواستہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا و عقبیٰ دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھ سے کیون بگڑتا
میرا حکم بجا لاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اُٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

ہو پہنچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہر چند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوئے ہیں سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اڑا کر بیچ میں آئے چونکہ بہرام بڑے سردار ہیں سب انکا پاس
کرتے ہیں آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے میں کھڑے
ہوا اور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بوجہ نادانی سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیاز مند کو برا نکہینگے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد دقان گیرنا سے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے مکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا ای دارا سے ہند مزاج کیسا ہو تمکو کچھ
ملک رسا پاتے ہیں ہمنے سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوئے اور مہر میں سر صاحبقران قبول
کیا ای رستم زمان سر آقا سے نادار زن بازاری کے مہر میں لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمہارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش میں آؤ
صاحبقران کی وجہ سے تمہاری بزرگی مانتے ہیں جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
ہو اگر تمنے امیر سے برائی کی تو ہم کیا تمہارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ
پر نازل لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور تجھسے
بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہیں تو بے ادب و پاس سب کھویا تیرے لیے بہت
برا ہو گا جسوقت انکے فرزند سنینگے تو تیرے قتل پر کمر باندھینگے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر مہر میں ایک زن بازاری کے مقرر کیا ہو تو آفت برپا کریگا
زن بازاری کے نام پر لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرأت کھلے میں بھی تیری رستمی دیکھ لوں لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چہ پارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
کہا کہ ای لندھور اب میں بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہوں کہ ذہن سے تمہارے یہ نکل جائے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات میں بند رہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا شق
ہوا کچھ ہشیاری بیچ میں آپڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بمنت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ اے داراب ہمارے صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے
ہیں ایسا نہو کہ تم پر آ پڑیں لندھور نے جواب میں کہا کہ میں خود حمزہ کو سر میدان لوٹونگا اگر
مقابلہ نکرونگا تو سر کیونار کا توڑونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت میں امیر
کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا اے آقاے نامدار آپ تشریف شریف لیجائیں میں لندھور
سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ اے فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے
کے منھ نہ چڑھو اب جو یہ لشکر میں آئیگا دیکھیں کیا کرتا ہے صاحبقران بہرام و فرہاد کو
ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آئے لندھور جب خیمے میں آیا زخم دوزی کرائی داراب سے
کہا ہمارے لشکر والوں کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آجائے ہم امیر پر
لشکر کشی کرینگے داراب نے جا کر لشکر لندھور میں خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے
لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہے وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہے جسدن امیر
مقابل پڑے گا امیر گرفتار کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر میں ہے تو امیر مالک اسم اعظم ہیں مگر بڑا ہے
تو بھلا ہے تو ہمارا آقا ہے ہمیں چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کرکے افرازی
کو خدمت میں صاحبقران کی بھیجا کہ اے آقاے نامدار ہم آپکے دل و جان سے تابعدار ہیں مگر
اُسنے بلایا ہے ناچار جاتے ہیں بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہیں افریدون نے آکر سر دربار
رو رو کر بیان کیا کہ غلاموں کو انتہا کا قلق ہے مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہیں سمجھ یہ ہوگا کہ وقت
جنگ اپنے بھائیوں اہل اسلام کو قتل کریں لندھور نے سب ملکر لوٹ پڑینگے وہ شکست فاش
ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہے کہ آپ پر لشکر کشی کرے
امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہے بسم اللہ اُسنے بلایا ہے
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہے نولاکھ ہندی کماچی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہاں
لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا میں اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے
میں حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ بدمست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ
جانبازوں کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہے
امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا اے آقاے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پہ بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے میں بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھور کی زبانی سن چکے ہیں اوسی صحرا کی طرف چلے صحرا میں جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے ہوئے طائر آشیانوں سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوئے نہریں خشک پڑی ہیں خواجہ اس صحرائے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتیں ٹہل رہی ہیں عمرو نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انہیں جا ملا وہ کہہ رہی ہیں کہ آج دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے انھیں سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی مالک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہی چلو چل کے دیکھیں فرما گئی تھیں کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیزیں اس مقام پر آئیں کہ جہاں خیمہ استاد تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استاد ہی روشنی بھی وہاں نہیں آخر ان سب نے کہا باغ سنبلستان میں چلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طے کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھ کر ان سب نے آواز دی ارے تم کیوں چلی آئیں ان سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے انھیں سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کیا کہا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سرداروں کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکیں یہ مراد ملکۂ عالم کی ہی کنیزوں نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہوگا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکۂ عالم قصد نہ کرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران کا سر لندھور کاٹ لیں سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہو گئی غرضکہ سب باغ میں آئین دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سر سبز و شاداب پھول پھل لاجواب
دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہے گرد گلابیاں
شراب کی کشتیاں کیا ہے کی رکھی ہیں کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود جو کرے پھر نہ خودی ہم میں رہے
یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم میں رہے

رات بھر سینے سے لگی رہی صدائے شیون
جتنے ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے

شوق ہے اسکو بھری بزم میں آ بیٹھنے کا اگر
دل بہ غم میں رہے دیدہ پرنم میں رہے

شب کی آنکھوں کا سیاہ ہم نفسو سمجھے نہ حال
آشنا پوچھو جو مری خاطر برہم میں رہے

رہ گئے دل زلف میں کام آئیگا کیا آنکھ کا جال
ہو سینے کو ابھارے جو وہ شمع میں رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بوا یہ سڑی گاتی ہو میں گا کے دو چار شعر سناؤں مسند نشین نے
کہا اے رنگین مزاج کا ہے کو گانے دو خواجہ نے بایان کیا چند اشعار گا کے پوچھنے لگے
میں کچھ مسافروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہے دیکھئے آپس میں کیا ہو
کیوں حضور جو آپ نے فرمایا ہے کہ صاحبقران لاؤ لندھور ہی کر گذرے گا مسند نشین نے
کہا قتل ہونے میں صاحبقران کے ابھی دیر ہے جب تک دو شریک نہونگا شب کا دن
پڑیگا دیکھو میں تدبیر کرتی ہوں پھر نازنین مسند نشین نے دونوں ہاتھ زمین پر مارکے
چلا کر آواز دی اے نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھا دے قسمت کا رنگ جما دے
صبح کو مقابلہ ہے میں تمہاری کارستانی دیکھنا ہے دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چکار کے
مارتا ہوا غائب ہو گیا یہاں سردار باردار سے ہنس کر کہا ہے کہ کل حمزہ کو لو کونگا ایک ضرب
گرز میں پیوند خاک کرونگا سردار اڑا دونگا جو ہوئیگا اسکو بھی شاد کونگا خالی پلٹ کے میدان سے
نہ آؤنگا ملکہ یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اڑتا ہوا
آیا اسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مارکر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے
اے لات و مناست کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے شب اول
کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہے کہ کل دیکھئے کیا گذرے لندھور کو انتشار رہی مگر
صاحبقران بیقرار ہیں یہاں عمرو ملکہ سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور ایک

طائر چہکار سے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا اے خوش رنگ کیا کیا طائر مثل انسان
گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ
کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کر کے طائر اڑ گیا مگر
وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہے ہر مرتبہ کہتی ہے آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہیں لائے
انکا نہ آنا مجھے شاق ہے دل صورت دریا کا مشتاق ہے کنیزیں کہتی ہیں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیزیں
جائیں بلا کر ہم انکو لائیں یہ بیان کریں کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہیں مسند نشین نے کہا تم لوگ کہاں
جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کر کے میں خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزوں نے کہا حضور یہ امر مشکل ہے
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش میں ہو مسند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہے مجھے بھی اسکے نام سے نفرت ہے اگر ادھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ
عمرو اسکے تماشے میں بیٹھے ہیں کبھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے انتظار میں ہے
اسنے کیا انتظام کر رکھا ہے کہ جسپر یہ نازاں ہے کہ عیار مجھ تک نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھ سے معترض
نہیں ہوا یہ فکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر کا نمودار پیدا ہوا بڑے زور و شور سے پانی برستا ہوا اولا برسنا شروع
ہو گیا ہوئیں مسند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا او صاحبو وہ آگئے سر باغ پردہ ابر
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت پر اترتا ہوا آیا تخت اتارا مسند نشین نے آواز دی
کہ اے ظلمات کہاں دیر لگائی ساحر نے جواب دیا اے ملکہ عالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے
طبل جنگی بجوایا ہے کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ کی طرف سے لندھور کے نشان پائیگا لشکر حمزہ میں
بڑا انتشار ہے یہ بھی میں نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمہاری فکر میں نکلا ہے مسند نشین نے کہا یہاں تک
تو نہیں آیا تاجدار نے کہا عمرو ایسا طرار ہے کہ اسکی فکر خالی نہیں جاتی اس کا ارادہ ضرور ہوتا
ہے اور میں تو کتاب ہفت پیکر میں دیکھکر آیا ہوں کہ تمہاری صحبت میں عمرو بیٹھا ہے دیکھو میں ابھی
پکڑے لیتا ہوں یہ کہکے پکار کر آواز دی اے طائر جلد آکر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا خواجہ
خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤں ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ ہٹے وہ طائر
اگرد عمرو کے چیخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ اور روغن اڑ گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا
عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیوں ملکہ آپنے دیکھا عمرو ہے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کردینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کردیا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا او مکار تجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر تجھ پر
مہربانی کرے اور رہا کردے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین
دیتا گھستا ہی او ساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر
ساحر اسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لایا لا کر ایک مکان مین قید کیا
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب تیار
ہوکر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے نہ کہین نقب کا ہی اور نہ سراپردہ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوئے لشکر
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہوگئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
کا نہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اس سے کوئی پایہ کم رکھتا ہی نہین معلوم
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ و جدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر
نو لاکھ ہندی سب آمادہ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت
کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون او ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو تیرا [illegible]
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے [illegible] کہ تیری جان بخشی ہوگئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ مین آیا مالک نے کہا یہی
ارادہ ہی تو سودا سے خام جو تیرے دل مین سمایا ہو اُسکو نکال دون گا تجھکو متنبہ کر دونگا کہ تو اس
امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا ای مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے
پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا مالک نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت ہون ایک زن ساحرہ کے
واسطے آقا سے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران پیش اس
کن سے نیزے کو رد کیا کہ لندھور حیران ہو گیا دونون مین نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
مین دنگ کر دیا آخر چار گھڑی مین مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہی جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پر
چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی جو تڑپ کر گری
سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دوابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھپٹا کر
نکلا مگر جادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ خستہ
ہوا عربون نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آ پڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا
قاسم بھی اپنے فادریون کو لیکر آ پڑے ہندیون نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلوارین رہ گئین
پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہی ہمین سودا نہین ظاہر مین لشکر ملگئے مگر تلوار نہین چلتی ہی
ہندیون نے کسیکو قتل نہین کیا بعض نے تلوارین کھائین خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی
اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائین اپنے کو گنہگار بنائین لندھور نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ مین اکیلا لڑ رہا ہون سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے
ہین لندھور پر تلوار پڑ رہی ہی کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا میرے
سردار مدد کو نہین آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہین جب
لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیون یارو تم وقت پر ہماری
مدد کو نہ آئے سردار کچھ حیلے حوالے کر دیتے ہین لندھور آ کر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا
ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا دارا سے بلا کر کہا ای یار وفادار آج فراق مین معشوق کے

یہ اب عجیب حال ہے قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہیں آئینے میں رخسار کو تکتے	عاشق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے
دیکھو کہ ملازم کی ہے سرکار کو منظور	کس میٹھی نظر سے ہیں نمک خوار کو تکتے
کیا جلوہ ہے کہ ابرو ہیں قبلے کی طرف سے	میخوار ہیں سب خانۂ خمار کو تکتے
جس روز سے مسعود گئے آپ ہیں رو رو	رہگیر کنکھیوں سے ہیں دیوار کو تکتے
دنیا کا عجب حال ہوا ہے زمانہ پوچھو	احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤں کہا فرما معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہونچے تو وہ سر پھیرے کیسے لندھور نے رقعہ اشتیاق لکھکر دیا کہا صحرائے گلگون میں جاؤ وہاں ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاق نامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہے لندھور نے کہا بلاؤ کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا اے داراب ہند ملکہ نے پوچھا ہے کہ سر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہوگئے ہیں اگر وہ ہوتے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ تمہاری محبت میں بلا سے ہیں مشتاق جمال ہوں کنیز نے کہا چلئے کنیز لندھور کو ساتھ لیا لندھور اس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلے ہیں ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندوں میں آج فقط قاسم لشکر میں ہیں آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحرائے سبزہ زار میں پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہے مگر مشغول سرکشی کر رہے ہیں و جا میں ہجوم رہے ہیں جا بجا درختوں پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہے اے آئندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہے مقام عشرت نہیں ایک دن سب فنا ہیں جمشید سا بادشاہ جس نے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے ضحاک کے مارا گیا کسنے اس دنیا میں آکر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر نظم

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار	تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار کیا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
قصر کو جا لے دو باغبان کو وہان پہونچو — تکیہ کو رو گو زن آج ہر ایک کا فرار
لو یہ فاتحہ پڑھو اور اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے میں اگر قصر فریدون گلزار

یہ اشعار جو لقا حضور نے زبانی طائر کے سنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں اے لقا حضور یہ جگہ
تاسف کا مقام ہے یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہے سچ کہہ رہا ہے افسوس معشوق کی ملاقات
کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا اے کنیز مجھکو کس جگہ بلائی اسنے کہا سر اٹھا کر دیکھیے
لقا حضور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہے قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہے
چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں انھوں نے پکار کر آواز دی اے لشکرین ہیں سے ساتھ
کون ہے اس خواص نے جو اپنے ساتھ دارا سے ہزار اشتیاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیزیں
اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لقا حضور در بارگاہ پر پہونچ گئے تھے انھوں نے کہا چلیے
آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہے کوئی سر کبھی ساتھ ہے لقا حضور نے سر جھکا کر جواب دیا
حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ کہکے سامنے پہونچے
دیکھا وہی نازنین تخت پہ بیٹھی ہے مسکرا کر کہا کیون صاحب سر لائے لقا حضور نے کہا صاحبقران
لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتہ میں
سر لاؤنگا اس نازنین نے لقا حضور کو بٹھایا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمھارا فراق ناگوار ہے
دل بیقرار ہے عجب کیفیت ہے حقیقت میں یہ صورت ہے۔ نظم

واہ کیا شکل ہے ہیبت کی شباہت کیسی — آپ تو کیا ہو صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی — پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے — سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا — وہ گذر اب نہیں کیسے ہو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی وہ شہ خوبی اے دل — جان تک دیدوں اسے دولت و حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لقا حضور کا اور اشتیاق بڑھا اس نازنین نے بمسرت کہا اے دارا سے ہزار اشتیاق پہ
بڑی سختی سے کٹتی ہیں کالی راتیں ہمکو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں ایسی

حقیر چیز ہمنے طلب کی وہ تمسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصّے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون
حمزہ کے ہونے سے یہ صدمہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً آ
چلے آئینگے جب لندھور نے بسنت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جایئے پھر کنیز کو سمجھئیگی
اگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا وہ نازنین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان
کے روانہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لندھور گھوڑے پر
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مارلو زندہ نہ جانے پائے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر تیغ
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش
نے لندھور کو گھیر لیا ہے تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور
ہو رہا ہے نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیر لیا ہے چاہتے ہین لندھور کو پکڑین
عیار نقابدار نے چاہا ہے کہ حلقہ ہاے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتارلون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہوادار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کچھ کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو نے
ستایا تو سر میدان آکر تجکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا
لے گیا اسیر دباؤ ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سردار
لیکر اپنے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلاکر ٹانکے دلوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص براے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا ہی وا ہے بند نہ گھبراؤ ملکہ اس نقابدار کو تلاش کر کے سزا سے مقتول دینگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہندوستان
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے اے خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کریں تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے میں ہیں انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی وہ
امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہی جو عمرو کو گرفتار کر کے لیگیا ہی حمزہ کو بھی وہی لایا ہی حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہی یہ کہکر خود اٹھی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑکر لندھور سے گیا ہی ایک
صحرا میں جاکر اتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا میں اترا ہی پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلان جنگل میں نقابدار اترا ہی سحر کرنا کہ ہاتھ پانون سب کے بیکار ہوں نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اسکی کیفور جادو اسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہی عیار طرار سر پیکس رانی کر رہا ہی رفقا
جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہی کہ اے عیار طرار تمنے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید میں خواجہ بھی قید ہوے
انکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہی غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں ورنہ ابتک رہائی کرا
جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح وسالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہی اگر صحت پاکے
اسنے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سر جنگ معقول دونگا کہ
نام لڑائی کا بھول جائے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر میں ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت تو کرو
کیا ہلڑ ہی عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہی بوندیاں پڑ رہی ہیں لشکر میں
انتشار ہی سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہی اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر جیسے
گھبرا رہے ہیں مگر حیران ہیں کدھر جائیں کوئی دہ قریہ بھی قریب نہیں کہ وہان امان پائیں بس
یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہی نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہی

پانی کی طغیانی ہے ہر کس و ناکس بیقرار ہے ایک کا یہ قول ہے یارو کس طرف جائیں پانی سے بچاؤ پانی
مشکل ہے جیسے تیرنے لگے وکھڑ اکھڑ کے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرا کر گرنے پر آمادہ ہے
ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اس مقام پر ابر و ہوا
کی بالکل تاثیر نہیں عیار نے سمجھا یہ معاملہ سحر ہے اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہے نقابدار جو نکل کر
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جمتے سپر و شمشیر
کو ہاتھ سے ڈال یا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہے جی چاہتا ہے اس پانی سے کدھر بھاگوں
ہوا پاؤں نہیں جمنے دیتی یہی ہوا کی خواہش ہے کہ مجھکو اڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد
نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہے کہتا ہے پاؤں نہیں جمتے ساتھ والوں نے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمبدم کہتا ہے طبقہ زمین کا
نہ اٹھ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہے عیار نے جنگل میں جا کے خیال کیا کہ کس طرف سے
ہوا آتی ہے دیکھا ایک پہاڑ سے لگے ہوئے ابر سیاہ اٹھ رہے ہیں یہ ابر جو محیط ہے انہیں میں کے اٹھتے
ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک
ساحرہ سحر کر رہی ہے کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا کے سامنے ہوا ایک نامہ
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ساحرۂ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلد لشکر نقابدار
کو غارت کر دے اپنا جادوگر ہم نے بھیجا ہے یہ تجکو ترکیب بربادی بتا دیگا اگر اسمیں کچھ دیر کی تو تیری
بربادی ہے زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اسکو صرف کرنا یہ لکھ کر ہاتھ میں لیا جنگل میں آ کر
ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اس پر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا سر کوہ آیا پکار کر آواز دی اے ساحرہ
تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اس ساحرہ نے سر
اٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ میں سحر کرنے سے ساحرہ
کی کیفور جادو نے پکار کر آواز دی او کہ فرستادۂ خداوند میں نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر
آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی او آہو
وحشی تھوڑی دیر میں آتا مجھکو پہنچا بیٹھ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا
ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اس ساحرہ نے کاغذ دیکھا سر نامے پر مہر ہفت پیکر کی

مہر کو آنکھوں سے لگایا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کونسا سحر قدرت نے دیا ہے میں بھیجی ہوئی حسین کی
ہوں حسین نے حکم دیا ہے کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں
کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہو لشکر کو یہیں چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے
نکالا کہا لے اسکو آگ پر ڈال دھوئیں کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو
آگاہ کردیگی کیفور نے لوبان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھواں پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا
عیار کہہ رہا ہوا کہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پریشانوں پر یاقوت لگے ہیں ساحرہ بنگاہ
غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھواں
اسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو اپنی ناک میں روئی دے لی ہے ساحرہ مارے کہکر گری عیار نے
نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق
تلاش میں عمرو کی نکلا تھا اسنے جو منہ پیٹے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آئی دیکھا اور عیار کو ایک
سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا کہ وہ پر آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشہ سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لوں عیار
کو دیکھا بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیدن بھاگا جاتا ہے میں تیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا
یہاں نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑاقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر غائب ہوا طغیانی آب و ہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب
ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہے نقابدار نے پکار کر آواز دی اے یار وفادار بلا سے آسمانی دفع
ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدموں پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت
مبدل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہے نقابدار تعریفیں کر رہا ہے کہ برق ثانی
نے شاہزادہ خسرو شیر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اسنے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپکے
اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت
کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہے نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہے کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے ساحرہ
کا لاشہ بےسر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیقفور دیکھکر حسین بہت گبھرائی کہتی تھی میری خواص کو کسنے مار کیا
مجھکو بھی دار اسے ہند سمجھا ہی جس کسیکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکہ نقابدار گرفتار ہوکر آسکے ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند
ہی آپ اگر اسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کردیگا فنون سپاہ گری مین طاق و
مین شہرۂ آفاق ہی حسین نے خواص کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور وشور سے آکر مقابل باتن
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ سنکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کا شاہ مغرب سے برآمد ہوا میدان جہان
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا وشجاع بپشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
سے منہاج دیوبند گینڈا اڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیوبند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت سے اسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرزہ سپر کا ہاتھ مین لیکر براے تگاور
بڑھاتا گا وہین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپسمین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اسطرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بیتاب ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا
نہو نقابدار غالب آجائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
لگا نہتا کچھ ایسا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیمہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی کتی کہ بجلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گرد اسپر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھا ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پیر گینڈے کے اڑ گئے
منہاج گینڈے سے کود اچھال نقابدار سے لپٹ پڑوں نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
بس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند بار دیے گردن
میں نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہے منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمند کھینچوں نقابدار بے لطف ہو رہا ہے گلے میں حلقے پڑے ہوئے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کر کے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمند میں کیتین تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان میں ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چہار جانب
دیکھ رہا ہے گھبرا رہا ہے زور میں جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہے چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہے کہ منہاج کو
نہ چھوڑوں اسکی مشکیں باندھوں لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے
لگے نقابدار نے اول کے تو دو تین تیر جسم پر کھائے ملازموں نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا فورًا کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کٹے ہوئے تیروں کا انبار
ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے
کہ تیر اندازوں کے منہ جلے غل مچاتے ہوئے تیر انداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
آکر اپنے قلعے میں چھپا نقابدار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملکہ جبین کو لکھا کہ اے ملکہ جبین برسر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی ساحر
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجائے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین
سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم بھیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو
آج تک قید ہوا کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھکر کہا اوی ظلمات
جاؤ نقابدار کی مشکین باندھ کر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہہ
ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی
ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے
آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتا دون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے
باتون مین لگاکر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک
خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین
آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان
سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا
پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر
بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر
پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو چاہا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پایا آپکے کمندین
کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھاکے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ
مین آیا اپنے عیار کو بلایا کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی
نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد
عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے
آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہر چند برق نے چاہا
کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے ہنسکر کہا اوی مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نکرنا پردہ پوشی

مین ہمارا مطلب ہو جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے لقا بدلہ سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہی کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم فارت اسم و برہم کرنیکا ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دو اون کو قید کیا امیر و عمر وعیار ہین برق نے کہا سامنے جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ شغل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنا تیار ہوا جنگل مین ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہو کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہی بدون آپکے حکم کے قید خانہ نہین کھولا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا تھوڑا راستہ طی کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سو گیا خواب مین خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو چھو لیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکر سکیگا بھائی ذرا باجا چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون یہ کہکے باجا منگایا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین	پر ہم اُٹھے ہین وہ ہمارے ہین
اڑتے ہر آہ مین شرارے ہین	چھوٹتے گنج کے ستارے ہین
ہاتھ سے چھوٹتے ہین کب یہ قدم	ابتو ہم تیسے قول ہارے ہین

چھپ کے گھر کسکے جاؤ گے مشفق	کیون جھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمہارے ہین
زندبے ساختہ ہین گیسوے یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے ای ظلمات حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہی آواز مین کیا سوز و گداز ہی دل کھینچتا ہی دل چاہتا ہی کہ تمہارے گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کر یا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جس دن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہی کہ نام لات ومنات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے اب حمزہ کو اور شرابخواری کا چرچہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوے برق بیٹھا ہی کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیرون مین بندھے چہرے اداس عالم یاس آفات نے کہا ای برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمہاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچاوین کہ وقت قتل انکا قریب ہی ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہی جہان تک ہوسکے تکلیف پہونچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے شمشمش و دمامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہین سواے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کر وہان کھائی شراب لاؤ آفات جاکر تپلا اٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین پہونچی ملائی شراب کا پیون بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر ہلین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کا آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھورا آگیا اب مار لیا اتنے مین صاحبقران نے بھی دیکھا برق نے کشتی سے جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہی عمرین اپنی بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات تو ہو کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا یہ سنتے جام اٹھا کے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔

نظم

آنکھوں کو جانتے ہیں پیالا شراب کا
مستوں کو فرض عین ہے پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرا شراب کا

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
پتلا وہ آگ کا ہے یہ پتلا شراب کا

طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کا
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا

اے سبزہ پوش آج تو چل سوئے جھیل ہم
ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا

پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا

دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گا لیے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ حلق سے اترتے ہی گھبرا کے سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہے کہ ایک شخص منہ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہے اُس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گر اُٹھا ہوش میں بیہوش ہوا برق خنجر کھینچ کے چلا کہ آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے برق کیا کرتا ہے منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہے اُسنے سحر کیا برق کے پانوں زمین نے تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت چلی کہ برق کو قتل کروں اُس وقت برق کا تڑپنا ملاحظہ کرے دعائیں کر رہا ہے کہ اے خالق لیل و نہار و اے پروردگار اس آفت سے بچا لے میں کیا مشقت کر کے یہاں پہنچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ اے زن فاحشہ کیا کرتی ہے وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا کہ اے ملعونہ کیا کرتی ہے میرے باپ کو قتل نکر منم عیار زنقا باد اور پتھر مارا کہ پتھر حسین کے سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہو گئے ایک سناٹا ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانوں قابو میں آئے عیار زنقا باد پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ اے فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایاں کیا ہے خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ کے گریں صاحبقران کو ہوش آیا عمرو و برق نے مل کر سب ساحروں کو قتل کیا اُس مکان میں ایک حبشہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل میں قید کیا تھا برق سے پوچھا تمہارا کیونکر آنا ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعہ منہاج دیوبند کو گھیرے اُترا ہوا ہے وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف کی برق نے کہا آپ چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتہ تک لائق جنگ نہو گا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت ولیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند ہے آج جوش میں وقت پر کہہ اٹھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت طرار فرار ہے صاحبقران نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن ہو کر لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں بکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑوں کو پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمہارا ساتھ رہیگا ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا کہا میں اسکو پھیر لاؤں یہ کہکے جو ایڑی مرکب ہوا ہوگیا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو کب ٹھہرتے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحبقران کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا میں نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز میں بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا لشکر میں چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمہارے وہاں جمع ہیں تمہاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا یہاں قلم دوات کہاں ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہکے زنبیل سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلاں جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر میں چلکر ادا نکروں تو اپنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل میں رکھا سازو یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوے عمرو برق ساتھ ہین کہ نعرہ کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یار و قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے سرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب دی یارو نقابدار کو گھیر کر مارلو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا اے شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہے یہی تدبیر کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار کے سست کھڑے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر لا زمان منہاج بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار انکے روکے سے نہین رکتا جب تو منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار کمند اندازون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہاے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا اے کریم و رحیم اس آفت سے بچالے اپنی کارسازی دکھادے

نظم

بندہ ام پابستہ صد رنج و الم	عاجز و مسکین اسیر درد و غم
اے شہ فریادرس فریادرس	نفس و شیطان میکند برمن ستم
واے صد حسرت کہ در دنیاے دون	نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردون دون اے کردگار	گر دلم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا اے معدن جود و عطا	کن کرم اے صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امید وار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیمچہ پکڑ کے اُس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اُس عیار کو سر بتا کر کمر پر ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ کھینچکر عیاروں پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جہندہ لڑ رہا ہے چالیس عیاروں میں یوں گھرا ہے گویا شیر رمہ گوسفندان میں
کسی کو کمر بتا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بتا کے کمر پر ہاتھ مارا اُن سب عیاروں کو متفرق
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرا دیا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے میں بھاگ جاؤں صاحبقران خندق پر آ کے جیسے قلعے میں جانے کا ارادہ
کیا اُسکو تلوار مار کے خندق میں گرا دیا خندق لاشوں سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہیں طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہیں اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہے گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا اے شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہے صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اُس طرف پلٹا امیر نے اُچھل کے ہاتھ کھینچا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھوں میں خون اُتر آیا چونکہ نقابدار کسی کی
تاب نہ آئی گھوڑا جھپکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیوں اے شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیوں مارا امیر نے کہا لڑائی میں کیا ہوتا ہے اُس نے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیوں غصہ ہے نقابدار نے کہا میں آپکا مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب میں لشکر جاتا ہوں آپ وہاں آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
میں آپ سے باہر نہیں ہوں جس طرح امتحان لیجیے گا میں آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے ہونے سے اندیشہ ہے لشکر میں بدعت کر رہا ہے جلد اپنے کو پہونچائیے
میں کبھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ میں کسی نے نہ روکا تو میں ضرور آج ہی

لشکر مین پہونچ جاؤنگا جا بجا دشمن ہین راہ مین رہزن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو خوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر مین نہین ہین نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤن قید رکھون جب حضور آوین تو انھین چھوڑ دون مگر انکے
سردار آگئے تم انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ مین
حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اُترا سب مردمان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا مین آکر امیر کو
رات ہوگئی ایک نخل کے سائے مین زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائین ہم جاگتے ہین امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سوگئے عمرو نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہے دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے اسی جانب آتا ہے
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے
صاحبقران اُٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین غول آگے بھاگا
ہوا جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہوچکی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی سو
غول جمع ہوگئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے تیغہ سہراب پیل کھینچا وہ تیغہ دیو کش ہے
جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہے امیر
لڑتے ہوے اُسکے سامنے پہونچے اُسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی رہ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگ گئے تھوڑے عرصہ مین امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہوگیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکین بندھی ہوئین زمین پر پڑے ہین رو رہے ہین امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسنے کہا اے شہریار ہم تاجر ہین کاروان لیکر اسطرف آئے ان غولون نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو پکڑ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے روتے ہین
امیر نے سب کو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم کو
سب یون ہی بھوک کے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین حق کو
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین ارکان
فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہے امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایئے وہان دوکان بھی ہے سر چوک دوکان ہے وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل در جو بادشاہ ہے اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم ہے اُسکی
دایہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی اُسنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین بالاے سر سپر و شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ
بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو
دیکھکر بہت ستایش کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیسا
دوکان مین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہوے
دیکھا رنگ و دبدبہ سطوت صولت مثل صاحبقران کشور ین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے
تماشہ دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے
والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہے کہ صورت دیکھکر
محبت ہوتی ہے جی چاہتا تھا کہ گل جیسی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ حال صاحبقران سنکر خاموش ہو رہی
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہے کہ اے زہرہ دائی امان نے یہ کیا جلوہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کر میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں دایہ نے خواصوں سے پوچھا ارے بی بی کہاں ہیں خواصوں نے کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سبھا کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہے محبت کی آگ بھڑکی ٹہلتی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش برآواز ہوئی تو ہچکیوں کی آواز آرہی ہے دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھی ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں آنکھیں سرخ اب بیتاب ہوچکی ہے کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائیں لیں کہا کیوں واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی اماں تمہاری آگ لگائی ہوئی ہے اسی خیال نے یہ حال کیا ہے۔ نظم

محبت عناصر میں شامل ہوئی — لہو بن کے رگ رگ میں داخل ہوئی
جلیں دیر میں کیوں نہ گھی کے چراغ — مراد دل اس بت کی حاصل ہوئی
مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا — جو سوچے ہوئے تھے وہی دل ہوئی
نہ جاتی ہے الفت نہ ملتا ہے یار — غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی
اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے — بصارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی
گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا — تسلی تری اب تو قاتل ہوئی
دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ — ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی
ہیں دیوانہ مجنون رہا اسکا رنگ — پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئیں پشت پر کنیزیں ڈولیوں میں بھر چلیں ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلیں اسپر بھی سو دو سو ڈولیاں ساتھ ہولیں آگے محافے کے چوبدار و چار سوار ہمراہ یہاں امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوئے راہگیروں کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی شہنشاہ کی سواری آتی ہے امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایاں ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہیں دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھو تو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہے اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہے نہیں معلوم یہ کون شخص ہے کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہے مگر کس شخص کی
نگس رانی کرتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی برج محافہ میں ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے ملکہ سطوت و صولت دیکھ کر
دایہ سے کہنے لگیں ارے کہاروں سے کہو ذرا رکے ہوئے چلیں ہول کیا ہے باغ پہونچ جائینگے
فوراً کہار رک کے کاندھا بھی اسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے انھوں نے آواز دی ارے
کہارو تم کیوں رک گئے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کیں جب نظروں
سے صاحبقران مخفی ہوئے وحشت کا جوش بیہوشی میں ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیوں
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہے اسی مقام پہ اتر پڑوں
سر قدموں پہ اس شہریار کے رکھ دوں پروانہ وار گرد شمع جمال پھروں دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ میں لائی گل و بلبل کو دیکھ کر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہیں کیوں دائی اماں بلبل کا رونا
سراسر بیکار ہے یہ تو خود گل کے گلے کا ہار ہے پہلو گل میں پھول پھول کے بیٹھتی ہے ہر وقت
چاؤں چاؤں کیا کرتی ہے نہ جیتی ہے نہ مرتی ہے فراق نصیب نہیں کوئی امر فراق کا قریب نہیں
حماقت ہے کہ روتی ہے یہ بے نصیبی تمکو نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیوں دائی اماں کیا تدبیر کروں کہ وہ اس باغ میں آکر گل و بلبل کی سیر دیکھیں
میں جلسہ آراستہ کروں ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی بلا کشش
نزاہد فریب ہے میں بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اٹھایا تو وہ بھی اسی جانب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو انکا متغیر ہوا زہرہ نے کہا دائی اماں تمنے پالا ہے محبت
سے ایسی باتیں کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہیں بہ قول شاعر۔ فرد۔ سنا یوسف کو حسینان
جہاں بھی نہ سمجھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سنا + آنکھیں رشک دیدۂ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہے وہ خود بے مثل ہے دوسرے کے
جمال پہ کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ میں وعدہ کرتی ہوں
کہ جاکر بلالاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی رکھوائیں گائن سامنے حاضر ہے

تکر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو
بیقرار ہو رہے تھے لباس شب ردی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمند ہین بازوون پر باندھین
اٹھکر ٹہلنے لگے آخر ضبط نہو سکا اس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اسی
نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین
آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین
نہین معلوم وہ کون شخص ہے اگر جمشید کا مہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری
آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر
پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا واری دیکھیے کوئی شخص
دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے
کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کر کے آئے ہین تو جلسے مین بلا
آکر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اتر کر ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہین مگر حیران
ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے
تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرائے مکان
مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جا رہے تھے ہوس گل پیش آئی کمند مار کر
چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو پلٹ جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے
کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب اپنے حال پوچھ لو ملکہ نے حیران ہوکر پوچھا کہ
جمشید کے یہان آپکے آنے کا کیا باعث ہے آپکی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا
کہ اے شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول
کے تعاقب مین آیا اسکو مارا جمشید دیو کو وہین قید تھا مین نے اسے رہا کیا اسنے کہا
کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
خوش نصیبی ہوا کہ شوہر مہرنگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین و جمیل ہین وہ
سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی نظم

اب لڑایا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ	آئینے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
اسکے کوچے سے اگر میرا جنازہ جائیگا	کھولدونگا جا کے زیر سایۂ دیوار آنکھ
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے	بیحیا ہو اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ	ڈالدیتی ہے غضب میں انکو بھی ہر بار آنکھ
وعدۂ دیدار فردا ہے قیامت پر ٹلا	روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

نگارش نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب کنیزیں پوشیدہ ہوگئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے چنچل نامے اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لا کر بٹھایا ہے مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو برا کہا خدا ے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان دونوں کو قتل کراؤں جا کر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کرکے روانہ ہوے چنچل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جا کر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف ہوئیں روشنی کرائی مکان سجے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چنچل شام سے روانہ ہوگئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چنچل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا جب ارکان باہر آیا چنچل کو دیکھ کر پوچھا کہ کیوں چنچل ملکہ کا مزاج کیسا ہے چنچل نے جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں محافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر انکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی ہیں اب امیر آتے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگذار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب آئے یہ سنکر ارکان غصے سے سرخ ہوگیا کہا کہ او نالائق تو نے میرے سامنے یہ واہیات

یا قین بیان کردین جی چاہتا ہی کہ جاکر اُس گیسو بریدہ کو ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
ہون یہ کہکے گستاخ کرگ ملعون سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اُسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر
پہر رات گئے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گانیان تیار تھین امیر
کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات جہر نگار پوچھ رہی ہین نام جہر نگار سنکر
امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال جہر نگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا
غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا اگر وہ جام
زہر پی چکی تھین اُنکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن
قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جاکر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
آپہونچے گینڈا بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہی آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا
امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکھ روکا امیر اُٹھکر چلے اور غصے مین جواب دیا کہ
بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین
آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرۂ شیرانہ کیا ارکان
کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے
کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے
لڑے ہین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب
دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین
مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہی کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین
کرسکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

تیر سے بار بار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے تیراندازی کر رہے ہیں امیر نے اسقدر تیر سے
کہائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر دعائیں
کرنے لگیں یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہے دور سے نعرہ کیا کہ باش اے کافران
بیحیا و اے نابکاران بد دغا میں آ پہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نہ گھبرائیے گا
آپکا خدمتگذار آ پہونچا ان بیحیاؤں کی یہ مجال ہے کہ آپ کو اکیلا پاکر یوں ہلاک کریں یہ
کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلواریں برابر کھنچ گئیں امیر چست ہوکر مرکب پر
بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جو ذرا سی مہلت
پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہے کہ ارکان پر میں جا پڑوں
ایک طرف سے امیر للکارتے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہے امیر
سے مقابلہ پڑا کئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر روکے آخر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوا اگر دلاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کریں پکار اٹھا
کہ اے شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں
غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے محسن تو نے نہایت احسان کیا
چاہتا ہوں کہ تیرا روئے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو یا کس بوستان
کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہیں منظور ہے انشاءاللہ وقت
پر ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ پر زہرہ کے گھر گئے ہیں ہزار
فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسرے غلاموں کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
۱۵ تھی امیر ارکان کو لیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل فرمایک
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے
جاتا ہون جمشید مع خیل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے
فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑ ون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اسوقت عقد کرونگا فرزند میرا رستم طلسم
مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اسی
باغ مین حجلہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھرتا پھرتا
اُس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پریچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہی آکے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی
چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پہ رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان
آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی مجھے بھی [illegible]
پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان نے
نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر لفظی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغ کو ٹیک کر
اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ تجھے یہ کیا قصد کرتے ہو [illegible] تب امیر نے عمرو
کو پہچانا اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے جدا ہوکے یہ چپ تھا مین

اُٹھائین خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت مین بیٹھے تیاری برات
کی ہو رہی ہے پہر رات گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا
خواجہ مگس رانی کرتے ہوے ساتھ ہین ملکہ سے وہان سب نے مبارک مبارک جو کہا
ملکہ شرما کر ایک کمرے مین جا بیٹھین حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزین کمرے
کے دروازے پر کھڑی ہین ملکہ کمرے کا دروازہ نہین کھولتی ہین دختر دایہ روح افزا کہ
بہت منھ لگی ہے اُسنے آکر دروازے پر آوازین دین جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ
توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر جو روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہے کنیزون مین رونے کا شور
ہوا یکایک قلعۂ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات لیکر امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے
بارگاہ مین آئے خواجہ سرا دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ لاپتا ہے کنیزین
خواجہ نے کہا کہ ذرا مین اُس مقام کو جا کر دیکھون خواجہ جو محل مین آئے روح افزا کو دیکھکر
عاشق ہو گئے کمرے مین آئے دیکھا چہرہ نقب نہین ہے مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر
آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کسی ساحر کا کام ہے حضور یہین تشریف رکھین مین تلاش
کر کے لاتا ہون امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہین
یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال مین گذرا کہ اپنی فال دیکھین وہ
فال یہ ہے کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش
از کل عالم پیش جسطرف پتہ ملکہ کا ملے اُسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اُٹھا اُسطرف چلے
راہ مین ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہے عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای جانیوالے
تھوڑی دیر ٹھہر جا ہمبھی دو مسافرون کو لون لگ گئی اُنکے وارث اُٹھا لیگئے ساحر نے
کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہے یہان سے پانچ کوس پر باغ ہے نسیم گیسو دراز کا
اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہون عمرو نے زنبیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر
نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تو مار
ڈالدیا اُسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طے کرکے در باغ پر پہونچے
دروازے پر دو تین حبشنین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں مین انکے پاس نامہ لایا ہوں جب شنین خواجہ کو لیکر اندر گئین خواجہ نے دیکھا کہ بیچ مین باغ کے ایک چبوترہ ہی اسپر فرش بچھا ہی ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہی گانا ہو رہا ہی خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ مین دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد مین رہتی ہین اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ مین ضرور جاؤنگی ایسی شادی مین جاکر شریک نہون شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتون مین پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہی نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہین سے معشوقہ لائے ہین وہ رضامند نہین ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھائینگے کہ وہ اُنکو قبول کرلے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہی ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک چیز مین بھی سناؤن نسیم نے کہا کہ ای اعظم تمہین تو گانے مین دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ مین نے قدرت کو خواب مین دیکھا قدرت تعلیم کرگئے سیکھ لیکے عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا سازنے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہین جلد فراغت ہوجائے

تیری تصویر جو لیجا کے لگا دین او بت
دیر در گاہ بنے جائے زیارت ہوجائے

پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو تو آ
چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے

آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہی اے یار
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہوکر کہا کہ ای اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اورنگ کے گوائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لاکھ مین کرورمین اگر حکم دیجیے تو گاؤن شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردون نسیم نے کہا کہ ای اعظم یہ خبر مشہور ہی کہ کئی دن سے شہنشاہ نے خواہ نہین نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہین مگر وہ نہین قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہی کہ سب شاہزادیان جمع ہون اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے مین شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور نے چلے مین نے سیکڑون بیویون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ ای اعظم اگر تمہارے
ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون ای ملکہ شہنشاہ کہان سے اپنی معشوقہ کو لائے
نسیم جواب دیتی ہو کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے
ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ یکایک پھولون کی بو باغ مین آئی
دیکھا سامنے ایک باغ ہی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی اُس پر تخت بچھا ہو ایک ساحر
سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہی گرد اُسکے جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار
کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ ای نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ
رومال لیے ہوے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق
ہوے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان بچھین آکر اُس صحبت مین بیٹھین جب
جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف
دی ہو کہ مین تخت اُڑائے لیے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
اپنے ہوش مین نہ رہا آخر اُسی مقام پر کہ شہزادی ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا
اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل
کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجھکو قتل کرو خواہ قید رکھو لیکن
مین اس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی
تب کچھ کھایا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب
پری چہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند
کرین تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ ای شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم
جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہوا اس کام مین کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے سامنا
کرائیے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم تمہارے بزرگون سے ہمین رسم رہا تمہارا کمال دیکھنا
چاہتے ہین کہا کہ ای شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہی پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے
پوچھا وہ کیا کمال ہو عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو عالم کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

بد آواز تھا آواز بھی درست ہوگئی راگ راگنیاں سامنے آتی ہیں تاثیریں بتاتی ہیں سماعت فرمائیے
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہکر عمرو نے لے نکالی اور یہ غزل شروع کی۔ غزل

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا — دقت ہو معانی میں تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کہاں سر کو — عالم ہو مری روح میں بھی رگ گردن کا
مر گئے عاشق ترستے تک اسکے سر دن کو — تونے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون کا بکسا نہیں ہوتا گریبان — سو بار اُدھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری میں ہوسکے رنا عیش تا کل طفلان — کیوں آپ کو سلجھوں کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفیں کرنے لگا کہا کہ ای اعظم حقیقت میں
تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کرو ہم تمھیں قفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن میں کیا کیا یہ تمنین کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں مانتی خواجہ آؤ تمھیں
کمرے میں جاکر دکھایا کہ زہرہ قفس میں بند سرنگون بیٹھی ہے عمرو نے سلام کیا کہا کہ بانو عالم
غلام کو آپ نے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ ای شخص میں نہیں جانتی عمرو نے کہا
کہ میں امیر کا عیار ہوں تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہے مجھکو وہاں سے
تمھاری تلاش کے لیے بھیجا ہے میں یہاں تک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہے
مگر تو نے ابتدا سے ہٹ کی اسوجہ سے مجکو نا منظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار مجھے
کہاں ملیگا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق نائب خداوند
جو یہ کہو گی میں ان سب کو مار ڈالونگا زہرہ نے بمجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ میں فوراً ساقی گری
کرکے اپنا کام کرلونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہے جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای نسیم میں بھی جاکر سنوں کہ اعظم کیا باتیں
کر رہا ہے یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ عمرو سمجھا رہا ہے زہرہ کہتی ہے کہ اچھا
میں یہی کہونگی یہ سب باتیں اورنگ نے سنیں زانو پہ ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ ای
نسیم تمنے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دل آرام و دشمن ہے ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ ای اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو کے

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ اے شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہے تیغ ابرو کی گھائل ہے اورنگ
نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا زمین
نے پاؤں تھام لیے کہا کہ کیوں او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ ہمنے سب
تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جس قدر شاہزادیاں محفل میں موجود
تھیں سب کے ہوش اڑ گئے کہا کہ اے اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب
اسنے اشارہ کیا تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند
ہفت پیکر نے خوب بچایا اے نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ میں جا کر قید کرو میں قدرت سے
عرض کرونگا کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں مشوق کے واسطے
پھر جلسہ کرونگا آج اور سامان عیش ہوگیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں
پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں نسیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی
تھی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ
میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر ہفت اورنگ
میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ استاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش
کیا اسی کی شکل بنکر ان سب میں شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہونچی کہا اسکو
لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا انہوں نے بڑی
تدبیر سے اسکو بچایا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے میں اسکو قتل کروں
اسکا قید کرنا بہتر نہیں ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آ جائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے مجھکو
مجھے بڑا خوف ہے یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اری لا اعتبار میں تیرے مطلب
کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہے آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہے
وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ
سمجھ گئے کہ برق ہے مگر شرم آئی کہ برق مجھکو رہا کرے تو چھوٹوں اور اس محفل کو لوٹوں برق
حیران ہو کر رہ گیا نسیم نرگس نامی ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی
کہ اے نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے زنجیر کو تھام لیا کشاں کشاں خواجہ کو

ایک مکان میں لائی اس مکان میں لا کر کہا کہ اے ساربان زادے یہاں بیٹھ آب و دانہ تجھے
بقدر ملیگا عمرو نے کہا کہ بوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مرنے کے
بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہاں ہے عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا توڑ دو
روپیہ نکالوں نرگس نے ہتھکڑیاں نکالیں عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیوں کی
دی نرگس نے روپیے لیکے کہا خواجہ اور ہیں سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے لے وہ اپنا عمرو نے کئی پوٹلیاں روپیوں کی نکال کر دیں ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمیں اشرفیاں ہیں کھول کر گن لو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اڑی نرگس بیہوش ہو کر
گری خواجہ نے اُسکی زبان میں سوزن دی روپیے اپنے لیکر اپنی زنبیل میں رکھے کہتے جاتے
ہیں کہ حرامزادی نے کیا اوا کیا مال سمجھا تھا کہ روپیے لیکر اپنے دوپٹے میں باندھ لیے یہ نہ سمجھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان میں سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہو کر … قفل لگا یا وہ … ہو کے سامنے نسیم کے آئے کہا وار
یہ تو بڑا مکار ہے … ایک … مارا دو دانت اسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہے قدرت اسکے
ملنے سے بچا ہیں نسیم نے کہا کہ اے نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو لیں شیشے میں اس انگور کے … کریں لالہ عذار نے کہا کہ میں مینا سے
… شراب لاؤں نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہے برق
… کہ مینا سے میں ہو چکا … یہاں شراب کی درستی کرنے لگا لا کر صحبت میں رکھیں عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ اے لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہے برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو کیونکر
آرام آئے برق نے … یہاں رکھیں خواجہ نے لو بڑائی کہ نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
ساقی گری کروں یہ کہکے جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزیں پئیں نسیم جام کو پی گئی
اب عمرو نے دورہ باندھا تھوڑی دیر میں سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
کے جوش میں کہا کہ لو نرگس … ہفت پیکر آئے ہیں عمرو نے کہا کہ انکی کہی ٹانگ سے لیکے
نسیم … کرا کہ … بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصیں اپنے اپنے
مقام سے لیٹا لیٹا کہا کہ صحبت گرم بیہوش ہو گئیں عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی آ پہنچے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون
کے کپڑے جھٹ سے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ایسے جوٹے دیکھا تو نے
مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہو کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ
مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہو عمرو نے کہا کہ ای برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان
کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی
ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم نے
برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان
اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہو عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہو مگر زہرہ کا
وہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا کہ دیکھا
نسیم تخت اُڑاتے ہوئے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین
کہ شب کو قیدخانے مین مر گیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن
اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تمنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو
ملکہ کو دیکھونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سنکر اورنگ نے کہا کہ ای نسیم
کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا جو چاہو مین آپکے پہلو مین بیٹھون
مجھسے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہوا اور آپکا وصل قبول کرے
اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ ای
لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقہ سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین
بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا اکثر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم نے کہا کہ ای
اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا
اور عیاریان کریگا بڑے بڑے سامان اُسکے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگاکر سامنے رکھا
نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط
ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بندھ گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں ہمکو پہلو میں بٹھائیں اورنگ
کو دکھا۔ دیکھا اسنے زہرہ تو اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہو برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہو برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑ گیا دیکھا برق عیار ہو خواجہ بشکل نسیم میں خنجر لیکر اٹھے کہتے
ہوئے کہ یہ ظالم یہاں کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا اے بادشاہ میں اسے قتل کروں وہ
میری پرانی کنیز ہو اسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روئے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشارہ نسیم کے پاس کیے کہا کہ اے نسیم میں لالہ عذار کو تلاش کر دونگا محال ہو اسکی کہ نہ پائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھکو شک ہوا میں نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجھکو خوف
آتا ہو یہ پتلے جو آپ کے گلے میں پڑے ہیں انکو اتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کریں یہ کہکے بازوں پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہونے پائے تھے جب اورنگ نے کہا کہ اے پتلہ ہاے ساحری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کیے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبوں سے
لگا کر پی گیا تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقرہ کروں کہ جیتے جی
مقام سے اٹھے اورنگ بیہوش ہوا آنکھیں تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اٹھنے کی دیر ہو سرنگ
آلقنجو اور وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے میں کہا کہ اے سرنگ
کہاں تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ شکار میں تھا وہاں جو آپکا خیال کیا دل
دھڑکا میں نے سحر کیا اس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہو اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں ہو عمرو
نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور جام لبوں سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیوں بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اسنے سر
ہلا یا سرنگ نے کہا کہ اے نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہو جو بشکل نسیم ہے

سمرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اورنگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ کہتے تھے کہ اے شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے ہمیں معلوم نہیں ہر کیا سمر گرداکہ اسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد عیاری کرنے کو موجود ہے زبردستی شراب پلائے دیتا ہے سمرنگ کے آنے نے اس وقت بڑی حفاظت کی سمرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا اور قرعہ بنایا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اس میں نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پر کوئی آفت ڈیرا چاہتی ہے میں بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو اگر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا اب چاہتا تھا کہ اٹھیں تو بیہوش ہوں ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برق سامنے گرفتار ہوئے بیقرار ہو کر رہ رہی ہیں کہ اے خدا سمجھے اس بلا میں پھنسایا اپنے طفیل سے چھوٹ کر اپنے کے قبضے میں پہنچایا کہ جسکی صورت دیکھا نو وقت آتا ہے اے کریم و رحیم اب جلد نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کر لے اورنگ نے سمرنگ سے کہا کہ اب کہو کیا صلاح ہے سمرنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان سولی کی تیاری ہو ان استاد و شاگرد کو قتل کیجیے سر انکے بخدمت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سبکو پسند آئی سمرنگ نے یہ بھی کہا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ کی بھی دستگیری کرتا ہے بلا سے روزگار ہے ان ساحروں کو آنے دیا کہ جنکا مثل دنیا میں نہیں اب قدرت ہفت پیکر پر اسیر زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ تا وعدے میں جو کہا لکھے گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہے کہ سال آخر طلسم ہے اب یہ سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان سولی کی تیاری ہونے لگی داریں استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوئے اورنگ و سمرنگ عمرو و برق کو لیکر نکلے جلادوں سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر کھینچ دو جلادوں نے پاؤں میں عمرو و برق کے زنجیریں باندھیں ملکہ بہار بیتاب ہیں کہ عمرو و برق داریں لٹکائے گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و نجر ساحر کمانیں لیکر کھڑے ہوئے عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ اے کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شامل حال کر

[illegible]

اہل اسلام قبضے میں کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے لشکر ساحران وغیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہے خواجہ عمرو نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جھلال ایسا ساحر رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے رواروی کرتے ہوئے آتے ہیں جھلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پہ لٹکے ہیں اور رنگ تیر کو بجر کمان سے رہا کیا چاہتا ہے جھلال نے زانو بپا پیٹ کر کہا کہ اے شہریار گھوڑا جلد بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہیں یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا وہاں سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کر کے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے پہلے حملے میں کئی سو ساحروں کو مارا اب اورنگ سنبھلا سے جو دیکھا کہ جھلال نے سحر اوگر دیا جھلال کو للکارا کہ او جھلال کیوں قضا ورنگیر ہو گیا مجکو تو نہیں جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جھلال نے گولہ مارا اورنگ نے گولہ روک لیا وہی گولہ پھینکا مارا جھلال نے سپر جنبہ روکا مگر گولہ نہ رکا قریب آکے پھٹا اس سے برق شکل شانے پر گری شانہ جھلال کا نشانہ ہوا جھلال زخمی ہو کے ہشیار رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہ کی آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اس کی تیغہ ہفت جوہر پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو جھکایا سرنگ کو آئینہ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان میں پیوست کر کے سینہ پر کینہ سرنگ کا تاکا تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پیا سکو بڑا ناز ہے ساتھ کے ساحر غل مچاتے ہیں کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا ذرا سمجھکر مقابلہ کیجیے جب سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کر کے قفس ملکہ زہرہ کا اٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہاں نظروں سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

آپ سے غیر آکے بگڑ جاتے ہیں اپنا نام کرتے ہیں
کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں

رسائی اُسکے گیسو تک رسا تک غیر ممکن ہے
وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں

نہ گیسو چھونے دیتے ہیں نہ رخ کا بوسہ دیتے ہیں
یونہیں اک عمر گذری ہے کہ صبح و شام کرتے ہیں

نہیں دیکھا ہے تجھسا دوسرا وحشی مزاج اپنا
جو تجھکو دام میں لاتے ہیں وہ ہی کام کرتے ہیں

بنے پھرتے ہیں عاشق مفت کو ان میں منہ چھپاتے ہیں
عبث اے رند نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہے تو بتلا دو کہ معشوقہ کا قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغ ہفت جوش کا پر روکا اورنگ برس پڑا آگ برسائی تلواریں گرائیں خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک بپا رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے آوازیں دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد اسکے آواز آئی کہ کشتہ مرا نام اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہ گئے تھے انکو ہلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا چھت پر سے ناگ کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہے وہاں سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ میں چلیے والدہ ماجدہ کو نکالیے میں بھی زیارت سے مشرف ہوں خواجہ نے کہا کہ عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بہت بیقرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہونچاؤں ایسا نہ ہو کہ بیقراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہے کہ امیر کو گرفتار کروں آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلائیں لیں

دعاے جان درازی دی خواجہ نے اسپ زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل میں رکھ لیا برق کو ساتھ لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحرا سے محیط میں روانہ ہو عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جابل رستم کے ساتھ ہے شان و شوکت طلسم کشائی کی بلا ہوئی جس مقام پر اُترتے ہیں صحرا آباد ہو جاتے ہیں اس شوکت و شان سے رستم تلاش میں صحرا محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پیشتر پر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے پاس امیر کے پہونچے ارکان فیل ورنے جو خیر مشی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا پتہ ملا عمرو نے کہا کہ کسی ساحر قبل کے ملکہ کو لیے ہوئے آتا تھا راہ میں فرخنوہ ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا کچھ روپیہ دیکے تو چھڑا کر لایا ہوں صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ طلب لیے تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کی اسلام آباد کیا ارکان سے کہا کہ اب ہم جاتے ہیں تھوڑے جانا واجب و لازم ہے نہیں معلوم لندھور نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت میں اُسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگا امیر نے ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہاں لندھور نے بعد دو ہفتے کے زخموں سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کہتا ہے کیونکر آقا کے سامنا کرونگا کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھیں گے کہ تمنے ہمارا سر تمہیں مقرر کیا میں تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہوں انکو کیا جواب دونگا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ اے دارا سے بہت سیرا سیرا حسین شعبدہ گر نام ہے بہن ہوں حسین شعبدہ باز کی اُنھوں نے فرمایا تھا کہ اگر مونسا بھلا نہ چھوڑے تو ہوا حسین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے ایک جام شراب پلانا یہ کہکے اس حسین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر
کہا ای مہ جبین تمہاری بہن کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے یہ سامان دکھایا
مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو ضرور پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد
واثق لیا اور کہہ گئی کہ ای دارا سے شہنشاہ مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہو اسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر بیٹھنا چلتے چلتے
مہ جبین پیام تو بلا ہی چلی گئی کچھ باتین اسکے دارا نے بھی کہلا بھیجا کہ گئی ابھی دارا نے یہ باتین
سکے لندھور کی بیقراری بڑھی دارا سے کہا کہ دریافت کرو کہ امیر لشکر مین آئے یا نہین
آئے دارا سے لندھور نے سبیل اس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ اتالک و بہرام و نجم
شہزادیان استقبال امیر کی کرتے ہین تمام لشکر مین یہی خبر ہے کہ کل آقا لشکر مین آجائینگے
دارا نے آکر لندھور کو خبر دی کہ ای دارا سے شہنشاہ برق خبر لیکر آیا ہو کہ امیر آتے
ہین چنانچہ سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے ہرکارون سے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاصد تیاری جنگ
کی کرتے ہین کہ ہرکارون سے یہ خبر وحشت اثر شاہی قاسم نے سنی اور حکم دیا کہ ہمارا
لشکر مین بھی بمقابل ایرج کی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ شاہ کیا اپنے دل مین کیا سمجھا ہے
انشاء اللہ میدان مین ایسی تلوار مارونگا کہ یہ شہزادہ پھر کبھی نمکحرامی کا نام نہ لیگا اپنے
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر جب وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر
لگایا تیغہ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرمایا
ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم نے لشکر کو لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کیفیت کہا کہ لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے کیون نہین آتے
اپنے کو چھپایا ہی یا کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور ساشہ زوری کر رہا ہو کہ ادھر سے گرد اڑی

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کیوں اے لندھور تجھے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں نکلے امیر کے کام
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب
ہیں ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھوں میں ہیں دلاوروں
نے بڑھ کر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھ کر پرچم صاحبقرانی کھولے ہوئے
دیکھا نقابدار نے لپٹ لپٹ کے ہاتھ نیزہ نیزے سے پھیر کر نقابدار نے کوکن دیکھا
فیل لندھور کے مارا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چیخ کیا نقابدار نے بڑھ کر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے تھے کہ نقابدار نے فورا پیش قدمی
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرتے گرتے تھے نقابدار
نے چاہا کہ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار کھینچ
لندھور کے رکھ دی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ اے نقابدار یہ حرکت ہے نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ہاتھوں سے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخم بندی ہو رہی تھی کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخم دار ہیں مگر سب جیتے ہیں کے واسطے بیقرار ہیں کہ جستیں کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اے دارائے عرشہ تمہارے زخمی ہونے کی خبر ملی میں
تمہاری عیادت کو آئی ہوں لندھور نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب امیر آگئے ہیں
اُنکو فکر ہوگا پہلے ہی مقابلے میں تمہارا وعدہ پورا کر دونگا یہاں امیر بیٹھا کر بارگاہ
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ براے خبر بارگاہ لندھور
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت جلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین وہ شاختر
اُتری عمرو نے گرد قصر چیخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا جسمین بسنر پر بیٹھی
ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین
کہ جسمین کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا
کرین مگر جسمین کا یہ حال ہی کہ اسم اعظم جدول سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہوجاتی
ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون ای ملکہ عالم کیا اسرار ہی
یہ سنکر جسمین نے کہا کہ ای غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی ہی اُسمین حال آیندہ وگذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ پورا نہوگا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے
نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کیے ہین کہ سامنے جسمین
کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون اگر کوئی عمل نہین پاسکے جسمین اپنی فکر مین ہی طلسم
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر جسمین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بچپن کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من کینڈے ۱۸

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ٹین لاکہ فوج میدان میں آکر
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطا سے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوندکا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے میں کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعہ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیوں
او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف
سے رستم و اسفندیار نے کفن میں منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے میں نہیں
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے تجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب میں نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو
کہ تو نے اس بدولت کو نامہ لکھا ہوتا میں آکے فیصلہ کردیتا لاشوں سے میدان بھر دیتا یہ
کہکے میدان میں آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہو
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعہ سلامت نگار وہ مقام خاوستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہاں رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہو دماغ میں غرور بھرا ہو جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بےمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھکر آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤں پر تمام دنیا میں غلغلہ
ڈال دیا پہلوانان عالم اپنی صحبت میں تیرا ذکر کرتے ہیں کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہیں
ہو مگر ہم ایسوں سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کر لیجیے امیر نے فرمایا کہ ہمیشہ
یہ دستور نہیں جب تیرے حربوں سے پروردگار بچائیگا تب میں کبھی حربہ کرونگا اخطا قہقہہ
مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں
نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر تماشا دیکھ رہے تھے تب امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا نیشا
اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا متحیر ہو کے گرز اٹھا کے پہنچے پر

ڈالا خبردار خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹیں اسکی خالی دیں آخر میں اخطا
نے کرتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ میں
تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اتر لے امیر گھوڑے سے کود کے اخطا کی پیٹھ سے
اترا آپس میں کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ اخطا چھایا ہوا ہے امیر فنون سپہ گری
اسکے زور کو روک رہے ہیں جہاں پکڑ لاتے ہیں اخطا کو عاجز کر دیتے ہیں دو چار گھسّے ایسے
دیتے ہیں کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہے جہاں پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر مثل برق کے چھٹک کر
نکل جاتے ہیں دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ خورشید پوش شکست خوردہ قلعہ
مغرب میں جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تاباں مع فوج ثوابت و سیارگان سر پر نیلگوں فلک کے
جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ کشتی خوب لڑتے حقیقت میں جیسا
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آ کر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا
دستور نہیں ہے کشتی کو حکم دو یا ہوں غالب یا مغلوب نہیں پلٹونگا اخطا نے کہا کہ میں رات کو
نہیں لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا یا ہوں زیر و زبر ہوا لیس ہونگا آج میں نے امتحان کر لیا دوسری بار میں
زیر کر لونگا ہر چند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ میں بیٹھے مگر اخطا نے آ کر پھر طبل جنگی بجوایا اور
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ اے لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے
یہ کہکر اٹھے کہ میں بھی اس سے ملاقات اخطا جاتا ہوں یہ کہکر اپنے لشکر سے نکل لشکر اخطا
میں آ گئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا مثل رہا ہے لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
میں آیا اپنے پہلو میں جگہ دی کہا کہ اے دارائے ہند میں نے سنا ہے کہ تم سر حمزہ
کے خواہاں ہو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب امیر کو گرفتار کر دونگا تو تمہارے سپرد کر دونگا
یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ آراستہ کرائی اسمیں لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اپنے عیار سے کہا کہ اے نہنگ عیار و میں سب کے ظاہر میں یہی کہتا ہوں کہ
حمزہ کو زیر کر لونگا مگر قسم کھاتا ہوں کہ نعمت سے مالا مال تجھکو دونگا میں نے حمزہ کو کسی
فن میں کم نہیں پایا تو جا کر جس طرح بن پڑے ملکہ مہرو کو لے آ پھر میں حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہے اور ملکہ کو لاتا ہے باپ بھی اسکا یہان ہے جانے آنے مین جو دیر لگے گی وہ آپ دیر ہو ورنہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے اپنا سے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعہ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے مہر نگر گئے ہین مالکہ بہی وہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بہر بیقرار رہان دن بہر اشکبار رہان کبھی بیقرار ہوکے پکار اٹھی کہ اے فلک کجرفتار و اے
گردون غدار یہ کیا غضب کیا ہے جو تو نے کی ۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پاتک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو تھا آگاہ
یہ شرف اوڑھا دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھون آنکھون مین جگا دیا کسنے

جلوۂ ذوق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
دیار دل مین بٹھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کیسے صدمے ہین دل نے پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کہہ کے زار زار روتا ہو

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن گذرے کہ سوئی نہین پلنگ پر جا لیٹین کنیزون نے پیر دبانے پنکھا جہلنے لگین چھوٹیون کی چھاؤن ملکہ سوگئین اور یہ خبر نہ تھی کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہے نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہے ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سوگئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بہی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بہی سوگئین نہنگ نے [illegible] بیہوش کیا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندہا دیوار باغ سے کود گیا تہوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکہ کہلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پرانا چوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تہا اس نے

ساتھ والوں سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگوں پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہاں اخطا انتظار میں عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ میں اپنی بیٹھ کر رات بسر کی
کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نونگ آکر پہونچا پہلو میں بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
نے کہا کہ اس خیمہ میں ملکہ کو اتارو نونگ نے اس خیمہ میں لا کر ملکہ کو اتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصوں کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئیں کہ یہ کیا معرکہ ہے کیا آنکھ چار ہے یا خواب دیکھ رہی ہیں کبھی دل سے کہتی ہیں کہ
میں نے خواب دیکھا کبھی آنکھیں ملتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ اے غنچہ دہن وای شمشاد
کہاں ہو کچھ آواز میرے کان میں نہیں آتی اتنے عرصے میں اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا داڑھی کو جھٹکارتا ہوا اندر خیمہ کے آیا سلام
کیا ادب سے بیٹھا کہا کہ اے ملکہ عالم میں آپ کا غلام ہوں آپ کے باپ نے مجھکو فراموش
کیا آپ مجھکو دل سے نہ بھولیے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ او اخطا سامنے سے
ہٹ جا تو نامحرم ہے میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگیں ادھر صبح کو امیر بارگاہ
میں آئے فرماتے ہیں کہ یارو میں نے خواب پریشان بمقدمہ زہرہ دیکھا ہے خدا خیر کرے
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہے امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمہارے ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ
کو چوری سے منگا لیا امیر کا یہ حال سنا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ اخطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ پری
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ اے شہریار شمشاد کو حکم دیجئے کہ شہر پناہ فصیل لانا اخطا
بارگاہ میں ہو لنڈھور سے بڑا خلا ملا ہے اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلو سے بارگاہ میں ایک خیمہ ہے اس میں ملکہ کو اتارا ہے اور خود بیٹھا خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کرتی ہے یہ سنکر امیر اپنے مقام سے اٹھے اور تیغ پر
ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہے اور لعنت خود
ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب سے مکلن دور ہے ناامیدی ہوئی آج اسکو بھی سمجھ لونگا
دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشت اشقر پر سوار ہو کے طرف لشکر اخطا کے چلے
یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہے چند کنیزیں بلا بھیں آ کر حکم دیا کہ تم جا کے سمجھا دو برق شتاب
کرتا ہوا چلے بارگاہ اخطا میں پہونچا ان کنیزوں میں ملکہ فلست میں ملکہ زہرہ کی آئی
جلدی سے کہا کہ آپ نہ کہیں اپنے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہو کر چلے فرہاد خان فوراً
گینڈے پر سوار ہو کر نقیب ہیں امیر کے چلا آتا ہے جملہ سردار سوار ہو کر چلے ہمرکاب روز بڑھے
جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک
نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں باندھ کر کھڑی ہوئی کہ نعرۂ امیر کی آواز آئی یا شیدائی
کا فروں سمجھ لو اے نابکاران پر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ رکونگا
تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسر ان فوج میں ہیں بڑھ کر امیر پر حملہ
کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے چلے دوسری صف
پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر بہادر کا فروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر
فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرا دیئے
جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا علم ہائے فوج قلب کے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسری
صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مار مار کر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ
دوسری صف پر پہونچے ہنگامہ لڑ رہے ہیں فوج اخطا میں ایسے فریاد و الغیاث
بلند ہے نقیب اقا جیت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے
نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگے پھرتے ہیں
گھوڑوں سے منہ کے بل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں
زخمی پڑے ہیں تیر جو زمین سے نکل کر گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریائے خون میں مچھلیاں
شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں ڈھیر پڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہنگ نے دریا سے منہ نکالا ہے

کفار پر شکست اہل اسلام کا بنا رہے ہیں۔ قاسم و بہرام و جمہور بھی شیر انہ لڑ رہے ہیں دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں جھپٹ جھپٹ کے کافروں کو قتل کرتے ہیں امیر لڑتے بھڑتے جنگ ریستانہ کرتے ہوئے چار صفیں کھیں انتظام لشکر کا توڑا ہر صدمہ پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے گھٹنے خون کے جسم پر جمے ہوئے ہیں لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہے صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گئے ہاے زخم تمام جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ خوف نہیں امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہے کہ امیر مجھ تک نہ آسکیں گے چاروں پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب قوی تن و قوی ہیکل سپرین شمشیرین سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ ای پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوٹیاں اسکی کاٹ کر پھینکدیں امیر دربارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سوائے فرہاد خان کے کوئی برابر نہیں پہونچا فرہاد خان بھی گھوڑے سے اترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھکر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیے گا اسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جا بھاگا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اٹھیں کہا کہ ای شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ ای اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہے تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم میں جان باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہے اخطا نے جو امیر کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ ای پہلوانو حمزہ کو مارلو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہرچند

کہ امیر نے کسی پہلوان بارگاہ مین بھی مارے گئے نیزے اور تیر اس قدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جس وقت سے امیر بارگاہ خوبان مین آئے ہین خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین مین رنگ جمایا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوندا خواب مین آ کے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہین مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ ارے کلبہ میخانے کی غنچہ دہن کو دو خواجہ نے کل پیالی میخانے مین پہونچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفین کین کہ اے غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہین دیکھا سنا ہے کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہین یہ بھی کہتے جاتے ہین کہ شراب مین بڑے بڑے نفع ہین رنگ نکلے ملالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیے مہ جبین بڑی تعریفین کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کب کا اس طلسم مین نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان مین دل پامال ہوتا ہے کیا گٹکریان لے رہی ہے عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہین کہ کئی دن ہوئے قدرت نے آکر نظر کرم کیا مہ جبین کہتی ہے کہ اے غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لقا ہو اور امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہین کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکین اسی رنگ کا ہمنے سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل مین آکر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ اے غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے بیچ مین بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مارا ہوا ہون اک بت وحشی مثال کا	مطلع	تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلا پر صفائے رخ پر نور کی کہان		شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل سے دل نقش ہی	رکھتا ہوں میں بغل میں مرقع خیال کا
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار	سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کریں نہ کہیں زنانہ سب جوانا	پیری میں عشق خوب نہیں خورد سال کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر بیساختہ اٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آ گئے ہیں اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجیے ایسا دام میں نے بچھایا ہی کہ لندھور آکر پھر سیری یاد میں رہتا ہی صد بات فراق سہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل میں جو نکہ مزا بھرا ہی گت ناچتی ہوئی اٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزیں اپنے مقام سے اٹھیں اور گرکر بیہوش ہو گئیں ادہر عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادہر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہاں لندھور بارگاہ میں بیٹھا تھا زخم کھاتا امیر کا دیکھ رہا تھا یکایک ہوش و حواس ہوئے ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اٹھ کر امیر کے پیچھے پہونچ کر سپر ہوں آقا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پہ امیر کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے تا دوا بر دو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن نکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر میں اس وقت آیا کہ امیر دیار میں اخطا سے لڑ رہے ہیں عمرو نے سب سے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو چرا منگوایا اسی غصے میں امیر بارگاہ اخطا میں گئے ہیں عمرو جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمرو جست کرکے بارگاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سبھوں سے جنگ کر رہا ہی پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہیں خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اتار لوں اشقر نے رو کر زبان جنی میں کہا کہ جاکر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمرو اس وقت پہونچا کہ امیر چیخ کھا کر گرے ہیں اخطا جست کرکے سینہ پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اسوقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہیں اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

ہوئی میں کہتا ہے کہ اے لندھور ایسا ستم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوں اور عاشق بیٹھے بیٹھے
دیکھے اسی محبت میں لندھور اٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور بڑے قتل امیر آتا ہے لندھور
نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا منہ کے بل زمین پر گرا اور
نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بےحیا اے ناہنجاران ہیچ و غا منم عاشق جمال صاحبقران نامدار
نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگر تم تا بہ ہندوستان + اگر نام نمیدانی منم لندھور
بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور
کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہے بہتر ہے کہ اسکو بھی
مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بےادبی کی ہیں تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا
خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ یار
کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چہار طرف سے اسقدر تلواریں پڑیں
اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
لندھور پر کافروں کا بلوہ ہے صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ لندھور مجھ پر جان نثاری
کر رہا ہے اور ہر مرتبہ آہ اللہ دیتا ہے کہ اے آقا سے نامدار وای ہو الاسے قدرشناس آپکے
بعد زندگی بیکار ہے قدموں پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم
عاشق صادق کا سر لندھور پر تلواریں جو بہت پڑیں آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قالب
تھرایا چیخ مار کر لندھور گرا وہ جو عشق تھا دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے
سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمرو پہونچا اخطا چاہا کہ لندھور اور امیر کا
سر کاٹ لوں عمرو اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پشت میں تلوار لگی ہے
چھوٹ گئی ہے اور لندھور کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار دوسرا ہاتھ صاحبقران کے
سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہے عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر
کاٹوں کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہ ہوتا تو تم مجکو زندہ
نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ مجھے زندہ پایا الف ہو سے محبت دیکھ ظاہر کر دی زخمی ہو کر
وہ بھی گرا ہے عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر رد کیا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ ای سرداران تہمتن و ای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہیں
دشمن قتل کیا چاہتے ہیں جلد آکر بچاؤ حلوخانہ بارگاہ میں فرہاد خان لڑ رہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ میں کر بڑھا
کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا اتنے فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر احتطا نے
تبر زہر مارا کہ سر فرہاد خان کا کٹ گیا چیخ کھا کر گرا اسوقت مالک و جمہور و فرآمرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینوں زخمیوں کے گرد پھر
رہا ہی اور شیر لندھور جنگ کر رہا ہی سرداروں نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل بیہوشہ کو لیکر آئے سرداروں نے امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود میں
اٹھایا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوئے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو
گھٹایا بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہیں بارگاہ جو گری
کئی سو کافر دبے احتطا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مارو اسوقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
انتہا کے زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤں کے نیچے مل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر ہمیں
سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجب کیفیت ہے عمرو نے
جواب دیا کہ اے ملکہ عالم خدا تمہارے راج و سہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہے اور اب بھی لڑ رہا ہے پشت تک کسی کا حربہ
نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آسئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے بدیع لڑتے ہوے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
الجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزماں
نے سرداروں کو ساتھ لیا کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی ایک
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہیں خیمے
کافروں کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اول امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخم دوزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دی
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخم دوزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لائق ہوں
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نمکحرامی ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ اے لندھور تم سحر میں مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جسوقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخم دوزی

کہ لائی امیر زخمہ رنی کر اسکے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخموں سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ بیٹھی
رہا ہو کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے
پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران
نے زہرہ کے واسطے کنیزیں طلب کیں ملکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہوئیں کہتی تھیں
خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار کو بھیجکر چرا منگایا خواہان وصل تھا
میں نے کہی جواب دیا کہ قتل کر ڈالے اختیار ہے مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزیں دمساز
دمساز رہی ہیں بلائیں لے رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا
کہ اب میں طرف کوہ بو قلموں کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلا کر حکم دیا
طرف کوہ بو قلموں کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بو قلموں کے چلے
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمے داستان شوکت بیان رستم پیلتن کا طرف صحرائے محیط کے بتلاش لوح
جانا اور پہنچنا تا صحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہو دل خوش رنجیسان و الا تبا
عجب عشق و الفت کے سامان ہیں
کہ اس حال میں ہیں ہزاروں تباہ
چل اے ساقیا آج گلزار میں
کہ جو جا بجا ... ہو دوستو
... کو ... گلشن ...
کہ ... رنگ ... ہوا
کبھی کر رہا ہے کہ لیلیٰ کہاں
ہمیشہ ذکر شیرین یہ ... کہ وہ

کہ لکھتا ہوں رستم کی اب داستان
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں
جسے عشق رستم فہم ہو گیا
صلاحیں ہوں ...
اکیلے میں شغل چمن ...
کہیں آپ ... کے پھولوں ...
یہاں ...
مری ... ہو گئی ... یہاں
کیا نل نے عشق دمن آشکار

وہ ہے داستان جلالت شعار
کہ قلب و جگر میں جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہے عشق زلف بتان
اسے فرط رنج و الم ہو گیا
یہ ہے جوش پر باغ کا رنگ ...
لکھوں چند ... رنگ عشق ...
ہر اک غنچۂ گل شگفتہ ہوا
وہاں قیس بیتاب ہے ...
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلیٰ کا جویا ہوا
کہ ہر وقت لیلیٰ بحسن و جمال
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ لیلیٰ کا مژدہ سناجاتے تھے

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
وہ باطن کی الفت سے باہر ہوا
کبھی بیٹھ صحرا سے صحبت رہی

ہوا قیس کو عشق میں یہ کمال
اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
غزالان صحرا سے الفت رہی

قمر داستان مرصع نگار
لکھو جلد آئی ہے فصل بہار

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی و طے کنندگان مراحل عیاری و چالاکی اس داستان بشوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں۔ شعر سخن سنج غواص دریائے ہوش چنین ریخت گوہر بدامان گوش + رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرائے محیط کے روانہ ہوئے محیط پیمان شکن اپنے قصر میں رونق افروز ہو انیسیں جلیسیں جمع ہیں کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن میں چلے جاینگے تم لوگ تباہ و برباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گو و تیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو ملے سحر اسپر تاثیر نہیں کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند کچھ اندیشہ اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ پہنچیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے میں اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استغراق اژدر سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جا کر راہ میں گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استغراق اپنے بیشہ میں بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استغراق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابدولت بھی

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحراے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف
کھا کر پلٹ جاے یہ جو آپ نے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑ گیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے
مین تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے چل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا
جنگلی فوج لیکر چلا اودھر شاہزادے کو تیسری منزل ہو صحرا مین اترے ہوے ہین صحراے
دل شاد اس صحرا کا نام ہو صبح کا وقت ہو ارادہ ہو کہ سوار ہون ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان دو چھال گینڈے پر سوار پشت پہ تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے
ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری یہین تک
تھی لیں اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہو یہ کہکر گینڈے سے اترا بارگاہ مین داخل
ہوا ہمراہیون سے کہتا ہو کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہو لیکن
اگر بھاگ جاے تو بہتر ہو ملکہ نے لکھا تھا کہ اسنے تحفہ جات ضمل کے تحفوات ایسے کہان رکھے
تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہو یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو کچھ ارادہ کیا ہو اب اس ارادے سے باز آو اور یہان
پلٹ جا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہو جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کر دینا
کتنی بڑی بات ہو اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نامہ
لکھیے مین جا کے اسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھا اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا ہوا خیمون مین ساحرون کو اترے ہوے
دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہتا ہو یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین مہلال کشن
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہو پانی برس
رہا ہو لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان ہوا ارادہ تھا کہ لشکر مین جا کر بحث کرونگا یا
سر جھکائے ہوے ان مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا
ہماری خبر کر دو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہو درگہ سالار نے جا کر عرض کی رستم نے کہا آنے دو
ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا مہلال و آفتاب
اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ پھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر چلے گئے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ تمام افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے تمپر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہے کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا ہے صحرائے دلشاد
تا بہ بلشیشہ زر ریز ہمارے افسر کی عملداری ہے اس راستے سے نہ جانے پاؤگے رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آگئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہے ہم
اسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہے ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی سے چلنے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے ہاتھ بڑھا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بل جھکا
گھسیٹا ہوکر لیٹ پڑا رستم نے ٹھوکر ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہے آنکھین کھولتا ہے رستم کو دیکھکر بند کر لیتا ہے رستم نے
کہا اے اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہے مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہے مین آپکی پریشانی سنکر نہایت ملول
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا استحقاق نے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ ملول معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیجئے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحراے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
سر میدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سماک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین کبھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ قضا شرازل و کاتب
قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتی ہی ناحق کی پریشانی ہی اسی وقت یہان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاے پر
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلاے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کیا
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہر چند آفتاب و ہلال نے عرض کی کہ حضور
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سماک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہی کہ خود طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہو سکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار ہزاران ہین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکے لشکر
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر لشکر
پر آتے ہین قضاے کار اسطرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اور
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا بارہ ہو سکتا ہی کہ
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین بلوہ کرکے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کر لین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کر لینگے اشفاق نے
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو سر بزم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکے نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پیلتن
ارشد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ چو رستم لقب * دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ تخت مرزوق افگندہ شور و غل نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
کی کیا یہ حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو
جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اُسکو خنجر مار کے گرایا کئی جوان جو
پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہونچے للکار
کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر جو تجھے گذری
اُسکا عکس بیان کیا اب یہاں احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے
پہ ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے
پر ہلہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر قریب پہونچے اشفاق پہ
ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیادل بھاگے رستم
اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ
سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جا بجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا
یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
کہا ارے تم دس ہزار رسالہ تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہے کئی افسر
اُسنے مارے اشفاق کو للکارا ہر چند اشفاق نے کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں
رستم نے دو پرکالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اُس سے
لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار میں آیا اُدھر سے لشکر رستم پہونچا
شاہزادے نے ساحروں کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمکو حکم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گھڑیوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سیر
و مہلال وغیرہ دور جاکر ٹھہرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں
افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہوے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا

اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی

راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری

اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے یہی قصد ہی کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین نام پیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی اے رستم اب شکل تو اہوال معلوم ہو میرے بھائی کو جلا سے یہ سارا فوج نے دل پر ہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ ادھر سے گرد اٹھی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ ہو یا گرز ہو یا تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بچایا اور سر پر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اُٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیئے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہے تاب نہ آئی گھوڑے کو اُڑا کر جا پہونچے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا اے بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجیں پامال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہے فوج کو ترغیب دے رہا ہے شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیوں تکلیف فرماتے ہیں چھوٹوں کے سامنے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہے
یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکر لالان کے دو ٹکڑے ہوئے نقابدار نے عرض کی کیوں حضور
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو یہ کہنا نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا اے نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار ردو قدح کے ہوئے تھے
کہ شاہزادے نے بڑھ کر بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونوں جوان
گھوڑوں سے کود پڑے نقابدار و رستم میں کشتی ہونے لگی یہاں تک کہ شاہزادے نے
زیادتیاں کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہورہا ہے الجھ الجھ کے لڑرہا ہے دونوں فوجیں کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضائے کار نقابدار زریں پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ فگن
رہتا ہے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہورہا ہے شاہزادے زیادتی کررہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہورہے
ہیں نقابدار زریں پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جہاں یہ دونوں شیر دلیر لڑرہے تھے قریب آکے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ دونوں
جھجھک کے ہٹے نقابدار زریں پوش بیچ میں آیا اور اپنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہو آپس مین لڑتے
ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمپر دباو ڈالتے آخر آپس مین تکرار کا ہے کی ہے
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا ہو مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہو ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہو کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہو جب صاحبقران سے
دعا کر چلے تو اپنے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بہانے صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجکو زیر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاہزادہ مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہو
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہاے
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آ ہونگا مراد اس
تحریر سے یہ ہو کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جو بارگاہ مین آئے ہلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
قبلہ و کعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ملکن ہے
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہے ہرچند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ ہوئیں مین اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلاے روزگار ہے خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن بلا ارمان
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہو جسمین
ایک پہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گزار ہفت پیکر اسکے جو بالا سے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت
جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استغراق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بارادہ جنگ
رستم نکلا لیکن ہمراہیان استغراق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم سناتے ہیں استغراق
طلسم پیار لقا بیدار نے استغراق کو قتل کیا میلان مردم درماں پہلوان کا نام ہو جواب
دیتا ہے کہ میں تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز رو بلا سے روزگار ہے اس سے
پکڑوا دونگا یہ کہتا ہوا ٹھہرا ہیں کر آ کے تو آکر سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اترا ہے عیار کو
حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا لقا بیدار مع فوج کا لشکر
عیار نے خبر دی کہ اسی لقا بیدار کا لشکر ہے جسنے استغراق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم لقا بیدار
کو پکڑ لا عیار چلا لشکر میں لقا بیدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ لقا بیدار کی کونسی ہے
عیار لقا بیدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص یہی بارگاہ لقا بیدار دریافت
کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہے یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہے آگے بڑھ کر آواز دی او بھائی
کدھر جاؤ محکوم ٹھہرا عیار لقا بیدار قریب آیا پوچھا کیوں بھائی بارگاہ لقا بیدار کو کس لئے پوچھتا ہے
عیار نے کوئی بات دل میں سوچی ہو گی جواب دیا کہ شوکت لقا بیدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
جسنے استغراق ایسے جوان کو مارا عیار لقا بیدار نے کہا چلو میں سامنا کرا دونگا میں اس شہریار کا
عیار ہوں یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ میں آ کھڑا ہوا آگے چلو پیچھے ہی عیار نے قدم
بڑھایا عیار لقا بیدار نے حلقہ پھانسے کمند کا محکوم نے سانپ ہو کر جست کی حلقوں سے
نکلا عیار لقا بیدار اسکے پیچھے کھینچ کر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار لقا بیدار نے جھوٹا
دیکر پیچھا مار کر سر کٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لاشہ اسکا بیرون لشکر
پھینک دو میلان جب دیر ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر
کہا کہ تیرا بھائی مرا کے گرفتار ہے لقا بیدار کیا تھا دیر ہوا کہ نہیں پلٹا ذرا پتا لگا کر خبر لے زنار
چلا جنگل میں آ کر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
مارے گئے عیار لقا بیدار بلاے روزگار ہے میں سمجھ گیا کہ اسے پہچانکر اسکو مار ڈالا اب میں جا کر
لقا بیدار کو لاتا ہوں یہ کہکر زنار چلا لشکر لقا بیدار میں آیا ایک دوکان سے بارگاہ لقا بیدار
دریافت کرلی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کھڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کرنے لگا

چلا ہمراہ نقیب کا بارگاہ نقاب دار میں آیا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے
شمعہائے مومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے میں پانو
کسی طرف پڑ جائے کہ کم ظرفی ثابت ہو پھر دبے پانو پلنگ نقاب دار کے پاس آیا دیکھا نقاب دار
پڑا سو رہا ہے خیال میں آیا کہ اسکو دیکھو تو سہی کہ یہ کون شخص ہے جسکو استحقاق ایسے پہلوان کا
ملا یہ خیال کر کے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا نظارہ کیا پھر آپ کو ضبط کر کے بیہوشی برابر دماغ کے لگا دی نقاب دار بیہوش
ہوا نقاب ڈالے بپشتارہ نقاب دار کا باندھا اسی طرح نقیب سے بچ کر جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا میں
اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس چل کر اپنے لشکر میں جلوں اسیا نہ ہو سامنے سے کچھ فوج آ رہی
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہاں عیار نقاب دار بازار میں پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھ کر
اٹھا سوچا کہ نقاب دار پر کوئی آفت پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقاب دار کے آیا نگہبانوں
سے دریافت کیا خیریت ہے وہ بولے خیریت ہے پھر وہ اندر گیا اور دیکھا کہ پلنگ خالی پایا گھبرا گیا جی میں کہا
یہ بڑا غضب ہوا نقیب میں گیا وہ نقیب کو ٹھوکر سے بیدار کیا اور نشان قدم دیکھتا ہوا چلا گیا دیکھا کہ
پشتارہ لئے ہوئے جنگل میں دو کوس پر آیا دن چڑھ آیا ہے اور ایک جنگل میں پہنچا خیال میں آیا کہ اب تو
اس طرف کوئی نہ آئیگا کنارے پہ چشمہ کے ایک سنگ پڑا تھا اس پر پشتارہ رکھا نقاب چہرے
سے سرکائی حیران ہوا کہ یہ جوان کون ہے کیسی آتش جمال ہے کیسا ہے حیران ہوا کہ نام کیونکر دریافت
کروں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک نقاب دار پابرہنہ بدون پوشش مرکب اڑائے ہوئے چلا آتا ہے
یہ بولے شکار چھوڑا ہے یا نہیں یہ کہہ کر طاؤس کو دبا یا آسمان پر اسکے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقاب دار کھوڑے سے کود کر اپنے یار کو اٹھا لیا اور نگاہ جمال دیکھا مثال
نقاب دار بیہوش پڑی پکڑ لیا عیار سے کہا ارے تو کون ہے کس جانب کا ہے
کو کیوں باندھا ہے عیار نے کہا میں عیار ہوں میدان مرد ہوں اسکا لشکر سے چرا کر
لایا ہوں اب خدمت میں اپنے آقا کی لیے جاتا ہوں نقاب دار نے کہا اپنی جان کو غنیمت جان
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقاب دار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر جوڑ کمان میں پہنچا
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقاب دار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقاب دار نے چاہا

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہے کہ نقابدار سے ملے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے تار رستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آ گئے اُنھیں کہا اس جوان
کو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلہ پوش ایک طرف لے چلے زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس میں داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوئے اسی باغ میں آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم لائی ہے زنار پلٹا
یہاں نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوئے اپنے باغ میں آئی بارہ دری میں لا کر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتیں ہونے لگیں اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تلک عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا میں اس سے چھین لائی اُسکا
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہاں سے کچھ پتا آقا کا ملے پھرتے پھرتے
آگے کمند بارہ دری باغ میں اُترا دیکھا کہ آقا با اطمینان بیٹھے ہیں پہلو میں ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ہے ملکہ کو بھی آقا کے ہمراہ
لشکر میں چلو نرگسی چشم نے کہا مجھکو یہ خوف ہے کہ اگر باپ کو خبر ہو گئی لشکر لیکر آ نکلیگا تمہارے
پاس لشکر بہت سا ہے یہ کہکر کنیزوں سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورنہ یہیں رہے اور تو سب بھاگ گئیں تین کنیزیں کہ جنکو دل سے محبت تھی ساتھ ہو لیں
گھوڑے یہاں تیار ہو گئے نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکل طرف اپنے
لشکر کے چلے یہاں زنار نے جا کر میلان برہم کو اطلاع کی میلان نے لشکر تیار کیا
آ کے باغ کو گھیر لیا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزوں کو پکڑا اُنھوں نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہیں عیار میلان کو ساتھ لیکر اُسی راستے جنگل میں دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا کچھ باتیں کر رہا ہے جلد نخل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل میں سب کھڑے ہیں میلان فوج لیکر آ پڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کو اپنے سے ہٹانے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہے تب نقابدار گھیر لیتا ہے ملکہ
بھی مع کنیزوں کے تیر اندازی کر رہی ہیں کبھی سوار و پیدل تیروں سے گرا [illegible] ہے
میلان چاہتا ہے بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہے نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب لقا بیدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند
کرکے پکاری کہ اے مالک بے نیاز و اے رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا
یہ سا کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا شاہزادہ مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہے سمک نے خبر دی کہ لقا بیدار مرصع پوش فوج میں گھرا ہے
کفار کا چاروں طرف سے بلوا ہے رستم نے تیغہ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر
کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب لقا بیدار کے پہونچے
فرمایا اے بہادر یہ کیا سانحہ ہوا لقا بیدار نے کل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے
تمہارا عورت کا ساتھ ہے انکو لیکر نکل جاؤ لقا بیدار نے بہت شکریہ رستم کا ادا کیا شاہزادہ
نے کئی پلٹنیں و رسالے لقا بیدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی اپنے لشکر تک
پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں لقا بیدار کو بیچ میں لیے ہوئے لڑتی بھڑتی نکل گئیں
لقا بیدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ میں رکھا کنیزیں واسطے خدمت کے
مقرر کیں یہاں زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیوں لڑ رہے ہیں لقا بیدار تو آپ کی
بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان
مقابلہ میں آیا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہے جب پلٹ کر بارگاہ میں آیا تو زنار کو
بلاکر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہے میں جو جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کوئی سو
پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چرا لا عیار نے کہا
اس جوان کا چرا لانا کچھ بات نہیں ہے لیکن انتظام لقا بیدار کا کیجئے کہ یہ بڑی بدنامی کی
بات ہے میں اسکے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو پایا تو لقا بیدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور
لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ یوں بیٹی بھاگ جاے اور ساتھ معشوق کے رہے
اب آپ کی اسی میں نام آوری ہے کہ میں گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا
خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیجئے گا اس طرح
مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر لقا بیدار کے چلا ایک مقام پر آکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی
کے دروازے پر پہرا بیٹھا ہے کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہے کنیزیں اندر سے آتی ہیں

اور پھر چلی جاتی ہیں زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھے
کچھ کہنا ہے کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہیں گرد کنیزیں زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھیں تو عرض کروں ملکہ اُٹھیں تخلیے کے خیمہ میں لایا وہاں لاکر ملکہ سے باتیں کرنے لگا باتیں
کرتے کرتے خاصدان کھولا گلوری کھائی بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہے کہ کس طرف
سے نکلوں آخر ایک گوشہ میں بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گردن اُٹھا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہاں نقابدار بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہے ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہے کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہے عیار دوڑ کر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایہ میں بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہیں معلوم کیا کر دیا کہ میں سو گئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جاکے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے میں نقب لگی ہے
اُس نقب میں بھاگا یہ بڑا آخر میں نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وفادار کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا
سیلان کے اور کون دشمن ہے معلوم ہوتا ہے اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کریں میں جاکر ملکہ کو لاتا ہوں نقابدار نے کہا ایسا نہو تمہیں
کوئی زوال آئے تم چلو میں بھی آتا ہوں عیار رستہ پوچھتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوئے بارگاہ سیلان میں آیا پشتارہ ڈال دیا سیلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ خیر سے سامنے ہو کیں گھوڑے پر سوار ہو سکے لیکن اب انکا پردہ کیا
سیلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے پردہ کر کے ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں
کو سامنے سیلان کے پایا غیرت کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگیں سیلان نے چلا کر
آواز دی او کم بخت بدکار میں کیا تیرا بگاڑا تھا کہ تو نے دیکھ کس طرح تجھکو پکڑ لیا ہے ہمارے سامنے ذرا لا

نقابدار کی تو یہ کہ کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا اے بابا چاہے
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی صیلان اپنے مقام سے
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیار نقابدار اوسکا بھیجا ہوا کچھ یون لیجاتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقہ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرا گئے اس
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مارکے بیہوش کیا پشتارہ باندھا اور
لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بردوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہے صیلان نے آواز دی یارو عیار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی
نیزے تلوارین لیکر دوڑے عیار نے تیغ کھینچکر بالشت کا ہاتھ مارا صیلان کو رہا ہی آئے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہے کہ سامنے سے اکیلا پشتارہ لیے جاتا ہے عیار نیزے کھا رہا ہے مگر گھوڑا
لڑ رہا ہے جلدی پاتا ہے تو بھاگتا ہے سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر اچھلتا ہے
آخر زخمون سے چور چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہے کہ اے معبود ناموس آقا کا پشت پناہ
ہے اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہے یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو جرأت
کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا مبذول کر عیار دعائین مانگ رہا ہے
خلقت سے زخم نکل جسم پر کھلے ہوئے ہین عیار ہلاک رہا ہے مگر اسطرح نیچے مار رہا ہے کہ کوئی قریب
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین صیلان آواز دیتا ہے یارو گھوڑے اڑا سکے ادھر
ادھر نکل جاوے پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو
اڑا دین اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائین گھوڑون کو جھکا کر ڈٹے ہوئے نیزے سنبھالے
کیکے سامنے سے گرد اٹھی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اڑاتے پہونچ
گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار مرا پشتارہ بردوش گھٹنے ٹیکے ہوئے لڑ رہا ہے
نقابدار نے رستم کی طرح ان سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی صیلان نے آواز دی یارو پکڑو
نقابدار کو یار لوگ گھوڑے کی جست مین نقابدار نے ان سوارون کو مارکر عیار کو بچا لیا
اسپ عیار کے پہونچا شاد تمام کر اٹھایا کہا اے یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی اے برادر
بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آپہونچا لشکریان جرار نے جنگ کی جب طبل

نقابدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا مالک کو لشکر میں پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب سپیلان کے
پہونچا سپیلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پہ روکا اُچھل کے ہاتھ نکال کے
تلوار ماری کہ سپیلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے سب لوگ لاش سپیلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہیں لوٹ لیں اور نقد و فیروزی لیا اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر یہ تم خبر
صحرا سے محیط کے چلے جاتے ہیں صحرا سے دل شاد سے گذر کے صحرا سے نشاط میں پہونچے اہلِ
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم تھا ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہیں
لشکر اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیروں کو بلوا کے اُن سے صلاح کی کہ یارو یہ تو طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم میں پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر و زرۂ
ہفت جوشن کبھی کسی کو میسر نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پایا اب تو لوح
کی تا صحرا سے محیط جائیگا وہاں سے حال دریافت کرکے فکر دل لوح میں مصروف ہوگا لہذا یہ ٹھیک
لازم ہے کہ طلسم کشا کو بیچ ہی میں روکا جاوے کہ یہ صحرائے محیط سے باز رہے پس اب جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ میں جاکر اس جوان کو پھیر دونگا کہو تو برادر آپکے ساتھ
آفتاب و جلال بھی موجود ہیں میں پہلے انکی تدبیر کرونگا ای برادر ابھی فکر کرو نہ کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر ہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر سیاط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو تو کہ
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر میں طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھر گیا صبح کو
رستم بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سلاریان آفتاب رو کھڑے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سہاک کی طرف دیکھا آشفتہ و ششدر عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سہاک تلاش میں نکلا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سہاک پر تاکید کی فرمایا تم فورًا
خواجہ نادار پہ پتہ نہیں لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سہاک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا نگا اب سے
ہفت مشرق میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سردار ان ساحران سب غائب ہو گئے رستم کو بڑا افسوس ہوا
اسی دربار میں اُسکے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے پوچھا کہ فرمایا امر سہاک کچھ معلوم ہوا
کہا کچھ نہ افسوس صورت اور ہر ہمارے لشکر سے غائب ہوتے ہیں اب اگر یہ تدبیر نہ لگا تو ہمارے سلطنت نہ آتا

سماک نے عرض کی حضور ہم دونون غلام فکر مین نکلتا ہو یہ کہکر باہر آیا شاگردون کو تو حکم دیا کہ
فکر مین رہنا جہانتک ہوسکے بغیر شخص لشکر مین نہ آنے پائے اور آپ جست وخیز کرتا ہوا لشکر
سے نکلا پانچ کوس راہ طے کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پر آکے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہو سماک
ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ مین آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہین اور رعایا بھی شعبدہ بازی
سے ماہر ہو یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہو لوگون نے پتہ بتایا کہ میان مسافر فلان
محلہ مین سرا ہو غرض یہ پھرتا پھراتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
عہدون پر بیٹھے ہین قریب زنجیر لگی ہو درگہ سالار دروازے پر آمد و رفت بارگاہ کو روک
رہا ہو اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہو ساحر نے کہا نشاط جادو ہو اپنی
بارگاہ مین جلوہ فرما ہو سماک ایک گوشے مین آیا اور حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا
دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہ رہی ہو بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
ہو درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے
عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہو نشاط نے کہا آنے دو سماک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہین بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکراکر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری مین کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہون بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آئے تھے ایک روز جو وہ
آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوے پہونچے میکا اور میری ماں بہنون کو
سوارون نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والون نے آکے دروازہ کھولا تب کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کو پہچان لوگی رسالہ دار دربار مین حاضر ہین انکو دیکھو پہچانو سب سردار
کانپ گئے سماک نے نگاہ اٹھائی ان سردارون مین کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگون مین تو کوئی نہین ہو مگر کنیز رسالون مین جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا اچھا کل ہم
ہمکو دکھا دو ہم خود آکے سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سماک بادشاہ ۸

سے باتین کر رہا ہے نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہی مسکرا دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی لباط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ری برادر آج کیا کیا لباط نے عرض کی آٹھ
دن مین غلام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کر دیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر کچھ قابو نہین ہوتا ایک فکر
لگائی ہی وہ یہ ہی کہ نیا رطلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہی پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا سے انشاء اللہ
ہون جسدن اسکو گرفتار کر لاؤنگا اسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا جیسے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سماک نے لباط کی زبانی یہ معاملہ
سنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف لباط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہی بادشاہ نے فرمایا فریادی ہی کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا لباط نے پلٹ کر
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تڑپ کر جواب دیا کہ جہان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی لباط پیچھے
دوڑا جلو خانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہی ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تار تنبے کا چھلا نہین
رہا لباط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمام زیور دینگے نازنین لباط کے ساتھ ہولی لباط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین لباط نے کہا ہمارے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اترے ہین مین جلد ہزارون
ساحران کو گرفتار کر لایا چبوترے قصر شاہی مین جو مکان ہی اسمین سبکو قید کیا ہی اب جلد
امروز فردا مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا لباط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا تھا کہ
لباط کسی حیلے سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی گلابی کھینچی شراب کا دیا
ایک جام مین پیون لباط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ ایسا
رنگ مین سامنے لباط کے گائے کہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو لباط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھ دیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو لباط نے کمبخت کہا کہ مین دل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہو شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل اسکا
دھڑکا بازو پہ ہاتھ رکھا پتلہ فولادی بازو پہ بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ
چھوڑا شعلہ جو جام پہ گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے
تو کون ہے اُسنے چاہا اُٹھکر خنجر ماروں کہ زمین نے پاؤں تھام لیے لبساط نے سحر کیا رنگ و
روغن اُس زن حسینہ کے چہرے سے اُڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دُبلا پتلا عیار ہو اسنے لبساط
نے بھیجا!! اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر میں نکلا ہو میں تیری
تدبیر میں تھا اب اسکی مشکیں باندھی گئیں کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
اپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے میں لیجا جہاں اور سردار قید ہیں شبرنگ
سماک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ میں اسنے دریافت کیا کہ اب میں زندہ بھی بچونگا یا نہیں
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
چرالائیگا سماک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین
ہمارا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگوں میں دستور ہو یہ کہکے کچھ روپے
تو بٹوے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین
میری جان ہو شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ
میں پہونچی بیہوش ہو کے گرا سماک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگاروں سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جا کر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار میں آکر لاشہ اُسکا پایا لبساط تلاش میں سماک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر راہی سرداروں کی تلاش میں چلا اب یہی فکر ہو کہ سرداروں کو تلاش
کروں سرخرو سامنے آقا کے جاؤں اُس مکان پہ آیا جہاں سردار قید ہیں دیکھا سماک
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانوں کے بیٹھا ہو کچھ جادوگر ساتھ
ہیں یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ میں لیا مالن کی
شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی میں رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس
مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجہ پاٹ کو پھول
چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول
دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہے شوالے
مین جاتی ہون وہان چڑھا کے پلٹون گی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھا لیے مالن نے
تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہے سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر
بیہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جھلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو
رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا
کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہے شہر
مین کیسا ہنگامہ ہے لبساط نے جو ہلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے
تڑپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہے ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور
عیار غضب کر گیا قیدیون کو رہا کر لیا وہی ساحر سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے
اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائین مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب
غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون
یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیارہ کا
بیان کیا کہا حضور آپکا عیارہ کمال کرتا ہے ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار
ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو ادھر لبساط پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا
سمک الشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام
سے اٹھا پوچھا تمہارا کیا نام ہے اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین
دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہے کہا اے خدمتگار اگر
تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجھکو رسالداری
دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہے کہ
مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرا دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہو جائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات امیر ہین سحر کے اوٹھا لو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگہ سالار
نے چاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار رکا سکا بساط کو لیے ہوے
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا اے خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پہ ہے اسوقت تحفہ جات کا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط
اسی طرح کی دوسری بنوائی ہے اسپر بہت خوش ہوا کہا اے خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہو سکا اب مین انکو اوٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نکرو بساط جھلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ مین پہنچون رستم نے کلاہ مقام کر ایک طمانچہ مارا کہ بساط
کا اتر گیا سر کے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکا گیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا وہ
اسکی بہن حبادہ اور بیٹی اسکی ماہی سحر بیٹھی تھے روزگار ہین ان بیٹیون نے بڑھکر
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہے نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا کے گئے تھے اسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھنکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا تمہین سحر لیجانے سے سکھایا ہو مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند اسکو
منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر درست کیا اور اسکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہے بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراول تلاش کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراول
بھیجکا رو شیرہ تلاش کیے رستم وہ سے لشکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بے مثال رستم دیکھکر
عاشق ہوئی یا گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار ہو کیسے ہو گئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر بیٹھی گھر پر تاک روتی رہی باغ مین آئی کنیزون نے جو انکو پریشان
دیکھا تو پوچھا ملکہ خیر تو ہے ماہی سحر نے کہا کیا بیان کرون ایک گرفتار کرون تنہا نے سبب
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانہ دل کو ویران کیا خود مصیبت حیران ہون ہرچند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہیں باتیں عاری سحر نے اپنے پاس سے سب کو ہٹا دیا تنہائی میں بٹھا کر رونے لگی کہ
کہتی ہے کہ اے دل تجھکو کیا کیسے سمجھاؤں اپنے کو بس مغرور بیتاب کیونکر ہو جاؤں شام کو اس سوچ
میں اٹھی کہ جا کر دیکھوں تو آؤں رستم جو فنکار سے ملنے کنارے پر شکر کے خیمہ استادہ کرا اٹھیں آ کے بیٹھے
نشاط فکر میں تو یکھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمہ میں آئے اور عیار کا رفوری میں مصروف ہے
گلابیان لا کر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشہ سے سحر کیا عیار کے پاؤں زمین سے تھام لیے نشاط
نے گلابیاں ہاتھ سے عیار کے لے لین فورا سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکے
اندر آیا کہا اے آقا سے نامدار ایک جام نوش فرما لیجئے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کیونکہ تشنگی کا غلبہ
ہوگا جیسے تو شراب پلاتا ہو فورا جام لیکے جام پیتے ہی لوٹ کھا کر گرے نشاط رستم کو لیکے
چلا یہاں سماک راہ میں کھڑا ہی زمین پاؤں میں چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ میں کھڑا ہی رنگ زرد متغیر پسینہ پسینہ کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیوں رے
سماک خیر ہی سماک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤں زمین پکڑتے ہی میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ کر گیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اٹھا کر آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے لوکدان کہ جو آفتاب کو
لیے جاتا ہو نشاط نے جواب نہ دیا جاتا ہی جیسے کے کاوش آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی کہ
اوسکا ٹھہر جا آفتاب کی آواز سنکر جھلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگاروں سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیے جاتا تھا آفتاب نے دیا کر روکا
دونوں میں مقابلہ ہو رہا ہی مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جھلال نے جو یہ سحر کا تماشا
مثل شعلہ جوالہ تڑپ کر کہو تجاوز کیا آفتاب پر نشاط سحر کر رہی ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی
جھلال نے کار سحر نکال لیا سیف پر اسکے اسم سحر پڑھکے کچھ ایسا مارا کہ پشت پر جا کے
نشاط کے پڑی سینہ کو توڑ کر پار نکل گئی اسکا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی ایسا شعلہ آیا آواز گھبرائی کر مارا
مرا نشاط جادو بعد دم کے بعد ایک لاش سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے تھو
جاری کھچتی پیلا روشنی پر نشاط کی گوشت و پوست سے ملا شہر کی لاش اٹھا لیا تھوڑا اپنے تخت پر
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک لاش سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا کہل

انسان کے گویا ہوا جسطرح نشاط مارا گیا تھا سب احوال بیان کرکے خوب رویا محیط نے
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سنکر چپ ہو رہی ایک
غم ایسا اسکے دلپر ہے کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ
نشاط کو ہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اسکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو بساط نے گرفتار
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ عیار نے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہے ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہے مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کرینگی ناچار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اسے
صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہے احکام ساحری مین دخل نہین دے سکتی جو مناسب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
کہا اے نور نظر بس نہ رو خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
پہونچایا ہاتھ سے ہلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر
کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہے اُسکو تمھارا اتالیق بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کرلیگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہوکر
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہے مین انتظام کرینگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہے علاوہ اسکے
وہ خود بہادر صف شکن ہے تعویذات اُسکو ملے ہین سحر کسیکا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا واللہ خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
محیل ہے فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

کیا

اور کہا صحرائے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جاکر اپنا دخل کرو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہے اس سے
صحبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہوگیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ تجھپر مہربانی کیجیو میں مجھکو
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً ہمسے خبر کرنا بس جائو انتظام مالی و ملکی کرنا پڑیگا انتظام
مقدمہ گرفتاری طلسم کشا ہے۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکہ عالم آیئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کار گذار جا بجا مقرر کئے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے
باغ میں جاتی ہوں اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں شب ماہی سحر پر نصف
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام میں پہونچا تھا دیوتوں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہیں خادموں نے بیان کردیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اتار کر رکھ دیتے ہیں یہ دریافت کرکے
باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں
مصروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہے جالینوس
نے جوش محبت میں بیان کردیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اُٹھا لاؤنگا مگر آپ بھی
مجھکو اپنا غلام جانیئے بخوبی شکرگذاری سرفراز فرمایئے اس صحرا کو ایسا آباد کروں صحراے [illegible] سے بڑھا دوں مگر جب
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے فیصلہ کر رہا ہوں کہ آج مفصل کیفیت کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤں کہ مجھے ملکہ
آپکو اپنا محسن جانیں خداوند مرتبہ مصاحبت دیں ہرچند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا ضرورت قبول کرنے کی
ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا اگرچہ جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایسا
مقام پر آکر دونوں پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ فی الحقیقت شہزادہ
طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہوگئے
اسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہوکر جہرے پر نقب سے نکلا بے پرواز ہوا کے قلعہ
میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد آئے دار پر استادہ ہوئیں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال مین پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے رستم تو دعائین مانگ رہے ہین جالینوس آمادہ قتل بیٹھا ہے کہ ملکہ بیٹھے
بیٹھے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہے دیکھو تو کیا کر رہا ہے صاف جواب دیدو نا
کہ یہ خیال محال ہے ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت
سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئی جالینوس دیکھا اٹھ کھڑا ہوا تعظیم کر کے ملکہ کو پاس بٹھایا یہان
صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پا کے گھبرایا ہوا جہلال کے پاس آیا اور سب
کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات
کب جایا کرتے ہین سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہے واقعی اسم بامسمی ہے ارسطو فطرت لقمان حکمت ہے
خدا اسکے ہاتھ سے بچائے جہلال نے کہا مین جاتا ہون سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہو تمپر بھی
آفت پڑے مین جا کے دریافت کرتا ہون جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا الغرض سمک تحفہ جات سے ہو کے
رہو سمک باہنا سے عیاری سے آراستہ ہو کر خبر کو چلا وہ وقت ہے کہ جالینوس ماہی سحر سے کہہ رہا ہے کہ آج
بڑی خوشی کا دن ہے تمہارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہے ہان ایک خطا یہ ہوئی ہے کہ طلسم کشا کو
لایا تحفہ جات سے اگر بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل اسکا بہتر نہین عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوئے ہین
اور والد انکے ابھی قید مین ہین کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہون ہرچند وہ طلسم کشا نہین ہین مگر نتا
اسم اعظم ہین اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر ہے کہ انکو قید کرو خدا کو تا ہے کہ جو قسمی لکھا ہو
کیونکہ باپ انکے قید طلسم موجود ہین بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپ اپنے سحر انیر تاثیر نہین کرتا جالینوس نے
کہا ہم انکو قتل کر کے تمکو ساتھ لیکر صحراے محیط مین جائینگے محیط کے واسطے بڑا تحفہ ہے کہ ہر شکل کو بیل جاد
آسمان سے آتی ہے کچھ خبر سنکر چلی جاتی ہے رازدان لوگ کہتے ہین کہ اسی کے پاس لوح ہے ضرور اسکے
ایسے مقام پر رکھی ہے کہ جہان طائر وہم و خیال کبھی نہ پہونچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ لیگا انکو
مقام کمیل پر جائینگے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کرین جب بھی نہ پہونچ سکینگے
ملکہ نے کہا آخر کمیل کہان رہتی ہے جالینوس نے کہا کمیل وسط صحرا پر رہتی ہے کئی ہزار گز زمین سے بلند
اسنے ایک مکان بنایا ہے اسی مین رہتی ہے وہان کوئی جا نہین سکتا ہے ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام مین
کرتی ہون طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اڑا دینگے دوست اسکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہین اور ساحر

بتا سکتے ہیں مقام تک پہونچا سکتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں تو ہم دونوں
سہیل کے پاس آئی ہیں وہیں کوئی گرفتار کیے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بہزنگ جادوگر
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق لشکر والے تھے اور یہ اسکا قاتل ہوا جسطرح قیاس کرتا ہوں تو آج
خوش ہوں کہ ملکہ نے مجھے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بہزنگ رستم کو لیکر چلا
سہاک کو لعبت سہیل یہ باتیں کہہ کر اس نے ہاتھ اسکے پیچھے چلا بہزنگ رستم کو لیے پہونچے
قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں تھا یا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا جادوگر کو مستعد رہنے کا حکم
کیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہ ہونے پائے تب طلسم کشا ہو بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں پہرہ
دروازہ کھولکر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کوئی کی تحفہ جات منگایا ورنہ ملکہ خیال نہوتا کہ
دروازے پر آکے خوشحالی سے لگا کہ کوئی سامنے اس قصر کے آئے تو کوئی آگے آنا قتل کر
سہاک نے پیچھے یہ تمام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کروں پھر سوچا کہ جاکر جلال و آفتاب سے کہوں
دیکھوں کیا کہتے ہیں یہاں جالینوس نے پور ہاتے ملکہ کے خدمت سہیل ایک عرضی روانہ کی لکھا تھا
یہ تھا کہ اے ملکہ عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ میں نے پہلے وقت پر اسکے
پکڑ لیا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہے جیسا حکم ہو وہ بجا لاؤں ساحر تو اسکی عرضی لیکر سہیل روانہ ہوا
سہاک قیاس رستم دیکھکر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جادو
آفتاب کے زیب جسم کروں بہزنگ کو مار کر وہ قتل آمینگے سہاک نے کہا ہو سکتا ہے کہ میں جاکر عیاری کروں
اور تم اسوقت قصر میں پہونچوں کہ جادوگر ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو تمہیں گرفتار کر لیگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو میں کیونکر پہونچتا ہوں سب اسباب تحفہ جات لے چلتا ہوں وہ شاہزادے کو
چھڑا دونگا یہ کہکے تحفے لے جھولی میں لے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سہاک لعبت
سہیل قلعے میں آیا دیکھ رہا ہے کہ آفاقیہ خاصے میں بیٹھے ہیں زنجیر پہنا رہے ہیں کہ دیکھا سے آفتاب کے
سر نکالا سر نکلتے ہی بہزنگ وہ ڈر کر وہ کون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زندہ پیچھا کی تیغ جیسے ہی
ہاتھ میں رستم کے آیا مارا اس سیاہ جسم سے شاہزادے کے لپٹ کو ہو کے بھی شیطان گئے رستم نے
بہزنگ کو ٹکڑا اتو یہ ادھر چلا تھا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو بھاگا لو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحروں نے قصد کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کریں لیکن یہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

آنچ کے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ چلا یا برق
چمکی کسی کا سر آ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک جوہر شناس ساحر نے آ کر
اس سے دریافت کر دیکھا ہنگامہ بہر کارزار دن سے خبر دی کہ رستم کے ہاتھ سے آفتاب نے کچھ اپنا آب
اظہر یہ ہوں ساحر ہو کہ ایسے میں پھر آپ نہیں کرتا جالینوس سن کے گھبرا گیا کو ہیار و ملکہ نے کچھ
دقت میں کہہ سنایا بیروز سپہ دیکھا بھیجر ناگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
دے وہ میرے روکے سے نہ رکیں گا شمشیر زنی دکھی ذرا اسے بیدل قوت دی حقیقت میں جو قدرت سے
لکھا ہے اسی کا ظہور ہوتا ہے جا بجا میں دیکھا ہے کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہے
جب قید ہو گا بلا ہو جائے گا بھیجر ناگ لڑ رہا تھا کہ کسی نے آ کر خبر دی پلٹ آؤ بھیجر ناگ نے چاہا میں
پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے للکارا بھیجر ناگ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
سینہ بیکار کر کے وار دی آقا غلام رخصت ہوتا ہے سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کر کے برابر بھیجر ناگ کے
پہونچے سنا سے لگے چھڑ آتشبازی ہاتھ بھیجر ناگ سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر کا
جیسے ہی تیغ جھکا بھیجر ناگ کی آنکھ اس کے سینے پر زخم لگا رستم نے ہاتھ مارا بھیجر ناگ کا سر کٹ کر گرا
جیسے ہی اسکا سر گرا ساحر بھاگے رستم و آفتاب دونوں لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ہے سحر نے جو مشہور کہ رستم لے رہا ہے بالائی
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے گھڑا نے دیکھا آواز دی اے شہریار اس باغ کے تمہارے اشتیاق میں
پھول آنکھیں کھولے تھا میں پیچھے ہوں مشتاق جمال ہوں اب خدا نے اپنا فضل کیا
کہ آپ نے قدم رنجہ فرمایا بالائی بھی دیکھے لیے یہاں آئی رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین عاشق
بالا رہی ہے آفتاب کو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماہ رخ
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دے کر باغ میں لائی بارہ دری میں لا کر بٹھایا اور بہت پیش کیا
رستم نے سوال سلام کیا ماہ رخ نے عرض کی جب سے آپ پر عاشق ہوئی ہوں ہفت پیکر لعنت
کی نہیں خدا سے نا امید اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس فرقت سے بچا ملتے اپنی آنکھ خدمت میں
ہیں شاہزادے نے جام پیا ماہ رخ نے گلی کو اشارہ کیا گانا شروع ہے بلبل ہو رہی تھی چہچہا کر

شگفتہ ہو گئے یہ غنچہ بہار جو اسطرح		دلا ووں فاتحہ بلبل کا جو گلاب سے

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب سے ملے | پیوں نہ مے جو کیفیت شراب سے ملے
ازل سے مجھ کو ملا ہے دل ہو داغی جو زیبا تھا | نگاہوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب سے ملے
وہ رونے والا جہاں سے اٹھا ہو گریا ہو کے | جواب جس کا نہ تا حشر پھر سحاب سے ملے

رستم واہی سحر سے ملکہ سے بیٹھے ہیں ملکہ نے جو واہی سحر کو سے سنہ پر دیکھا ہوا ہیں زر نگار
ملکہ کی زرنگار کرسی بیٹھی تھی اسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا لوگانا سنیے ملکہ نے گانے کو منع کیا
ملکہ سے اپنے اشعار کا سنانا شروع کیے زرنگار کرسی بیٹھی تب ہوگئی ہنس ہنس کے رستم
باتیں کرنے لگی رستم واہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں ملکہ نے زرنگار کرسی سے باتیں کر رہی ہو
انہیں میں اپنے اپنے کام پر ما مور ہیں شراب و کباب لا کر رکھ دی ہیں کہ گویا آپ ہر کار دان میں
یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم واہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سنکر جالینوس جل گیا غصہ میں
آکر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ ملکہ کے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے ابر
ہوا ایک طرف سے سیاہ ٹوٹ پڑا کہ دشمن خدا و رسول کا اپنے گھر میں جگہ دی ہے پہلو میں لیے
بیٹھی ہو کیا ہوا زمین پر آگرا ملکہ کو قریب رستم کے دیکھکر زمین پر گرا رستم نے ... ہوشیار ہو کر
پکڑا جالینوس نے کوئی سحر کیے رستم پھینکتا ہے بہت گریا ملکہ واہی سحر و زرنگار کرسی سے
دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس نے تب کہا کہ میدان میں بیٹھے ہیں و باسکے پر لے کے اڑا کہ اب واہی سحر
اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کروں اتنے میں رستم پھر جانے ہیں تو وہ
اسیر عاشقی ہوا ہے ہمیں کہ ملکہ کا ہجر ستا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کیا کہا رستم نے کہا ان کیا
دولت سے ملکہ ان میں تم سے ہی کیا ہجر ہوا کہ جالینوس ملتا ہوگا تھا آپ نے نہ کیا کہ ہم
جفا کر اپنی تیر کشی سے مارے گئے جالینوس نکل گیا رستم سے کہا کہ یہاں سے رخصت ہو باغ
ملکہ دیکھیں آئے خوش حال و آفتاب سے پوچھا حضور کو زیادہ ملکہ سے ہیں ملازمان جانا
کہاں ہیں رستم نے کہا کیا بیان کروں کہ کس بلا میں پھنسا ہوں عجیب سحر گزرا کہ جیسا کہ
نہیں سنا سرداروں نے یہ خبر سنکر کہا رستم نے حال واہی سحر کا بیان کیا
سرداروں نے دیکھا ملکہ کو بہت بیقرار ہو گیا ہے یہیں سے غلام زرنگار کرسی پہ گیا کہ رستم کا
حال جا کر کہا کہ حضور تا حال فراق میں غلام ہیں آگاہ ہوں لیکن جالینوس پر ایک جادو خیال میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوئے ہین نخل سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین سروسان چمن کے پہلو سے معشوق فریب صیاد و بلبلین بے نصیب
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اترا چبوترہ جو وسط مین بنا تھا اسپر سے فرش بچھوایا حکم
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ وہ اوس قفس سامنے
رکھکر بنت کو سمجھانے لگا کہتا تھا او جان جہان وہ آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمہارے چاہنے والے کیونکر آسکینگے ہر مقام پر
مین آسکے اٹھ بیٹھا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کا کلام سخت کہتا ہے
تب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہے جواب دیتی ہے اے بوالہوس انھون نے تیرا کیا لیا ہے تجھسے ہوسکے قصد وہ کر
جو تیرے دلمین آرزو ہے وہ دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہوگا جالینوس نے دونون
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیئے خود شراب خواری مین مصروف ہوا یہ بات گذر رہی تھی کہ ایک
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیلنے گئی تھی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہے ایک ساحر سیہ فام
مسند پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہے دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی
دلمین کہتی ہے یہ سمجھا کہ یہان بیٹھا ہے جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھا ہو کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر
قبضہ کیا زمین پر آگے بڑھا کر آواز دی او بیٹا تو کون ہے کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکل جا تو
بہتر ہے جالینوس نے کہا او صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم آکے یہان اگر بیٹھ گئے
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکل جاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری
سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا اوسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرنا
چاہی سمجھا بیگی شرما گئی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگ کر جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہو گئی کہ پھر کون باغ ہاتھ سے جاتا رہا افسوس یہ کچھ نہ ہوسکا

وہ تو ساحر زبردست ہے سحر مین مجھ پر غالب آیا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قطع کیے
لگائے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہ رہا ہے
زیر نخل خاموش کھڑی ہے عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہے ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ اپر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہے ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن در قفس معشوقان پر پہرہ دے کے لئے بیٹھا
ہے اُنکی محبت دیکھ رہا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے اُنپر عاشق ہو جاتا ہے اُنکو قبضے مین کرون عیار
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنا نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہے کس فکر مین نکلا ہے کہان جاتا ہے اور کہان سے
آتا ہے عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر یاری مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ اور روغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی تجکو نہین پہچان سکتی کسی خال و خط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی اسکے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا اے
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجا لاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلا لیا عیار قاعدے سے بیٹھا کہا صاحب جو گانیوالے یہان
نوکر ہین انکو شہر مین تو بالکل دخل نہین ہے اگر کہو تو مین گانا سناؤن یہ کہکے باجا اٹھایا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہا اے گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہے کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہے خداوند کا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤ مین گرفتار کر لایا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہے اس طرح آکے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسنے دوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی کہ

میں نحیف میں جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونوں کو لے بھاگا گم
کے پہلو میں بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہاں آکر پہنچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ عمدہ مقام ہے آرام ملیگا
تمنے کے ستایا تجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہوں کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیاں یہاں موجود رہینگی سحر نے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہیں مجھے کیونکر منظور فرمائیے گا
جالینوس نے کہا اول تو خوبصورت ہے دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہے کہ میں اس ظالم کو جلاؤں تیرے
ساتھ مزے اڑاؤں عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور رہا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول بھی کریگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جتنے یہ
ملازم ہیں سب تیری خدمت میں رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا ہاں صاحب اتفاق سے گلے
میں جو یہ طوق فولادی پڑے ہیں مجھے اس سے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھے صحبت منظور ہے تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہیں عیار نے کہا اگر مجھ سے خوف
جان ہے تو صحبت میں اپنی جگہ نہ دو میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ میں بدنصیب ہوں جیسے کہ میرا شوہر
ایک جاسوس کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہوں تم بھی نہیں [illegible] معلوم ہوتا ہے کیونکہ میں آ کر آخر ظاہر ہوا کہ
تمکو مجھ سے جان کا خوف ہے یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہو گیا ہے میں
ان سب چیزوں کو جسم سے جدا کرتا ہوں تو آکر پہلو میں بیٹھ سب طوق کھول کر جالینوس نے الگ کیے
اتنے میں سماک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کرکے اسکے لبوں سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب تو
وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بیقرار ہو گیا چاہا کہ [illegible] عیار دور [illegible] سے اشارہ کر کے کہا کہ
[illegible] جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی سے [illegible] مار [illegible] گرا جھک کر سماک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک کیا قیمہ پاک سماک نے دونوں قفس درخت سے اتارے لا کر
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی وفا سے کہا [illegible] جادو اپنے دربار میں بیٹھی تھی کہ [illegible]
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا [illegible] نے کہا [illegible] جالینوس کو مارا [illegible]
[illegible] رنگا [illegible] مارا [illegible] لیا کہا باغ
گل پیرہن میں جالینوس مارا گیا کوئی ایسا [illegible] کو باغ گل پیرہن [illegible] جلد [illegible]

قاتل کو گرفتار کر لاے اور ماہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہے یہ کہکے چلا اسوقت پہونچا کہ سہاک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بچا اب میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہے ماہی سحر
نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طایر گولے سے نکلے سہاک تو بھاگ کر ایک غار میں
چھپا ماہی سحر کو اُن طایروں نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہے کوئی پروں سے ہلاک کرتا ہے چونچ
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طایروں نے پیچھا نہ چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طایروں میں
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طایر کا سر کاٹا اُس طایر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو زمین پر
گرے سکتے ہی طایر اور پیدا ہوے اُن طایروں نے دونوں کو گھیر لیا منقاروں سے بدن کو
ذبح ڈالا گھر کے سامنے عقاب کے لاے عقاب نے دونوں کی زبان میں سوئیاں دی اور
گرفتار کر کے لے چلا کہتا تھا تم ہی دونوں نے ملکہ استخ برجستہ ساحر کو قتل کرایا سہاک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونوں کو چلا تو غار سے نکلا ادھر سایہ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہے
کہ جہاں پہاڑ ختم ہوا [illegible] وہاں ایک باغ لگا دیکھا ہرن گھاس چرتے اور کلیاں کھل رہی ہیں عقاب اُترا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اسکے کان میں آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر میں بیٹھی ہے گرد کنیزیں بصد
رقص وسرود آراستہ گانا ہو رہا ہے عقاب اُس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سہاک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر میں اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر بد فام
بد انجام دو عورتوں کو پیچھے میں دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہے پریشان ہوگئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہے جو اس طرح بیدھڑک مکان میں چلا آیا عقاب نے کہا میں مقرب
ملکہ محیط جادو ہوں نازنین نے جواب دیا کہ مجھے ملکہ نے تنگ کیا ملک دے دیا ہے یہاں جا ہو بیٹھ جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہیں خداوند ہفت پیکر سب کا خیال ہے اُنکے نزدیک میں بی محیط کون ہیں
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی ہے ہم اپنی عصمت میں غیر کا آنا پسند نہیں کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہوگی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا کہ تمہارے شوہر کا کیا نام ہے نازنین نے جواب دیا کہ سلیمان
جادو اور میرا جمیلہ جادو نام ہے عقاب نے یہ نام سنا [illegible] اُس نازنین سے

پوچھا یہ دونوں عورتیں کون ہیں کہا انکا حال میں نہیں جانتا محیط نے کہا گرفتار کر لاؤ میں
جا کے پکڑ لایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اٹھی جلیس تاک نے کہا اب بھاگو شوہر سر پر آتا ہے
بڑا بدمزاج ہے آتش قہر وغضب میں تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان میں غیر کو کیوں
جگہ دی تو میں کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد میں رہتا ہے تو محیط کا خراج گذار ہوگا
ضرور ہمکو جانیگا جلیس تاک نے کہا تو جان تیرا کام جانے ہمنے سمجھا دیا کہ یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی …
سماں کھینچا ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہے سینہ ابھارے کھڑا ہے عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار ماران سیاہ بازوؤں میں لپٹے ہوئے نہایت کریہ منظر اژدرے کو واکوڑا مارا آتشیں کا ہاتھ
میں تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیوں ری یہ غیر کون ہے اور یہاں آنے کا کیا سبب بتا
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہنشاہ ملک نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اسپر
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او سیاہ تو ہمارے گھر میں کیوں آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
میں محیط کا مصاحب ہوں اسنے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ محیط کون ہے تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہے
تو یہاں سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑوں کے کھال ادھیڑ دونگا عقاب نے کہا تجھکو تو سمجھا
کیا ہے ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہے اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے اچھل کے
کوڑا مارا کہ عقاب ہلاک ہو گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب … چیخ مارتا
کرتا ہے کہ دونوں موسیقار کوڑا مارتا ہے آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون چلو میں
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکوں کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا ساحک نے جو دیکھا کہ دونوں جنگ میں مصروف
ہیں ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ سحر کی بھی زبان سے
سوزن نکالتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائیں شاید ساحک پر کوئی افتاد پڑے تو میں کمک کو
موجود رہوں ملکہ تو نکل گئیں نہنگ سحر کی آسمان پر لہرا رہی ہے ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی
تان ماری بقول حقیر فرد لونے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + بھاگ گئے عشاق سارے
شعلہ آوا سے + موسیقار کا یہی حکم ہے کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

لاکھ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین عقاب تھر پوانی بود حمید نے
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی حمید نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بھی ہمراہ تھا گھبرا کر اٹھا کہا حضور کہان جاکر خبر لون حمید بولی باغ موسیقار
مین پہر گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہان وہ وقت ہے کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بچہ کا باہر پھینک دو لاشہ عقاب کا باہر پھینکا گیا اب زہرہ کو پہلو مین
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزین حاضر ہین سہاگ بھری شکل کنیزون بارگاہ مین حاضر ہی ہر دم چپ کھڑی
سامنے موسیقار کے آتا ہے ناز و کرشمے دکھاتا ہے کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ تسلیم
جلباب جادو کشتہ میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش مین آ
کس سے بدلہ لیگا مین نے تیرے بھائی کو مارا ہے گھر مین گھس آیا میری لونڈی پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اس وجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا کہ کچھ کہے دیکھے آخر ان کو موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منہ سے نکلا جلباب شعلہ کو دیکھ کر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس حمید جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہے منہ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہے مین شعلہ کو دیکھ کر بھاگا حمید نے
کہا مین ابھی موسیقار کو کچھ ڈالتی ہون یہ کہکے آواز دی اری شعلہ شعبدہ باز کہان ہے کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ او شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بجلی کی طرح
چلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہے اب حمید کو خبر ہو گئی وہ اب بجلا بیٹھی ہے کہ کیا اپنے مقام سے
اٹھا کہا او شعلہ شعبدہ باز آتی ہے وہ مجکو لیجائیگی بیٹا حمید آفت ہے باگری جلد بارگاہ محفوظ نکالو
جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزین ایک بارگاہ لیکر آئین کہا اس بارگاہ کو یہان باغ
استادہ کرو کنیزون نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ مین موسیقار آبیٹھا کنیزین صف باندھ کر
کھڑی ہوئین شعلہ شعبدہ باز وہ آکر پہونچی تو سامنے دیکھا کنیزین صف باندھے کھڑی ہین اور
بارگاہ محفوظ مین موسیقار بیٹھا ہے پکار کر آواز دی او شعلہ آ اور اس بارگاہ مین تو قدم رکھ شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جاکے حمید سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
مین بیٹھا ہے وہان مین جاتی تو جل جاتی حمید نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہے او شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اس کا پیچھا کرو شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر تیغ بر ہو کے ساحران عقب سے آئے
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا اب شعلہ فتح پا کر آتی ہے لوگوں کو
پیچھے کے نیا دنگا کر دور سے دیکھا ظاہر ساحر نگار کی کے مجرے کے کھلے ہوئے شعلہ [illegible]
ایک تخت پر سوار نیزہ خورشید سے پہنچی بارگاہ استادہ کی اپنی فوج کو آگے کیا موسیقار نے دو جگہ
طلب دیا اپنی کل فوج جمع کرو پچاس ہزار تک باغ میں آکر آواز دی ہر گروہ سے فوج نکلنا شروع ہوئی
فوج طلسم مع موسیقی چالیس ہزار ساحران شعلہ کے ساتھ ساحر روانہ ہوئے ساحران کا شور ہوئے کوچ
لشکر و اسباب باندھو شعلہ نے ابلق بھگی چلایا موسیقار کو خبر ہوئی یہاں آئے طبل جنگی بجایا دو
لشکروں میں تیاریاں ہو رہی ہیں سامان اور تیغ و سنگ بھری کی لیکن بیٹا شعلہ کو میں پہنچا ملک
سحر کو لیکر اپنے قلعہ میں آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اب ایک قصر تھا نہایت سرسبز
نے کنجی اسکی نکال کے شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولئے اس میں جو سامان ہیں وہ لے لیجئے
پوچھی شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر جاکے دیکھا ایک تخت زر جڑاؤ بچھا ہوا [illegible]
سبز کپڑے میں شاہزادے کو چالیس ہزار نے سلام کیا کہا اے طلسم کشا ہفت پیکر کا قبضہ [illegible]
آپکو سب کچھ عیار کو لیکر بادشاہ موسیقار پر جانا ہے اس سے اور شعلہ کو شکست ہو جائیگی
ان دونوں کی قضا آپکے ہاتھ سے ہوگی [illegible] شاہزادے نے انکا شکریہ ادا کیا کہ
آپ لوگ یہ مقابلہ [illegible] ہم جو حکم ہوتا آپ بجا لائیں
اس کا پتہ ملیگا جب تک اور [illegible] پریشان رہیگا [illegible] ہفت پیکر کا
طلسم ہفت پیکر میں جائیگا اسی کے [illegible] طلسم ہفت پیکر و
مقام [illegible] سال [illegible] لیکن آپکے [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] بیان کیا [illegible]
لشکر تیار ہو [illegible] شاہزادے [illegible] سوار ہو کے عیار کو ہمراہ لیا [illegible]
آگے چلے یہاں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ [illegible] تخت پر سوار میدان میں آئی [illegible]
کو [illegible] ارادہ [illegible] شعلہ [illegible]
ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا [illegible]

مادی سحر ایک ملا اور یہ سو دو شخص [illegible] زخم کھا کر [illegible] سرکار کی پشت پر کشتی [illegible]
اور جو [illegible] کہ جب شعلہ شکست کھا کے [illegible] بھاگ گئی تو اپنے [illegible] ساتھ اس لشکر کے مقام پہنچا کے
ہو [illegible] آکر وہاں پہنچ گئے اور شعلہ جادو [illegible] ہو سکے دکھایا اور [illegible] ایسا نام پیدا کر
کہ وہ اپنے مکان پر چلا ہے مقام اپنے دیکھا تو یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ [illegible] ہم کشتی ہو گئی ہو گا یہاں
شعلہ ساحر شور [illegible] بولی کہ شاہزادہ سے [illegible] ہو سکے ساتھ آتے شعلہ نے آواز
دی کہ لوگو [illegible] مقابلہ [illegible] تو [illegible] کی طلب ہوں شاہزادے نے
کیا تھا [illegible] کا فرمان [illegible] ساحروں [illegible] فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ [illegible]
[illegible] شاہزادے [illegible] کوشش کی
[illegible] دیکھ کر شعلہ
[illegible] شاہزادے [illegible] یہ
ساحروں [illegible] ساحروں کے [illegible]
[illegible] تلوار [illegible]
ساحر [illegible] شاہزادہ [illegible] رنگ [illegible]
[illegible] انسان [illegible] ساحر [illegible] ہزار ساحر [illegible]
[illegible] شاہزادے [illegible] شعلہ [illegible] جنگل کی طرف بھاگ گئی
[illegible] رنگ [illegible]
[illegible] ساحر [illegible] شعلہ [illegible]
تیسرے دن [illegible] شعلہ شکست [illegible]
[illegible] بھاگ [illegible]
[illegible] فتح [illegible]
دیکھا ایک ساحرہ [illegible] شعلہ [illegible] ساحرہ [illegible]
[illegible] ساتھ [illegible]
کو دیکھا [illegible] طلسم [illegible] ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزون سے پوچھیے
انھین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا آسیفہ سر پید اُن شکست
بھگو دی آخر مین زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جھک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہے جبھی ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پہ دھاوا دیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا اے شعلہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہے کہ ہمارے پاس رہے تو بہتر ہے شعلہ نے کہا حضور یہ
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہے محیط نے دونون کو ساتھ لیا
کہا اے شعلہ ٹھہرو ہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جا کر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہے ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا ہے کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے
گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے
اسنے عرض کی جان مجھے گلگونہ کہتے ہین آپکی سرکار مین رہتے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن
تو گا کر انکو رخصتی کر دون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا تو گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی بی کیا
سنتی آئین کہ اُسنے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہان طلسم کشا نہ جا سکے محیط نے
کہا مشکل کو بی کمبل آئینگی اور جہان لوح ہے وہان طلسم کشا تو کیا طائر وہم و گمان بھی اُنکا
نہ جا سکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہے وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی روز دیگر شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھکائے ہوا پر تخت اُڑاتی
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہوگا
ہم اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار جیسے بگڑے بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

نہیں آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے میں آتے ہیں گنگا گوندھ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا
کیا ہی لوح کی تو حفاظت ہی یہ تو مجال نہیں کہ طلسم کشا وہانتک جاسکے اور لوح پر دسترس پانا
ہو کمیل نے کہا اے صحیطہ اگر خداوند ہفت پیکر قصد کریں کہ لوح لیلیں تو وہ کبھی وہانتک
نہ جا سکیں اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل میں ہو صحیطہ خاموش
ہو رہی گنگا گوندھ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندوں کو حکم ہوا ساز درست ہوے گنگا گوندھ نے
اشعار عاشقانہ صحیطہ کے روبرو اس طرح گائے کہ صحیطہ بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفیں
کیں کہا اے صحیطہ اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گنگا گوندھ کو ہمارے ساتھ کر دو کہ
اسکو اپنے مقام پر لیجائیں صحیطہ نے کہا کیا مضائقہ کمیل اپنے مقام سے اٹھی گنگا گوندھ کو
تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز نے کہا ساتھ ہو لی کہیں گنگا گوندھ سے
کچھ بیجا نہیں ہوئی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گنگا گوندھ بیٹھے ستار دوسری کنیز
لیے ستار بجری دونوں ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہوئیں تخت اسقدر بلند ہوا کہ
انسان کی آواز نہیں آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہے اُسمیں کمیل آکر داخل ہوئی
اُسمیں چلیں دوڑتی ہوئی آئیں تخت سے کمیل پیادہ کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا
کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سنا ہوگا کنیزوں نے جلسہ آراستہ کیا کمیل
مسند پر آکے بیٹھی کہا اے گنگا گوندھ تمہاری آواز دل میں سوراخ کرتی ہی کچھ گانا شروع
کرو گنگا گوندھ نے یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات — ضبط کچھ ہوسکے نہ ہوا آخر کار آج کی رات
ہول آتا ہے سیاہی سے شب فرقت کی — گور تاریک سے ہے تیرہ و تار آج کی رات
شب آئندہ پہ موقوف رہا وعدہ وصل — دیکھیے کٹتی ہے کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت میں کبھی اے یار رہا تیرا خیال — نیند تھی تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
اسکے جنون مشغلہ عالم تنہائی ہے — گفتگو یار سے کی کیا بیان کتا آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلا کے اور راکھ — ساتھ ہونا لیے آتشیں شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا اے گنگا گوندھ کیا کہنا گنگا گوندھ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ابھی

کنیز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت میں رہیگی مگر کیوں حضور یہ پاؤں جو قصر کو آتی ہیں کیوں نقل
لگا ہے کمیل نے کہا اے گلگونہ حقیقت میں تم اس رنگ میں گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتایئے کمیل نے کہا اے گلگونہ یہ بات کہنے کی نہیں ہے لیکن کیا
مکان میں لوح طلسم ہفت پیکر کی آتی ہیں ایک گنبد سنگ رکھا ہوا ہے اسمیں گلدستہ ایک بند پات
رکھے ہیں جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ میں لوح ہے وہ شگفتہ ہو جائیگا بہر
اشارے کے کہ طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستے پر ہاتھ
پڑیگا جس گلدستہ میں لوح طلسم ہفت پیکر کی ہے اسی لیے میں نے سکونت ابھی دنیا سے کنارہ
کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہوں جب سے بزرگوں کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہے آج نئے آدمیوں میں تم یہاں آئی ہو گلگونہ نے کہا واری حقیقت میں
یہاں کون آسکتا ہے کسی کی مجال ہے ایکی دریشہ میں آگئی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤں گی وہ
کیا خوب ساز بجاتے ہیں جب انکے لبوں سے کہیں گانا آرہا ہو وہ ساز بجائیں اور میں گاؤں
کیا عجب ہے کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہ فردوسی شعر پسند ہوا اور ہنس کے فرمائش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تو شوروار ہے مگر آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت میں
لی چھوڑ کبھی نہیں لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہیں مگر حال لوح سنکر مشتاق ہوں ذرا دیکھنا چاہتا
ہوں کہ مجھے دکھا دیجئے کمیل نے کہا اے گلگونہ آجکل طلسم میں انقلاب ہے میں کہیں روپوش
زمین پر جاتی ہوں اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہوں آج تجھکو خاطر چھوڑ اپنے بھائی کا کہنا ہے تو
بہتر ہے ہم تمکو البتہ ہم بعد ازین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری میں بھائی کو لے کے وہاں کو
دکھان پر کھڑی ہونگی آپ دونوں کو بلا لیجیئے گا اسی قصر میں ہو گا یئگا اپنے لطف سے
آپکی خدمتگاری کروں گی آپ بہت راضی ہونگی کمیل نے کہا اے گلگونہ میں چھوڑ کے فلاں کو کوئی
کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جا
کہ وہ دکھان پر کھڑا میں تجھکو سے صلاح کرونگی اگر انکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو کبھی
اب نہ لاؤنگی یہ جواب کنیزیں اور بیٹی میری ٹھہرے صبح ہوئی اس مکان میں رہتی ہے پرسون زمین
کی طرف نہیں جاتی اسی قصر میں رہتی ہے اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہے گلگونہ نے کہا مجھکو تو

کہ وہ دہقان کے ہمراہ گیا ہے میں اپنے بھائی سے جاکر ملوں اور اس سے یہاں کا حال کہوں
بھائی صاحب آنا قبول کریں گے جیسا مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا کمیل اسی وقت ان
دہقانی کنیزوں کو لیکر ہمراہ اس دہقان کے پہونچی وہاں ان دونوں کو اتارا ہے ان کا گنگو نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو [illegible] کر گئی [illegible] دہشت [illegible] کی طرف چلے اور کمیل
[illegible] کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی [illegible] اسی کو لیکے [illegible] آہستہ پاکر [illegible]
[illegible] کا عالم [illegible] گنگو [illegible] دل کا [illegible] کہا کہ
[illegible] کیفیت [illegible] بہر خدا [illegible] دیکھا فرماتے تھے
گنگو [illegible] اچھا [illegible] کمیل [illegible] ایک کام کرو [illegible] روشن چراغ کے گھر جاؤ وہاں
[illegible] یہاں سے [illegible] اور [illegible] طرف سے [illegible]
[illegible] روشن چراغ [illegible] سب حال معلوم
ہوجائیگا [illegible] کمیل [illegible] کہ وہ [illegible] ایک [illegible]
[illegible] قفل [illegible] روشن چراغ [illegible] ایک
آسمان [illegible] گنگو [illegible] اس [illegible]
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آئے [illegible] سارے مکان میں سناٹا پڑا ہوا ایک گوشے میں چراغ
روشن ہوا [illegible] سارے [illegible] روشن [illegible] کمیل [illegible] آواز دی اے
[illegible] طلسمی [illegible] چراغ کی [illegible] ایک چہرہ [illegible] ہوا آواز آئی
[illegible] آخر طلسم [illegible] طلسم کشا [illegible] طلسم [illegible] مقام [illegible]
نگہبان [illegible] طلسم کشا [illegible]
طلسم کشا کا [illegible] دیکھ لیا [illegible] طلسم کشا [illegible]
پائیگا [illegible] ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہوجائیگی [illegible] مقام [illegible]
انتظام [illegible] کمیل [illegible] کہا [illegible]
[illegible] کمیل [illegible]
کمیل [illegible] روشن [illegible]

آگ لگنے سے گل ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اڑ رہے ہیں پکار رہے ہیں اے کمیل بیان کیوں آئی کہ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہوئی اہل طلسم کی بادشاہی ہے ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شب بہت کچھ دیکھ لو خدا یہ اشعار سن لے مصحفی

سیکڑوں میں گر کے ہیں گردش آشنا ہم ۔۔۔ مسجدوں میں کرتے ہیں یارب بھی صبح و شام ہم
کچھ پامال تا آسودگان خاک ہیں ۔۔۔ سیکھتا ہے جیسے وہ سرو گل اندام ہم
مر رہے بھی اٹھتے ہیں رنج سے ہجر کا ۔۔۔ شکر کرتا ہو بیان جیو بہت خود کام ہم
صبح سے لے صبح تک قربان ہو وہ یا ہم ۔۔۔ پہنچ پہ رہ رہ کیا کی شام سے تا شام ہم
سیکڑوں بیچارے بیٹھے کر گئی ہم ۔۔۔ یار ۔۔۔ سے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام ہم
کیفیت ہی میں رہی غالب یہاں آگے ہی ساغر ۔۔۔ از قدر ساقی کے تقوے کے اور دکھاؤ کے جام ہم

کمیل کچھ دیر دیکھ رہی ہوگی وہ طائر طرح طرح کے اشعار گایا کیا جب گا چکا ڈھیر سے شعلہ آتش چھوٹے سب طائر جلکر خاک ہوے اور طائروں کی خاک قصر پر گری اور وہ طائر بھی تڑپ تڑپ کر گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشہ کبھی دیکھ لے خبردار کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہاں آئیگی تو جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزارہا شعلے نکلنے لگے کمیل گھبرا گئی بیقرار ہو کر بھاگی دور جا کر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہاں سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم میں اندھیرا ہو گیا میں پہلے جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بہت غضب ہوا کہ مجکو طلسم کشا مقام لوح کو دیکھ گیا اب تم جاؤ یہاں آنا موقوف کرو لوح کے انتظام میں مصروف ہو کمیل نے قصر میں آکر اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مہرخ پوش نوجوان نام سے عشق و محبت سے بالکل نابلد تھی آٹھ پہر یہی کہتی تھی کہ عشق و محبت کیا چیز ہے اتفاقاً ایک روز یہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا اے ماں مجھے یہاں آ کر یہ خیال ہو کہ مقام لوح پر طلسم کشا ظفر ہوگا قصر چراغ میں سن آئی سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم ہو میں یہاں سے نکلوں جاکر حال طلسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طلسم کشا کون شخص اس مکان میں لا سکیگا کیونکر وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤں کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہین ہی لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہی گرفتار کرنیوالا بلا مین پھنستا ہی شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھون تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کرکے طاؤس زرین بال پرواز ہوئی اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیمثال طلسم کشا دل کو ہلا دیتا ہی ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہوکر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اسے نہ دکھنا مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ خیال ہی اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا ہولا زوال تو میری مان ہی یہ ہوگا بھلا مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہی اب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سے ملک نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور بمقام لوح دیکھ آئے سماک نے وعدہ بھی کیا ہی کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ لشکر لیکے چلیے رستم نے کہا مین یہ کہتا ہون اس صحرا سے کوچ کرکے صحراے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگائین سب سردارون نے بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے اٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہی طلسم کشا نے اسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہی اسنے اسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے بھی مجبور ہوکر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہی کہ حضور سے آمادہ جنگ ہوا ہی معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہی موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے جلترنگ پہلو مین ہی شراب پی رہا ہی ہر مرتبہ وہ جب کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہے ای جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہو مین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ شوہر سے کہتی ہی اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین حضرت خداوند ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دکھائی دی

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ اُٹھی شوہر سے کہا تم بھی اُٹھو استقبال کرو تو صدا کی بیٹی آتی ہے موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا کہ عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہے عجب محبوب مرغوب ہے بقول شاعر لطف نظم

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ
دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
کیا کہوں کیسا قد بالا ہے
قالب آرزو میں ڈھالا ہے
ایک جا کے سے ایک جا کہ خوب
پیکر نازک اسکا سب محبوب
اسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کاکل پیچ پر نظر نہ کرو
کچھ کبھی نسبت ہے مجھکو سودا ہے
کالے کوسوں کی رات کا کیا ہے
اُسکی زلفوں میں دل گئے نہ پھر کے
رہے سنبل کے پیچ ہاتھ دھر کے
ہر جبین سے ہے دل کی کب داب
صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب
وہ بھنویں کبھی کسی نے دیکھی ہیں
یہ کمانیں کسی نے کھینچی ہیں
پھری پلکوں کی اور سب کی نگاہ
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
صبح رخسار اُنکے سے صاف
جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
کیا چمکتا ہے ہائے رنگ قبول
جیسا کھلا گلاب کا سا پھول
ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ
کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہے نازک تر
پھول جھڑتے ہیں بات بات پر
کیا کہوں کم ہیں ایسے شیریں گو
وہ زبان کا قفل میرے منہ میں ہو
دمبدم سوے گوش شارۂ صبح
گوہر گوش یا ستارۂ صبح
کنج لب آرزوے جان و دل
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
اُن لبوں سے جو کوئی کام رکھے
قند و مصری کو کیوں نہ نام رکھے
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
ہنستے دیکھیں تو ہنسیں مجنون
رہے گردن میں میری اُنکے ہاتھ
یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ
یوں چلے تو گلے لگالے یون
تیغ سے پھر جدا کریں تو نہ ہوں
شانہ و دست و ساعد و بازو
دل کشی میں تمام یک پہلو
ہائے اُس سے خدا جدا نہ کرے
دور اُس سے رہوں خدا نہ کرے
صدر سے لیکے تا بحلقۂ ناف
چھپ کی جا ہے کیونکہ کہیے صاف
اسکے پھر آگے غنچۂ گل سے
اس سخن بابت تامل ہے
گئی نظروں سے وہ کمر باریک
ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہان تاریک
لک اگر لچکے تو قیامت ہے
پھر قیامت تک اک لطافت ہے
وہ قدم کاش فرق سر پر ہوں
ساق سیمیں مری کمر پہ ہوں
ناخن یا حنائی ہیں ایسے
برگ گل ہائے سرخ ہوں جیسے
گل و بلبل ہیں سب تماشائی
آگئے جس طرف بہار آئی
طرز رفتار جیسے افسون ہو
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہے آ بیٹھے میری آنکھوں پہ قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کو چہ رسم صحبت سے ناواقف تیور پہ بل پڑ گئے کہا اے موسیقار ہوش میں آ یہ باتیں کیا نکالتیں ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو یہ سردار طلسم کی بیٹی ہے نہیں معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا میں کیا کہوں صاحب میرا دل نہیں مانتا اب زن و شوہر دونوں منتیں کرنے لگے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا میں اس صحبت میں نہ بیٹھوں گی اپنا حال دیکھو کہ ٹیکے پڑتے ہو موسیقار نے دونوں ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤں شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے میں ڈالتا ہے دونوں لشکروں میں طلاطم پھر رہے ہیں رستم خود طلایہ پہ ہیں شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑ کر کہا کیوں جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے میں نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہوں مگر اب سمجھا کے کہتا ہوں کہ میرا دل بہت بیقرار ہے یقین ہے دل پہلو سے نکل جائے آنکھوں پہ میری قدم رکھیے مسند پہ بیٹھیے میں مثل جاکران کنیزوں خدمتگاری کروں شراب پلاؤں اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤں شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے یہ کیسے چاہا نکل جاؤں یہاں نہ بیٹھوں میں تو تدبیر میں طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلوں موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اب تو موسیقار پکار کر کہا ارے صاحبو میری جان جاتی ہے اسکو پکڑ لو میں بجبر وصل حاصل کروں کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزیں دوڑ پڑیں چاہا شہرت کو پکڑیں شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس کنیزوں کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہیں خون بہا کر دو	بمجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تیغ ہر ستے ہیں
رہ گئے خوف الفت میں قدم اکثر تار دھرتے ہیں	تمنا زندگی کی ہے نہ مرجانے سے ڈرتے ہیں
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ پہونچا دے	بٹھائے دیتی ہے تہ کو قضا جوں جوں ابھرتے ہیں

جاؤ تم کبھی شہیدان محبت کے مزاروں پر	زیارت کو فرشتے آسمانوں سے اُترتے ہیں
بحمد اللہ محبت دونوں جانب سے برابر ہے	وہ ہم پر جان دیتے ہیں اگر ہم اُن پہ مرتے ہیں
طبیعت ہو گئی برہم مجھے ناحق آپ اُلجھیں گے	خبر لیجیے ہوا سے بال زلفوں کے بکھرتے ہیں

شریک بزم ہیں ناصح یہ دوستوں کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو زندوں میں کسی پہ زندہ مرتے ہیں

گلنار کے ساتھ پچاس کنیزیں مل کر گانے لگیں گلنار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ دختر بلند اختر لوحدار طلسم ہیں ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کریں جو حکم ہو بجا لائیں شہرت نے ہنس کر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کنیزیں ساری فوج پر جا پڑیں سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پہ شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے تیر مارے تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر میں کھڑا یہ دیکھ رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن میں ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے کڑکے ابر گرجنے لگا برق شمشیر چمکی سیہ کمان کڑکی نیزے بلند ہوئے رستم نے سماک سے کہا دریافت کرو لشکر دشمن میں یہ کیا ہنگامہ ہے سماک نے عرض کی شاگردان حقیر وہاں موجود ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چاروں خنجر خنجر لیے ہوئے مثل اربع عناصر اُفتاں و خیزاں ظاہر ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا سے شاہی بجا لائے۔

قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل شمع تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہریار شہرت مرصع پوش دختر کیل نہیں معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار میں آئی وہ اسیر عاشق ہوا چاہا جبر کروں وہ صاحب عصمت مصروف جنگ ہر کیلیں تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہے ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہے جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت سنکر رستم کے دل پر تاثیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش
ز جان آرام بر باید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے درمیانہ
کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیوں سماک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان سوفیار اس پاکباز کو گرفتار کریں اور بظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر کھڑا ہوا سامنے آیا عرض کی اے شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان نابکاروں کو جا کر سزا دوں رستم نے کہا بہتر میں بھی چلتا ہوں آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی پیاس کا اثر کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوئے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے سائے میں پشت بیخ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو سنبھالے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑوں سحر کشا گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہیں کوئی منہ کے بل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا تا بہ لب چشمہ پہونچا اپنے کو پانی میں گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا اگر دائیہ گلے کا طوق بوجہ زنجیر بالعطش گئے میں گرتے ہیں اور کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سب کو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر سانولی رنگت سپر شمشیر لیے ہے ہیں جرأت بات بات میں اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحروں کے سر اڑ گئے جب شہرت کے پاس سے ارکر ساحران کو کھنگالا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت میں تو نے ساتھ دیا دشمنوں کو مارے اس آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا کاہن ایسا سمجھو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آ کر اس لشکر کا شریک ہوا آفتاب میرا نام ہے اور اے ملکہ عالم تمہاری خبر مفصل شکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جا کر شہرت مرحمت پوشش کو بچا تو خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ یکایک نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی آواز آئی یہ نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + کلیت عالم شاہ عرف رستم لقب + دیگر عالم شاہ رومی شہسوار فیل در + کرد تخت مرد و قا فگندہ شور + منم مقبل دل صف شکن پہلوان + منم نور چشم صاحبقران + تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم لڑتے بھڑتے چلے آتے ہیں

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گولا مارا سر اُڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگئین شور موقوف نہین ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہی اپنے پاس کسی کو آنے نہین دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اُٹھاتی ہی تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم کبھی ہر نگاہ اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہی بقول شاعر نظم

پڑتی نظر یار کہ جی کی آفت تھی	وہ گھڑی ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	دلبری کرنے لگی تپ غم نالہ	رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	چاک کے پہنچے پاؤن دامان تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا	سوزش غم نے دل مین جا کی	داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ مین پہونچا دین جلترنگ زوجہ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلگتی پکارکر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلنار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلنار تیغ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا روکا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اُڑ گیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اُڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ ای فراق نصیب دونون مین فراق تو کردے گولہ جاکر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی ای شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہو گیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا ایسا ہوا سے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئین بعد عرصہ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگنین سامنے کمال کے ادب سے کھڑی ہین کہہ رہی ہین کیون ملکہ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا ای مادر مہربان اس

کریں براے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اُتر پڑی اُسلیے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالیں ہیں نے اُسے طمانچہ مارا مجھے غصہ ہو سکا کلمات سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے مجھکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپہنچے موسیقار نے آج وہ حرکتیں کیں کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائیں تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو بلائیں جو ہمیشہ ہمسے بغض وعداوت رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنیں شہرت کا ہاتھ پکڑکر ترب کر باندھ ہوئیں اُسوقت پہونچیں کہ یہان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی میں یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرلی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی
گر نہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس میں جو تجھ میں نہیں
عاشقی حصے میں اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تب سے وارفتہ ہون ای یار ترے جلوے کا
جسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جانی بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی

بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لائی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا مسیحا کو وہ کشتی پر بنیاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت لاکھو
تب وہ بیدار ہوے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمہ میں کیا تونے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا مری جان تری بات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہیے سو کیجیے ناصر
پیشتر از بس خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش میں نہیں ہیں کہ شہرت کی یاد میں بیقرار ہیں ایسے عالم میں گرفتار کرلوں جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا موسیقار دیپک کی تانیں لگا رہا ہے شعلے بھڑک کر آتے ہیں سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے ہیں رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ سر موسیقار کا اُڑ جائے کہ دونوں زنگنیاں تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر میں پنجہ دیا اور جلے آئیں اس زور سے ہاتھ دبا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جاکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف پنجے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا کمیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین اُنکا جانا مجھپر شاق ہوا وہ غفلت مین تھین ورنہ اُسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعۃً پہلوے قصر سے ایک ساحر سیاہ رو بدصورت بیڑیان ہتکڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہی کمیل نے کہا کہ وہ سیاہ پر موسیقار میری کنیزون کو جلاتا ہو جا کر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ ایک کنیز جل رہی ہی اور ایک اُسپر مینھ برسا رہی ہی مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہی آگ پر روغن ڈالا موسیقار کھڑا ہنس رہا ہی کہتا ہی میرا سحر ایسا ہی کہ یہ زنگنین بچ جائین بی کمیل کی شامت آئی ہی یہان سے تا صحراے محیط جلا دونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منم گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہی موسیقار نے چاہا گنگنا کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلادون کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پہ ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کرلیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین کچھ نہ کرسکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی کمیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا کمیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرتا تھا موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے کمیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا لو بی بی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا حال کرون شہرت نے کہا آپکو اختیار ہی کمیل نے ایک قفس منگایا کہا ای نور نظر ظاہر مین تمھاری کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہی جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح چھینیگا تب تمکو رہا کرونگی شہرت نے کہا ای مادر مہربان اختیار ہی جس حال مین چاہیے رکھیے کمیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لوح کے رکھے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت زادی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ ای طلسم کشا تمھارے جرم عشق میں مثل جادو نیا کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔ نظم

عجب فتور عناصر میں اعتدال نہیں	یہ کیا ہوا آب و ہوا میں جو اعتدال نہیں
کھلا ہے گال پہ جو لالہ لال نہیں	چڑھا ہے اسکے شہیدوں کا خون گلال نہیں
نہیں دکھائی دی پردے سے وہ تجلی طور	یہ کیا ہوا ہے الٰہی کہ اب جلال نہیں
وہ کون لوگ ہیں ہے دوستوں کو رنج جنہیں	ہمیں تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہیں
ہیں ہجر یار میں مر جانے پر بھی راضی ہوں	فراق روح بدن ہے اگر وصال نہیں
ہوں اپنی جان سے بیزار ایسا فرقت میں	کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہیں
سوال جلوۂ دیدار اس سے کر بیٹھوں	کسی کا حوصلہ ہوگا مری مجال نہیں
جنوں ہمارا ہے اسکی وہ وحشت خیز	کہیں منزلوں گرد رم غزال نہیں
وہ بے نظیر ہے اسکا کوئی نظیر نہیں	وہ بے مثال ہے اسکا کوئی مثال نہیں
یہ وجد کیا ہے جو چھانا ہے حسن سے ان کا	اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہیں
نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال	یہ حال ہے کسی محفل میں حال قال نہیں
کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا	مثال جادہ جو اس رہ میں پائمال نہیں
زمین سے عرش تک جا سکے تو شوق ناگہ	عجب بشریت فرشتہ کی بھی مجال نہیں
نگاہ یار سے ہی سبز خط عارض یار	یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں
بچھا ہوا الفت گیسو سے آپ کو اسی زلف	بلا ہی بلا ہیں شیشہ ہو جھیلیں خیال نہیں

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہے کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوا در قفس میں تڑپ رہی ہے لیکن رستم اُس جنگ کو فتح کر کے بیٹھے بارگاہ میں آ گئے اب خیال شہرت نے دھا اٹھایا سبب رستم کے نہ بیٹھ سکا آیا عرض کی ای شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی ہے یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہو گئے تھے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جا کے قصر کمیل سے خبر لاے رستم نے خوش ہو کر کہا ای نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا نہنگ بحری نے عرض کی اگر اللہ کو منظور ہے تو

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بحری ایک کام
کرنا اول تو اپنے کو بچانا مجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہے وہیں سے
بیٹھے بیٹھے اسکے انتظام کر لیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیں
اسکے ساتھ کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہے سکا نے ایک نامہ طرف
مجیط کے لکھ دیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلا تکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہے وہ نامہ نہنگ
بحری نے جھولی میں رکھا پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزوں سے کہا
ہو میری بیٹی بچتا ہے موسیقار نے قصور یہ کیا استقبال نہ کیا تھا اگر کلمات سخت کیا ضرور تھے ان
لفظوں نے اسکا دل تنگ بے ثالث کر دیا کنیزوں نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ ایسے قصور
خطا پر اس طرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہے کس قدر بیقرار ہے کہ قفس میں تڑپ رہی ہے مثل طائر
گرفتار قفس کی مصیبت نہیں تھی آفت اک کنیز نے بڑھکر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قفس
سے نکال دیجیے دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرا سے مجیط کے آئی ہے کمیل نے
حکم دیا بلالو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا مجیط سے نامہ پڑھا پڑھکر جواب دیا
کہ ملکہ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لیے آج بیٹی کو قید کیا ہے حکم ہوا بلاؤ ان نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہے کہا یہ سامنے جو قصر ہے اسی میں قفس لٹک رہا ہے اگر
جی چاہے جاکے دیکھ آ سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے مجھے طلسم کشا کی آفت ہے نہیں
معلوم کیا آفت برپا ہو گی جان بچانا مشکل پڑ جائیگی مجیط دشمن ہو جائیگی خداوند لقا پر غارت کریگا
یا وہ اڑ کے بنا دیں یا جنگلوں میں آوارہ کریں نہیں معلوم کیا آفت کریں نہنگ اسی وقت اس قصر کو
گئی اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجدی رکھا ہے اتنا وہ وسیع تختہ ہے کہ جسپر اسی گلاب کے
رکھے میں ایک طرح رنگ ایک ڈھانک پھولوں کے گلسر نگوں سبھی وہاں سے بڑھا جسکے ہو
تماشا میں سر جھکائے ہوئے ایک طرف قصر میں قفس شہرت لٹک رہا ہے نہنگ نے قریب آکر کہا
سو ملکہ عالم نے مجھکو بھیجا ہے میں ہوں نہنگ بحری وزیر زادی ہی بحری منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے آخر مجھکو اس قصر سے بھیجا کہ مجیط کی ناہموار
چاہو تو کنار نہ مجھکو بچا ہے کر جا کے ملکہ کو سمجھا و خبردار خیال پر طلسم کشا کے نگاہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا اری نہنگ بجری تمنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ ہنوز
یہ مصیبت بھی نکل جائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے کچھ نہ کچھ آرزو کھاینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ
ہے دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف میں پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہے کہ تم یہ کچھ کہانا کہا ہے
انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہاں آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتیں شہرت نے
کہیں کہ نہنگ بجری خود چوٹ کھائے ہوئے تھی بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے
دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وہ صف شکن اور تیغ زن
ہیں کہ کسی ساحر سے نہیں ڈرتے آج تک تو اس شیر نے خوف نہیں کیا کیسے کیسے پہلوانوں کو مارا کہ
جنکا مثل نہ تھا میں انکو یہاں تک پہونچاؤنگی لو خدا حافظ اسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
ورشہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہتی ہے دیکھو صاحبو ایک شہر کنیز نے تو جا کر
شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہے اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہے کہ جو اسکے دل میں خیال
طرف سے طلسم کشا کے ہے نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہے دروازہ
پر سر ٹکرا رہا ہے کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کان لگا کر کچھ
کہتا ہے کنیزیں نہیں سمجھتیں کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر اڑ گیا
جدھر سے آیا تھا ادھر ہی روانہ ہوا نہنگ بجری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہے مجھے تو نے بتلایا کس مکان سے بھیجا ہے اب نہنگ
بجری گھبرائی کہ اتنی دیر میں کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے
نہنگ بجری چپ ہو گئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہیں ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا
ہاتھ نہنگ بجری کا تھام لیا اور کہا کیوں مکارہ شہرت سے باتیں کیسے آئی تھی طرف سے
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہے اور کمیل سے کہا اے ملکہ عالم اس مکارہ کو آپ نے بھیجا تھا یہی حکم
کی شہزادی ہے عیار ہے عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بجری کو گرفتار کر لیا
کمیل اٹھی کہ نہنگ بجری کو طمانچے مارے نہنگ بجری نے کہا اے کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق تجھ سے بدلا لیگا وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بجری کو قفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین دیں تھی کہ

تھوڑی دیر مین دیکھا نہنگ بحری قفس مین دشمنون کے بس مین لاکر بجا بر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیون شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تو نے کی معلوم ہوتا ہی اس حیلہ مین تیری قضا ہی مین نے تو دھوکا کھایا لیکن جھوٹ جادو کہ اُسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو اُس وقت یہ خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھسے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہرت او نہنگ بحری آپس مین باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہی ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سہاب کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہو اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاے کب ہمارا نجم بد عاقبت اُلٹے

نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا — زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا
شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا — حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا
لکھا ازل مین کسے قضا کا لکھا جاکر — مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا
نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین — بچا کے سایے کو سر پر سے ہی ہما جاتا
ترے مقام کا اے دوست گر نشان ملتا — ہوا سے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا
وہ کروٹون کا بدلنا تھا تاب طاقت — ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا
نکرتی موت اگر مجھسے مین مسیحائی — مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا
جنون وحشت نہ ہوتا جو دامن صحرا — نکالے مین کہ ہو دل کا حوصلہ جاتا
نہین ہی کوئی کہ بس از مرگ گاڑنے والا — مین زندہ خاک مذلت مین ہون گڑا جاتا
نکر تو گریہ یہان اے برق مثل نخل چنار — مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا
نہین ہی طاقت اظہار قصۂ جان کاہ — بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا
جو گاہ گاہ کبھی ہوتا وصال یار نصیب — غم فراق کا بیمار نہ کہا جاتا
اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رنا — چلو عدم کو ہی یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال میں شکایت فلک کر رہی ہیں سماک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی
ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کئی دن گذرے
رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوئے دیدۂ باطنی وا کئے دیکھا شہرت
مرصع پوش قفس میں پڑی رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھیں قفس میں کسنے بند کیا شہرت نے
رو کر جواب دیا کہ ای شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب یہ انکو
کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس میں بند ہی آٹھ پہر دروتی ہی اب کوئی رہائی
کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے میں اُٹھے کہ قفس اُتار دوں کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی شہرت کے
بغل گیرے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سماک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم روتے ہیں
پوچھا کیوں آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید میں پایا نہنگ بحری کا حال
کُھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی ای سماک عجب حال میں ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا
اُسکی کچھ تدبیر کرو سماک نے کہا ای شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے نکلے سوزن
نکاجا تڑپ کے نکل آئیں مگر وہاں تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر میں جاتا ہی سماک یہ کہتا
عیاری لگا کر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا میں جا کر ایک جنگل کے سایہ میں آ بیٹھا کہ شہرت کی دایہ
یاسمن خوش رو نے اپنی بالائی کو جو اس حال میں دیکھا جانا کمیل سے کیونکر چھٹکارہ کہ اسکی ناخلف ہوئی کہ
ایسا ہنو کچھ غصہ کریں قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل میں پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی
یاسمن خوش رو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیوں بابا بخت کیا
درد ہی کہ اس قدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کیا یاسمن خوش رو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے
جرم لگا کر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ ماں اُسکی مہربان ہو سماک نے نام پوچھا یاسمن نے نام
بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سماک نام سنکر بیتاب ہو گیا کہا کہ ای یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام
تک لیچلے تو فورا رہائی ہو یاسمن نے کہا میں آپکو لیچلوں گی پہلے کمیل سے پوچھ لوں سماک نے کہا
میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہیں اگر انکو بلائیے تو مکان کو
عمل بند کر دیں چار جانب موکل بٹھائیں کہ غیر اس مکان میں نہ آسکے جب وہ اسیر ہوئی ہو تو مجھکو
لیچلو میں رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہاں بیٹھکر عمل پڑھوں چلیے میں کمیل کے حاضر ہوں شاہ صاحب

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملینگے
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت
ہوئی قصر معلق میں آئی اور کمیل سے ذکر کیا کہا حضور جنگل میں میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان
میں آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر دعا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت
ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہے خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنوں پر زوال آئے
آپکی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں اسکا ذکر
ہیں نہیں معلوم آپ واقف ہیں یا نہ کیونکہ پہونچا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل اپنا مقرر
کریں پھر شخص کا موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگالیا کہا میں تجھکو بیٹی
سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو اُن شاہ صاحب کو لا کل یہیں موکل مقرر کریں کہنا اگر یہ دو مہینے
گذر گئے اور دوسرا سنہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم
ساحروں پر بڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائیں تو گویا حیات تازہ پائیں اے
یاسمن یہ فکر واجب و لازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا اچھی طرح
سمجھ لینا ایسا نہ ہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے
شیران صحرا و غولان دشت پر اسکی تسبیحی آتی ہیں میں نے بھی دیکھا لعبت اسنے ملی تب
اُنھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان
بھرجائینگے ہمکو یہ ناگوار ہے کہ بغیر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز
یاسمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیوں بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کمیل کا دربار جمع ہے کہ دیکھا
یاسمن آتی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہیں داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئیں کہ انکو سو برس کا
کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر کا تیرے مسلمانوں کے بچے ساحری و جمشیدی کی
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا بابا جو چاہو بندے سے اسکے شاد رہیں ہفت پیکر پر

آباد رہیں اس مژدے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہو گئی پہلو میں اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہے شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہیں گانے بجانے سے کیا کام ہے البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی گاتے تھے کہ حیوانوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بابا ان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ دینے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں ہر صفات کا　　حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے پاک قلم قسم　　بھر بھر دیا ہے موتیوں سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے　　ثابت ہے جب تلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی ہے درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ایسا نہ ہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جاتی رہے کچھ نہ بن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا پہلا آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اسکو جاکر سمجھائیے کہ جو دل میں اسکے آگیا ہے وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ سحر مسلمانان میں پھنسی ہے ایک فقرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اس کمبخت کو سمجھائیے سہاک جو قصر میں آیا شہرت کو قفس میں دیکھکر کلیجہ الٹ گیا دوڑ کر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیوں اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمہے ہمارے واسطے بڑی مصیبت اٹھائی میں بھی جانبازی کرکے آیا ہوں ناگاہ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل قیدوں رہا کرکے نکالونگا یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنیں کنیزوں سے اشارہ کیا لی یا سمن کو تو پکڑلو یا سمن کو کنیزوں نے پکڑ لیا سہاک یلدرا قی جب باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی او دغا باز کہاں بھاگے گا تیرے ہی پر میرے کان کاٹے ہوے تھے سہاک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر دوڑا کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مارکر ہنسی سہاک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا زمین سے پانوں تھام لیے رنگ روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منہ پیٹ کر کہا

اُسے تار سبزہ ہو گیا کیون ای یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی
نے نہین جانا کہ یہ عیار مکار ہی فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہی یاسمن کو کمیل
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر نجانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرین جو دیا س
محیط کے جاؤ فنگی نہنگ سبجری و سماک کے قتل کا حکم لاؤ نکلی سرخیل جادو نے سماک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ سبجری کے جی چھوٹ گئے کہا ای سماک تمہارا قید ہو جانا
شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا ان تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپکا
جا کر بیٹھا سماک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہی بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے تم سکو لیے نکلون قید لیکر بھاگ جاؤن روز آتا اور اشا
پہونچاتا ہی مگر خوف سے کچھ کہہ نہین سکتا مگر بیٹھا رہتا ہی ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قفس کے
پاس شہرت کے گر پڑا کہا ای ملکہ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے
بگڑ کر کہا ای بے غیرت و بد سرخیل مایوس پلٹا سماک نے کہا ای ملکہ عالم اب جو سرخیل آئے اس سے
محبت کی باتین کیجیے آپ ہم سبکی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جائے صحرا مین جا کر اسکو
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے گا ملکہ نے کہا ای سماک تجھے یہ باتین واہیات نہین کہی جا سکتی
سماک نے منت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے محبت سے کہا ای سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہی اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالو گے سرخیل فقرہ سنکر
پھول گیا شگفتہ ہو کر کہا ای شاہزادی والا قدر آسمان حسن کی بدر جان و تن سے ہون نثار کرون جو حکم
ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے کہا ای سرخیل یہ دونون بھی سبب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی اطلاع ہوتی ہی وہ اسکو بتا دیگا
ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی گرفتار ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اتارے اول سرخیل نے شہرت کو
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ سبجری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سماک

کو شیشے مین دبا لے نہنگ نے سماک کو شیشے مین دبا یا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سماک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آچکا اور سماک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک ہمارا پیک آ کے اترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان و اے مرہم زخم خون چکان و اے فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگا لون سالہا سال مجھکو گذرے کہ تم فیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذرے کہ یاد مین تمھاری آہ و داد تڑپ رہا حسرت رہا چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈال دون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمک حرام تجھکو شرم نہین آتی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ سے عہدۂ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا ہی کچھ بیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلا اور جسم انکی ملکیت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آسکے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی بلکہ خدمت مین رستم کی مشرف بہ اسلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر پائیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا اے ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکر طرف نہنگ بحری و سماک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولا کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑ لے للکاری او نمک حرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری یا مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُتار کر پھینک ماری سرخیل پر برق گری سرخیل نے اپنے کو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہی مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ازل سے ہوا بستہ اپنے قدم سے
جو دریاے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ او رجام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دیکھے
گناہ ان تمھارے بہت رب پینگے
محقق عفو کے ہون گنہگار سے سے
تر و تازہ کی کشت اُمید اپنی

محبت ہو فرط غیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے جو افلاک کے شمسے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہے نور شاید جلایا | چراغ صنم خانہ شمع حرم سے | سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد
یہ چشمے سب اٹھتے ہیں سنگ حرم سے | خدا تا ابد رکھے آتش کو اسکی زندہ | کہ ہے رونق شاعری اسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ شہرت نے کہا اے سرخیل تجھے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہے ہو سکتا ہے کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہے تو میری بھی رہزن ہے میں اس ذلت سے اسکو قتل کروں گا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہے ابھی سر لاتا ہے سرکار کہاں آؤں ملکہ نے کہا لشکر ستم پرور تا ہم تمہاری ملازمت کر اسکے رستم تک سرفراز کرینگے تم کو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہاں کمیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہے کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنہگاروں کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کمیل گھبرا اٹھی اور جھانک قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کمیل سر جھکائے ہوئے پلنگ پر آکر بیٹھی ہیں اور بیٹھی سوچ رہی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو برا بھلا کہتا ہوا آتا ہے راہ میں چند ملازموں نے روکا اُنہیں جا بجا اُنکو قتل کیا قریب بارگاہ پہنچ چکا ہے اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو آنے دیں کمیل نے کہا جس طرح آتا ہے اُسی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے ۔ نظم

چھوڑ کر کیا جو اپنے گھر گئے وہ اندر چلے | یہ ہوئی حالت کہ بس ہم آپ سے باہر چلے
لب پہ دل و دوست جب آنکھوں میں دم چلے | پیچھے پیچھے ہم بھی سوئے کوئے دلبر چلے
دور کی تسبیح میں نے جب لیا جام شراب | آفتاب اے میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہ گیا تو رہ گیا | ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو مقتول سے | زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب | اٹھ کے گھر خانہ سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رنگ کیا دیکھ کر شہرت سے او صیاد میں | اڑ کے گلشن کو مرے کترے ہوئے سب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گر کھینچ / خود بخود شمشیر قاتل صورت ابرو سے چلے

ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو [illegible] / خود بخود محفل میں مسی کی خاک کا ساغر چلے

کر دیا ہو واسطے جی تیغ ہلال عید نے / آج شمشیر شب فرقت [illegible] چلے

عاشقی کے باب میں ناسخ جناب ورد سے / شوق سے مصرع جب تک [illegible] چلے ساتھ

ساتھ کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی او کمیل حکم ہو ملکہ شہرت کا جلد حلقہ حاضر ہو
مجھ کو یاد فرمایا ہو اگر تامل کیا تو میں بال بال کٹے کا پھینکا ہوا سمجھونگا کمیل نے بہ سہولت جواب دیا اتنا [illegible]
سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جو نگہبان تھا اسکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا ارادہ
ہے [illegible] مجھ کو سمجھا [illegible] میں تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اٹھ دیر [illegible]
[illegible] دیر ہوئی [illegible] جنگل طے کر کے آیا راہ میں بڑی مصیبت گذری مگر [illegible]
کی اپنے کو یہاں تک پہونچایا اب دیر ہوتا کیسی اٹھ کھڑی ہو یہ کہکر طرف کمیل کے چلا چاہا کہ تلوار کا
مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی کہ گرفتار کیا وہ سرخیل کو لیا وہی
ساحر زنجیر لاتا ہوا سلاسل و طوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیروں میں گرفتار کیا
سرخیل زنجیروں سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا او حرامزادی تو نے کیا کیا میں تجھ کو بھول گیا
کیا میں تجھ سے آزاد [illegible] جب قید سے چھوٹونگا [illegible] خدمت [illegible] میں یاد [illegible] آپ [illegible] تجھے
زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس میں بند کرو ساحر [illegible]
ہمارا کفیل ہو ہم اسکا سر اتار لینگے [illegible] خلاف ہو گرفتار نے سرخیل کو قفس میں [illegible]
[illegible] لٹکا دیا کمیل ایک تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکراتا اور کمیل کو
ہزاروں گالیاں دیتا ہے کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیریں توڑیں [illegible]
سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او سمجھا اب تو میں قید سے رہا ہوا [illegible]
تیرے ہاتھ سے کہیں بچ کے یہ کہکے جھپٹا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا
سرخیل زمین پر بیٹھ کے [illegible] کمیل نے ایک شیشہ [illegible] سرخیل کے [illegible] پانی [illegible]
[illegible] سرخیل [illegible] کمیل نے وہ پانی پلا دیا اور [illegible]
بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا اے سرخیل بڑی خرابی یہ ہے کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر
یہ صدمہ ہے اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہے لوح کے مقام سے ماہر ہے اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر اتارا اب تمکو مناسب یہ ہے کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھرو گرفتار جادو کہ میرا پیر کامل ہے جسوقت پکاروگے فوراً آموجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کریگا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہے یہاں ہوا بھی نہ آسکے
یہاں رستم واسطے سماک کے پریشان تھے کہ ہرکاروں نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سماک ملبدانی سب آتے ہیں رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو سر پر رکھتا ہو وہ
انکو استقبال کرکے لاسکے ہمیں اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جہلال وغیرہ برائے
استقبال گئے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری
ہمراہ ہے سماک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
بلکہ سرداروں نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر سمجھے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا
اُس تخت پہ شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی بحری بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکہ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا اے شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہے کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا اے
آفتاب فلک سپہر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہے سرخیل کو خیال جانبازی ہے چاہتا ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی
اندر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جہلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحرائے نشاط آباد سے گذر کر صحرائے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہے اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سنی کمیل کو عرضی لکھی کہ اے ملکہ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا اے فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لیکے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیون پر سوار
نیزے ہلاتے ہوئے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یار و مقابلہ بخت
بھیجین کے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریائے قہار ہی اُس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین کھسونڈون مین لپیٹی بعض کی سونڈ
مین بیٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوئے
اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا
کہ شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحرا سے فیلگوش ان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاء اللہ اگر وہ
بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و مہلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج کے کردین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے
آفتاب و مہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آکے گرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اُڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوئے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ روے جہانگرد
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا یہ ہیونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہی تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجیے جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کہ بھاگ کر
کسی جنگل مین جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار نشینہا سے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوئے ہاتھی تھانون پر باندھے
جبکہ فیلسوار شیر اعظم بہ صد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون ای کلیہ عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون ماریے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا مین یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنون نے
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کا نقارہ نگاہ سے طلسم کشا
کی گذرا جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سماک کو حکم دیا کہ تیاری کرو
آفتاب و جلال نے منت عرض کی کہ آج طلایہ غلامون کے سپرد ہو ایسا دشمن سخت سے دغا باز ہی
ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کرین رستم نے دمانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایہ لے کے
آئے بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے
ہوے سماک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلون کو تیار کر رہے ہین سماک
نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منھ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی دیا سے لیکے ہی
مسلمانون کو مارینگے سماک یلداقی یہ حال دریافت کرکے بھاگا خدمت رستم مین آیا تمام کیفیت بیان
کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینین چڑھائین اور ہاتھ قبضۂ
تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سماک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کرون رستم مانع ہوے
فرمایا اے سماک انشاء اللہ بیرون لشکر ہم انکو روکینگے ساحرون کو خبر نہو تو بہتر ہی قضا سے کار ملکہ شہرت
الشمس لیلے گھبرائین کنیزون سے کہا دریافت کرو طلسم کشا طلایے پر کیا کر رہے ہین کنیزین آئین اور
آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوے لشکر دشمن دیکھ رہے ہین کنیزون نے سماک
سے پوچھا سماک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہی وہ لوگ تیاریان کر رہے ہین
کنیزین بھاگین ملکہ شہرت سے آکر ذکر کیا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئین تاج پہنے ہوے باہر نکلین سب
سرداران ساحر اپنے اپنے خیمون سے نکل آئے جلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت
حضور خلاف وقت کیون بارگاہ سے نکلین جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائین ملکہ نے گھبرا کر جواب
دیا اے آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہین تم کیسے رفیق لشکر دشمن مین تمہاری شبخون کی ہو رہی ہی اس طرف
آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آدھی سپاہ کٹی
ہوی پاکوہ ہارے سپاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلاے ناگہانی سے رہ گئے کو خود وہ اکیلے
کھڑے ہین سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کرکے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجب حال
ہو چالیس افسر بیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچی
رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادہ
شبخون ہے ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیرخواہ ایسی بے
وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہے کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ سنکر
گوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
دیکھنا کیا تماشا رکھتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہے حضور آوین تو سب چلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سوتے ہونگے
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہے جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اُٹھا اور چلا فوجین سب تیار
ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہے کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو ان بیچارون کو بھاگنے کی راہ
نہ ملیگی سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کرتے ہین کہ آپ لوگون
نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو پھر کر
دیکھکر پلٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ جنگ ہو گیا کہین کہ کیسی تیاری ہے
آپ لوگ جاکر بہت محجوب ہونگے شکست کھاکے پلٹینگے تین یا چار لاکھ جوان مسلح ہوکر
پاس طلسم کشا کے آچکے آپکی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے
یہ حکم دیا یارو کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر آرام کرو کل میدان مین مقابلہ کرکے پیش نمود
دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکر
چلے اُدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب
نقابت کہکے ہٹے کڑکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا — ٹھنڈی ہی سانسیں بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام سے تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں — اے سقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر چوکیت بیٹھے فیلگوش نے طرف بائیں کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکارنا مینوش میدان میں آیا آکے ساتھ شوری دکھائی پکارکر آواز دی طلسم کشا کہاں ہیں منتم مینوش فیلسوار اُنکی جرات دیکھنا چاہتا ہوں رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدموں سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے میں جاتے ہیں غلاموں کو حکم ہو آفتاب فلک قدموں پر گرتا ہی رستم نے کہا ای برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون ہی جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سرداروں سے کہتی ہیں صاحبو انکو روکو اس دیوخصال کے مقابلے میں جاتے ہیں خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تمسے رخصت ہوتے ہیں وہ بھیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگیں رستم نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ میں اس بھیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہوں قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہیں اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہیں اُنکی حفاظت میں آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استرمالا کبود فرنگی آج کل بیمار ہی اور مرکب عربی پر سوار ہیں گھوڑا طرارے بھرکے چلا کلائیاں مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے ملیپوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ ای طلسم کشا تمنا تھی اور کسیکو نہ چاہا
تم خود ہی میرے مقابلے میں آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا
او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ پھول ملیپوش نے نیزہ
مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ ملیپوش تنگ
ہو رہا ہی ایک مقام پر رستم نے گاشتہ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ملیپوش کے نکل گیا
ملیپوش نے غصے سے گرز اٹھا کر کہا ای طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں
انسان کی کیا حقیقت ہی ملکہ شہرت نے جو گرز ہاتھ میں ملیپوش کے دیکھا بیتاب ہوگئیں کنیزوں سے کہا
صاحبو دعا مانگو شہریار اگر مقابلے میں اس نامرد کے نہ ہوتا تو میں سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکیں گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ
نہ گھبرائیے ایسے بہت پہلوانوں کو رستم نے مارا ہی ماشاء اللہ فنون سپاہ گری میں طاق شہرۂ آفاق ہیں وہ
انکے رگ و ریشے میں شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے میں دبکے بیٹھے رہتے ہیں ملکہ کا قلب کانپ رہا ہی
ملیپوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز ملیپوش جو آکر گرز رستم پر
پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئیں کلیجہ پکڑ لیا یہاں جو سماک یلدائی
نے دیکھا کہ تین گز زمین میں رستم جیسے جاگل میں پانی لیکر بیچ میں گھس پڑا پانی کے چھینٹے پاس
سماک نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہیں اور ملیپوش غریب کر رہا ہی کہ اب ہڈی تک رستم کی
ٹوٹیگی مگر سماک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں اچھی ہو کی معلوم ہوتی
ہیں مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے زمین کو لگے سماک نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا
شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہی رستم نے چاہا گھوڑے کو
بڑھاؤں سماک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
گھوڑے نے تڑپ کر جان دی ملیپوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گیا ہاتھی
کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے ملکہ بیقرار ہو کر فرمایا ای
آفتاب اب میرے دل کو تاب نہیں میں سحر کرتی ہوں کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہی
انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں آفتاب نے کہا ای ملکہ عالم نہ گھبرائیے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی لے سونڈ میں لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے
تھاما دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے نعرہ تکبیر کہکے ہلّہ مارا تڑخ سے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کیا بلینوش کے ہوش اڑ گئے بلینوش کا نشہ اتر گیا ہاتھی سے کود ا-
رستم کو جو پیدل پایا وہ آکر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بلینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے بلینوش کو تنگ کر دیا بلینوش چاہتا ہے جان بچاؤں مگر خیال ہے کہ جان
نہیں بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اے طلسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں
کرتا ہوں چنانچہ رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھیں لیکن بلینوش نے نہ مانا گھبرا کے بے پروا
ہوکے بھاگا اپنے لشکر میں آیا فیلگوش نے پوچھا اے برادر طلسم کشا کو زور میں کیسا پایا بلینوش
کانپنے لگا کہا اے برادر سارا نشہ جرأت اتر گیا رگ و ریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا ہے کسی فن میں
کمی نہیں میں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دونگا مگر کشتی میں کبھی پیچ نہ قابل ہوا آخر میں اپنی
جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلایا کہا اے سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے تھے
ہیں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہونچاؤ
اور عیاری کر کے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے پکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ عیّار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہے مگر میرے سامنے کیا مجال ہے کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہہ کے سیاہ رو نے باندھا عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طے
کر کے لشکر طلسم کشا میں پہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چیخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سماک طلایہ
پھیر رہا تھا طلایہ پھیرتے پھیرتے گھبرایا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار ہیں قریب انبار آ کے
جو دیکھا تو چہرہ نقب کا ہے اب سماک سوچا کہ اگر میں نقب میں گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا میں
اسی مقام پر ٹھہروں پشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سماک تو حلقہ ہائے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے چہرہ نقب کا بارگاہ میں آکر توڑا یہ قاعدہ مقرری ہے رستم کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کودا نصف نقب میں آکر سوچا کہ اسی

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آ گیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آ کر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے دہرہ نقب کا آ کر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ دہرۂ اول پر ایک عیار حلقہ ہاے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوندان لات و منات ہی یا زور لعبت
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر ادھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر رستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سماک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سماک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کود نیمچہ چمکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سماک گھبرا گیا پھر نقب مین بھاگا بیچ نقب سے آ کر دیکھا
دوسری جانب اُسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سماک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کہدیا اسی نقب مین چلا دہرے سے آ کر نکلا صحرا کا رستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی سماک جھپٹا جب تک سماک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار شیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ شیر پنجہ کے
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اُس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب پہنچے تا
کے پہونچون کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ
دونون پانون سیاہ رو عیار کے اُڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل بجلی کے جھپٹ کر پشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چہار سمت سے ملازم دوڑے جہتر سماک کو تلوارین مارنے لگے سماک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے ٹھہر پشتارہ دوش سے اُتارا ایک تختۂ سنگ پر رکھکر حباب
دافع دارو سے بیہوشی رستم پر مار دیا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کر کے اٹھے نعرۂ رستم
ارشد اولاد امیر عرب + گیتی علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ ہر تخت مرز و
افگندہ شور + سماک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا الغرض جو غل ہوا الیفوش
اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا اُٹھ شور سنکر چہوٹا ہوا نکلا دیکھا رستم دربارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا اُدھر

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سماک نے آواز دی آفتاب بچے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارتا ہو
رستم نے قصد کیا پلٹوں مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھا کر تیور بدل گئے ملبوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار چمکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کر لٹھے
کیا لٹھ گرا سماک تو گر دیکھنے لگا رستم کود کر چھاتی پہ ملبوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے ملبوش کی
اُٹھکر ایک پاؤں دونوں پاؤں سے دبایا اور ایک پاؤں دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک بکہ مارا ملبوش
کو سامنے فیلگوش کے شل کر پاس کھنہ چیر کر پھینک دیا آنکھوں کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا آگیا للکار کر
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھوں کے سامنے میرے بھائی کو چیرا میں دخل نہ دیتا مگر اب
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کھا کے نکلا
چوڑا تیغہ جوان طاقت وار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہہ رہا ہے کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال میں کہ سر زخمی قطرات خون رو سے زیبا پہ بہہ رہے ہیں
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا کھینکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بل زمین پر آیا چہار طرف سے نامردوں نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بچا کر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہے کہتا ہے کہ یارو
بڑی غیرت کی بات ہے کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا
حیف ہے کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنیں رسالے آتے جاتے ہیں بعض
نے آکے یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پہ پیل دیا ہاتھی نے جھککر چاہا کہ رستم کو سونڈ میں لپیٹوں رستم نے
دونوں ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ میں ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر جھٹکا مارا مع نیزہ کے
گردن گھسیٹ لی گر پڑے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے
جو بھر دی مارے کافروں کے جسم میں تھرتھری پڑ گئی کہ چالیس ہزار نامرد میں لپٹا لپٹا کر رہے ہیں
بیچ میں رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائیں پر کبھی رو برو کبھی پشت پر سیکڑوں
لاشے پڑے لوٹ رہے ہیں کہ ایک طرف سے نقارے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت نیم ہاتھ میں
چھوٹی بائیں ہاتھ پہ گولے مارتی ہوئی آتی ہیں ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے چلا کر آواز دی ہاں ہاں ای ملک عالم جسرو نکتا جلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہو کچھ سمجھا و خیال جرأت نہین ایک ہاتھ مارا کہ سر فیلگوش کا اڑگیا فیلگوش کا مرنا کہ کا فر بھاگے آفتاب و جلال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے غرض کہ یہ شہریار گھوڑے پر سوار ہوئے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریان مکاری کرتے ہین مگر حضور سماک نے کیا جرأت کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جمہدن سر اوجادو دختر دامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اسکو داخل زنبیل کیا صاحبقران اس جنگ مین غائب ہو گئے تھے خواجہ عمرو اشقر پر صاحبقران کا موزہ سوار ہوئے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا لاکھ چھین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ گھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوئے یہ اُن کا فرزند دلبند ہو کہ بھی جرأت مین کب کم ہو اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بفتح و فیروزی پلٹے اگر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سماک سے کہا کہ ای مہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سماک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سماک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سماک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

تن سے بار سر آمادۂ سودا اترا	شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اترا
اسقدر اپنے ہم اشک نے کی موج فنا	آخر کار لطف سے مری دریا اترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا	جل گئے بن تکیے نہ یہ آتش سودا اترا
وصل کے بعد کسطرح سے ہو رنج فراق	درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش لگے چھوتا ہم	خون تری آنکھوں سے ای بلبل شیدا اترا

اس محفل میں عجب ہنگامہ ہے سب سردار سہیک کی تعریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے
مقام پر بیٹھی ہے کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمایاں ہوئی
آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہے کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا ہاتھی پیٹھیں انکی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اڑاتے ہوئے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں محیط نے کنیزوں کو اشارہ
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہے لاش کسکی لیے جاتے ہیں کنیزیں گئیں اور سبکو
لیکے آئیں عرض کی لاشہ فیلگوش پہلوان مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپکے پاس
فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہمکو بھاگتے گذریں محیط نے پوچھا آخر
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا
اڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے سینوش کی پیدا ہوا کہ سینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر وہی
سینوش کے چھوٹ گئے پھر اسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجا طلسم کشا کو پکڑ لانے
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار انکا نہ ساحروں سے بنا نہ پہلوانوں سے اسنے آکر سامنے فیلگوش
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصد کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو
ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا
جو کوچ کیے ہوئے آتا ہے ساحرا اسکے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی نہنگ جھری وغیرہ دیکھ گئیں وہ
طلسم کشا کو لیے آئینگی بالا سے قصر لوح پہونچ جائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہے اگر طلسم
حقیقی ہوتا تو تحفہ جات دستیاب ہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ میں نے
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہے اب اسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے
کہ ایک سے ایک جدا ہو نے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہے کہ
اسی انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہے آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکیگا بعد
حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوش

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ پھولے پھولے گال لال کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کہا نے کے دن آ گئے وقت تنہائی موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کہاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمہاری ہوا کہانے کا وقت آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہو کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قول و دو پیل طلسم کشائی کرتا آتا ہی دربندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب کل کوچ کرینگے ایکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح پہونچائینگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہو تو جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرو کہا واری یہ تو میرا کام ہو دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہو محیط سے بخوبی وعدہ کرکے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شب کو جشن کیا صبح کو اُٹھکر بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر لکہاے ابر آ گئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جاکر شکار کھیلین کل اگر کوچ کرین سماک نے پہلے قراول جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہو مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہو کل صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہو سماک مجبور ہو کر خاموش ہوا دو پہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین خراج جو ملکون سے آیا ہو ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ پر سماک آیا ہی حضور کو بلاتا ہو ملکہ اُٹھکر باہر آئین سماک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد کیا ہو اور نہنگ بحری کو اشارے سے بلایا کہا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سماک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ ای ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہوجاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی
بی شہرت کو بڑا ناز ہیگا کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا مین کیا اُن سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سحر گھبرا رہا ہی
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہر چند کہ ملکہ شہرت تشریف لیگئی ہین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک شتر سوار نامہ لیکر طلسم کشا
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا شتر سوار نے زبان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے
پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین
چلا جھلال سرکش کو بڑا انتشار ہی کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای جھلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جھلال نہال ہوگیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہوکر جھلال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے جھلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہوکر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہوکر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پھر کر کامل شکار طائران ہوا کا
کرکے فرمایا ای سماک کوئی آہو دستیاب ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی کہین سنے کہ ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنتار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

مستعد ہو رستم نے اُس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہیں رستم نے ایک آہو پر گھوڑا
ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤں پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈپٹائے
ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے پھر بھر کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا
رستم نے تیر مارا آہو تیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ گرا حیران ہو کر اسی مقام
پر اُترے سمجھے کہ یہ مقام خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم جنگل کے سامنے
میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

کام آخر ہوا اپنا صفِ مژگان سے — حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے — نہیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
حیف ہے خاک کا پتلا نکرے یاد اُسکو — الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے
باغ میں زلف و خط یار ہے یاد آجاتا — کبھی سنبل سے اُلجھتا ہوں کبھی ریحان سے
گردشِ بخت ہے یا گردشِ پرکار آتش — پاؤں اُٹھتا نہیں اس دائرہ دوران سے

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہے کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اُٹھکے
طرف آواز کے چلے چند قدم چلے گئے تھے دیکھا ایک جنگل ویران کہ جسمیں برگ و شاخ کا پتہ نہیں اُسکے نیچے
ایک جوان خوش رو خوشنما تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن و گریبان چاک چاک کر رو کر
اشعار مذکور پڑھ رہا ہے رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اُتر کر
قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا کہ
شہریارا میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم
فرمایا ہے تو بیان کر ہم بدل و جان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے رستم
نے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں فتاح طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا
کہا کیا تعجب ہے کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے اُنھوں نے یہ
بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مدعا دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی ای شہریارا باپ میرا
سالم نیزہ باز ہے غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک تجربہ
رہا ہوں حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہے کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے رستہ بند کر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہی اور بالاے کوہ چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی رسالین لوٹین بادشاہون نے آکر گھیر لیا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بند کر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا عقب مین اُس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تو نے مار لیا مین نے جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کر ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی گمان اسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکہ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا اُس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھا کے گرا وہ نازنین بھی مجھپر پانی ڈالی سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال عنبرین مو بتایا مین اُس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق نکلا ایک شکار کھیلتا ہوا آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا اور جا کر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھکے ہٹا لیا اور کہا کہ جا اب کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آوارہ دشت اور یار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ اے سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لیے ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھکر گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون سلیم نے کہا اے باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آیا باپ نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استادی کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر
طرف کوہ سیہ ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آیا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے
پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ
فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے
مین اُسے گرفتار کرکے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم
تخت پر باپ بیٹے سوار پشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اُسکے کہ رہے ہین
اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائین شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون
سے سرچاہ طلسم خالی ہوگئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے تیرہ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغہ ضیا کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان
مین آئے مفتون میدان مین غریو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا مین تمہارا مشتاق ہون
یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب بادرفتار چمکایا قضا سے کار
بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظربند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو تماشا
کرو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال عنبرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
شعشعۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا
رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہوا گھوڑے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا ای شہریار
مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپنے سرفراز کیا میرا بعد ازان
ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اُتار رکھا اپنا مذہب تعلیم کیجیے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر جیسق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے ۔ یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے ۔ تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہر تا ۔ سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا ۔ اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکا نے سے آتش کے جلانے لگے تم یا ۔ الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جاے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صدمہ سب جاتا رہا بشاش ہوا رستم نے کہا اے مفتون ہم اپنے سردارون کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کراتے ہین تم اپنے یہان پر رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہے کہ کچھ آتش درد بیقرار کو بیسر کرے وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے سمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیر وہی اڑ رہی ہے مفتون مصروف خدمت ہے کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور مفتون کے کان مین کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون اے مفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہے عرض کی اے شہریار مین نے بادشاہ کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بند کردیا کیونکہ تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہے اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خزانہ لوٹ لیا اسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اترا رہا مگر میرا کچھ نہ کرسکا مین بالاے کوہ قلعے مین تھا اسنے جو خبر پائی کہ زیر کوہ مین نے جشن کیا ہے تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے راستے روک دیا ہے کہ پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤن تو اے شہریار سب راستے تو رک گئے پہرے اسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہے کہ اہل سوال

مع مرکب جاسکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام لڑ بھڑ کر مر جائیگا رستم نے کہا ای مفتون تم
اسوقت تیرا ساتھ چھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و
بے نظیر فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین
رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اُسی طرح بیٹھے رہو کسی تمام مین
فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمہارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہہ نہین سکتا کنیزون نے جا کر
یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سنائی ملکہ یہ خبر سُنکر بیتاب ہو گئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان
اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار
انتظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے
خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی
خداوند نے خواب مین آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس نذر
کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر چلے جاتے ہو
مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جا سکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے
ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے
گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف
سے گھیرا پڑ چکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی
مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اُسطرح لڑینگے قوم کے قزاق دشمن کو گھیرا دینا مکر سے
کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار
مین مقابلے مین کیوس کے نہ جاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرات کے
خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اُسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار یہ
انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر لاجواب چارسو پہلوان افسر وہ بھاگنا نہیں جانتے

فوج کو کیسا لڑا ئینگے میدان کارزار سے قدم نہ اُٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی
اور نام آور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جسوقت تلوار لیکر ڈٹ کے جم جائیگا رستم وقت بھی
ٹھہر نہ سکیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑسکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون گرینگے
بیگہر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑ لیا تو پھر
بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کرسکتا اور جو گھاٹیون پہ گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی
رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی مشکل
رستم نے مفتون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جرأت
وشوکت پر بڑا دعویٰ ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گذرتی ہی مفتون کی بیقراری
اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے
آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب وپیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اُس سے
کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اُس کو جواب دے یہ انسان ہین وہ دیو
ہی اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف اُنکا اقتضاے جرأت ہی جب اُنکے دشمنون پہ سختی پڑی
خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکو عظیم زخم پہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج
عظیم ہمسے پہونچا ہی بربادی کو وہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین
شہرہ ہی اب کو قزاق جاتا کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر
میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور
سالم کے نام کا دشمن ہی نہین معلوم باپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے تجھسے دیکھا جائیگا
کیسا شق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی ۔ نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہوا ۔ ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی سمجھے ۔ میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون
یارب بڑا ہوا اختر بخت سیاہ کا ۔ اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون
اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک ۔ ہمتو کبھی کبھی چشمۂ حیوان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رونہس رہا ہی کیا ۔ سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

کنیزیں عرض کر رہی ہیں حضور نہ گھبرائیں وہ اپنے زمانے کے رستم ہیں صدہا ملک فتح کیے ہیں
طلسم میں ہنگامہ برپا ہے بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہیں کچھ
سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہے جب کنیزوں نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائیں مانگنے لگیں
کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کر یا ہیں سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت
سے دیکھوں کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچا لے تیرے نزدیک سب آسان ہے
اندر باہر مردوں میں عورتوں میں ہر خورد و کلاں کو تردد ہے کہ دیکھیں کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
ہنگامہ میں بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعاع ہاتھ میں لیکر بالائے چرخ بر جلدی آیا
تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم مفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوئے سامنے دریائے فوج کیوس
موج مارتا ہے تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست
ایک ایک بادۂ کبر و نخوت سے بدمست یہی ارادہ ہے کہ ان سب پر جا پڑیں قزاقوں کو گھیر کر ماریں
سردار اُبلے ہوئے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہے اس قزاق نالائق نے بڑے
بڑے رنج و ملال دیے اس گروہ سے کیوس میدان میں آکر پہونچا جانبین سے صفیں آراستہ
ہوئیں اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق مفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہے
کہ میں فوج پر کیوس کی جا پڑوں لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ پہونچاؤں نہایت چست و چالاک ہے
مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہے کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہیں معلوم ہوتا رستم دمبدم
فرماتے ہیں اے مفتون گھبراؤ نہیں دیکھو کیا ہوتا ہے کوئی میدان میں آئے تو میں نکل کر جواب دینا
تم انتشار نکرو جو دل میں قصد ہے اُسکو نکال ڈالو جب فوجیں جم چکیں تو کیوس نے قصد کیا کہ
میں نکلوں دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہاڑوں میں کھڑا تھا اُسنے گینڈا اچکایا بھائی سے
اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث میں حیران ہوں رات بھر اسی فکر میں جاگا کہ مفتون کس
بھروسے پر ٹھہرا ہے میں جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہے اگر وہ پھیر دے
تو میں اُسکے خون سے درگذروں یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث
نے کہا میں سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے مفتون تو
دیکھتا ہے کہ ابر فوجوں کے گھرے ہیں اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہو

دیکھہ رہی ہی کنیزوں سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھیر دیں جان تو بچے اپنے گھر میں مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہیں دیوشٹ دیو ہی دیکھو تو کیا غرتا ہی میرا تو ڈر کے مارے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی

نظم

اے پری ہیں ترے دیدار کے خواہان کتنے	رہتے ہیں آٹھ پہر کوچے میں نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوئے ویران کتنے	آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤں تجھے کا ہیاد آنے دینگے	نئے نوکر ہوئے ہیں آپکے دربان کتنے
ربط ہیں کافر و دیندار سے یکسان تجھکو	کتنے ہندو تجھے کہتے ہیں مسلمان کتنے
کوچۂ یار میں اے رند بقول غافل	تشنۂ خون ہیں مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزیں کہتی ہیں واہی دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوشٹ نے پکار کر کہا کہ اے مفتون شاہ تمہاری جان بخشی کرتے ہیں مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا اے شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا اے برادر اسکو خزانہ دینا خلاف ہی دیوشٹ نے پکار کر آواز دی اے مفتون اگر مال نہیں پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوشٹ نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا اے شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدموں سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونوں رونے لگے کہتے تھے اے شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیومرس کا بھائی دیوشٹ ہی ادہر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دیں پھر تماشہ دیکھیں کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپکے خدا کو آپکو سپرد کیا خدا آپکو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب باد پیما کلانٹیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار میں آیا دیوشٹ نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز وہ سپر کا لیکر برابر لگا دیکر بڑھا کوٹھے سے ملکہ یہ نگاہ غور دیکھہ رہی ہیں کہ آلیس کی نگاہ وہیں نیا مضمون ہوا سات قدم گیا دیوشٹ کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزوں سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتی ہی گھوڑا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہیں خدا انکو غالب کرے دیوشٹ ۴۰

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی
ذرہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھر آتا ہے سیکڑوں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو
کے لگائے لوگ پھبتیاں کہہ رہے ہیں تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہیں دیوث عاجز ہو رہا
ہے ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا فلک سے
تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھ کر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی ہے تو سنبھلتے ہو تو سپر بھی دو ٹکڑے
کروں اب اپنے کو بچاؤ یہ کہہ پہنچا اور رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ پھیرتے ہیں تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سہینگے ہیں آسکے ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا دیوث نے بجرأت تمام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا ادھر رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس میں ہکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کود کے دیوث کہتا ہے اے رستم زور میں
کیا کرو گے ہاتھ پیر توڑ کے رکھ دونگا رستم نے کہا یہ حوصلہ ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہے اے رستم
کیوں فساد بڑھاؤ مفتوں سے کہکر خواہ مخواہ مروا دو رستم نے جواب دیا مردانہ جشن میں مرنا
اچھا ہے لینا دشوار ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نکر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارا کہ
سر دیوث کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سیدھا ہوا رستم سے لپٹنے لگا
دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں ہونٹ کے تھام کر سینے میں سر اڑا یا ریل کرکے دو قدم
دیوث چاہتا ہے اپنے کو روکوں مگر وہ برا وقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی ہے قدم اٹھا ہے
قدم ریل کر دیوث کو لائے [illegible] اس مقام پر کہہ رہا ہے آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ پیچھے
ہٹے جاتے ہیں ایک ہی قدم پر رستم نے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوث کے آشنا بہ زمیں ہوئے
رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ اور تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہو تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوشٹ سے ملول ہو کر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی مین مسلمان ہو نگا رستم نے سینے سے اٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا
اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سرین سے تا بناف دوسرے
جھٹکے مین مثل کرباس کہنہ دیوشٹ کو چیرکر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور بعقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تیرا بھی یہی حال کرون مفتون کے قزاقون نے مرحبا
احسنت و آفرین بلند کی کفار کینے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پاؤن رکاب مین تھا
ایک خانہ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پہلا سپر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا ابرو
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما اور آواز دی کہ او مکار اس قد و قامت پر یہ مکاری
اور تیغہ ہفت جوہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ہفت جوہر چاک کے
ہو گیا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا ہوا پر و تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اشتے
واسطے تانہ مارا تیغہ جھنا کے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈا تہ و بالا
ہو گیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کافر چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم
تیغہ جھکا کر تین لاکھ کافرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آ گرا سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہی کہ لڑ بھڑ کر بالا
کوہ پہونچون پھر مجھکو کوئی نہ پاسکے جھا ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والون نے اسکو
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بباعث زخم سر سے اسقدر
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ذرا یاد ہی مرکب اجیل مجھکو
لیکر نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی خوف سے قریب
نہین آتا گھوڑا ایک شاہزادے کو نکل گیا مفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالاے کوہ پہونچے وہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کر کے جاتا ہو وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہو کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکوگے قزاق پتھر برسا رہے ہیں
تمنے نکلنے کیوں دیا سب نے کہا حضور قزاقوں کی لڑائی بھی پتھر ہلا دیتے ہیں اس زور و شور سے
بالاے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر بہتے ہوے چلا آیا
صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھاس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے شہزادہ
سوزن قبول سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے دیے زخم کو باندھا
خیال میں گذرا کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دیں پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلیں آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیوں کے بولنے کی آواز کان میں
آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہیں کچھ جوان رنگین پوش
باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہاں خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صف شکن یہاں کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خدایا
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کوہ تن مہمان نواز انتہا کا ہے آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہیں جہاں رستم ٹھہرتے ہیں جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہوجاتے ہیں ہرکاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے ہیں گرد تاجدار پہلوانان
صف شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر مکاری کیوس سے
بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہرکاروں نے جاکر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحب
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں کمر
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہاں شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لے چلیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت منت
سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اٹھے
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اس کے قریب دنگل زرین پر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا تھا
ہنگامۂ [illegible]ل و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند
ملکہ مصفورہ شیریں کلام برائے شکار گئی تھیں ذکر شادی کا سنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت یہ
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر سراسر احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ یکایک
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبداریاں انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک
تخت پر ایک معشوق خوبرو نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعینہ دیدۂ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ میں اس کروفر سے سواری نمایاں
ہوئی رستم بھی اٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدرت
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غضنفر گردن
بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت میں بے مثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل
چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونوں طرف سے لودہ
دل پر لب معشوق ہوئے ادھر رستم تھرا گئے ادھر مصفورہ ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا
وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا لڑکھڑاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی وزیرزادی نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آکے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آکے بیٹھے مگر بہ
حیرت مصفورہ کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک
سے کہتا ہے میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف
لائیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہرینگے
کمرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے مالکۂ عالم کو

بھیجا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہان جا کر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے مین لا کر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی
ہین وزیرزادی سے کہا ای وزیرزادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہی وزیرزادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیرزادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہی اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلا لائی ہون حضور
کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیرزادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سرنگون
تنہا بیٹھے ہین وزیرزادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہی رستم فورًا اپنے
مقام سے اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیرزادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدا ایکدیگر مصروف میخواری ہوے
لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنہ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مہرور تیغزن سے کہا جا کر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہی کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوج عرش اعلی
کے پہونچاؤن مہرور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر رہی ہین مہرور نے پوچھا تم سب
یہان کیون پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ فورًا بول اُٹھی کہ سامنے اس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین
جا کے دیکھو نیا گل پھولا ہی دیکھکر بہت خوش ہوگے دوسری نے کہا بوا انھین صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر مہرور طرف اُس کمرے کے چلا دراڑون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہی
کچھ معلوم نہین ہوتا مہرور پہلوان زبردست ہی دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین مہرور بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑ کے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ مہرور مجھکو چھپرکھٹ کے نیچے
گرا چکا مہرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ بیٹھی ہین کہ او بھیا کیا کرتا ہی مگر مہرور نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مہرور کو تیغ

کھینچے ہوے سر پہ دیکھا لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے کرسی پر انکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر
تیغہ لون مسرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چپارہ ہوگیا یہ تلوار کھاکر رستم نے قصد کیا کہ مین مسرور
کو لپٹ جاؤن مسرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ کٹی رستم کا جھول گیا اب تو مسرور پر بس پڑا اسقدر
تلوارین مارین کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہین کہا او ظالم کیا کرتا ہی اگر وہ تلوار
تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ مین بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو مین ہون مجھکو قتل کر
مسرور نے کہا ہی او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ مین لیجاونگا وہان تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیرباران کرینگے رستم کو تو مین نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
دریا لہو کا جسم سے جاری مسرور نے اُسی فرش مین رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھایا سامنے ملکہ
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا مین نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کر دیا ملکہ کو گرفتار کر کے
ایک عماری مین بٹھا کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یارو اِس بیحیا
نے شادی مین آکر یہ کیا فتور کیا مگر مسرور ملکہ کو عماری مین ڈالکر چونہ کسو لیکے آپ گینڈے پر سوار
ہوا عماری کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ بھی چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اِس گیسو بریدہ
نے سبکو بدنام کیا محل مین چلکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
بڑھگیا شہر مین آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی شہر مین آکر دربار مین آیا کبھی ہم
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہی کہ مسرور لیے ہوے عماری کو آتا ہی مسرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرات
مین مثل نہ تھا ایسا اسیر یہ بس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لیے یا اب محل مین جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل
کرینگا مسرور نے عماری زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار مان مسرور کی یہ حال سنکر دوڑین ڈیوڑھی
مین آکر ملکہ کو عجب حال مین پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مسرورہ کا نام لیکر پیٹتی ہی کہتی ہوئی کہا ای مادر مہربان
اِس جلاد نے اُس شیر بیشہ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ مین ہوتے تو
اس بیدادگر کو حال معلوم ہوتا یقین ہی کہ بھاگتا پھرتا ہا ہے کس بیکسی سے اُنکو مارا مان نے
منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمہارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ یہ عالم کہتی
تھین ای مادر مہربان تم اگر اُس جوان کو دیکھتین تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتین مین اُنکی کنیز
معلوم ہوتی مان نے مسرورہ کو ایک کوٹھری مین بند کر دیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر ٹکرا رہی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق پا
اندر آیا ملکہ نے کہا ای فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اُسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیا ہوگا
گلعذار نے کہا ای فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اسمین مناسب
ہوگا تو قتل نکر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے مین لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تو اپنے ذمے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے ایسا
سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رویا کرتی ہین کبھی کہتی ہین ای کریم و رحیم بیت نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اُس شہریار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلاد صاحب بیداد دولت و سولی
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمھاری
روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ اُنھین کا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان
مارے کسی سے بند نہین ہوا اُسکو مہرور ایسے کے ہاتھ سے مٹوا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آٹھ پہر ایسی ہی تدبیرین کرنے مین وہ مصروف ہین ملکہ
نے کہا اُس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا بدلہ رستم کا خدا اُسکے ساتھ کریگا
یہان تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ مہرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہی رستم کی جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش و مدہوش
قضائے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نیک نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی چور نالے مین کچھ مال ڈال گئے
ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لائین سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا
پڑا ہی مزدورون سے اشارہ کیا اٹھا لاؤ مزدور گٹھا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
اُسمین گٹھا رکھوایا مزدورون کو مزدوری دیکر کہا لالا آپ خود کرسی بچھا کر بیٹھا پشتارہ کھلوایا خون کے دھبے معلوم
ہونے لگے حیران تھا کہ مال مین خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان [illegible]
محبوبی حسین و جمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اُسنے فورًا جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
تو جو مانگیگا دیہی دونگا جراح نے فورًا زخمون کو دھو دھا ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فورًا پلائیے سعدان زمیندار نے سب سامان ممکن کرلیا ہوشیار ہونے کا

منتظر رہا زخموں میں ٹانکے جو لگے اور آرام جو ملا رستم کو بعد دو پہر کے ہوش آیا آنکھیں کھولکر دیکھا ایک مکان دیہات کی قطع کا ہے اور کپڑے پر میں پڑا ہوں ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ میں مگس رانی کر رہا ہے جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے ارادہ کیا کہ اٹھوں زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اسوقت جراح آتا ہے زخموں کو دیکھکر چلا جاتا ہے تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے کہا حسین تیغ زن میرا نام ہے قزاقوں نے راہ میں گھیرا میں لڑتے لڑتے گرا انھوں نے مردہ جانکر اسطرح پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا میں تمہارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے موتیوں کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج میں صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا جانتا ہے کہ یہاں کون خریدے گا یہاں سے جہاں جنہی وہی گنوار ہیں موتیوں کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم اٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہیں اور اہل قریہ آکر ملاقات کرتے ہیں ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے صبح کا وقت ہے زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہے یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیروں کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا آتا ہے آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہونچا عورتوں کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول کیا کرتا ہے زمیندار کی عورتوں میں جانے کا ارادہ کرتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوانے نے کچھ نہ سنا چاہتا ہے دروازہ کھولے رستم جھپٹ کر قریب پہونچے دیوانے نے چوبدست کو گردش دی اور پکار کر کہا ای آقاے صبح تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک چوبدست میں پیوند زمین کرونگا خبردار خبردار کہکر چوبدست کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے چوبدست خالی دی چوبدست زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جس مقام پر چوبدست پڑی تھی وہاں پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقاے صبح نے میرا کہنا نہ مانا خاک میں ملگیا بیٹھے قضا مارا گیا رستم نے پہلو سے آواز دی او دیوانے مجہول [illegible] تیرا میں موجود ہوں دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہیں یہ دیکھکر چوبدست پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے غضب کر کے کلائی اسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب حرکتیں کرتا ہے کبھی کاٹ کھاتا ہے کئی مرتبہ چند رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہ گیا ظاہر ہوا زمیندار بھی آتا تھا

گانؤن کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کر رہے ہین سعدان نے پاسبانون سے کہا ارے کم بختو
سب ملکر دیوانے کو مارلو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا کہ کیا صاحب یہ ارادہ نہ کیجیےگا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مارسکتا ہے جسکے گھر مین چاہتا ہے گھس جاتا ہے مال
لوٹ لیجاتا ہے رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کہ کیا گذرتی ہے رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کی
آنکھ کے وسط مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے چھیپے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود آ گئے رات کو
ایک آفتاب سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو اون کہ آپ ہی ہین اوسی
طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ ہی ہین آفتاب سرخ ہین رستم نے خود ہٹایا زلفین کھلی دیکھکر قدمون پر گرا
پھر دلمین سوچا ہے کہ مجھے کیا کردیا تھا کہ مین زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہے آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانہ
ہین اگر تجھسے لڑینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا مین دخل نہ دونگا رستم اسکے ساتھ چلا سعدان پیادہ روتا ہوا اسکے
پیچھے کہتا ہوا چلا اے شہریار دیوانہ ایسا ہو وہان جا کر آپکو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہو ایسا نہ کیجیے سمجھا رستم کہتے
ہین اسکو کوئی حوصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوئے آکر
جمع ہوئے اوس دیوانے نے ان سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمہارا جی چاہے وقت لڑائی
اپنا امتحان کرلو چار سو دیوانے چھ پاشین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کسیکو طمانچہ مارا کسیکو لنڈھایا
آخر سب عاجز ہوئے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہو
گروہ سب کا افسر شہر یہ مردم دنام دوڑتا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شہر یہ کی جو زوجہ ہے وہ حاملہ تھی دردزہ
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اسکے سر پر جو پیوستہ پاٹ کے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہے
کہ آفتاب سرخ آیا ہے وہ ہاتھ جوڑتی ہے کہ سامنے سے ہٹ جا بچا پاس لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود مین لیکر
بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پشت پر کہا ارے بے لڑکا ابھی پیدا ہوا ہے ہوا لگنے سے مرجائیگا دیوانہ کہتا
آقا کو دکھلاؤن تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھیر لیے آتا ہون لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے میرے گھر کے
پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے بچہ لیکے ان عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آفتاب سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

ملا لیتے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو رہی جنگل میں بچھونا بچھوایا چند کوٹھریاں بنائیں ان کوٹھریوں کو کھولا محفل کیا
کسبیاں بلائیں سب ساز و سامان سے روشنی ہوئی ناچنے لگیں گاتی تھیں یہ شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہے کہا آپ تماشا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہے دیوانے نے کہا یہ لوگ باہر سے نہیں آئے ایک مرتبہ جو یاد کیا آ گیا آنا ہو چند
گھڑی کا کھیل ہے جوش ہوگی تو کہاں سے لاؤنگا رستم نے ان سب کو نشانیں دی سب کو کھانا کھلوایا بہت جمی رستم کو
لاکر بیچ میں بٹھایا کسبیاں ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہے اسکو دیوانہ گود میں اٹھا لیتا ہے جب وہ غل مچاتی ہے
رستم خفا ہوا سکے بیچ میں دیوانے کا کان پکڑ کے ایک طمانچہ مارا وہ بیچ میں دیوانہ گال سہلا کر سمجھاتا ہے کہتا ہے آقا
سمجھ گیا کبھی رستم پر جو بدمست ہو بیٹھا ہے رستم جو بدمست ہیں کر دے بار سے بیچ دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہے کہ آقا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسہ میں عجب غلغلہ ہے دیوانے نے رخصت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب رستم کسبیوں کو رخصت کرنے لگے دیوانہ بدمست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گاؤں میں جا کر جب
رستم پاس انکو نہ جانے دونگا رستم نے انسے اقرار لیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا انھوں نے اقرار کیا رستم نے
یہ شکل انکو رخصت کیا گویا انہیں جان آگئی اپنے اپنے مکانوں پر گئیں دیوانہ دوڑا ہوا ماں باپ کے پاس
پہونچا آنسو کہا مجھے جانے دو میں آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہم کو ایسا
طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک ایسا چوبدست ماری بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا
سامنے رستم کے لایا کہا اے شہریار میں نے آپکی محبت میں اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوئے لاش
اسکا دفن کیا فرمایا قادرقیہ یہاں سے کتنی دور ہے زمیندار نے کہا اے شہریار قادرقیہ سے آپکو کیا کام ہے
رستم نے کہا سیر و سیاحت سے بدلہ لینا ہے ہماری معشوق وہاں ہے اسکو لینا منظور ہے سعادتمند زمیندار
نے سمجھایا کہ اے شہریار وہاں کے لوگ بڑے زبردست ہیں رستم نے کہا ہمارا رب ... ہفت ... ہیں
صبر و سامان ... کو لیکر ... سامان ... ساتھ کیا کہیں جانا ضرور ہے دیوانہ جا رہی دیوانے لیکے
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا ہے کہ واپس ... میں ... کبھی سلطان کیا اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ ... ... میں دو ... پہونچا ... آیا راستہ سیدھا بنا دیا جب رستم کئی منزلیں طے
کرکے قریب قادرقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل میں ٹھہرا رستم اکیلے شہر میں آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال ہو دیکھا
ہو گیا رستم ایک ... سرا کو پوچھتے ہیں دوکاندار دوکانوں سے آ کر کہتے ہیں ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سرا ہے بازار میں کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ دیا بازار رہیگا
ہجوم ہے قضائے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہے طرف
اپنے مکان کے جاتا ہے بازار میں مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہے لوگوں نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہے
لوگ گھیرے کھڑے ہیں مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا اٹھلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہوگیا باادب سلام کیا کہا ای شہریار یہ غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھئیے میں خدمت
کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا عمارت کا
قصر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بارہ دری میں لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہوں کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں رستم نے کہا ای مسلسل میں فرزند صاحبقران
ہوں باغ عشق میں [illegible] زخمی کر کے پہنچا دیا تھا میرے پروردگار نے [illegible] صحبت وفا
کی اب آیا ہوں کہ اس سے بدلہ لوں اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کروں علاوہ ان سب کاموں کے
ایک کار ضروری یہ ہے کہ معشوقہ ہماری مخمور شیریں کلام دختر ہفت پیکر ہے فاروق سے اسکا طلب
کرینگے جس طرح دیگا خوشی سے لینگے مسلسل کے یہ حال سنکر ہوش اڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا کہا کہ
عرض کرتا ہوں ای شہریار فاروق پہلوان زبردست ہیں انکے مصاحبوں میں سب سے [illegible]
کا پہلوان ہوں [illegible] کا سر [illegible] رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تھی ایک ادنا [illegible]
پر رہیں کیا مجال ہے کہ بے ادبی کرسکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہوگیا کہتا ہے ای شہریار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہیں مگر فاروق کے ساتھ دو لاکھ جمعیت ہے کہ [illegible] اٹھا سکتی [illegible] فاروق
وہ شخص ہے کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اسکے سپرد کیا ہے آپ اس ارادے سے باز آئیے اس
ارادے میں آپ کی جان کا خطرہ ہے رستم کہتے ہیں ای مسلسل اگر مارے بھی گئے تو [illegible] دنیا
ہوجائیگا فاروقیہ میں ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران سے آکے وہ تنہا دربار میں فاروق کے [illegible]
مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم اپنی ہی کہتے جاتے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں
ضرور دربار فاروق میں جاؤنگا اور سوال ضرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی کہ آج کا [illegible]
شب میرے مکان میں رہئیے کل آپ کو اختیار ہے رستم نے کہا بہتر [illegible]
سوار ہوگیا دربار فاروق میں آ پہنچا دنگل پر بیٹھا ہے دربار میں [illegible]

جانے نے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا اور وہاں مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہیں ہے رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے ذکر میں یہ کہکے فوراً گھوڑا اپنے ہاتھوں سے کسا پشت پر سوار ہو کے طرف
بارگاہ فاروق کے چلے یہاں مسلسل بیٹھا ہے کہ صبر و بہادران آیا اُسکا دستور ہے کہ دن بھر میں دو دو
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہے بیٹھنے کے ساتھ ہی اُسنے کہا اے بادشاہ میں نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہاتھ میں نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہے لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نہ رہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا اے
مسلسل تمھیں کیا معلوم کہ وہاں کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کوئی نہیں جانتا
فاروق نے پوچھا تمھیں کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہے میں نے بمشکل روکا ہے
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا میں نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہے فاروق نے کہا اے مسلسل سچ کہتا
ہے کہ مسخرہ کرتا ہے کہا حضور وہ سوتا تھا انھوں نے تلواریں مارنا شروع کیں اگر اُسکے ہاتھ میں تلوار رہتی
آجاتا تو وہ بہا دیتا ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیتا انکو وہاں سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو میں نے بمشکل روکا ہے
کل نہ رکیگا فاروق نے کہا اے مسلسل ایک کام کرو اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے لاکے بیعت
کرا دو اگر اُسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے میں ہمارے آئے
دیا شہزادے سے طبل جنگی بجیں ساتھ طریقے کے مقابلے ہوں تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار میں آیا اور بیٹھ کر اُس بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت میں فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار میں وہ نہ آئے تو بہتر ہے مسلسل نے کہا مجھے یقین نہیں کہ وہ جوان
میرے کہنے سے اُنکے حضور میں نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی کہے گیا آخر ناچار ہو کر میں نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہاں اور مہمان رہیے کل آپکو اختیار ہے آج دوسرے پہلو سے
سمجھاؤنگا جہاں تک ہوسکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا کہ یہاں صبر و رکا
نامردی کھل گئی کبھی پہنے اس معاملے کو کئی روز اور یہ بھی ذکر کرتے ہیں عظمت میں ایک بہادر کو زخمی
کیا اُسپر بیٹا نہ فاروق نے کہا اے مسلسل تو سچ کہتا ہے صبر بہت شرمندہ ہو کر کہا اے شہریار اب میں
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہے کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولے کچھ منھ سے
بھی بولو گے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت سخت ہے [illegible] صبر نے کہا ہو سکے وہ دیکھیں

اُسکے سامنے کمی نہ کرونگا جسطرح ہوسکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوارین نے تمہارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہین وہ منصف ہے تو صاف صاف کہدیگا یہان یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اُس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بن چھٹا ہو کر کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا ٹاپین مارکر زمین مین گڑھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے چابک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ اے مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بہ نگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر بحال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربارگاہ شاہی پہ آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا بھیجے وہ جوان آپہونچا میان مہرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپکو حال معلوم ہو فاروق نے کہا اے مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اُسکو سمجھا کے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا یہ وہ اُٹھا کے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ نے میرا کہنا نہ مانا مگر ہمارے خدا یہ تو ضرور ایسے لگے کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجیگا مرکب سمجھا لائے لیجیے بخیر خوبی چلے جائیے رستم نے کہا اے مسلسل ابھی جانا ہے کہان ہفت پیکر کو مارکر ہمارا جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم تمام نہ کھلینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر بار کو دیکھا شکل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس ودرین ماوی برکسے باد کہ بداند وبشناسد کہ خدا یکے پاک ہست ودرین پیغمبر خدا برحق است کافر گھبرانے لگے مگر فاروق نے سب کو منع کیا کہا یارو خبردار کسی نے خیال بھی بادشاہی کا کیا تو مجھ سے شاکی ہوگا سب کو پکار اُٹھا اور رستم آستانہ تخت جو وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہو رستم صندلی پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی بچے کو بلاؤ ارباب نشاط کو بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین پری چہرہ نازنیان حور شمائل حاضر ہوئین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا الغرض صحبت گرم ہوئی فاروق چاہتا ہو کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کردون رستم نے محفل آرائی صحبت مین کہا اے بادشاہ ملازمان دراز کہاں سے

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا شیشہ ہفت جوہر
ردو دو کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگل میں وہان بندھا ہی کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ تشہیر سوار ہو کر
تشریف لیجایئے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سپاہ ہمارے رستہ بتادین رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مہ طلعت و شیرین کلام کہ اسکو بھی جبر لائے ہو جلد حوالے کرو یہی بہتر ہی
ورنہ حیا فہ کو لاکر بیچ مین رکھ دو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا کہ
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر پیکر آتا ہے مقابلہ کرنا
اگر ہمکو زیر کرنا معشوقہ لیجانا ورنہ ہمارے کام کی نہین ہی ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہی کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر مین
نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہی یون حکم خداوندی ہی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوا لیجئے خداوند آگے رکین ہم جواب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جواب ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلگشت بیٹی کے دیوانے ہونے سے تھا
پریشان ہی کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ وہی
کلام وحشیانہ مان نے قریب آکر کہا او فرزند تیرے ستارہ رستم چلتین صحیح و سالم آگئے ہین اور فاروق سے
تجھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا شیروق حیرزین کہ فرزین سپاہ گری مین لاثانی شہرہ آفاق
تھا اپنے رفیقون مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ سوار یار رستم آئے ہین سنکر تو غصہ ہو گیا
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ اکسیر و تنکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آئیگا ایسا نہو کہ تیسے اور اس سے سر دریا
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہو حضور میسرو تو جاکر الگ قصر مین چھپا ہی کہ رستم
کے سامنے نہین آتا آپکے ذکل پیدا کر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین پر شیروق آپکے والد
نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے ہین شیروق اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین جاکر رستم کو سزا دونگا سمجھو بھی
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا پیچون کے محل اٹھتا ہوا اسوقت پہونچا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہی رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے اٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اٹھو ہمارے
تمہارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اٹھے ان میسرو رکھان ہین سنا ہی کہ انھون نے مشہور کیا
کہین سے رستم کو مار ڈالا اس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو سمجھایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شہر پرمردم درکو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے
ہوے بیرون شہر آیا ہی تھا کہ اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شہر پرمردم درکا سنکر لوگون کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور اُس لیے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہے سب اسکو جانتے
ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہے اُدھر کا راستہ بند ہے رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بعہدہ رفاقت آیا ہے
باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چھڑی بدست ماردی باپ اُسکا پرچھا
ہو گیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو زمین ہلجاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہوجاتے
کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہے فاروق گھبرا گیا اور سمجھا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج ہے دیکھیے اُنکے کیا
گذرتی ہے کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا اے رستم تمنے غضب کیا کہ بابو
کے ڈنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اجی شہر ہمارا قبضہ ہے اگر تمھارا ڈنگل ہے تو ہم کو اُٹھا دو سب سے
زیادہ باعث فساد یہ ہے کہ ہم مستورہ شیرین کلام کو تاک رہے ہین اور لیے نہ جاینگے تم روکو ان
باتون کو سنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا اے رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہے کہ
اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہے ہمارے ملک کا نام مشہور ہے کہ سب
بہادر رہتے ہین یہیں لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا اور شاید آپنے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث بدنامی
کا ہے کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہے وہان وہیں آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
تو مستورہ شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپکو بادشاہ کردون ایسے بہادر
کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بخوشی
کہا کہ اے رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر بلندیار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چہ مچلے کی ہین تمکو مہلت
دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو شب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا اے برادر مقابلہ
مہلت طلب کو گوارا نہین طاقت جد و ادالہی ہے وہ ہر وقت جسم مین موجود ہے عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کراؤن اور ہر دیار شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا
طبل کشتی بجوا دیجیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو بس ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ صاف

و شفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا آپ یہیں تشریف رکھیں خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان میں آیئے گا رستم اس مکان میں آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت کرنے لگے دن جب گذرا اور پردۂ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ ای رستم ایسی راہ سخت و صعب طی کرکے اس ملک میں پہونچے مگر افسوس ہی کہ اس حریف آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کریں اسکو تو دیکھ آئیں کہ کس حال میں ہی فاروق طبل کشتی بجواکر جو محل میں آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا ای فاروق یہ تو ظاہر ہی وہ یکہ و تنہا ہی شاطر بھی ساتھ نہیں تمھارا ملک و مال فوج و لشکر سردار پہلوان سب سامان موجود ہی لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہیں کہ تماشہ دیکھیں سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو بہت مناسب ہی فاروق نے حکم دیا اور کارگزاروں سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلا مہرو شیرین ملانے پر پہونچا تھا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی اپنی جرأت سے پہلو اسکو بڑا ناز ہی گینڈا دوڑا یا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہاں جاتا ہی جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤں مگر غیرت نے دامن پکڑا تلوار ماری کہا میں نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر بشکل گرگدن جھکا کر آئے مہرو کو مع گینڈے سے اٹھا لیا پیچ دیکر مارا کہ اعضا مہرو کے چور چور ہوئے نصف جسم اسکا گینڈے میں اور نصف بیرون گرگدن نکلا ایک دور سے پیادوں نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مار لیا ناک میں آ اٹھے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے ناگہ خون کی چھینٹیں جو جسم پر پڑی ہوئی تھیں کمند پھینکی جست کرکے بالائے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ میں مہرو شیرین کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں نظم

صبا سے یہ دیتا ہی عاشق پیام	کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہیں	قرار و سکون دل تک آتے نہیں
شب و روز رہتا ہی یاں اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار رنجاں کیونکر جیے	جگر میں نہ خون تو کیا پیجے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہی کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم وردِ زبان حیران و پریشان کبھی
خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہی ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیام دیا مگر
اُسنے آپ تک نہ پہونچایا تمہاری جرأت و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صد ہا کوس کا راستہ طی کرکے آئے مگر
ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکے رستم نے جو یہ
باتین سُنین بیقرار ہوگئے کنیزین سوگئی تھین پکارکر آواز دی ای ملکہ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے
ہین یہ عاشق صادق راہ طی کرکے پہونچا تمہارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا جاہتا ہی شیشہ دل سنگ ہیبت فراق سے ٹوٹا جاہتا ہی آواز رستم جو ملکہ نے سُنی
بیقرار ہوکر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک
پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ کے رونے رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم
پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہی رستم نے کہا فون آسی نامرد کا ہی جسنے ہمکو ملکر
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تمنے اُس قصائی کے کٹنے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیا کہا کہ کے پھولا ہی اب مین آپکے
قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل
نہین ہی رستم نے کہا ای ملکہ عالم یہ چورون کا کام تو ہمسے نہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان
زیر کرلینگے اور تمکو بجاکو ہست لینگے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے
اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رونے لگین
رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل مارا گیا
تو نا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آتا تمہارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت
ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر یہ باتین کہا تو شوہر یار
عیوق بلا سے روزگار ہی اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہی کئی سو پہلوانون کو روز لڑاتا ہی اُسکا نام سُنکر
دل گھبراتا ہی رستم کہتے ہین اب تو وعدہ ہوچکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سرمقدار دو دن
ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہون جیسا جرأت کا دعویٰ ہے وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بمشکل عاشق و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کندے سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری ہے دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائین مانگ رہی ہین ماں جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کبھی سر سجدے مین جھکایا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہے بچھونا انہا کا پس و پیش ہے ماں نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیا کردگار ہے ہر امر کا اُسے اختیار ہے

نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام — متفق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد بگے در بندگی — مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست — ہست بر وے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند — وز صفائے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیائے فانی اعتبار — ختم کن این ذکر ہندی والسلام

ماں نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا میلے مین پہونچے جو بیاہ ہو کہا یارب جاؤ کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہے ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہائے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا کھدا ہے پر تخت فاروق کا بچھا ہے افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیز زن مسلح و مکمل کئی سو پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھا لیا ملکہ نے جوتن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین ماں سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا اُنکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہے کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلتے مین زمین تھرّاتی ہے

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جوہر قبضے میں سپر
پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ مہرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادوں نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
گینڈے میں غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے
کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جب شتیاق میں سب لوگ جمع ہوئے ہیں اسمیں تامل نہو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اترا ڈنڑ پیلنے لگا مٹی
جو پیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے
کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھدے گا رستم کبھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا مجمع ہے
سبکو یہی خیال ہے کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جوش و خروش اسکا دیکھا دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ اے دل کی
شکر پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی اے
رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا اے عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے
ہیں یہ نٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھوں رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹا پاکر
پر ہاتھ رکھکے ایک ہکہ مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق
نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کہتا ہے اے عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھر دیا ہے
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہیں تو
عیوق کو دو دو گھڑی رگڑتے ہیں عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان
فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گراں ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی
پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی اے رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اے رستم
اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹونگا یہ کہکے رستم پلٹے عیوق نے چاہا
کہ پلٹنے دون رستم نے دونون پاؤن آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے
ہی دونون پاؤن آگے بڑھائے وہان پر موقع نہ تھا دونون پاؤن عیوق کے گھٹنون تک
زمین مین اتر گئے رستم نے ہٹا مارا کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑا کے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ
عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی اے فاروق عیوق صاحب زبون ہوا اسپر ہاتھ ڈالنا ہماری
مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوئے تخت فاروق مین پلنگ بچھا تھا
اوسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین اے فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا تو پھر
مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے بقول آپکے مقدمہ ناتمام رہا اسے آپ
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اوسی کمرے مین آپکو لیجا کر اتارو رستم کو اوس کمرے مین
اتارا رستم اوس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت
پائیگا اوس دن اوسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تو بیتاب تڑپ کے لیے ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو
مین جاؤن اس انتظار مین بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
سوئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور حجرہ نقب کا لگا ہے کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے آکر ہرکارون کو
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا
بابا جان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر مین

رکھکر چھڑوا دیا فاروق نے کہا ای فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کو توال سے تاکید کی ہو یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اسکو
قلعہ جہرہ ماہ کہتے ہین ماہتاب خارا شکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہو اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا گولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہو ہم پہلوان ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہوسکتا ہو کہ تو رستم کو چرا لا غراب بصورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کی نقب دیکھی بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار سماک لقائی
کہ شکارگاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو اُسنے سنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پا کر طرف
قلعۂ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہو سماک نے بتعجیل رنگ و روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جاتے ہو
کچھ فقیرون سے واحد شاہ بھی ہوگئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہو غراب جہاندیدہ کارآزمودہ ہو یہ فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا آپکے چلا بڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سماک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہو تو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہو غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گانون کے پہونچا گنوار کھیتون پر حرث و
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار میرا پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سماک
کے دوڑے سماک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سماک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک گوشے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سماک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا ای شہریار مین طلسم کشا کو لایا اگر عیار اُسکا بلا سے روزگار ہو اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنوارون مین بیٹھا پایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہے وہ عیار قلعے
مین آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا
مین کل اسکو قتل کر دونگا تم ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمندہاے ریشمی مین بندھا ہے اٹھنے کو
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رکھیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق
کرا کے عیار نے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دارو بیہوشی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دریا کفر بلا رکھو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا پکار کے
ماہتاب خاراشکن سے آواز دی ای رستم کل قلعہ جات پر تمہارے قتل کے فرمان پہونچ گئے
مین کبھی ایک ادنی خراج گذار رہا اور کہا ہون خداوند حقیقی تمہارا لقب بیزار ہو تم گرفتار ہو کے ایسے
مقام پر آئے کہ یہان سے چھٹکارا دشوار ہے رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہے ہمکو کون قتل
کر سکتا ہے تجھسے ہوسکے وہ قصور نکر غرض بادشاہ نے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ آ کر جمع ہون شتر باچیان بلے جائین حکم کیا لیجاکر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبان
کے آکر بیٹھا سماک تلاش کرتا ہوا جب قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہے کہ
کیا تدبیر کرون پھرتا پھراتا سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہے کیا مجال کہ
کوئی ادھر سے رستہ چل سکے سماک نے گرد و کاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گھر گھر
پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سماک بہت گھبرایا
یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اس مقام
پہ بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار برپا ہے وہان دلاور جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا ایک طرف بیڑیان کٹی پڑی ہین
جہرہ نقب کا لگا ہوا ہے رستم ندارد ہے تب غراب بدحواس ہو کر نقب مین کودا دوسرا جہرہ ایک دوکان مین پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اتنے مین غل ہوا کہ قیدی کو کوئی قیدخانے سے نکال لیگیا
سماک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سماک اس مجمع سے گلا گلی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہے اسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مہترانیون سے بلا کر اقرار نامہ

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلے گا تم لوگ گنہگار ہوگے جلد پتہ لگاؤ مضراب کہتا ہے مجھے ایک مقدمہ میں
بڑی حیرت ہے کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک بیلدار قی پھرتا پھراتا قریب ایک در باغ
کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہے - نظم

چشم حق بین سے جو اس بت کا سراپا دیکھا	صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی	اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئیں یاد غزل خوانیاں اپنی اے رند	کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین
مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار سہی بالا جادو غضب بلا غضب جبین صدہا یوسف دل فریفتہ
کہ جنکا نکلنا دشوار پہلو میں رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے ایک گائن نہایت شوخ و شنگ
چنچل چھبیل گا رہی ہے سمک خوش ہوگیا جی میں کہتا ہے آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ
ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دلآرا سے اترا اور پہلو میں اس نازنین کے مثل ستارہ
پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہے تال سم
تعریفیں کر رہی ہے اتفاقاً گائن بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن میں آئی سمک نے
اسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے
بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو میں بیٹھی ہے اور صنوبر روی قمر
وزیرزادی پریشان سمک مائل ہوئے اسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا
کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گائن کچھ دیوانی ہوئی
ہے یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتانے میں ضرورت پڑتی ہے معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہوں قدمبوسی
چاہتی ہوں امیدوار ہوں کہ قدمبوسی کروں صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا کمبخت آج تجھے کیا ہوگیا
کیسی باتیں کرتی ہے سمک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آپکا غلام سمک بیلدار قی اب تو
رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر پری قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار تم پر دلدادہ و دل فریفتہ ہے
اسکی خاطر کرو یہ فرزند خواجہ عمرو ہے صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہیں اب تو صنوبر آگاہ ہوئی سمک
نے صورت اصلی دکھائی ملکہ نے کہا ارے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت میں لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اسکا سر کھینچتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا
باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو گانے بھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کرا کے دو چار
اشعار سہاک سے گوا لیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی
حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اسوقت سہاک
گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز مین بڑا سوز و گداز ہے
کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سہاک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا
دلمین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری ہمنے دوکان خالی
سے نقب لگائی کئی جلشنین کہتی ہین کہ ہمنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اترا در دولت پر بادشاہ کی آیا
محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آپکا رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ
انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہوکر
آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین انھون نے
آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا
بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار
اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اسکی جنگ آزمائی بھڑی ہوئی آپ یکہ و
تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اس حافظ حقیقی نے
حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سہاک نے بڑھکر
اسی پر زین ڈالا کسکر اسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین ہاتھ اٹھا
مانگنے لگین کہ اے خالق بے نیاز و اے سبب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چہار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار جنگ افسر ساتھ کہتا ہو مین جاتے ہی سر رستم کا
کاٹ لونگا اور اس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت
ہے

ہی جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو برا کہا ہوگا سر باز اسکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم
آؤ مین تمہاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران حال محو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک اودھر سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
اتنو ماہتاب بہ دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اُس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی بار ہر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرلے دوڑتے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر اُلجھ اُلجھ کے لیا
ایک مقام پر رستم ریل کرلے دوڑے دس بارہ قدم ریل کرلائے وہان پر لا کر پکہ مارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنائے زمین ہوے یقین ہوا کہ چپنیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سماک نے عرض بھی کی کہ تنہا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد برپا
کرے رستم نے کہا اللہ حافظ ہی ماہتاب بصد شادی و منت رستم و سماک کو لیکے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل زرین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت پر کرکے پیش
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سماک کو دیا سماک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سماک نے
بھی جام نوش کیا اس مدت سے غراب نے کہا کہ سماک کو کچھ نہ پلا شربت پیتے ہی تھا رستم نے
سماک سے کہا کہ ای سماک سر گردش کرتا ہی سماک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اسے مقام سے

اٹھوں بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اڑ کھڑا کے گرے سماک نے چاہا میں نکل جاؤں شعرا نے سماک کو
گرفتار کیا نشے میں دونوں کو ہتھکڑیاں پہنائیں اب ہوشیار کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی
تیاری کرو اسی وقت داریں استادہ ہوئیں یہ خبر کنیزوں نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سنکر گھبرائیں کہنے لگیں
نے کہا داری شکل جیتے ملکہ نے سجادہ بچھایا بابک بلاک کے دعائیں مانگنے لگیں کنیزیں آ میں
کہہ رہی ہیں رنگسا باغ دگرگوں گلوں کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر میں خم ہر نخل بیدم بلبلیں باہم
نوحہ خوانی کر رہی ہیں قمریاں ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہیں میاں ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی
کرو ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے میں نہ رہے اس شوخ دیدہ نے چرو سنگلا تا
انکا خاتمہ کرادوں تو باغ پر جاؤں اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤں اسی مقام پر اسکو بھی قتل کروں
تب دل خوش ہوگا کہ اس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانے یہ
بدنصیب ہیں جلادوں نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لا کر پاؤں میں زنجیر باندھی رستم و سماک دار پہ
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تھا ہر دو کو مارے کہ گرد اٹھی شور واویلا اس
دشت کوہ اور تنگ گرد سے پیدا ست طرحدار رنگ بہ رنگ نے دیکھا نقابدار سبز پوش ہے بارہ ہزار
جوانوں کے گھوڑا اڑاتا ہوا سر پر پہونچا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سپاہیوں کو مار ڈالو پہلا اپنا
نقابدار نے نیزوں سے کہا دوبارہ تلواریں کھینچیں کنیزوں نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئیں
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہے وہاں رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار سمجھ رہا کہ نے
آنا از غیرت سے لپیٹے ہوگئے زنجیر پاکر ایک جھٹکا مارا زنجیریں ٹوٹیں زمین پر آئے وہیں پر آکر
ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوئے تلوار کھینچ کر لڑنے لگے سماک کو رستم نے رہا کیا سماک نے
حقہ آتش بازی رنگ کے تمام میدان کو دھواں دھار کر دیا اس وقت میں رستم لڑتے بھڑتے قریب
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو میں مار دوں مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے تھا
نے بخت جان چاہا گھوڑا بھگاؤں رستم آکے سر راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا برق شمشیر چمکا کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر ٹکڑا کر
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی نقابدار بڑی کوشش کرکے قریب علم کے پہونچا علم
کو سر قلم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی صدائیں آنے لگیں سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ وہ صدق چشم
ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکرو مگر موت اسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین
سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہے جب آتا ہے بانک پنا
دکھاتا ہے ایکدن اسکو پکڑ رکھونگا سمک نے عرض کی دعوی بہت رکھتا ہے آپ لوگون کی ملاقا
کو آتا ہے کیا ضرور ہے کہ دوست کو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آئیے لوگون سے دعوی کریگا سوال و
جواب کا آپکو اختیار ہے رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر انتظام تجھ
خوش طبعی نسبت علامہ تجھ میں ہو گا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینہ پر لگا دو وزیرون نے پھلجھڑی
تمغہ خوشنما لا کر سینہ پر رستم کے لگایا کہا ملک علامہ تجھ میں ہو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
رستم دربار مین انتظام کر کے باغ مین آئے فرمایا لو ملکہ عالم قسمت کو توہمنے پختہ کر دیا انشاء اللہ
ابھی سے تجھ طلسم ہفت پیکر شادی کرینگے اب ہماری باری ہے قلعہ فاروقیہ پر اسکو پہونچائینگے ملکہ
نے کہا ای شہریار فراق حضور مین کٹینگی کیونکر بسر ہو گی راتین تجھ کو کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم
ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوئے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد یا فتح کی تدبیر ہو گی شب بھر
رستم نے ملکہ کو سمجھایا جب ملکہ کو صبر آیا اسی دن رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر کو خواجہ آنکا
کو قلعہ سپرد کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ گنت
اپنے بیٹھا ہے یکایک دربار مین آئے نگاکو لے کے در سے آئے مہلت پائی کہا اب دربار مین روز
آتا تھا باپ سے کہا ہے کہ کیا عرض کرون کل ہم نے تجھ ایسا شاق ہوا جو بہشتی اور ہوتی تو
رستم کو زیر کرتا فاروق کہتا ہے ای فرزند مین نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم
نہ پایا بلکہ اگر ہمارا بہرشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہے کہ وہ تجھ پر غالب آتا صیوق کہتا ہے ای باپ
ہر چند کہ رستم پہلوان بے مثل ہے لیکن زور مین ہی غالب آتا ہے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے ملک قلعہ پر ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا
پہلوان انکے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آئے ہین آپ سے مقابلہ کا قصد ہے فاروق
نے کہا ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور ہم دور سے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش یہی شیر تھا عجب رنگ سے ہمپر وار کیا مگر گینڈے نے
اُسکو اُٹھا لیا گینڈے سے کو جنج دیگر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باپ بڑی شرم کی
بات ہے اگر وہ قلعہ تک آ گئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمہارے ساتھ ہین
بلکہ تمہارے زیر کردہ سنجو شی تمہارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چار سی پہلوان نامی
اور نامآور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چار سی پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہے کل آگے جاونگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست
ہوگئین کٹورہ کھڑکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہو الاف و گزاف
کر رہا ہے کہتا ہے اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑا استادان فن نے مقرر نہین کیا
سوا میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا جا بہر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سماک یلدا قی ہمراہ پشت پر تحسین اور
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس کر و فر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا
رستم کے سبب سے ملک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُتر پڑا انکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی سیخواہ جنگ آزادہ کہ جسکو سپہ سالار کر کے لائے ہین وہ افسران
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہے سب بولے کہ وہ کام
سمجھتے ہیں بروقت جنگ جیسا ہوگی بروقت صلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپکو کون لیگیا
کیونکہ قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے
کہا صاحبو شہنشاہ تو لشکر بھی ساتھ ہے مگر لشکر شکستہ ہے کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ
پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہے یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین
شگوفہ نامی کنیز کے قدمون پر سر رکھا پاؤن پکڑ کے کہا مجھے گنہگار نہ سمجھیئے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمایئے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے
پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوئے مار کھائی مگر یہ منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
سے انکار کرینگے کہا بس ہمکو مدعا ہم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح
کرکے ملنے ملاقات رستم چلا ہے شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم برلے استقبال کھڑے ہین عیوق
نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا ای رستم عجب معاملہ ہے مجھے اسقدر تم سے محبت ہے کہ جی چاہتا ہے
دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
ہوئی رستم نے کہا ای عیوق ایکی مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمہارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا مین کیا عرض
کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے ارادہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہے کہ کیا
منھ میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہرچند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہے
اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و پا حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اُٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہے
اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہے مگر بعد غالب
اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجھکو خیال
رہیگا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کا ہے کو ہوتا بعد مقابلہ یہ کھٹکا نکل جائیگا نہ آپکے دل مین
رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہے عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
باتون مین فیصلہ ہوجائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہے دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر چار پہر ہمارے تمہارے کشتی
ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے
جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اُٹھا

اپنی بارگاہ میں آیا پہلوانوں سے کہتا تھا رستم کیا شے ہے جو مقابلہ کرنے پر راضی نہیں ہوتا میں سمجھتا
ہوں طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اسوقت لشکر میں عیوق کے طبل جنگی بجا سماک نے خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا اے سماک ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونوں لشکروں
میں طبل جنگی بجنے کی تیاریاں ہونے لگیں مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہے کہتا ہے یارو اگرچہ جا بجا پھر مقابلہ
ہوا میں اپنے مقام پہ پہنچ گیا کہ رستم بہت غالب ہے مگر کیا کروں وہ ظالم نہیں مانتا اگر وہ میری
اطاعت کرتا تو باپ کے مرنے پہ پادشاہت سارے ملک کی اسکو دیا کرتا اسکو شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا اسے انکی جہالت پہ سے مقدر ہے میں جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک
کے مالک ہوجاتے مگر انکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار میں یہی ذکر کر رہا ہے
کہ رستم کل فنون میں طاق سپاہ گری میں شہرہ آفاق ہو دیکھے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی
مگر وہ نہیں چاہتا رستم زبردستی اس سے الجھے ہیں دیکھئے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلا سے پہ ہو آیا ادھر اتفاق ہے رستم بھی طلا سے پہ آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار
میں انکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی ہیں طلا یہ کون ہو رستم نے جواب دیا تمہارے
سر کو ہے عیوق ہنس پڑا کہا اے رستم تم حقیقت میں سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمہارے دل
کھل جائیگا دیر تک رستم سے باتیں کیا کیا آخر پھر وہ چلا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو ملک
الکاس الموت سے سامنا ہو آج تک جس میں نے شکست کی اور فنون سپاہ گری کو توڑ دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہے رستم جو پلٹ کر بارگاہ میں آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور شہسوار فلک کا
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ اے پروردگار
حریف پہ غالب کرنا کسی فن میں عیوق سے کم نہ ہوں کہ سماک حاضر ہوا صندوق سلاح کا جو کچھ
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کیا ہفت جوہر
لگایا نیزہ ہاتھ میں لیا باہر نکلے سب فوج جھک کر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد
اڑی دیکھا عیوق گینڈے پہ سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے چار سو پہلوان بل سپاہ دار
ہمراہ ان کے ساتھ ہیں ہے کہتا ہوا آتا میں کیا کروں بات اٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی
میں ایسا دباؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہوں شمشیر لڑائی ایسی ہو کہ رستم کو ننگا کر دوں

اور کشتی میں جتنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان میں آیا
صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے لفاظی کی کہ کیست سرکا کہار بیٹے عیوق نے گھوڑا اپنا نکالا
میدان میں آکر آواز دی کہ اے رستم چلا آ میرے مقابلے میں آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے
عیوق کے ہو پہنچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اے رستم یہ کیا
کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا اے عیوق اتو میدان میں آگئے اب
نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہے ہم بھی بدنام ہو گئے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن میں نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے میں آکر
تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بائین ہاتھ کے کلائی پر ہاتھ ڈالا چاہا تلوار چھین لین عیوق
نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا اے رستم کہان ہے مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکالتی ہو رستم نے کہا اے
عیوق غرور نہ کرو غرور بہت برا ہوگا [illegible] اب کشتی کا مقابلہ ہو
عیوق گھوڑے سے کود اے رستم بھی زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
رستم ہر مقام پر بازی کھاتے ہین عیوق پیچ کاٹ جاتا ہے کہتا ہے اے رستم تم اپنا پانسا ہی کچھ دکھا
ہو یہ پیچ جو تم نے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کر سکتا تھا رستم دوپہر ڈھلے ڈھلے عیوق کو ریلے دو
دس بارہ قدم پر آکر ریلا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوئے رستم پکڑ کر عیوق کو
زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم تا دیر سے بیٹھے چاہا اسے کھینچ دون کہ تین لاکھ سوار
و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر عجب بے بس ہوا ہے اور رستم کھینچ دیا چاہتے ہین لپٹا لپٹا کے دو پڑا
ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا چاہا پڑین
کہ صحرا سے گرد اڑی چھنا چھن کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شیر مردم در
چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا [illegible] سب [illegible]
سنبھالین اور آواز دی کہ او نالنکو آقا کا اگر بال ہوئے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
کرونگا یہ کہکے چارسو دیوانے جو ساتھ تھے پکڑ کر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے
نکلا گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شیر مردم در نے جسکو وہ چوب
ماری فورن کو کھا لا [illegible] عیوق کے [illegible] نکالا کر آواز دی کہ او نامرد آقا کو [illegible]

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا ہے مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست
چیخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
عیوق نے چاہا لپٹ پڑون مشیر مرحوم درستے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک
جنگل مارا کہ زرہ نوچ لیگیا منھ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ
مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا لڑ رہا ہے آخر عیوق نے اسی مین جا نبری دیکھی کہ طبل امان
بجوادون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز
سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ
چوبدست پٹکے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین اور ہم
نہ لڑین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کٹہ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست
چھوڑ دی چاہا ایک جنگل ماردن رستم نے لپٹ کرے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چلبیلی ہوئی گلے
پہ دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اسکو
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگتے
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھکر رستم کے سامنے آئے
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھنے والے
دیوانے کو رفیق کرے جسطرح انکو چوبدست ماردی اور انھون نے چوبدست روک لی اٹھا کر دے مارا
یہ ہمسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھکر تلوار گلے مین
ڈالے ہوے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمایئے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد برپا
کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چلتی ہوئی جہان گلے پہ رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ باندھنے
لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف
بہادر ہین یہ فرمایا ہم اسی واسطے اسکو ہمراہ افواج مین چھوڑ رکھتے ہین کہ یہ دیوانے کے لاکھ

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اتریے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلوا دونگا اور باپ سے
اصلاح کرا دونگا اگر آنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی حرکتین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت یہ پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو چُراتا ہی ہر مرتبہ بچاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہوں یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستیان
مین نے لگائین مگر نہ اثر ہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سایہ مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہاں ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منہ سے نہین بولتا کہ ناگاہ دہقان کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو مار دی کہا
میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر رو دیے جاتا ہی رستم نے فوراً آئینہ اسکے ہاتھ سے چھینا
الٹ کر آئینہ دکھایا اور قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
تمھارے گھر گیا وہ سامنے دیوانہ خوشی کرتا ہی کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جا کے
باپ سے ملا ہوگا کیوں آقا ماں کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہاں ہاں کر رہے ہین عیوق کے اسی دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والوں سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھائیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانے آئین رنڈیاں جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دو طمانچے مارے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تونے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پہ مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھالیا رنڈی مجبور کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھ کر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اُٹھایا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور پھول رنڈی کے نوچ کر اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہے عیوق نے کہا کہ آقائے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکیگا سامنے باغ ہے وہاں اٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ وہاں بھی آئیگا جہاں میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ میں بھیجا رستم کو اٹھا کر لیچلا دیوانہ ہمراہ ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیتے چلو رستم نے کہا کہ تو اگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا نرک جسطرح ناچتی ہے میں اگر ناچا تو کیا برا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکر رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہے آقا اپنے کو اس سے بچائیے روبرو کہتا ہے میں سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھیگا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں ہوتا جس وقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گذری صبح کو وہ دو جام واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو جاتا ہوں اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا کبھی کہہ دی یار اور اب تم مسلمان ہو لیا تو باپ تمہارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوئے ہیں کوئی میرے منہ نہ چڑھے گا باپ تو بہ اصلاح چلا آئیگا یا جواب جنگ دیگا تو میدان میں سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا رستم نے چاہا کچھ رفیقوں کو ساتھ کریں عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دیں غلام کو تنہا جانے دیں اگر باپ نے مانا تو بہتر ہے یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہاں باپ نے بیٹے کی سب خبریں سنی ہیں بارگاہ میں بیٹھا کہہ رہا ہے کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکاروں نے خبر دی فرزند آپکا آتا ہے فاروق نے کہا دیکھو اسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا کہ میرے فرزند کو استقبال کر کے لاؤ سرداروں نے راہ میں آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے ملتفت ملا جب بارگاہ میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باپ تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند میں سمجھ گیا کہ تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا خیال ہے کہ تجھ پر کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لونگا عیوق نے کہا اے باپ

قول مردان جان دارد وسخن مردان اعتبار جو مین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اُسکا تابعدار ہون نہ
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیجاؤن رستم سے صفائی کرلیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بےغیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ مین اپنے کو دست رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا او بے سمجھ کلام کیجیے مین آپ کو گردن
پکڑکے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ کبھی تو بے رستم دیوانی ہو رہی ہے کہئے آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہے اسکا سر کاٹ
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوار مار
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہے اے باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہے کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گرپڑے کا اہل چہرہ دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہے اور ایک
شہر پر ہر دم وہ دیوانہ اُسکا رفیق ہے کیا مجال کہ جو کوئی پھر دو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر یہان کون سنتا ہے دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور چور
ہوکے گرا بیہوش ہوگیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جاکر شفاخانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھ چکا تو کیا نقصان ہے ورنہ بیا کا موت
بلاکر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون اسپر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھین مین جاکے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو کبھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ ہمسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجیے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریائے خون بہادونگا یہ نامہ اس مضمون کا لکھا
لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعویٰ کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچ ہزار سوار ساتھ لیے بہ رسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا یہ عقیدہ کرتا ہوا چلا جہاں جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروا دیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جاینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صد ہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا حسطور سے آتا ہی آسنے دو سنا ہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صد با ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برآئے استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھپر غصہ نکیجیے میرا کیا قصور ہی غصہ نہ کیجیگا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے جو کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جو اسنامے کا شباب دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منھ سے نکلا کہ اے فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہو گیا ایک رفیق اُنکا شہر سے محروم ہوا اگر پھر آپکے پاس رہے تو آپ دستنہال سیکھے ہیں کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوئے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے اے فاروق تمنے اچھا نہ کیا ہمیشہ ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند کی میرے کیا حقیقت ہی اب بھی اسکو دو بانہین لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سن زیادہ ہی مقابلہ مین آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کدو کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جو سنا کہ عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو رہا کرکے میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اچھی طرح سے

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں جو عیاشوں کی
کنیزوں سے تھیں کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سماک بھی اسی
مہم میں آیا ہے رستم نے حکم دیا ہے کہ جسطرح بنے عیوق کو رہا کر کے لاؤ سماک آیا ہے قید خانے کے سامنے
پھر رہا ہے دیکھ رہا ہے کہ عیوق قید خانے میں قید ہے اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بجائے
عیاروں کو لیے درِ زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہے دیکھ رہا ہے کہ قیدی بیٹھا ہے
وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہونچیں ایک کنیز نے پہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہے نہنگ دیکھ رہا ہے
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اُسنے کہا
کہ عیار آتے ہیں ایک جنبش جست و چالاک جست کر کے نکلی جھپٹ کر پہونچی عیوق پر اور کہا اے
جوان ہاتھ اُٹھا دے عیوق نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے فائدہ زور میں آکر قید کو
توڑا اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو پہونچے یاروں عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھکڑی پر پہونچ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی مار دی نہنگ کا سر کٹا نہنگ تو چیخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہائے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہائے کمند توڑ کے کھینچا
نیچے کھینچکر عیوق پر آپڑے کنیزیں تو اُسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیاروں نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہے جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات مار دی کسی کا تیغہ
چھین لیا اُسی تیغے سے اُسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرفتار
نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈال دیے باقی بھاگے پھرتے ہیں جو عیار
بھاگے کہ جا کر فاروق کو خبر کریں سماک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اُسکو مارتا ہوا جاتا ہے عیاروں نے جا کر فاروق کو خبر دی کہ اس شہر پناہ پر بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا تھا
کہ علمہائے سرخ و سفید نمایاں ہوئے گھوڑے بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانوں سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لے لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہوگئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھبرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر غلام متعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی ایسا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

منور حضرت وحدت در دوئی مسدود	بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود	کسے بشغل قیام و کسے بحال قعود
چو ہست بندگی و عجز موجب بہبود	چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
ز ہر مکاشفہ مکشوف گشتہ اسرارش	ز ہر مشاہدہ مشہود رازہاے شہود
مجوس تابع فرمان و بندہ عیسائی	غلام زار مسلمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم تو اند ہر سہ بس مسلمان اند	ترا کنند عبادت بپاک ہند و یہود
خداست آنکہ نماید بطور شعلہ نار	خداست آنکہ کند سرد آتش نمرود
بشکل موم شود نرم آہن از اعجاز	بحکم حضرت دادار در کف داؤد
نکرد غارت سجانان سپرد جان عزیز	رسید بر سر انسان چو وعدۂ موعود
نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی	نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہشیاری	کہ وارد است بہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہی تو جمال بے مثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سہراب دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہریار نہین معلوم کون عورتین تھین کہ انھون نے سحر کر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کنار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوئے سہراب نے جاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای سپہ سالار جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوتے ہین مین تو اب جاتا ہون یہ کہکے سماک چلا یہان عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی
فاروق گینڈے پر سوار کل فوج پشت پر چار سو افسر گھیرے ہوئے رستم نعرہ کرکے آگے
آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغہ آسفت جوہر چمکاتے ہوئے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے افسرون کو مارتے ہوئے آتے ہین ہر چند کہ عیوق زخمی تھا
مگر رستم کو دیکھکر دل مین طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑ بھڑ کر مار لو
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنانین سیدھی کرکے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب
نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چہار طرف
سے نیزے پڑ رہے ہین مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی
پکڑ لیکے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر گریبان دی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا ہاتھ پر تولا طرف
آسمان کے پھینکا اترتے وقت چور رنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوئے
پکار کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ
اسوقت جمال بیمثال کو دیکھ لیا اب مجھکو اپنے مارے جانیکا افسوس نہین یہی دعا کرتا تھا کہ
حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی
اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہین فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چہار جانب سے عیوق کو گھیر لو چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہین کہ جہلا کہ فوج
کا بلوہ چار سو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہین رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے فوارے اڑ رہے ہین
اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چہار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر اپنے
سے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقہ آتشبازی مار دیتا ہی
پشتبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب
نہین آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکریون خبر کرو ہماری شمع جمال کا پروانہ

یعنی شہریار مردم در دیوانے کو خبر کرو سماک نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفیں بندھی ہوئی
ہیں کہ نکلنا دشوار ہے اسوجہ سے غلام مجبور و ناچار ہے رستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق
پہونچاتا ہوں یہ کہکے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے واصل
جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہے اپنی جرأت پہ بھی ناز رکھتا ہے
گینڈا اُٹھا کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی ای رستم میں تجسے مقابلے کا بہت مشتاق ہوں
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم تیغ شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے
گیہان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوٹیں سپر پر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور کیا قاش زین سے
گیہان کو اُٹھایا قصد کیا کہ زمین پر ماروں گیہان پکار اُٹھا ای شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا پکارا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا جانتا
ہے فاروق پر للکارے جا پڑوں کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلاں ہیں میں غلام
چہ پایہ رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہیں سے للکارا کہ ای فاروق آپ
ہاتھ نہ مارنا اسکا دہنا شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان
کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمک حرامی کریگا اسکا یہ
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کرونگا فوج نے گیہان پر دھاوہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شہریار مردم در چار سو دیوانے ہمراہ چوب دستیں ہلاتے ہوئے آکے فوج پر
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہیں چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے چوبدست ماری مع گینڈے کے کچلا فرش کا بنا دیا چار سو دیوانے
غل مچاتے پھرتے ہیں جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفیں توڑیں رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانوں کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچانا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا چوبارشین مار رہے تھے
گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان
کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچ گیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون یا بیٹھا رہون
سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہے
سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوائیے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی
رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح
کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوائیے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجوا کر گیہان کو شفاخانے
مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق
نے سنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھسے ہو سکتا ہو کہ
عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہے کہ صحبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان
مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا
غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرا لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہر سے عیاری سے آراستہ
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلاے شب کمر
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جا کے حجرہ بارگاہ عیوق مین توڑا دیکھا
عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہے چار خادم چپی پر ہین کہنگ نے بیہوشی
بیہوشی کے چھینٹے شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوے
جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہوچکا حلقہ
کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
اب کہنگ نے میدان پکڑا اسکے ملیدہ اقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جا کر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیج بیٹھے کی فاروق کو بڑی فکر ہوا اپنے شاگردون
کو طلا سے پر چھوڑا آپ جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا زنبور بارگاہ کے جو اباد دیکھا
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے
تیغ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے پیچھے سے
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا سمجھ سماک پلیاقی کہنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہا پھر عیارون کہنگ سے
رفیق بچائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے
نکلا مگر چالیس پیک بچے پیچھے مارتے ہین پھر چند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس سے بچے کئی
زخم کھائے سرہنگ قہر آفیاد کہنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جا
سماک کو متوجہ کرو عیارون نے پیچھے مارے سماک روک رہا ہی خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقہ کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے اوزو سے بلو سے کے
سماک کو گرفتار کیا کہنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
بستی کو رونق ہی اب اسکو ٹھیٹ بیشہ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیے ہوے
عیار ساتھ مین طرف فاروق کے جاتا ہی مقصود اسے یہ تھا کہ کہنگ نے دیکھا صحرا سے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار بانہا سے عیاری سے آراستہ پشت پر پچیس پیک پیچھے
دوڑے ہی کہنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہو لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے
دس بارہ پیک پیچھے مار ڈالے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ عیار آگے کھڑا
رہا لینا کہکے بڑھا پہرہ کو پچیس نے گھیر لیا کہنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
نامی جو پیشتر سماک کا باندھے تھا نیسہ افسر پا ٹپکے اور نعرہ کیا۔ نعرہ چالاک - عیاری
من آنکم جست و چالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + شد یاد باد گرد تیز کا هم + خلیفہ اوّلم
چالاک نامم + انکو صاحبقران نے بڑے خبر بھیجا تھا اسوقت پر آگئے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بچا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا
ہی تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو نیمچہ مارا چالاک نے نیمچے کو نیمچے پر روکا سر کو
جھکا کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سماک کو چالاک نے
رہا کیا جواب دافع دارو بیہوشی مار دیا سماک ہوشیار ہوا اٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا
پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برائے خبر تمکو آتا ہوں اس وقت آکے
پہونچا شکر ہی کہ تمکو رہا کیا سماک بھی نیمچہ کھینچ لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ
نے نیمچہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے نیمچہ چلنے لگا سماک نے بڑھکر کئی پہلوانوں کو مارا
شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہی چالاک نے کہا اے
بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی
کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے چپ چاپ کر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ
سے لڑ رہا ہی اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردوں نے
کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لیں چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک
اور کہنگ میں نیمچہ چل رہا ہی کبھی آپس میں خنجر کھینچے کبھی نیمچے کھینچے چالاک نے ایک مقام پر
حلقہ ہائے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلا نکلتے ہی چالاک پر
حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہائے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا
کہ میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے نیمچہ مار دیا کہنگ زخمی
ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہی زخمی ہوا تو بھاگا
کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا
عیوق نے پوچھا سماک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سماک و چالاک مع شاگردان یہ
چاہتے ہیں کہ اپنے لشکر میں پہونچیں کہ دوسری طرف سے گرد اڑی علم ہائے سرخ و
سفید نمایاں ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزار جوان
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے جھکائے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوئے
عیوق نے جو اس جوان کو آتے دیکھا سماک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہی جاروق کاشگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکارکر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین اُنکو روکو ہم جابجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگتے پھرتے ہین ملک خالی کرا لیے ہین آپ مجھے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا مین شیر دن نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق بسیاد شاہ دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سر دم کوفتہ قلب لشکر مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو لیجاونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہوگیا آپ ہی مقابلے کو آتا ہی آخر ناچار ہوکر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر پھولا ہی یہ سامنے دیکھو تو کہنگ کا لاشہ پڑا ہی مجھکو گرفتار کرکے لیچلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب خدمت مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے مقابلہ پڑا انکی بھی جرأت کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار چرا لایا تھا سلاح پاس نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا بھلا یا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس لیجاونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اُتر پڑا ہتھیار اپنے اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو جھکاتا ہوا سامنے جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا یہان رستم جو سوکے اُٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہوکے آتے تھے کہ جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آتا تھا عیوق سے اُسکے کچھ کلام ہوے عیوق و جاروق سے مقابلہ ہورہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون زیادہ فوج نہ ہو دیو اسپید نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہو رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ
چلونگا ایسا ہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شیر پیرمردم در کو مع چار سو
دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق و عیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ
عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہے اے فرزند اب مین تلوار
کھینچتا ہون عیوق کہتا ہے بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون
کے آواز آئی عیوق نے کہا اے جاروق آقا میرا آتا ہے دیوانے شیر پیرمردم در کو اپنا رفیق کیا کہ
کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شیر پیرمردم در آگے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ اے عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین رسکا ٹھکانا نہ دیکھیگا
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہے جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست
کو چرخ دیا وہ سنّاٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ اے دیوانہ
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے تجھکو زیر کیا شیر پیرمردم در نے دیکھکر آواز دی کہ
اے جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہے آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکت
ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے جیتا نہ بچے یہ باتین
آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر
مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہے کہ یا حضرت دانا
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہے جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون
اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانہ
کو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین نہ ہٹونگا یہ کہکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لپٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہے کہ رستم نے
دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اڑ گئے گینڈے سے
کودا کہا اے شہریار یہ آپ ہی کا کام ہے کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کا کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو ہٹائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہے کہ یہ کیا ہوا پایا تو رستم سے آمادہ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہے کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور یہ ہین خداوند ہی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا اے شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہے کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا اے جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہے میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا اے برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیجاؤن یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود کے بھائیون مین کشتی ہونے لگی پہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اسنے رستم سے کہا اے شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے اگر حکم ہو
جا کر مقابلہ کرون رستم نے کہا اے عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کرا لاؤ یہ سنکر عیوق
گینڈا اٹھا کر سامنے فاروق کے آیا کہا اے بابا تمنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا اب بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا میں مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیاروں کے بھروسے پہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہے سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو پکڑ لیتا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ اے فاروق اگر جاروق اطاعت تمہاری نہ کرے تو اسپر بدعہدی نہ کرنا ورنہ میں تمہاری بارگاہ میں ہونگا دریائے خون بہادونگا فاروق نے کہا میں اس سے اطاعت کو کہونگا اگر اسنے مانا تو بہتر ورنہ قید رکھونگا جب آپسے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ میرا فرزند نہ آپکا مطیع ہوا میں نے کوشش بھی کی وہ نہیں مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں ابھی اس سے فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ سمجھا جاروق کو قید خانے میں بھیجا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بیقرار ہیں کنیزون سے کہا تمسے ہوسکتا ہے کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا گو آئندہ پروردگار کو اختیار ہے ملکہ نے پوچھا قید خانے پہ جاروق کے کون مقرر ہوا ہے شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ صریع گرد قید خانے پہ نگہبان ہے ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہوگی میں آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں مرا تو عجب حال ہے قلب پہ ہجوم غم وملال ہے کیا کہوں کہ جو گذرتی ہے — نظم

نالے شرر فشاں رہے تاب و توان تلک — اور ابتو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لامکاں تلک — دشوار اڑ کے جانا ہوا اب آشیان تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک — وہ مدعا ہوں میں جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ پاوینگے بعد مرگ — سگ ہائے کوئے یار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کی دوری میں ہم ہیں قفس میں — بلبل کی زندگی ہوئی کیہ نکہ خزان تلک
اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم — پڑ پڑ گئے ہیں آبلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ داغ بھی ہیں سوز غم سے کیا — جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ — سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
ہوگا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا — نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اعضا تمام اشک ہو چشموں سے بہ گئے — ہم اس بت حسن کے لیے رویا ہیں یاں تلک
گرمی سے بھی زیادہ زمستاں میں لوں چلی — اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
اک دن نہ پائی اشتیاں ہوا کو سے یار کی — سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا — اُڑ کر جو پہونچے تو مرے سرو روان تلک
ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے — ہم گرد ساں پہونچ نہ سکے کاروان تلک
افسوس زنانہ نام سے وہ آشنا نہیں — رکھتے ہیں جسکی مٹ گیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہوگئیں عرض کی خواہ ہم لوگوں کی جائیں جائیں خواہ رہیں مگر حضور کے ساتھ ہیں چارسو کنیزیں جب اسطرح سے آمادہ ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پہ ڈالی چارسو کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلیں سریع گرد چارسو جوانوں سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابداروں سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد جو اٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار لگلگوں اپنے کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر چڑھا کمان میں پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہو نقابدار برس رہا ہو اتنے نیمچے مارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اُٹھا کر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزوں سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزوں نے بڑھ کر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا تھا دل میں حیران ہو کہ یہ نقابدار کون ہو جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ ... کو دیں جاروق درستہ سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق ۶۰

تھا نہال ہوگیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہوگیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قیدخانے میں رہو
ہمیشہ نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا
صریع گرد کو زخمی کر کے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اُسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
معنبر و شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور باغ میں ملکہ کے
جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سے راہ ہوگی اگر مین نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ قصہ کر دین تو مجھکو
کیسی مشکل ہوگی یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ ملکہ ساسان جادو وہانکی حاکم و ناظم ہے اُسکو نامہ لکھا
کہ اے ساسان جلد آکر میری مدد کرو طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہے ساسان بڑے ساز و سامان سے
برائے مدد فاروق چلی دربار میں فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال رو رو کر بیان
کیا ساسان جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان میں نکلو جو تمہارا مقابلہ کریگا بیشک [illegible]
اُسکا زور گھٹادونگی فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا
سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ معنبر و شیرین کلام نقابدار بنکے
آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور ہمیں معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی سنتا ہون
کہ ایک ساحرہ کو بلایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اس مکار سے سمجھکر مقابلہ کریں
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونون لشکرون میں بج چکے تیاریان ہورہی ہین صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار میں آئے صفین جمین ساسان جادو ایک طائر بنکر میدان میں ایک نخل کھڑا تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی اے رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اُسکو
میرے مقابلے مین بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہوگیا کہا آقا اُسنے
میرا نام لیکر پکارا ہے اب تو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون ساسان نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے دیوانے کو اٹھا لیا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باہی
رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے
نکالا اور کہا ای آقا سے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق
نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باپ کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران
دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھا لیا رستم حیران ہین
کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہو گئے فاروق نے پھر
مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق
رستم پہ سحر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش
و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ
بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرأت
کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تمسے مقابلہ کرونگا اگر تمنے تھکے
ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حرف
کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا
مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کرکے رستم لشکر کو اپنے پھرا لائے فاروق جو بارگاہ
مین آیا ساماں جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان
مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای ساماں
رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر
اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر ساماں خاموش ہو گئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم
کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو
ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے
دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا
قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے
ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کردیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے
سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو قتل کرون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر لوحہ دار جادو و ملکہ
ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر
ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی
جو خبر پائی زیر نخل ٹھہری ہین لیکن قدم نہین اُٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم
بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس
عالم یاس ایسے صحراہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ
ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے
ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سامنے آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے
جدا ہوئی کئی مہینے صحراے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان
آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرتا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرے
آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب تو یہ کیفیت ہے نظم

یار آیا ہے احوال دل زار دکھاؤ — بیٹھے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آجاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ — مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
فردا ے قیامت کا نہ اقرار کرو جان — محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہین بہت ایک تو جنگو کوئی مجھسا — بیٹھے کی طرح پشت بدیوار دکھاؤ
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا — ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو | قاتل کا جھکا کے لو اور ابرو سے خمدار دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار | پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہین مرے تجھسے ہزارون | اے جان زیادہ نہین دو چار دکھاؤ
مین قبر سے بھی رند یہی کہتا اٹھونگا | مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونون نے یہ اشعار پڑھے اور روئین کہ رستم بیتاب ہوگئے فرمایا کہ فکر نکرو آنے مجھے اپنے قصور پر شرم ہے کہ آجتک طلسم مین کوئی ساحرہ ہو سامان جادو برا سے ہم پر فاروق آئی ہے بیٹا اسکا میرا رفیق ہے لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق و فیلقون کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہے کہ مین نے شب سے کھانا نہین کھایا و دیکھا مقابلے مین آیا ہے اس فکر مین ہے کہ تحفہ جات مہیا کرکے رستم سے مقابلہ کرون اب تم آگئین تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزون کے ہے کان پکڑکے اسکو بلا لونگی پر ہم ان دونون کو ساتھ لیکر چلے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آفتاب فلک سیر و جلال سرکش گھوڑون پر سوار بگر جیسے اترتے ہوئے وہ دو جوان دونون کے ساتھ ہین اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتون مین شرابی ہوئی وسیادم کہتی ہے حضور بارگاہ مین چلیے یہان کنارے ٹھہرنا مناسب نہین کہ جلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوسکا اپنی اپنی مصیبتین بیان کین کہ حضور کبھی صحرا ہے ویران مین کبھی کانٹون کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہوگئے کل غلام کو خیال آیا کہ مین نے علم نجوم کیون حاصل کیا مین نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائین جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونون شکر کرتے ہین کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ تباہی سفر مین اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چارون کو لیے ہوئے بارگاہ مین آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجائیگا جب میدان مین آئیگا تو پھر سامان کا سحر نہ چلنے دونگی مین اسکو دیکھ بھال لونگی یہ خبر ہرکارون نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہے و جلال سرکش یہ چارون سردار بڑی شان ہی سے آئے کر آئے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہے سامان نام شہرت سنکر گھبرا گئی کیا

شہرت دختر لوصار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی واقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے شکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکیل نے
صلاح کرکے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیون مین پھنسے چارون سردار آوارہ ہوے تھے
بڑی بڑی جفائین اٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا ای فاروق یہ ساحرہ چونکہ طلسم
ہفت پیکر مین رستم کو سب سامان ممکن ہو چکا اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہی اب کہو کہ کیا
ہو سکتا ہی اب ہماری خبر انکو ہوچکی ہی اب وہ تدبیر کرینگے اگر شہرت نے آکر ایسا ان مین سحر کیا تو یہ
سحر نہ چلیگا مگر طبل بجواؤ اگر سپاہ بھی نکالی کہا یا تو رستم کو گرفتار کرا دونگی ورنہ اے فاروق تیری محبت مین اپنی
اپنی جان پر کھیلونگی فاروق نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ
رستم مین آئے بہوش وحواس درست ہوے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب وکباب
پیش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی جواب طبل دیدو طبل جنگی بجنے تیاریان دونون لشکرون مین
ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک پلید نے بھی دلاور سے یہی لشکر کا انتظام کر رہا ہی سامان جادو
رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہی اسکا
نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہی کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر نیچے نخل آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہوکے گرا سامان نے نخل سے
اتر کر برق چمکائی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہی سحر کرکے
سماک کو کنارے ڈال دیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو
سماک کو آتے دیکھا پوچھا خواجہ صاحب اس وقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہی
کہ سامان فکر مین آتا ہی کہ آئی ہی مین قریب پلنگ کے جاکر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر رکھا ہی زرہ ہفت جوش جسم پر ہی سامان نے کلاہ و تیغہ
اٹھا لیا منظور ہوا کہ چلون شہرت کو تو اسکا خیال تھا پایا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اسوقت پہونچی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او سامان مین نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت
سُنکر بھاگی شہرت نے سمجھا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سُنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو رہے
ہین ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون سامان کو گرفتار کرکے لاتی ہون رستم
نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہے شہرت اُسکے تعاقب مین ہے فاروق
کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے جو سامان کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون خیر تو ہے کہا حضور
مین کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب مین آتی ہے فاروق
نے کہا لاؤ دونون تحفے مجھکو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر فاروق
کو دے کہ شہرت آکر پہونچی سامان پر برق بنکے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوے فاروق
تو گھبرا کے پیچھے ہٹا شہرت نے سامان کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھا لیا فاروق نے ہمراہیان
سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چہار طرف سے جادوگرنیون نے شہرت پر بلوہ کیا
شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگرنیون کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بھل گری برق چمک رہی
ہے خنجر تلوارین گر رہی ہین کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ
ہاتھ مین لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونون ملکر لڑنے لگین گر رستم
دونون کو منع کرتے ہین کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہے شہرت
نے عرض کی کہ حضور یعقوب کو تو رہا کرین جاروق کہ باغ مین ملکہ کے موجود ہے کنیزون نے آکر
خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آقا
مصروف جنگ ہین غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا
کہ آفتاب و مہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہے آگ آسمان سے برس رہی ہے
فاروق بدخو اس جنگ مین مصروف تھا گھبرایا ہوا ایک ایک سے کہتا ہے سامان نے سامان
جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار مین مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے
ہین کہ مسلمانون کو تو آسان ہے دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کرلین فاروق اس

حیرانی مین ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قیدخانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہون تو جرأت مین فرق آتا ہو اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہین آخر فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سامنے مین پہونچا بیقرار ہو کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہو اور جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو سمجھیے کہ ہو یا خداوندا ان تین اژدہون سے بچائیے اگر مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کی سحر کرتا ہوا آتا ہو یہ جو فاروق نے بیقرار ہو کر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا ایک طائر نے آواز دی یا خداوندا ہفت پیکر آپ کا بندہ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپڑے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہو اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار کر دیگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مقبل الشان کے آواز دی ای فاروق کیون بیتاب ہوتا ہو اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کریگی فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہو کیون اسقدر بیتاب ہو اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہے ضیغم جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد
کی میرے پہلو میں کھڑی ہے منع کر رہی ہے کہ فاروق پر ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا خیال کہ
فاروق کی گردن میں ہاتھ ڈال دوں اس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنی غائب ہو گیا جلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ وہ آفتاب
غائب ہوا اچنبھا کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار
ہلا رہا ہے جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بصورت حبیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہے جلال نے پڑھ کر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ کھلا
اُس میں سے ایک برق جلال پر گری جلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور
سے دیکھا کہ جلال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوئے جھک کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی اے دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہے
درہ کوہ میں تجھکو تیری ساحرہ [illegible] باقی ہیں شہرت ان فقروں کو کب مانتی تھی کڑک کے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کر دوں جب گری زمین پر آ کے دیکھا ہے اُس میں سے ایک اژدہا
کے دو ٹکڑے ہیں اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہے درہ کوہ سے آواز آ رہی ہے اے شہرت کمال سحر
حاصل کر ضیغم جہانگیر جادو شہرت نے سر اٹھا کے دیکھا ایک تختہ سنگ کلان پڑا ہے اُسمیں
ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے للکار رہی ہے شہرت درہ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھ سوجھتا نہیں اتنا کالا اندھیرا ہے اُس ساحرہ نے اُف اُف کی شعلہ ہائے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منہ سے شعلہ ہائے آتش جو چھوڑ رہی ہے اُسی کی
درہ کوہ میں روشنی ہے جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی خنجر کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لوں
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے بر [illegible] لشکر ہشتم پہ گرا رہی ہے کئی ہزار
ساحر و غیر ساحر کٹ کر گرے فاروق کو آواز دی اے فاروق دشمنوں کو مارے مگر ساحرہ کو
ماہی سحر دیکھا گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہائے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مارکر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ
ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر بن گری اُسکی اُف سے دریائے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا آگے بڑھی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
جو عیوق کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اُچکایا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا کہ
ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی ای
فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمہارا یہ آرام قید ہی بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کمیان نے آواز دی ای جاروق کہان جاتا ہی مجھسے مقابلہ
کر سکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا باڑھ بچا کر کلائی پر کمیان
کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اُٹھا لون ایک برق چمکی سب کی آنکھین
خیرہ ہوگئین اور جاروق اُس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سپاہ نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
اول جارون ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوئے بعد اُسکے عیوق و جاروق
بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوئے اب اُس مقام پر سناٹا ہی یہ سُنکے رستم کو بہت ناگوار
ہوا گھوڑا اُچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار گھوڑا اُڑا رہا ہی جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا
رستم نے للکارا کہا او نامردان غرباے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہی فاروق کو تو
اور بھی گھمنڈ ہو للکار کر آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق تو قید ہوئے اب آپ باقی ہین رستم
کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فاروق کے پہونچے
فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پر
فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہی کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ درۂ کوہ سے
ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو تو پشت
پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم شیر کی چوٹ بچاتے ہین آسن اکھڑ
جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ زین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر گھوڑا پشت شیر
پر مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوئے شیر نے آکر دونوں پنجے مارے اس گمان کے

کہ زرہ وغیرہ ٹوٹ گئی ادھر رستم نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا
کئی شیر دڑہ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیروں کو مار کر رستم گھوڑے سے کود کے
تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب ہیبت شکل
عجیب وغریب سر نکالے ہوئے گیسو سر کے بال نوچ رہی ہے رستم کو دیکھ کے غائب ہو گئی اور کبھی قہقہہ مار کر
ہنستی ہے یہ دیکھ کر رستم پکڑتے ہیں مگر سحر کا تاثیر نہیں کرتا رستم دڑہ کوہ میں گھس گئے بلا تامل سر ساحرہ
کے کاٹ کر تلوار دی ہڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار سے تختہ سنگ کو کاٹا
وہ تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے میں قفل کلان لگا ہے اندر سے
رونے کی آواز آتی ہے کوئی ماہ پیکر یہ اشعار پڑھ رہا ہے **نظم**

ازل سے قسمت میں ہجران ہی لکھی تھی مقدر میں
جلا دیتی زہر کی لاتی تھی مجھکو شب ہجر یا د میں
ہیں کیا جالان نہیں کہتے ہیں کہ کاشیان کیسا
کھلیں آنکھیں تو میری آنکھ صیاد کے گھر میں
بلند و پست سے آگاہ ہوا ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش وا ہو کبھی آغوش ما در میں
اگر دندان ماہان کے سفا میں کا خیال آیا
دم فکر سخن موتی لگا نے آپ گوہر میں
جنون عشق کا جنون سے پہونچا سلسلہ مجھ
پہلی آتی اماست سلسلے آل پیمبر میں
پہنی دیوانی ادا ہی ہے تلملا نے لگی مجھ
وہ سحر ساحری ہو یار کی چشم فسون گر میں
سیاہ شکل سے حشر کی ہم ناز نینوں کو
یہ قدرت کیا نہیں وہ انتظار قسیم جو شب کو غم میں
خیال اُس ماہ کے گیسو کا جو اپنے گھٹے بڑھا ہو
نہیں کی آستانہ آتی ہو نظر مجھکو مہ اک اختر میں
شہادت سے کہ پیدا کا آئی ہو خون جو اس قاتل
نہیں حاجت گواہوں کی ہمارے خون محشر میں
وہاں میں مارہ میں ملکی زبان تو خیال آیا
کسی سے مچھلی کا لال بچھلی دمن کو شیر میں
کلام مجھ منت ماں کا کسی مہر سے کلام
نہ یا دوست تو پس ادا قاتل شیرت خنجر میں
نہیں ہے گردش چرخ آسمان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچا ہو گو رہتا ہو چکر میں
ہیں دو شو رید طالع ہوں جب آیا دو مجھکو
شراب تلخ ہو گئی گرے ہی ساغر میں
جھلکتے کبھی پشیمانی غیر ہستی سے کبھی اور کو
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر میں

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو مہر نشاں کی آواز معلوم ہوتی ہے رستم نے قفل دروازہ کا توڑا

اندر آ کے دیکھا عیوق و جاروق تو اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گئے ہیں
اور آفتاب و جلال و شہرت و ماہی سحر فرش خاک پہ بیٹھے ہیں شہرت بآواز بلند کہہ
رہی ہے یہ ماران سیاہ چشم میں چاروں کے لپٹے ہیں صدمات عظیم پہنچاتے ہیں رستم نے قریب
آ کے ان چاروں کی زبانوں سے سوئیں نکالیں ان چاروں ساحروں نے زبان قابو میں
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مر گئے رستم پاک ہو گئے ہیں عیوق و جاروق کے صرف
ہوئے کہ پہلو سے اس لشکر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اور سنسنایا کہ ان چاروں کو نگلیں ایسا دن
رستم نے قریب آ کے اس اژدہے کے گلے میں ہاتھ ڈالا قتل کیا اس کی کھال کو چیر پھینکا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونوں قدموں سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک میں پہنچے غلاموں کو رہا کیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مر جاتے رستم ان چھیوں کو ساتھ لیکر بیرون دروازہ آئے فاروق کھڑا ہوا انتظار
کر رہا تھا آتے دیکھا جھپٹ کے چاہا تلوار سے سامنے سے مارے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس
اندھیرے میں کلائی پہ ہاتھ ڈالا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی گرفت سے تلوار نکل گئی لپٹ کے
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق و جاروق تیغیں لیکر
کھڑے ہیں آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہے اسکے اندر کسی کو نہیں آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑ رہے ہیں جب فاروق گردن پہ ہاتھ رکھتا ہے پیر پکڑ کے دوڑتے ہیں فاروق جان لڑا
لڑ رہا ہے سب لشکر والے ساکت ہو کر تماشائے جنگ دیکھنے لگے دونوں لشکر والے [illegible]
تماشہ دیکھ رہے ہیں قضا سے کاسہ سر بہرام درندہ زنجیریں ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا [illegible]
ہلاتا ہوا آتے میں کھڑا ہو کہا آقا آپ [illegible] رستم [illegible]
[illegible]
نے سنا تو [illegible] رستم نے دیکھا کہ دیوانہ [illegible] فاروق سے کہا اے
فاروق یہ [illegible] دیوانہ ہے [illegible] اس سے مقابلہ کرو گے فاروق نے کہا
میں نے [illegible]
اس سے [illegible] رستم فاروق کو چھوڑ کر [illegible]

تمہارا موجود ہوا تھا تو شیر پر مردم در رستم کو دعائین دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبرا گیا شیر پر مردم در نے لپک کر
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اس شیر پر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھالا خون کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مار کر اسکی
فوج پر جا پڑا وہ چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اے طلسم کشا فریاد ہے وقت امداد ہے ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب درۂ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے جھوماتا طرف رستم کے بڑھا یا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع خرطوم ہاتھی کی گردن کھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر گرا اور پہاڑ بھی اڑا کے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما اے رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہے مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا یہ ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو ور دیا پہلے
اسلئے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اژدہے پر
سوار اڑتی ہوئی جاتی ہے رستم نے لشکر پلٹایا عیوق کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئے ملکہ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی
سخت ہے خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہے دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبر دی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہے ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
چرچہ ہوا رستم نے کہا اے ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاؤنگا پہلے شکار آیا تھا ان جھگڑون
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جاروق انتظام لشکر کرینگے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگیں کہا ای شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتیں ہجر کی کیسا ستائینگی ملنے
کا ہے کو آئیگی رستم نے اشک مفرورکے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکۂ عالم اس فکر میں کئی سال مجھکو
گذر چکے ہیں اب اُس صحرا میں پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہو مگر تمسے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مار اچھا نا فاروق کا بہت ناگوار
ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازے پر باغ کے باڑہ ہوا اجملہ ار
دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار دیوانے نے یہ جو سنا ہی کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کیتا ہو
آتا ہی کہ میں بھی نزرک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہی ایک کنیز کو بغل میں دبائے ہوئے
اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہی اور کنیزیں بھاگی ہوئی آتی ہیں اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکارکر آواز دی کیون آقا سے سرخ تو نزرک کو لیکر بیٹھا ہی اور ہم اکیلے
اپنے مقام پر رہیں رستم نے دوڑکر ہاتھ پکڑا تھا دیوانے نے جھٹکل مارا کہ ذرہ تو چکر کھینکا ہی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا ابتو دیوانہ منتیں کرنے لگا کہ آقا معاف فرمایئے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگیں کہتی ہیں کہ حضور
اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہی ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جاے تو دشمنون کو مار ڈالے
ایسا بیخوف لڑتا ہی کہ بالکل پاس نہیں کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہی
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جارود منتظم ہوے ملکہ شہرستان
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلیں بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کرینگے اب
تامل بہتر نہیں سرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہی کہ طرف صحراے محیط کے جائیں اور لوح کو
حصول کریں لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت نے
لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر میں آنا دشوار ہی ہفت پیکر خوشی کر رہا
ہی کہتا ہی ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر میں نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ میں نے سنا ہی لشکر طلسم کشا تباہ ہوگیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جوان بچا جہانگیر آکے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا اے جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے جا کر کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس سے مین ناچار ہون اُسنے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتی تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا پر کسی
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاؤنگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لے لیا اب
طرف صحرائے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کہیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے
کہا کیون جہانگیر نور چلپیرہ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین اُنپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت اُنکا حال نہ پوچھیے اُنکی ذات سے طلسم کشا کا عظم و شان بڑھا اب راہین تیار ہینگی
تا بصحرائے محیط ہو پہنچا تینگی ہفت پیکر نے کہا اے جہانگیر ہوسکتا ہی کہ مغرور و شیرین کلام کو
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو دیکھیگا تا مسیاد اسردار پہونچ
پہونچین گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر تمہ مین جانے کا ارادہ بھی
نہین کرتی کہا کیون بانہ ہوا تمھین جو سحر کیے اُسکا کیا انجام ہوا بانہ ہوا اُسنے عرض کی کتنی حیلے
سب سردار آزاد ہو کے مارے مارے پھرے اب آپ مین طاقت کہ سحر کرونگی کہ طلسم کشا کبھی اُسکا
طرف صحرائے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند ہونا
لئے آواز دی تو اُ سرخیل تمکو قدرت او فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین کٹھر کھڑکا بچی
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد
فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی اے سرخیل نور چلپیرہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ خبر کیا طلسم کشا ہوئی اے سرخیل اُس سے خوف ہی کہیل جادو اُسکا وہ بہت
مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تابع لقیح ہو جاوے یا کہیل کو بلا بھیجو اے سرخیل اگر ہوسکے تو مغرور کو
اٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہوگا سرخیل نے کہا کنیز ابھی عالی ہوئی مغرور کو اُٹھا لائق ہو قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا
فخر کا مقام ہو کہ قدرت کسی کا رضروری کو لونڈی سے کہیں اور میں تامل کروں یہ کہکر سرخیل
نے پر پرواز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی یہاں وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعہ
سے باہر نکلے یہیں مغرور نے عرض کی آج کی شب میرے باغ میں سرفراز فرمائیے دعوت کو
قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہے رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور بہ شیریں کلام نے باغ میں
روشنی کرائی ملکہ شہرت و ماہی سحر سب معشوقین ایک جلسہ میں جمع ہیں نہنگ جبری نے
ملکہ مغرور سے کہا آج سماک کو گوائیے ملکہ مغرور نے کہا اے سماک کچھ گاؤ سب تمہارے
مشتاق ہیں سماک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل جلسہ کے گائی نظم

دوست آئی رستے میں اُسے یہ کھٹکا گیا ۔ قاصد ہمراہ ایک بھی دلدار تک گیا
دل ایک ساغر مئے گلفت سے چھلک گیا ۔ کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا
اے رند شوق جامہ دری پھر جھک گیا ۔ پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا
پھر دل میں گھر کیا ہے کسی رشک ماہ نے ۔ دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا
پھولا ہے آمد گل تر سے لباس میں ۔ ارے خوشی سے پیرہن گل مسک گیا
اس گل کی شاخ گل سی بھی نازک کلائی ہے ۔ گجرا جو پہنا پھولوں کا بوجھ سے لچک گیا
ٹھہرائی دی نسیم نے میرے مزار پر ۔ باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
گلشن میں اس نے آگ لگا دی بہار نے ۔ انگار سے کی طبع سے ہر اک گل دہک گیا
کیں عاشقوں سے اتنی ہیں ترش و ستیاں ۔ شیریں لبوں کے جور سے آخر تھک گیا
سودا ہے یہ کہ مجھکو مرے پردہ پوش سے ۔ یوسف سا کیا ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
یارب بہار گلشن ہستی سدا رہے ۔ بلبل ہزار رنگ میں آکر چہک گیا
صیاد تیرے دام سے ساتھی چھوٹا ۔ مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا
برباد کرکے خاک میں مجھکو ملا دیا ۔ اچھو ملا ہے دل سے تیرے اے فلک گیا
انگڑائیاں جو لیں مرے اس سنگدل نے ۔ ڈالی گل کی شاخ گلابی سے شانہ مسک گیا
سو جا ہے رنگ دل میں آل شگفتگی ۔ یہ نام میں نکہت باغ میں جسم چمک گیا

یہاں یہ غزل سماک نے گائی ہمارے لشکر میں طلسم کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہورہا ہی
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گہما گہمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہورہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہی اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادۂ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لا کر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سماک گا کے اٹھا ہی کہ اتنے سرخیل
نے سماک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سماک نے بڑھکر سلام کیا کہا ای شاہزادۂ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھین تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سماک ہم بھی ساتھ چلینگے سماک نے کہا آقا
تمکو برائے حفاظت لشکر چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سماک کو ایک چمن مین لائی بیہوش
کر کے اُسکو ڈال دیا آپ سماک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
ہمراہیان عیوق سے پوچھا کہ تمہارے شاہزادے کہان ہین سب نے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بُلا کر لیگئی پوچھا کدھر لیگئی سب نے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین
کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سماک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سماک اپنے کو بچانا یہ بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سماک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر جسم سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ سہمی کھڑی کانپ رہی ہی شہرت نے پوچھا تو
کون ہی کس ضرورت سے آئی ہی سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے برائے
گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کر کے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ زنگار رنگ پہ تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتارا سرخیل کے گلے مین
ڈالدیا اتنے سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سماک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے مین ہی کہ رہی ہی جو کہیے وہ بجا لاؤن رستم
مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرالے مین سرخیل کو برائے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا اے شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پر پہونچین نہین اب یہ سماک کو گرفتار کرکے بہ صورت سماک محفل مین آتی کسی حیلہ سے
ملکہ کو گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا اے سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین
وہ بجا لاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اے سرخیل اگر ہوسکے تو یہان
کوہ رنگارنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے بلبلی غصہ
مین حضرت کوہ رنگارنگ کے جلی تھا سے کا راہ مین وسکا ملج ملا میلاد جادو شوہر
اسکا لشکرون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی
کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو
گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو آپ ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتی
ہین تمنے قدرت کو کیون برا بنایا سلطنت ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا
دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشتہ کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر
کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہی تو روکو ایک آدمی جلی کیا جادو کھائی
میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا کہا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون
ورنہ کوہ رنگارنگ پر جاکر تباہی برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیا دینے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی

سرخیل نے کہا اوسکا رس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اٹھا سرخیل نے موتیون
کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑا کا ہار موتی جو اسپر پڑے سے معلوم ہوا گولہ آہن مار اسر میلاد کا
پھٹ گیا کیاد بد باطن کہ اسم باسمے ہی نفتین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے
ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہی
اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہ ہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو
مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس
ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اسے عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا
و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہکے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب بنا شیشہ ہوا کہ شراب جام سے اڑ گئی کیاد نے باتون مین
لگا یا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چار طرف سے حلقہ باندھے کمند مارے کہ سرخیل جادو
سے لیس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہی کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جا کر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا
وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن تھی اور وہ ہار اپنی جھولی مین رکھا ایک
باغ ویران مین لیکر آیا کیاد کا سپہ سالار بیباد سرکش اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے
سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیاد نے بیباد سے
کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیباد کھانا لیکر آیا بیباد نے کہا او سرخیل اگر تو مجھکو قبول
کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کر دون سرخیل نے کہا اے بیباد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کیاد نے
کہان رکھا ہی اُسی پر ہار جیت ہی بیباد نے کہا اُسکی جھولی مین ہی اگر کہے تو مین نکال لاؤن
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیباد سرکش رات کو وقت صحبت مین سرخیل کی سرہانے
کیاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اسکے
پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا ارے بیداد جاؤ سامنے سے دور ہو کیوں شامت آئی ہے بیداد سرکش منت کرنے لگا
جاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہے اور آواز آرہی ہے کشتی مرا نام میں
بیداد سرکش بود کیاد جست کرکے چمن میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہے لاشہ بیداد
سرکش کا سامنے پڑا ہے پکار کر آواز دی اے سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مار ڈالا سرخیل
نے ہار گلے سے اتار کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بیحیا ٹھہر جا
کہاں بھاگا جاتا ہے تو نے مکر کرکے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کے سامنے کیاد
بھاگا ہوا جاتا ہے سرخیل جوش میں آنکھیں ابلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہے کیاد کے ذہن میں
آیا خدمت میں قدرت کی چلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہے آخر کی رات کو وہ
رنگا رنگ پر تقدیر سنگی سے نکلا ہفت پیکر بالا سے کو بیٹھا ہے گرد کنیزیں سیر کر رہی ہیں کہ
دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہے ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا اپنے بندے
کو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے گوشہ کو دیکھ کر کیاد اترا جاتا ہے
دوڑکر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بوسے فرش دماغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزیں ہفت پیکر
کی چھوٹنے لگیں کہتی تھیں آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھول دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
میں تیغ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ میں ہار ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا
بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤں زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک ہاتھ کا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
دی اے ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہے اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روکیں جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزیں سامنے سے بھاگیں
اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزیں دور سے لینا لینا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی اے اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا
بڑی بدبخت ہے کمر باندھی ہے میرے سامنے آکر کیاد کو مارا مجھ با دولت کا خیال نہ کیا اسے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
سنتا ہی لیکن سرخیل کلمات سخت کہہ رہی ہی کہتی ہی او مکار دعوی خدائی کرکے بیٹھا ہی اسکا
انقلاب ہو تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگنے کو رستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ رستے بتا رہے ہین لوح کو
دلوائینگے تم بھاگکر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا
ہفت پیکر پہ ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منہ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا
اس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپکر
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منہ مین لے لیا ہڈیان تک چبا چبا کے کھا گیا پھر اسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو یہ ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہوگیا اژدہے نے نکلکر
اس بلا و سب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اٹھا لیا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کیسے دیوانہ
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ ہون غان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند یہی سرخیل
بلیے گرفتاری مغرور شیرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیرین کرتی کہ دختر قدرت
کو لے اڑین شہرت ساحر جو پہلی دختر کبیل آگاہ ہوئی اسی نے سحر کرکے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین آفتادین پڑین کیا دونے کہ سے سرخیل کو قید کیا تھا بیمار و نیز
عاشق ہوکر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مار ڈالا اسکے بیمار و سرکشی کو موت آئی
یہان آکر کیا دکھا کو مارا غنچے یہ کہہ رہے تھے کہ پھول سے شعلہا سے آتش نکلے غنچے و گل فوراً سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال بتا کر اپنے کو جلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جسکا
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سے مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہے ادھر شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہے اپنے مقام سے اُٹھا
اُٹھی تصویر سنگی میں داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزارہا گنوار ڈفلیاں بجاتے
ہوئے آئے کوئی شخل کے سائے میں ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہے کوئی خیمہ
استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولہے بنائے مٹھائی بننے لگی پھر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلہ آراستہ
ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہو کر آئین ہر گروہ آ کر سازندون کو اشارہ کیا
اُنھون نے ساز درست کیے کسبیان یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن میں آمد آمد ہے خزان کی — عبث بلبل نے طرح آشیان کی
خوشی آتی ہے آنکھین اب قضا کی — کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی
کرے گی دیکھیے کس کس کو پیدا — یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی
بڑی منحوس ساعت میں پھنسے تھے — کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
تن خاکی سے نکلے گی کہیں روح — پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی
عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا — نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
پھنسا کس پیچ میں او عشق پیچے — عبث تقلید کی زلف بتان کی
الٰہی جلد لے چل اس مکان سے — چھٹی ہو سیر جیسے لامکان کی
اُسے دھوکا تھا جانبازی میں میری — لگا کر تیر کو خاطر نشان کی
شب فرقت میں نیند آتی ہے کس کو — شکایت تا سحر ہے آسمان کی
نہ آئینگے چمن میں سیر کو بھی — اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی
اگر وہ ماہ پیکر آ ملیں جیتے — ہنسینگے وصل میں ہو گردش آسمان کی
دماغ جان کیا تازہ صبا نے — جو وا ہو کاکل عنبر فشان کی
ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی — کرون کس منہ سے تعریف ان لبان کی
جو کیفیت اٹھانا چاہتا ہو رند — تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی اے ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا میں پہونچا اور جمع ہو کے
سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے گا تو مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ لیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہماری سے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ دلبر نازنینان جبین بالا کے
کو وہ آئین خاک پا سے تصویر بیکس زبان پر کبھی سب اٹھا ہوکر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون
مین سوار ہوکے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سر شل کے جانے سے شہرت
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پہ مقام کیجے یقین ہے سر شل جو جائیگی فتنہ
برپا ہوگا ہفت پیکر غیرہ نمکو کریگا لشکر نوشی مقام پہ اترا ہوا تو یہ طوائفین لشکر مین آ کر ہر دیرے
اٹھا دیے مجرے شروع ہوگئے غزل ہاے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کپتان رسالدار صاحب ریش
لشکر جو آتے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جو خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا آفتاب کا صبح کا وقت
ہے یہان تو پھیرو مین گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہے کہ
گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہے خدمتگارون سے
عرض کی کئی وقت سے چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی
اسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے
مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین
بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کی شکل پیش نہ پایا پوچھا کپتان رسالدارون کے شکل بھی
خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آئے ہے آفتاب ذرا جا کر دریافت
کرو کہ اسکا مزاج کیسا ہے جو نہین آیا اور یہ چند کپتان اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین
نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین
آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر خیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گا رہی تھی وہ براے تعظیم آفتاب اٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہوکے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اسی نازنین نے جو ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہوگیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے رہ گئے رستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا ای ملکہ عالم دیکھا تمنے
آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا وہ بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ ای شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہے آفتاب جہلال اشتیاق

نامی اور چند کمیدان ورسالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہے ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے میں آتے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہے بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کر رہی ہیں آواز سنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہی ہے دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہے کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر پہنچی آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانیں لگا رہی ہے
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صدائے دلفریب کھینچ رہی ہے کہ اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آپ جو دم بھر بیٹھیں گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے میں آئی جو سب پر گذرا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار میں جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر ہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
ورسالدار ہی نہیں آئے فرمایا اے شہرت دیکھو نہنگ بحری کہاں گئی تھی وہ بھی واپس آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی سانحہ کال آیا ہے خدمتگاران آفتاب و ہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیاں کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کمیدان ورسالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہے پھر
واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہے ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ اے شہنشاہ
حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور طرح سے جاؤنگی
یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہنچی گانے کی آواز کان میں آئی بیقرار ہو گئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلوں لیکن
صبر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہے ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ اے ماہی سحر یہ قید خانہ زہرہ فلک ہے یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہے اژدہے نے کہا ہم قیدیون کے نام سے بیگانگی
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جا کے دیکھ لینگے
اسطرح چلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو جبر اکر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سا زندان سے
کہا تو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہے وہ نہین مانتی مین جا کر
سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہو کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ پھاٹک سے کی
آواز آئی دیکھا ایک نازنین بہا بستہ آئی ہے پکارتی ہوئی آئی ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہے تمھارا
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دو پٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
اُڑھا دیا ماہی سحر کا دو پٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دو پٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا
بولو جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا مہ جلال و
آفتاب وغیرہ بتیس سردار بسلسل پیلوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی
انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر جو تھا اُس سے کہا بہت ہوشیار
رہنا اگر یہ پلٹ جاتی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے حبشیت کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ رہی لگانے لگی
یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا تو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین تو بیر
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر رکی رکتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آ کے
ہو ضحانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی کہ غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کر وہین سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کرتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو
دریافت کر کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و مہ جلال وغیرہ کہان ہین بیٹھکے غائب
نے دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی تھی کہ پھر پکار کر آواز
دی کہ غائب اپنے کو ظاہر کر دو پھر ساحر مہیب آیا اور عرض کی حضور تو فلک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہو اُسنے آکر سحر کیا ہو آفتاب و مہ جلال وغیرہ قید ہو گئے زیر زمین ایک قصر ہے اسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ لوگ کرینگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا
ہون ورنہ بڑے قید ہوتے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی اول قصد

طلسم کشا میں آئی عرض کی اے شہریار تولی فلک یا زہرۂ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر بے
طاق شہرۂ آفاق اسنے آکر سب کو سحر میں پھنسایا زیر زمین کوئی قصر ہے اسمیں قید ہیں یہ جانتی ہوں
کہ سحر میں وہ مجھسے زیادہ ہے مگر جانتی ہوں جو اقبال آپکا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوے
اور میں نے زہرۂ فلک کو گرفتار کر لیا تو قیدیوں کو رہا کیا اور جو کنیز شراب لینے آئی تو اے سماک اسکا
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں مجھ سے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہے یہ سردار
جو قید ہو گئے سحر سے انکا حال مجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہے آفتاب فلک پھر ایسا ساحر
مہلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھا کر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار میں
پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہل بازار سے پوچھا یہ کون گاتا ہے اہل بازار نے
بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر میں آئے ہیں وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہیں شہرت کو
یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور بڑھکے دیکھا ایک خیمہ زربفت استادہ ہے
اور ایک نازنین نہایت حسین گا رہی ہے شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اٹھی شہرت
سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکہ عالم تشریف لایئے صبح کا وقت ہے ایک چیز سنیئے اسوقت تک شہرت کے
ہوش درست ہیں وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تمسے بہناپا کرتے ہیں
اسنے دوپٹہ اپنا اتار کر شہرت کو اڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
درست نہ رہے پاس اس نازنین کے جا بیٹھی سازندوں کو اس نازنین نے اشارہ کیا انھوں نے
ساز درست کیے اس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی **نظم**

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمھارے
بنے گی نہ مشفق ہمارے تمھارے

نہیں طور اگلے سے پیارے تمھارے
نئے اب ہیں انداز سارے تمھارے

وہ دیکھے کن آنکھوں سے جور و بدی کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے

یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے

نکلنے لگا دم جو پہلو سے سر کے
مری زندگی ہے سہارے تمھارے

جو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہے ہمارے تمھارے

چلی تیغ ابرو تو کانوں لگے کو
سمجھنے لگا ہوں اشارے تمھارے

نہ مانوں گا ہرگز نہ مانوں گا ہرگز | بس اب عذر بیجا ہیں سارے تمہارے
میں سب سُن چکا ہوں نہ دو مجھکو جھینٹے | جو ہیں شغل دریا کنارے تمہارے
مرا جذب الفت تمھیں کھینچ لایا | اثر کچھ ہوا دل میں بارے تمہارے
قسم نرگسیں چشم کی کھا چکا ہوں | نہ بولونگا میں بے پکارے تمہارے
ق
ہوا اب تو بے پردہ رازِ محبت | چھپا کب چھپانے سے پیارے تمہارے
ہوے عشق مشہور شہروں میں جانی | تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم | سب انداز ہیں پیارے پیارے تمہارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونوں | نہیں مانگتے پانی مارے تمہارے
عجب حسن کی کیا ہوئیں وہ نگینیں | لٹکے رنانے سب اتارے تمہارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں کہا ای نازنین حقیقت میں تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائیں اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہے آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرا دو یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا ہوا میں تو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہوں کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا میں نہیں آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمیں شہرت کو لیگئی کہا تم ذرا یہاں بیٹھو میں اُن سب کو بلوا لاتی ہوں یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی اور تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و جلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تجھسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوئے اُن سب کے بیچ میں وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے میں چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان میں سوزن دینگے شہرت نے منہ کھولا یا آفتاب نے زبان میں سوزن دی جلال وغیرہ نے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں کہ وہ نازنین جو پیدا ہوئی تھی آتے ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گرد بیٹھے ہیں بیچ میں سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سماک شہرت بھی پلٹ کے نذر آئی جو کچھ تم سے
ہو سکے وہ کرو سماک بلا راقی نکلا یہاں زہرۂ فلک نے ان سب سرداروں کو مستاصل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے ان ارابوں پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں
سوار ہو کے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہیں ارا
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہیں سماک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیموں
میں وہ گانے والیاں جمع تھیں رات کو اٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سماک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سنی کہ ارابوں پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہیں سماک پلٹ کر خدمت رستم میں آیا کہا اے شہریار سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کریں رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغ ہفت جوہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار
ہوئے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر ان
خیر خواہوں نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہیں
آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کروں کہ پہلوے صحرا سے گرد
اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہیں سے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکل جاؤں کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر آ پڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کر فوج والوں
کو بچاؤں جنگ مغلوبہ میں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو ہٹنے نہیں دیتا ہے سماک بلا راقی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہیں مگر سازندے سازوں کو سنبھالے ہوئے جاتے ہیں ایک سازندے
کو سماک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکال کر ہاتھ میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ کٹھرا سماک نے قریب جا کر اسکو حباب مار کر کھینچکر کنارے ڈال دیا آپ اسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ ہو لیا اس گروہ کو طے کر کے سامنے ایک باغ دکھائی دیا چند کنیزیں در باغ پر کھڑی تھیں پکار کر آواز دی ای شاہد نوعروس تو نے بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیوں کو لیکر آئیگی اون کنیزوں سے یہ آواز سنکر ڈولی سے وہ نازنین اوتری کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو لیجاؤ کنیزوں نے قیدیوں کو ارابے سے اوتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزیں سر زنجیر کو قیدیوں کی تھامے ہوے باغ میں آکر پہونچیں سماک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہریں لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شناوری کر رہے ہیں موجے بلند معلوم ہوتا ہو تلواریں چل رہی ہیں ایک جانب چمنہاے طلائی گل بھولوں کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزارہا طائر درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختوں سے اوترے غلطیاں مار کر بشکل ساحر بنے کئی سو ساحر جمع ہو گئے اوس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ میں لائے چبوترے پر فرش بچھا ہے وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سماک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی اے زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اوس نازنین نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قریب سامنے بیٹھے ہیں اوس نازنین نے ساز سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے

نظم

دہائیں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
پھنس کے گنج قفس میں جو چھٹے دام سے ہم

فکر معشوق سے زلف میں ہیں سرگرداں
صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہیں میخانے کے
خم گردوں کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے دامن دا یہاں کبھی سو سکے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم

بے قرار ایسے نہیں ہوتا کوئی دیوانہ زمیں پر
رو کیں ہاتھوں سے فرشتے جو گریں بام سے ہم

عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے ازرہ
تجھکو دیکھا نہیں آگاہ ہیں پر نام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر	آکے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہے بنا	کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساقیٔ بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین	آجتک مست ہین اسی کی سرشاری جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ری شاباش تو عروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھکو سمجھکر مرتبہ دیا سماک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا اگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہی اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہی ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سماک یہ سنکر گھبرا گیا سماک اپنے مقام سے اٹھا قریب اس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سماک کا تھاما برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا تو محفل مین غل ہوا کہ عیار طلسم کشا ہو دیکھے کسطور ساتھ آیا اس نازنین نے کہا جب آپ راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین جاکر گرفتار کرین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام اُس سازندے کو لیے ہوئے آیا اسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے تجکو آنے کہتے کہ ایسا نہ ہو جانوران ورنہ کہا جائین وہ سازندہ کہتا ہی حضور اس نے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہی عیاری انکی مثل کرامات ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منہ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اڑ گیا زہرہ نے کہا دھا جو حکم خداوند آگیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان ہولی کی تیاری کیجاے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام بھیجا ہی کہ یہ فرزند عمرو ہی اور زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پہ بیٹھی ہی کنیزین وارین استادہ کر رہی ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین کنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آرہے ہین مگر یہ ستم کہو اثر در چشم سے اڑ رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہی

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدر چشم کا کاٹا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارادے نکل گئے خبردار خبردار کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیئے سر پر گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑا بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے جو قتل ہو رہے ہیں رستم بیقرار ہوکر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای کریم و رحیم ارادے نکل گئے نہیں معلوم سردار ہمارے کہاں ہیں پہنچے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

ہر آنکہ لائق اعزاز و سربلندی ہست — بجا کہ عجز و انکسار وارد پست
ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست — بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست
نمود ترک تعلق ہر آنکہ در دنیا — خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گرہ کشاد بعالم ز کار سر بستہ — ہر آنکہ رشتہ بسر رشتہ محبت بست
ببرد ہر کہ بزندان حرص دنیا ماند — ببرد جان بسلامت ہر آنکہ بیرون جست
چہ نقد عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز — مدہ تو این ہمہ سرمایہ رایگان از دست
بلوح دہر ہمان نقش میشود تحریر — نوشت خامہ قدرت ہر آنچہ روز الست
کمر برائے سفر بند زین سرا برخیز — کہ نیست بہر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظہور را شہدا — وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد — خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود ہستی — کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہوکر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہیں کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو کم لاکھوں ہوا ور وہ ہزاروں ہیں رستم گھرے ہوے ہیں ہر طرف سے افسر پلٹنیں اور رسالے لیکر آرہے ہیں رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہیں سمک کا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہیں ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہی کیسے جانباز

و سرفروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہوگئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا
کیا پیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سماک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی
ہی دلکو بیتابی ہی سردارون کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جھپٹ کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہوگئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پہ چلے پھر بھالے سنبھالے جھپٹ کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گرائے چوبیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چوبیس ہزار گھوڑے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا اے شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا اے نقابدار تو عین وقت پہ آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پہ رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پاؤن اکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کرکے اٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی اے نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوئے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادہ کرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی اے شہریار بہادر کی بہادری مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی سشکر ہو کہ وقت پر پہونچا عیار نے نقابدار سے عرض کی کہ اے شہریار یہ اوسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جا کے اوتری ہو مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سماک بھی گرفتار ہوا تیاری
میدان فوتی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہو کہ وقت پر پہونچیے اور اگر عرصہ
کیجیے گا تو انکو زندہ نہ پائیے گا نقابدار صبح پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اوسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سماک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جس وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کر کے
اوسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اوٹھی پہلے صبح کو بھیرویں گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ
کو لیکر آئین زہرہ دار بیٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اوس ناعیار کو لاؤ
جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کہا ٹکڑے بانٹے ہین یہ اوس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
کا سامنا ہو سمجھے تھے ساحرون مین ملکر شراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہو جب
اسنے راہ مین طبلے کو بیہوش کیا لاڈلے نامے میرا پیارا طبلہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو اسنے
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سماک کو لائین زہرہ نے کہا کیون او ناعیار
تجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائش سے سامنا ہو دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سماک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہو ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے مین دار کے قریب پہونچ چکا ہو اور کیا
باتین بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
کھولا اوس مین سے کئی سو کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوے سماک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد آلودی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوئے بھاگتا ہوا آتا ہو کہ ای مولی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہو صحرا سے ویران سے کئی ہزار کوس ہو رہروی کرکے آتا ہوں اسی وجہ سے یہ شام حکم ہوا کہ ای تیز رفتار جلد جا اور راز و نیاز کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھا اؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہزادہ نگاہ کر رہی ہیں اس ساحر کو دیکھکر خوش نہ ہوئیں کہتی ہیں کہ اسطرح کی عیاریاں تو سماک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہوچکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا خدا فقط حقیقی حفاظت کریگا وہ بیکس نواز و کارساز بندہ نواز ہی اگر اسکی نظر عنایت ہو جائے تو کیا بڑی بات ہو نظم

بہر ہر بیکس لقا لم ہست و بس	جز خدا ہمراز در عالم نہ کس
حاضر و ناظر بود ذات خدا	راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہر چہ ہست اندر جہان گردد فنا	جز خدا باقی نماند ہیچ کس
در جہان از یاد حق غافل مباش	یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست	بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیا شدن باید خلاص	از عتاب حاکم و بیم عسس
در بلاے نفس ہستم مبتلا	یا الہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سماک کے دعائیں مانگ رہے ہیں سماک دار پر لٹکا ہوا ہو تڑپ رہا ہو وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا سرنامے پہ مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھوں سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولوں ساحر نے کہا ملکہ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتیں ہیں زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے خیمے میں آکے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا کہ زہرہ تونے بڑا کار نمایاں کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہو بھیجا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اس میں کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوئے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو اسمیں سے ایک پری زاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہے زہرہ نے لوبان لیکر جو آگ پر ڈالا بغور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر مارون مگر خیال مین آیا
کہ ای برق ایسا نہ ہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہو جائین دماغ پر اسکے بتی
بیہوشی کی چڑھائی آپ چھینٹ بٹ رنگ وروغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی باتکو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہے تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون اوگیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہے کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہے آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہے مہ لال کو چھڑا اون حیران ہو رہا ہے کچھ بن
نہین پڑتا چھینٹ کے سماک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
ای سماک یہ احسان یاد رکھنا سماک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا وہان
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اس پنجے نے بتی بیہوشی کی دماغ سے اُتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ بالاے سر لہرا رہا ہے پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہے ای ملکہ عالم
جلد اٹھئے آپ کی صورت عیار باہر گیا ہے سب کو رہا کیا چاہتا ہے یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہے یہی کہتا ہے کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ وروغن
چہرے کا اڑ گیا سماک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین جو پہلے سار نگ رو متغیر جی مین کہتا ہے ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے بعض کیا بگڑ کر

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہے کہ مین نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہے اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہے
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاسے کہ آپ کا غلام گرفتار ہو گیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہے کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہے ازہوشربا تا نورافشان
عیاری کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہے برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار لقا بدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہے اور قتل ہونے سے بچاتو باوا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس نا عیار کو دار پہ لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرین مین سمک کو گرفتار کرلاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار پہ لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دو سو جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہے پکارتا ہے اے معبود حقیقی وا اے رب تحقیقی
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار بلک رہے ہین دعا یہ پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ سحر اسکے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیلتن تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارون کو جو دیکھا وہین سے نعرہ کیا باشیاوا اے کافران بیحیا وا اے نابکاران بدرفا ثم رستم
پیلتن نعرہ رستم - ارشادوالا امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی
شہ فیل زور + کہ بر تخت مہر روی افگندہ شور + منم فخر چشم نامور پہلوان + نہال گلستان
صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ لقا بدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاتے ہوے آتا ہے اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پہ
دیکھا وہین سے گھوڑا اُٹھاکر لشکر کفار پر آپڑا آکر تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم لڑتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر بیحال ہو گئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہے سحر تاثیر نہین کرتا لقا بدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو رہا کرکے
نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب لقا بدار کا پا بہ گل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب دھلال

کورا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نقابدار
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا بہ گل ہوا اسنے عیار کو را کر دیا برق ثانی نے
رہا ہوتے ہی چند شعلے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سماک نیچے پکڑ کر قریب
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی سیاہ
چلی تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے
اس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
دریا سے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بہاری پہنے ہوئے پشت پر
سبکی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں سبھوں نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن میں کون آتا ہی
میری بگڑی کو کیا بناتا ہی
عمل خیر کیجے کچھ غافل
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہی
شوق نظارہ جمال مجھے
ایسا آتا ہی ایک حیا آتا ہی
عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہیں سماتا ہی
دل دیا تو ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہی
پھولا پھلتا سا آپ پھرتا ہی
کوبکو دربدر پھراتا ہی
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی پہنچاتا ہے
قافلہ روز یہاں سے جاتا ہی

دیکھوں طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہی
رو کے کرتا ہوں عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہی
شاہ راہ عدم کا حال پوچھ
شیخ بیہودہ کیوں اٹھاتا ہی
تم کبھی سوئے عدم چلو اے رند

ان نازنینان مہ جبین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا تھر تھر کانپنے لگیں
قریب تھا کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلا ہو جائے زہرہ کے قدموں پر گرے کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی تو شہرت ہوشیار
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور
سرخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھیں اور
نغمہ ریز گا رہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں اٹھ کر گئی کوسے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہیں
کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

جہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز میں سوز و گداز ہے کہ قلب اُلٹے جاتے ہیں بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاثیر کی ہے وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بیقرار ہو رہے
ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائیں رستم نے تیغ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپی اُن نازنینوں پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر خدا
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جبیں و ستک دیتی ہے سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں اُن گلوہائے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہیں آفتاب فلک سیر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جھولی سے نکالتا ہے اسپر
دیکھتا ہے ساعت دیکھکر سحر کرتا ہے لیکن اُن سروں سے آواز نہیں موقوف ہوتی ہے سرداران رستم
بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینان مہ جبین کو آپ قتل
نہ فرمائیے لیکن جہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا جسسے وہ آوازیں موقوف ہوگئیں زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیوں سے
کہہ رہی ہے کیا میں ان قیدیان بلا کو جانے دونگی میں پھر گرفتار کرونگی دستک دیے جاتی ہے اور
سحر پڑھتی جاتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر آپنے مجھکو مرتبہ زہرہ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجھکو اطلاع نہ کی کہ جسپر یہ تحفہ جات نہ چلینگے کاش ان
تحفہ جات سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیوں گھبراتی ہے میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا ہے سحر تاثیر نہیں کرتا ابتو اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ کا
ہے پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤں آفتاب نے غل مچایا کہ شہریار یہ بالا بالا اُڑ کر
نکلا چاہتی ہے ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہیں یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بچر کمان میں پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارہ سحری
چمکتی ہوئی جاتی ہے رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر سیاہ کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا مگر وہ نازنین نکلگئی کنیزین جو ساتھ تھین
اُنکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کشتی ہزار نام سن
کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار انکا انکے ساتھ ہی مگر عجب
بالکل اپنے مقام سے ہٹ نہین سکتا رستم قریب نقابدار پہونچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پانون زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے رستم اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے گئی ہی لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہی رستم اُن
لاشون کو دیکھتے ہوے سردارون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کر رہا ہی کہ اے شہریار زہرہ مکر کر کے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر مین آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہین مگر ہفت پیکر کوہ نگار رنگ
پہ ہی زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدمون سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
عرض کرتی ہی کہ خداوندا مین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہین کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ اے زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے سردار
اُسکو حاصل ہوے یقین ہی کہ اب اپنے کو صحرا سے محیط مین پہونچائین یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ
لوح قصر معلق مین ہی وہان کوئی جا نہین سکتا تکمیل جادو لوح کی منتظم ہی اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہی وہ ضرور لوح دلوائیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بقدر ہے تباہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب
ان پہاڑون کی آبادی سے بہت بیزار ہین اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہی وہان جا کر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر مین بڑے بڑے ساحر ہین تیرا جی چاہے تو بھی وہان چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سردارون کے بڑا قلق ہے مین تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پران سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سردارون کو رہا کر کے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوندا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان مہ جبین کو مین نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدا سے سوز و گداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب جدال موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہے جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہے یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جاکے زہرہ کی خبر گیری کرے اُسی وقت ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس میں صلاح کرکے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اُترے ہیں عیوق بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلہ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
کہ منظور ہے طبع کا امتحان
ترا دور ہے ساقی ماہرو
یہ منظور ہی ہووے جلسے میں تو
پلا اپنے ہاتھوں سے ہمکو شراب
کہ ہو رفع پھر دل کا پیچ و تاب
ہوے جمع رندان میکش یہان
مرے ساقی بادہ کش مہربان
چلے آج دور شراب ولا
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
کہ جلسے میں تو اور میخوار ہوں
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہوں
اٹھا ابر ہے زور سے شور سے
تری مہر سے آج جلسے ہوے
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
مرے آج آنے کا ہے انتظار
نہالان گلزار کو ہے حسد کہ
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور سنجاب کی
تڑپتے ہیں میخوار تیرے لیے
اسی شوق میں ہمنے جلسے کیے
مرے ساقی مہوش بادہ فروش
دکھا آج میکش کو جلسے میں جو تھا
کہ پیر مغان کو یہ خواہش ہوئی
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
چلے کوئی دم ساغر دلربا
یہی آرزو ہے یہی مدعا
سراپا کی تیرے صفت کیا کروں
تری آمد آمد کی حسرت میں ہوں
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچدار
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
سیاہی کو ظلمات سے دوں مثال
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
رخ خوب کو ماہ تابان لکھوں
گل نسترن سے مشابہ کروں
کہوں قد کو میں سرو باغ مراد
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
اگر کلک قدرت سے لیجے مثال
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال
دہن کو کہوں غنچۂ آرزو

مسیحا ہیں لب اور صراحی نگاہ | یہ دندان ہیں یا گوہر آبدار | کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے | نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہروان منازل جرأت و شوکت و طے کنندگان راہ پر ہول صحرائے شفقت اس داستان حیرت
بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں یعنی مصنف مرصع نگار فصاحت مقال جنہیں ہی نگار و نزاکت
خیال یہ لشکر جہاد قلعہ مقناطیس پر لشکر کش ہو یہی خیال ہے کہ یہیں بادشاہ لشکر ہوں بشوکت
تمام جا کر رہا جب کہ ان سے ملون قضا سے کار قلعہ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ
جسکو قلعہ جہلیل کہتے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہے ہرکاروں نے اسکو خبر دی کہ مقناطیس
جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فروکش ہیں اسکو مرضی ہے کہ ہفت پیکر
کو الکشی مراد ہے کہ مقناطیس مسلمان ہو گئی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں وہاں سے جواب آیا کہ اے زلزلہ
جاکر دیکھیں کون بلا ہے لشکر بادشاہ میں جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ
یہ جواب پا کر طرف قلعہ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آکے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ سکے جوکا دیا سحر
کرنے لگی یہ جو بہ دختر سحر کر رہی ہے بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں ایک
جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار بیٹھی صلاحیں ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت پیکر
کہاں ہے مقناطیس نے کہا آج کل کوہ رنگار رنگ پر ہے اور میلہ ہوتا ہے مشکبار ہر مرتبہ یہی
کہہ رہی ہے کہ حضور اگر چلیں گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ
نے پوچھا کہاں چلیں کہا اے شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہیں
بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دوں مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو
مت روکیں ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھیں ابل آئیں چہرہ سرخ ہے زبان میں لکنت ہے
اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہے بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس جاؤ ہم نے تمہیں
آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی سحر کی وہیں پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ
سے دیکھتی ہوئی آتی ہے کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جاکے غائب ہوئی مشکبار حیران
و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہے اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہے مقناطیس جادو کے سامنے بیٹھی ہوئی بین کر رہی ہے کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لعل میں
دوم کا ر سلطانان میں پیش گئی تھی آج چھوٹی ہوئی ہون اس ساحرہ نے کہا ذرا منہ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان میں سوزن دی اور جسم میں تار آتشین لپیٹا کہ پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اسمیں مقناطیس کو بند کیا آپ بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اتری منتظر رہی کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
ماروں کہ اسکے سر کے پرزے اڑ جاتے ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اتری اور ہوا وہاں کی کھائی تو ہاتھ
پاؤں میں رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتیں کرتی ہے کہ میں اسی ساحرہ کے ساتھ سجدہ مست
ہفت پیکر جاؤں خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی اے مشکبار آج بہت مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے بلایا ہے ہم تمہاری صفائی کرا دیں گے ورنہ خراب رہوگی یہ سنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اسکے آئی کہا اے زلزلہ تمہارے پاس میں جاتی ہوں کہ مجھکو خدمت خداوند میں
لیچلو زلزلہ نے کہا بڑا قدرت تم سے ناراض ہیں زبان کھولو تو میں دیکھوں کہ کیا قصور ہے
مشکبار نے منہ کھولا زلزلہ نے اسکی زبان میں بھی سوزن دی اور اسی حجرے میں اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونوں جادوگرنیاں گئیں واپس ہوکے نہ آئیں فیروزہ سے
فرمایا اے فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہے اسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونوں جاکر مبتلائے بلا ہوئیں
کہ پھر واپس نہ آئیں مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھی تھی اسنے کہا کہ اسمیں آپ سے
رخصت ہوتی ہوں اگر میں کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اسی کے عقب میں گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی فورا اسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
میں بارگاہ سے نکلا لشکر میں آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلے ہیں اور طرف
بھاگے جاتے ہیں پھر واپس نہیں آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کا اثر ہی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
کا کمال کر رہا ہے یہ لوگ پہرے دوکے سے نہ رکیں گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
رہے سمجھے کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی عزت نہیں جلکر قدرت سے صفائی کریں فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہے ایسا نہو یہ سپہ سالار بادشاہ پر یلوہ کریں کہ ایک
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر
جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہے مگر حیران کہ
کیونکر جاؤں ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اسی تردد میں پھر کیا آخر سامنے کوہ کے
ایک نخل ہے اُسکے سائے میں بیٹھا ہے مگر دیکھ رہا ہے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں پہاڑ پر
جاکے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوئے ایک ہاتھ میں گلابی
دوسرے ہاتھ میں سامان گزک لیے چلا آتا ہے سامنے سے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمہارے ہاتھ میں کیسی ہے اُس ساحر نے جواب دیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز سفر سے خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہیں کہ میں جا کر تین دن میں
لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا
تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتیں کرکے اُس ساحر کو اور باتوں میں
لگایا جاب مار کر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کروں لیکن اسکے شاید معاملہ بگڑ جائے اُسکو تو
ایک گوشے میں ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
شراب وکباب ہاتھ میں لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیاں طے کرکے بالائے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہے ساحر کو دیکھکر کہا کیوں آ ہنگام جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی
ہم تمہارے انتظار میں تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا کہ ملکہ عالم
راہ میں دیر ہوگئی اب میں جلد آیا کہ دنگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی تنہا یہاں بیٹھی بیٹھی سے رہی تھی لپکا
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے قصد کیا کہ پیوں دل جو دھڑکا رک گئی
دل میں کہتی ہے راہ میں کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل میں ہیں فیروزہ
نے سوچ کر جواب دیا کہ وہ دنگا رنگ پر جلوس فرماتے ہیں مرادمند لوگ جمع ہوتے ہیں آج کل
کسی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے یہی شہرت صبح پہونچی
دختر کمیل جاکر شریک ہوگئیں بمقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلم فاروقیہ پر
فروکش ہیں ایک طرف سے صاحبقران کا قصد اور کہ بالائے کوہ آتش قدرت تدبیر پا

کر رہے ہین دو جادوگرنیان کال و اکل کہ اُنکا نام مجھکو نہین معلوم قدرت نے براے گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہین دو چار روز مین طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل مین جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً گلابی سے شراب انڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب مین فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی ایک ہی جام پیا کر گھبرا گئی کہا اے آہنگ آج یہ شراب کیسی ہی کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر گردش کر رہا ہی یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر کانپتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرلون اب یقین ہوا کہ شراب مین کچھ فتور ہی قلب خود بخود نا صبور ہی اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی زلزلہ کے ہنگامہ ہوا اتنے جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہاڑ سے کود سے نکلین لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے نیچے کھینچکر طرف فیروزہ کے چلین فیروزہ بیقرار ہوا دل مین کہتا ہی مین یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان بھی گوشے مین چھپی ہین دیکھیے اب کیونکر جان بچتی ہی بلاک کر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہین اور کہتی ہین اے آہنگ تونے ملکہ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتا

اپنے پیدا کرنے والے سے دعائین کر رہا ہی نظم

نکردہ بندگی ایشا بندۂ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماندہ دور جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند نفس و ہوا ماندہ مبتلا افسوس

براے بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس

نکردہ قابل تحسین بانیاد کارے
تمام ماندہ در غفلت بانتہا افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خوش
تمام نہاد کج از راہ دعا افسوس

نکرد گردن تسلیم شل گردون خشم
ز آستان خدا و نکسب پا افسوس

بہیچ و درد و الم ماند در جہان تا ما
چہ رفت رفت ز دور زمانہ یار افسوس

رسد بکو تیشہ و بازارہ در بدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد	بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا رفسوس
بکن سراہ حسنا شیخ مال و زر ہندی	بدل دگرشہ بماند ازین قدر افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہو گیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین
ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال بےمثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہی کوئی
شمشیر ہلا کر چلی کہ اس نکوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مار ڈالا ہم کیا سمجھے
زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے کہ جس سحر سے بنا سب
سردار بندھے تھے ٹوٹنے سے زلزلہ آگیا اسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ یاران سپاہ جو
ہمارے جسم مین پلٹ گئے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے
بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیان انہ نے مقتاطلیس کی زبان سے سوزن نکال لی
کہ مقتاطلیس تڑپ کر ان جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ زیور اتار کر
پھینکا سارا کسکا سر پھٹا کسی کی کنیزین تحقیق لیکر چالیس پچاس مر کر گرین جتنے کنیزون کے
بشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا آ کھایا لیکر پہاڑ سے کود دین طرف صحرا اسکے بھاگین لاشون کو
کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقتاطلیس نے مشکپارہ وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون
کو ساتھ لیا پہاڑ سے اتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کی لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہوکر باہر
نکل آئے اپنے سردارون کو دیکھا تو ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون
کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقتاطلیس کہتی ہے حضور نے بڑی
جلالت فرمائی کہ بروقت جانے سے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ چلا کرون
کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود چاہ کر پہاڑ پر پہونچی مشکپارہ نے بھی کہا کہ جبتک
تمہارے تعاقب مین گئی تھی سر سے ٹوٹ کر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلے کھا دیکھا
سارا پہاڑ مع ہمارے سحر کے طاری تھا ہوا لگاتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقتاطلیس کو ریختن ہوا کیا
ہو ہوا کہ خود ہم سب کے سامنے جا بیٹھی کیدان جو سالار نے بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور
خود ہجوم دل مین ہوا سے لفت سے ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے شیشے سے نکل گئے پہاڑ سے ہم جا

پہونچے اُسنے قید کر لیا یہاں تو یہ ذکر ہیں مگر کنیزیں لاشہ زلزلہ کا لیکر چلیں وہی سلطنت خاک
اُڑاتی جاتی ہیں رات بھر راستہ چلیں صبح کو دشت میں ایک قلعے کے پہونچیں قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہیں وہاں کا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہہ رہا تھا کہ زود چہ جاری ہو کہ زلزلہ سحر ساز خدمت
خداوند میں گئی ہیں دیکھیے کیا ساماں ہو قدرت کہیں اُسکو کامیاب کرے کہ چند ساحر دوڑے
ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ بیٹھے سر قلعے سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیاں ایک لاشہ لیکر آئی ہیں
وہ مشرقی قلعے میں ایک نخل کے سایہ میں ٹھہری ہیں اور رو رہی ہیں یہ اغلال تخت سے گھبرا کر
اُٹھا کہ خداوند خیر کریں میرا فرزند تھوڑا دل گھبرا آتا ہو یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہے کنیزیں رو رہی ہیں قریب لاش کے آکر پکارتی ہیں ای ماکر حاکم اُسکو جاکے کیا شور ہوتا
قلعہ سامنے ہے وہ مردہ پڑی ہے جواب کون دے اغلال کنیزوں کو بیان کر دو پکار کر والدہ کی
اور کنیزیں وغیرہ یہ اسکا لاشہ ہے کہ تم تو بہت بیقرار ہو ان کنیزوں نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگیں
کہتی ہیں ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت میں کھینچ لیا یہ سنکر اغلال نے اپنے کو
گرا دیا اسکے فراق صاحب کیکے رونے لگا کبھی کہتا تھا کیوں صاحب ابھی جلدی چلی گئیں کچھ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئیں میں بھی تمہارے ساتھ جاتا اُسی صدمہ نے قتل کیا ہے تو قاتل کو فرمایا
شاد آیا اسکا کیا کروں کنیزوں نے عرض کی اب حضور صبر کریں ہم رات بھر لاشہ لیکر آئے ہیں
کوہ و بیابان پر جا کے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے تھے ہم قید ہوئے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہیں معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہ ہوئے کو بیٹھے تھے آواز سنکر
چونکے لاشہ خاک و خون میں غلطاں دیکھا دیا اگر ہمارا عیار کو قتل کریں اسقدر طاقت نہیں ایسی ساحرہ
اُسکے ہاتھ سے ہوئی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلا لیتا ہوں اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت اُٹھی نوائی لاشہ زوجہ کا جلا کر پلٹا اپنے دربار میں
آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار میں بیٹھا تھا کہا کہ اجلال سنتا تو کہ میں برباد ہو گیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا میں دار پر کھینچ دوں کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور میں گیا اور آیا یہ کہکے اُٹھا اسکے عیاری کی آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو تو لشکر میں پہونچا ایک معشوقہ کی شکل بنا کر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنا کر آیا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کر کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار جمع ہو آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
وہان جو جلتا ہوا خدمتگار بیہوش ہوئے اغلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سر راہ چلا کہ کہا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
بستر عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب
ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا تھا کو گرفتار کر کے لیگیا مقناطیس یہ خبر سنکر آئی کہا کہ
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہو کہ قید ہوکے سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جاے
ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ بارہا سے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش مین
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال نے
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو سلاسل و طوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار کفر مین
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی ای شہریار اتنا بڑا
شخص یہین قتل ہو جائے اشتہار چسپان ہون سارا شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاذ خدا زور مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرہ سیمبری عطا کرین آپکا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ
اغلال پر قتل ہوئے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا
اشتہار چسپان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زہے اغلال قتل ہوئی اسکے ہاتھ مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوگئے
آج اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہر چند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی نوجوان اور ایسی ہوشیار کہ سقناطلیس اور شکیبار کو اپنے سحر میں پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈورا پٹوا کر اپنے باغ میں آئی کنیزوں سے کہا یہیں لا کر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ میں ایک چبوترہ ہے سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کنیزوں سے کہا گائنوں کو لاؤ گائنیں حاضر ہوئیں اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

محشر میں پاس کیوں دم فریاد آگیا ۔ رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہی پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا
ناکامیوں میں تمنے جو تشبیہ مجھسے دی ۔ شیریں کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یوں ہی پہنا ئینگے بیڑیاں ۔ قابو میں اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہی ترک محبت کے بعد بھی ۔ اب آسمان کو شیوہ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہیں شعر میں مرے ۔ ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی مگر ۔ کیا کرتے وہم تہمت جلاد آگیا
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت وصال ۔ دم میں ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا میں دیکھ ۔ مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے اغلال مسرور بیٹھی ہے جب ذوق وجد کا آتا ہے تو دُرد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہے بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں کبھی فرماتے ہیں کیوں اے معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہے کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا اے معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہے۔ نظم

گاہ در دل خیال وحدت نشست ۔ گاہ در دیدہ نور کثرت نشست
بر رہ حق قدم نشد ثابت ۔ ہر کہ او رہرو طریقت نشست

گاه از حق زبان نمی بندد	هرکه او واقف حقیقت نیست
هست فارغ ز مذهب و ملت	هرکه پابسته بر شریعت نیست
با دگر کس نمی کنم الفت	هرکه وابستهٔ محبت نیست
کو تعلق بما سوا دارد	هرکه مصروف در عبادت نیست
جلوه گر هست در سویدای خلق	همچو خورشید نور قدرت نیست
طالب دید را بهر صورت	پیش در دیدهٔ ظهور صورت نیست
هیچ در زبان ندارد کار	هرکه گنجینه دار دولت نیست
عاشق از خود خبر نمیدارد	بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام پلنگ پر آسا کر عماری میں تا تمام رہتے ہیں زلف لیلا سے شب کم ستے گذر چکی ہے اغلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہے کہ ایک لکہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا کیول پر سے ہوئے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھا کہ نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوئے اغلال نے جو اس ابر کو آتے ہوئے دیکھا یا الفت میں نہ وجہ کہ رنجیدہ بیٹھا تھا ابر کو دیکھ کر شگفتہ ہوا کنیزوں سے کہا کہ ملکہ نو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے سیر نکل آئیں گا اس کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم و رشک شہنشاہ خوبان وا ے ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور کیا مشرف بہ زیارت ہونگے چند ساعت گذری تھی ابر باغ پر آ کے پھٹا بیچ میں سے تخت نکلا بادشاہ نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریائیں کپڑوں کے خوشبو دار سے جوڑا گلنار زیب جسم ابرو سے کھینچے ہوئے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھیں رشک دیدۂ غزال دونوں ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزیں گرد کھڑے ہوئے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہو وہ نازنین تخت اتراتی ہوئی اتری پکار کر کہا اے اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیوں خالی ہے ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہاں گئیں ستی ہے کیوں بلایا انکو تو ہمارے آنے سے رشک ہوتا ہے اغلال بے اختیار رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم خدا دانا ہے ہفت پیکر نے انکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہے اُنکے خون کا بدلہ لونگا تمکو شاید دل میں جگہ دونگا نوبہار نے پلٹکے دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنومند درشت پیکال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری نگہ ملول وحزین گرنا شب جوانی کا زیب جسم ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہے مسلسل ومطوق مگر معلوم ہوتا ہے کہ زیور آہن زیب جسم ہے بہ قول شاعر - فرد - اس کمانچی ابرو شا پہ مسکلی ہوئی چولی + یہ بگڑی ادا لاکہ بناوٹ کے برابر نوبہار جمال بے مثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی کہا کہ کیوں میاں اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اسکو کیا مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیوں خطاوار بنایا اغلال نے کہا اے ملکہ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہے نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیوں شہریار آپ ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہیں بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق فریب میرے عیار نے اسکو قتل کیا عیاروں کا یہی کام ہے آپس میں نگاہیں ملیں وہ باتیں کہی ہوئیں اشتیاق ملاقات کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لاکر مسند پر بٹھا دیا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہے دل سے باتیں کر رہی ہے کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے کیا تدبیر کرکے اسکو بچاؤں کیونکر قید سے چھڑاؤں گرفتار دام مصیبت آشفتہ وادی مودت مجھکو بہ محبت دیکھ رہا ہے اغلال جادوگر بدست سے اسیر عاشق ہے مگر خوف سے اپنی زوجہ کے اظہار محبت نہ کر سکا تھا دل میں کہتا ہے کہ یہ دن گذر گئے اس ظالم بے حالت حائل ہے اب اسکو قبضہ میں کروں کہ وہ رشک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آباد کروں کسی طرح دل کو شاد کروں بڑے راحت سے خاطر کر رہا ہے کبھی گانے کو اشارہ کرتا ہے وہ غزلیں ٹھمریاں عاشقانہ گاتی ہیں کبھی خود اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہے ہاتھوں پر رکھکر سامنے آتا ہے کہتا ہے ایک جام تو میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے نوبہار منھ پھیر لیتی ہے کہتی ہے اسوقت میرا دل نہیں چاہتا ہے جب اغلال بہت منت کرتا ہے اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہے تیوری پر بل پڑ جاتے ہیں کہتی ہے ذرا ہوش میں آؤ اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمہارے لائق تھی قدرت نے سمجھکر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہے اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا تحسین کرنے لگا کہتا ہے کہ ملکہ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمایئے
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قطعہ

کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین ہو سکتی ہے غمخواری دل

تیر مژگان نے اکھین تیر کے مارا اسکو
پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل

دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

اے قمر شیر زبان سے کبھی خوف نہ کیجئے
اسد اللہ رسا کرے مددگاری دل

نوبہار نے کہا اے اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوانہ ہو رہے ہو زیادہ گوئی نہ کرو خاموش ہوکے بیٹھو ورنہ مین اٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہے مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال تحسین کرتا ہے کہ واہ ری ملکہ عالم مین اب آپ کو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہے دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہے زدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہے شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہے سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہے کہ خرمن ہوش و دل جلا دیتی ہے بادشاہ ملول ہوکر سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہے کہ مگر اس شہریار کو شگفتہ کرون افسوس ایسا شہریار طوق و زنجیر مین سلسل و مطوق ہے کاشکے ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین پڑی ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت بیہوش پایا کہا اے اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے سقنا طیس جادو انھین کے قبضہ مین ہے اغلال نے کہا اے ملکہ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا سقنا طیس و شکیلہ اسپر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کرکے بہت پچھتاؤ گے کیونکہ وہان یعنی طلسم کشا اسکا چچا ہے وہ خبر سنتے ہی تمہارے قلعے پر آئیگا کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تیمور سلطان چھوڑ دیجئے تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف صاحبقران یاد آئینگے ادھر طلسم کشا جانے تو خیر خدمت کرتا کون آنکو دیکھا ہم

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا
نہال ہوگیا بحال ہوا کہا ای ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہو ایکدن ایک رات کیا جبتک کہیے قید
رکھون اگر آپ انتظام کرین تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت مین مشکل ہوگی ایک طرف سے
صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا
مین قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کر دونگی کہ کوئی آ نہ سکے دیوارین سحر کی بنا دون کہ اگر
قریب دیوار کے آئین تو دب جائین مہلت نہ پائین اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر
قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا ای شہریار اب دیکھیے گا مین نے آپکی رہائی
کی تدبیر تو کرلی ہے ایکدن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آپکا پروردگار تدبیر نکالیگا اب بادشاہ
کو یقین کامل ہوا کہ یہ عاشق ہے خوب باتین راز و نیاز کی کہین کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال
نے میمون جادوگر کو جو اسکا ملازم ہے حکم دیا ای میمون بادشاہ اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن
بحفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہین میمون جادو چار سو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان مین
آیا اُس مکان مین لاکر بادشاہ کو قید کیا چار سو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے
خود بیٹھا ہے حکم ہے کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور
سے انتظام کررہا ہے اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپنے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب مین رنگ سحر جمانے
جاتی ہون وہ سحر بناؤن کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کرین تو آنہ سکین تحفہ جات بھی بیکار رہین
ادھر سے ملکہ نوبہار چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش مین نکلا تھا راہ مین اسنے
خبر پائی کہ فلان قلعے مین جہان کا حاکم اغلال جادو ہے عیار اُسکا شہریار کو وہان لیگیا ہے جبسے
ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا عیار بھی چھپے ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی
مہلت دی گئی فیروزہ قلعے مین آیا انتظام قید کو دیکھا گھبرایا تنہا کا حیران ہے کہ یہ لوگ راہگیر کو روکتے ہین
مین کسطرح سے جاؤن یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکارکر آواز دی ای برادر جیحون در دولت
شاہی پر جاؤ ہم لوگون کے واسطے شراب و کباب لاؤ دن تو بمشقت بیٹھے کاٹا اب رات کو
حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگین گے فیروزہ یہ سنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیجون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہو اغلال نے حکم
دیا کہ میخانے سے لیلو جیجون نے آکر میخانے سے پتلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا ارے کوئی مزدوری
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیجون کے آیا بکتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہین
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہو جہان تک بدستے ہین مگر آج دن کی رات ہوگئی دو داؤن
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہو اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی ناغہ نہین جاتے
جس دن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جاتی سلطنت جیت لیتے کچھ ہار جانے کا افسوس نہین
کیا حکم ہوتا ہو جو کام چاہیے لیجیے مگر مزدوری کے چار غنڈے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے
اگر لے گئے تو سارے جوے کو ویران کر دینگے بیٹھے کیا کوئی کھیل سکتا ہو جیجون نے کہا
یہ پتلہ اٹھا لو شہدے نے پتلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیجون کے ساتھ ہو راہ مین ایک
مقام پر ٹھوکر کھائی پتلہ دوش سے گرا ہاتھ مین جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیجون سے کہا حضور
اسے روشن کرا لیجیے اسی ہارنے کی جھل مین گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب
جوے والے ہیرے پھیرنے کی صفت کرتے تھے جیجون نے کہا میان شہدے صاحب تمھین
ان باتون سے مہلت نہین شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال بھی ہو اسی مین ہماری بسر
ہنسی کی ہو جوے پر رہتے ہین جواریون سے نوچ کے داؤن بدا اگر ہمارا رنگ کھیل گیا تو ایک
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہین بڑے جوے پر جا کے لڑا دیتے ہین لیا ایک پیسے
ہین جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنا لینگے ابھی تقدیر رسائی نہین کرتی اس حال
سے رہتے ہین جیجون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے پتلہ کھولا اسمین بیہوشی ملائی اتنے
عرصے مین جیجون روشنی لیکر آیا پتلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیجون کے ساتھ
قید خانے پر آیا شہدے نے پتلہ رکھ یا سپاہیون کی چلمین بھرنے لگا ان سب نے
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہو کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہو جیجون نے کہا میان
شہدے صاحب بیٹھو تمھین بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہو
کہ بیٹھے مین پھرتے ہین فقط منہ سے لو آنا چاہیے مجھکو تو نیند بھی آتی ہو آپ لوگون کی
خدمت مین رہونگا رات یہان بسر ہو جائیگی صبح کو جوے پر جا بیٹھینگے جو کچھ آپ لوگون سے

پایا ہی لڑا دینگے اگر وہ ایسا رنگ کھیلی تو سارے جوسے کو جنبت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور جوسے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری بھی دنیا ہی عقبی ہی اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور جوسے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپنے بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور کہو تو گاؤن ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اُسے اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

اجل جان لب تیرے شیون سے ہی
ہوا دم مرے تو دو کشتن سے ہی

وہ بے خواہ کیسا تو سب دشمن
عجب دوستی تمکو دشمن سے ہی

یہ پردہ تہ پہ شیشہ نہ نور کا
شبکتا مرا سینہ چھلون سے ہی

مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر
کہ بہتر وہ سیر گلشن سے ہی

جلانے سے بھی تیرے شاکی ہون مین
گل نالہ آتش زنگن سے ہی

شب غم مرے شمع کو دیکھکر
ہیں حفاظت اس شوخ پرفن سے ہی

مرا خون کیا یار گردن ہوا
کہ بنیا سب وہ بار گردن سے ہی

کھلانے شگوفے سر سر گوسالہ کو
خجل سامری چشم پرفن سے ہی

جہان خاک آڑائی وہین دسبزہ
کہ ورثت عیش فکر یاران سے ہی

نہی کچھ نہین اپنی جا نشان زبان
یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی

بگڑنے ہو گیا اب بھی کہتا ہون مین
عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی

دل مومن آتشکدہ کیون بنے
لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی سے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین چہرہ ن میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوسے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خدا دونا سم قسمت پیکر آئے ہین شہدے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلائے ہیمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا چیون بھی اپنے مقام سے اٹھا
اور سپاہی بھی لپٹا لپٹا کے لیکے اٹھے وہ اٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے میں سب بیہوش ہوگئے فیروزہ
خنجر لیکر اٹھا کہ ان کو قتل کرے پھر سوچا کہ سب ساحر ہیں قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کوتوال وغیرہ ملازمے پہرے پر نہیں ایسا نہ ہو کہ آجائیں پہلے دروازہ کھولوں شہریار کو رہا کرلوں
تب ان سب کو قتل کروں فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہے چاہا
قفل کھولوں یا خنجر سے کاٹوں نہ قفل کھلتا ہے اور نہ کاٹے سے کٹتا ہے تو فیروزہ حیران
ہوا کہ میں کیا تدبیر کروں ہر چند چاہتا ہے کہ کاٹوں قفل نہیں کٹتا کنجی سے کنجیاں اپنے پاس سے نکالیں
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہے کہ میں کیا کروں یہ ماجرا کیا ہے کہ اے فیروزہ معلوم
ہوتا ہے کہ ہیمون کا سحر ہے یہ قفل نہیں کھلتا ابھی سوچ میں تھا کہ پھولوں کی خوشبو دماغ میں آئی فیروزہ
دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوئے آسمان سے اتری ہے فیروزہ
کو بوضع خنجر بکف اس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے ان سب کو کس نے بیہوش
کیا ہے فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دوں نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہے راہبر یا رہزن
ہے دل کو پتھر کرکے پکار اٹھا سنو فیروزہ ہیں ہم عیار بادشاہ عالمپناہ آپ حضور کون ہیں اس
شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ اے عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا
مگر قیدخانے میں نہ جا سکیگا قیدخانہ سحر بند ہے میں اسکے دروازہ کھولے دیتی ہوں یہ کہکے
نوبہار طاؤس سے اتر پڑی آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کے گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوئے بیٹھے ہیں فرماتے ہیں افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہے سب کو بیہوش کیا ہے کہکے ہتھکڑیاں کاٹیں
نوبہار دروازے پہ کھڑی پکار رہی ہیں کہ اے فیروزہ جلد آ عیار اقبال اجلال تیز رو
طلایہ دیتا ہوا آتا ہے ایسا نہ ہو آکر یہاں کے نگہبانوں کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی بادشاہ
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ پاؤں سے بادشاہ کی خون جاری ہے دل کو تاب نہ آئی پوچھا
عرض کی حضور نے کیوں اسقدر جلدی کی عیار بیڑیاں کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے
لگیں بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا ہیمون کو پکارا اسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی ۵۶

ہی ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے سیمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اٹھو تمہارا فیصلہ ہو گیا سیمون اور جیحون نے اٹھکر بادشاہ پہ سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہین کرتا جو سحر کیا وہ الٹا پلٹا انہی کا کام تمام کیا خواہ سینہ پر پڑا تو توڑ کر پشت کو پار کر گیا خواہ سر پہ پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہی طرف نوبہار کے کوئی نہین تا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اتارا ایک اسم پڑھ کر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ ایسا کچھ ایسا جوش مین آکر لہرایا بے اختیار پکار اٹھا کہ شہنشاہ اقلیم خوبی و اے نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری تجھے ضرورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

ہمسری اس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا
تو حنا سے یہ عدو کہ وہ خود آرا ہو گیا
کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
ظلم کا قطرہ بھی تھا دیکھکر گل ہاے داغ
چشمۂ حیوان بنا اسکے لبون کی شرم سے
روز محشر کیا ہوا ظاہر کیون شب دیجور کی
بیوفائی پر سرشت زندگی سو وہ ہم مین کہان
جان و دل پہ لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
ہٹ گیا ہو گا وہ جو پیچھے سے [illegible]
لگ گئی [illegible] تجھکو تو تھی [illegible]

تو میرے تخت سے جو کہ اور سودا ہو گیا
یہ بہانہ یا کبھی تو مر جانا تماشا ہو گیا
جو کبھو تیرے گیا وان نامہ [illegible] ہو گیا
کیون تری حالت نہ ہو وے غیر اچھا ہو گیا
بے حجابون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا
پائی پائی اسکے [illegible] ہو گیا
کیا ہوا [illegible] ہو گیا
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا
[illegible] شہرون تنہا ہو گیا
[illegible] ہو گیا
کیا [illegible] دشمنون کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم
تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا

رو دیا جس نے جو میری لاغری کو دیکھکر
قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہو گیا

ہی شب تک لب پہ رونے روتے چشم ابر
شب جو اشک آیا ہوا اک عقدہ فریاد ہو گیا

حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی
آج باطل سارے استادونکا دعوا ہو گیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے تو بہار سے آیا کہا اے ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے صحبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوادیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بھیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر پلٹا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او ناسپاس بندہ ہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر ہلاک ہوئے قضا سے کارنامہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی شاہ کی کب آرام دیتا آنسو بہاتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرہ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہے شہریار کہین لڑ رہے ہین وہ بیتابانہ میدان جلالت معشوق شہ کیا اسفندیار صولت کسی مقام پر رستم وار نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحره حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑرہے ہین تڑپ کر نیچے آئی فیروزہ کو بھی دیکھا پاس جاکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیرخواہ ہی بادشاہ کو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہریار ہین دختر سلطان ہین ہیکلان عماد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہریار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر عاشق ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے پشکر ایک گرد اسم سحر پڑھکر مارا کئی سو ساحروں کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے پڑھکر اجلال تیر رو عیار کو اڑا کہ وہ حقیر ہاتھ آیا سر آیا ہوا وہ عیار دوار آپس میں دو وقعہ
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے پشکر پھینک مارا کہ دونوں پاؤں اجلال کے اڑ گئے گھبراکر نوبہار
نے میموں کو مارا ساحر بھاگنے لگے کچھ ساحر بھاگ کر پاس اجلال کے پہنچے کہ سامان
قباد کو ملکہ نوبہار نے جا کر مار لیا اجلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہو کر اسکے ساتھ لیکر چلا یہاں مقناطیس نے دونوں تھیلے لیے کئی ہزار
مارے لڑائی ہوئی قریب بادشاہ کے آ گیا حضور اپنی شکل چلیں بادشاہ انکار کرتے تھے
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشہ پر تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے ہاتھ
تخت پر ہاتھ مارا تخت اڑا لیکر ہوا سے نکل اجلال جادو فوج لیکر اسوقت پہنچا کہ اسنے اڑا کر
دیکھا اور شور میموں اور جیبوں کا ... بادشاہ لٹا ... گئے
سے کلا لوار کھا ہوا ... ساحر ... نوبہار کے ... سر نکل ... قتل ... سے
ہیں اجلال نے آ کر نیچے سے تخت اتارا جب آنکھوں سے افاقہ ہوا تو اٹھے حال پوچھا ان سے
حال بیان کیا اجلال جادو غصے میں کاٹنے لگا کہا یار دوا اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا اور بادشاہ کو نکال لیگئی ساحروں نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آ کر قیامت
برپا کر دی نوبہار کی آنکھوں کے سامنے ... اجلال نے کہا میں ابھی اسکے بھائی کو لکھتا ہوں
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری محبت
میں آکر اسنے بادشاہ کو دیکھا تھے عشق کی باتیں کر کے یہ دھوکا دیا میں نے سمجھا کہ بادشاہ
قتل سے کیوں روکتی ہو مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحروں میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس جو
روزگار ہے بیٹھا ... وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھا ...
پہنچی کہ ای کلفہ اور جادو مقتداری میں سے ... کیا میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو اڑا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی ...

لیکر چلا سقنا طیس نے راہ مین نوبہار سے جو مفصل حال سُنا تھا سُناتا آگیا جی مین کہتی ہو
دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین
بالا سے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین انکو ساتھ لیکے مسلمان کرون خدمت مین
حضور کی لیکر آؤن پھر کوہ رنگار رنگ پر بلوہ بھیجے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمھارا جانا بہتر نہین
نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پر سوار ہوکر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین آسکی
سلطنت ہی قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا
صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہی چار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
تمام دربند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آگئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین
طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہی ملکہ مغرور شیرین کلام بھی چکی ہی کہ خالص قدرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئین لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل شہرت مرصع پوش سب حال اپنے لوح کا
ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہوگیا کہ لوح قصر معلق پر ہی کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند
ہین سب مین صاف صاف تحریر ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہی یہ
طلسم ہفت پیکر کا فاتح ہو منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہی تم سب کو مین سمجھاتی ہون
کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزار ہا ساحر قتل ہوا ملکون پر
کیسی تباہی ہی وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپکے
بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کرکے انکو رخصت کردونگی تم سب صاحبون کو خدمت
اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
نے جو بہن کو دیکھا جل گیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہی حال سے ملکہ نوبہار
کے آگاہ ہی مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث
ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہوکر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا
بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار
جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپکی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر براے استقبال گئین اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بیگمون کو بلایا
شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا ہین یہ پہلے تم پیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر کرسی پر
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبراکر اپنے مقام سے اٹھی
گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی سلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعہ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین پہونچاونگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا
بادشاہ کو اسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور و ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان رہا اسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو ارابے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ رنگا رنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئین انکی صورت زیبائی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اسی وقت قطورہاے زرلفتی سے آراستہ ہوکر براے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعہ جمستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک ارابے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بعہدہ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگا رنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر پہونچا بادشاہ نے گھبراکر پوچھا کیون اے یار وفادار کیا خبر پائی یاد مین اُس
نازنین و معشوق سرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی قطعہ

رک گیا اس پری سے جی پہونچ کر
ساقیا شغل مے کشی ہی تو ہے
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آ گیا رنج دوستی ہی تو ہے
وقت پر میں کہاں انیس و جلیس
نہیں لگتا جو ان بجی ہی تو ہے

نہ بھی بس سے دوستی ہی تو ہے
بعد احمد کیا ہو نہ ہوئی
ہم بھی آنکھیں لگے گلی ہی تو ہے
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون سے ساتھ بیکسی ہی تو ہے
ضبط آخر نہ ہو سکا اسے رنج

قدر کیا ہو کہ بے خودی ہی تو ہے
بن پڑی ہے عاشقی ہی تو ہے
وجہ آزردگی بتاؤ ن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہے
دل ہمارا اداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہے

اسطرح بیقرار ہو کر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہو کر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پہ کمر باندھی تھی مگر اسکے بھائی نے اسے قید کر لیا اسکی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارابے پر سوار نگار ہمراہ لیے ہوئے طرف کوہ رنگار رنگ کے جاتا ہے چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہے کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دیں کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیتی تھیں کہ ملکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو جائیں اس سے گلزار گیا ہے ثبوت خطا کے ملکہ نوبہار میں کوئی جملہ اسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو بیلا ہوا ہے فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لونگا ورنہ اسکے پیچھے کوہ تا بہ کوہ رنگار رنگ پہونچونگا وہاں جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑا دونگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہو کے مقنا طلیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ رنگار رنگ عجائب و غرائب سے معمور ہے ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنس جائیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا جب بہت سرداروں نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کر لونگا یا اپنی جان دونگا اسنے اتنی خیرخواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں رکھا میں صبر سکوں کہ اسکی قید باقی ہے اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہے سرداروں نے کہا کہ اچھا اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناصر یا سہ حضور سے ہماری جان نثار ہے بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے مقنا طلیس و شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و شہر ساحر میں لاکھ کا لشکر ساتھ ہے بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہوئے نوبہار کی دامنہ کوہ رنگار رنگ میں پہونچا زیر کوہ ڈیرہ کا خیمہ

آراستہ میلا جمع ہی بالا سے کوہ لتفو پر سنگی شکل انسان کے باتین کر رہی ہی مرادمند جمع ہین گلزار
جو اس مجمع مین پہونچا دوکاندار اٹھا اٹھکے اپنی دوکانون سے پاس گلزار کے آتے ہین تو پوچھتے
ہین او گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو
حاکم بیابان کا سامنے تصویر کے حاضر ہی مرادمندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی خواہش
کے تصویر سے آواز آتی ہی مرادمند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پہ جمع ہین تمام ہفت پیکر ہفت پیکر پکار رہے
ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین ساحری اور
حشمت یا لقین کے بندے تھے ان سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخرکار ایک ایک
سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آرہی ہین کہ رنگار رنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کرکے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر
سے آواز آئی ہم اسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالا سے کوہ اس گنہگار کو بلاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالا سے کوہ اس گنہگار کو
بلاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین ایستادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہوکر
دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز اے مالک کارساز ہم اپنا شریک کرین نہ سب
حق کو خفا کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو ہم اپنا شریک کر ۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج — تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل — زبانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو در گوش بیکسان یارب — کشادہ پر در دربار تو جہان محتاج
رسید بکام دل خویش از عنایت تو — غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دایم و ددو و وحش و طیور — فرشتہ بندہ درگاہ دلستہ جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہی دارین ایستادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین
سنگین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہی حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُدہر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر فوج دریا موج دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے دونوں وہ ابر سبزہ رواروی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا اے شیداے کافران سیاہ و اے نابکاران تیرہ و فاہر کہ داند و انہ ہرکہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
ہزبر ہژبریان شاہ اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر برسے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آکر گریں دونوں نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹنے لگا کل اہل فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہے یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد مانگنے آئے تھے کیسی نامرادی ہے بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کروں گلزار سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی اے بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شے بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الٹا گر رہی ہیں شعلہ ہائے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہے بادشاہ پر کچھ اثر نہوئی ایک تلوار بھی اگر آ پڑتی تو سر اڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے انبار ہو گئے سب کا فسردگی سے مثل برف کا نپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری گرد مرکب انبار ہے جسم مرکب بادشاہ کا برف و پانی سے محفوظ ہے جس طرف کھوڑا بڑھاتے ہیں برف پانی ہو کر بہ جاتی ہے یہ تاثیر دکھاتی ہے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہنچے گلزار تو اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر جو سپر کھیودں کی پڑی تھی اُس سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری باتوقیہ سپر پہ تلوار جھکی تھی بازو پر تنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلنار کا مارے جانا تا قبران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزنت نکالی سوزن نکالتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قبیلہ کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی جھکر
نشانہ گلنار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیئے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہے کسی کا گریبان چاک کوئی
منھ پر خاک مل رہا ہے تماشا ہے گلنار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی
آئی ہے اور ایک طرف سے مشکبار سحر کر رہی ہے رنگار رنگ جادو نے بالا سے کوہ سے دیکھا
کہ میلہ تباہ ہوا جاتا ہے گلنار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جم کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہے دونوں کا
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تقدیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی اے رنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہے جا کر تماشہ
دیکھو رنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سپر جلد
آؤ دیکھا پہلو سے تصویر کے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالا سے آسمان پہونچا
آواز آئی سنم آسمان سپر کوہ اناراز تصویر سے آواز آئی اے بندی خاص الخاص مقناطیس
و مشکبار و نوبہار کو لیتا آ اس جا میں قید ہوں کہ سحر کرنا کہو لیکن وہ ساحرہ دھوئیں سے
نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سپر جادو نگو
قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سپر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا اے رنگار رنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار رنگ
نے کہا اے آسمان سپر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوئے اگر تھوڑی دیر کی تو
سارا میلہ تباہ ہوجائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی امان نہ پائیگا ذرا خیال
کرکے دیکھو نوبہار کس لطافت سے لڑ رہی ہے تمام زیور پھولوں کا جسم پر آراستہ تھا سب اسکے

رو چکا پھینک دیا دیکھو سب ساحر و غیر ساحر دیوانہ وار وحشی شغال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض
اپنے ڈوبنے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سپر نے کہا سب بلا ہیں دفع ہو جائیں گی
لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسنے کو نکل سکے پھر قدرت کردگار رہی رنگا رنگ کو
آسمان سپر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی تو بہار نے دیکھا ہر سمت چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر راہ نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگا رنگ
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ بہن سے تو بہار کو جو کیا ساتھ درخت کے سائے میں بیٹھی
ہو رنگا رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا سا میدان اس میدان میں
ایک نخل ہے اسکے سائے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس افسوس کہہ رہی ہو رنگا رنگ
نے پکار کر آواز دی اے آسمان سپر کیا کہنا سحر اسکا نام ہے جو تیرے کیا آواز آئی اے رنگا رنگ
دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوئی ہے رنگا رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعہ رنگا رنگ سے سحر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر چلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے
لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج رنگا رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اس دیوار پر لا کر سحر کیا غیر ساحروں
نے گرد اور غیر سے باہر سے گرد دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مگر ناطلس ایک جانب اڑ رہی ہے
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ اشعار
پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

سحر میں کمبخت وہ ذلیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
جلسہ وہ لالہ زار ہے خود کام
سیر سے آزار کا قتیل ہوا
از حسن و عشق ہوا ہے شکل
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا
کو تجھی سے کہ وا ہے میں جون چلی

سمجھ کر تجھے آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پر نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کس قدر تیز رو ہے دوستو
میں تو آ تو مرا سبیل ہوا
آنکھیں آہ سے
روسیاہی فقط مرا طویل ہوا

گر یہی پیٹو دی ہے عصبا میں
دعوی فقر سے دلیل ہوا
اب تماشا ہے وان مگر
ماتم میں پیدا تکمیل ہوا
آپ کی کرتوت
آسمان کا شمس ذلیل ہوا
اے مومن شہادت

پھر وصل صنم قتیل ہوا مقناطیس یہ صدائے دردناک سنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سامنے ہین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکورہ زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جاکے نوبہار
سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھا لیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سامنے ہین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چہار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوار کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہی ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر کے
پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب رستہ نہین ایک نخل کے سامنے مین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی اے شہریار
یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مین مرکب کو قبضہ مین کرون پشت پر ہوکے
سوار ہوون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن رستہ نکلنے کا نہین پاتا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سامنے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین رنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سحر آسمان سے اُتری آکے رنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے رنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سحر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمائیے مین نے سبکو قید کر دیا ہین بادشاہ
کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہو جائینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان سحر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا ابے آیے ووانذہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تمنے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چہار طرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ ہن سمجھو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بمجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہی اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہو رہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہی کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کر سکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کر دیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پاؤن دیوار پر سے اُترا زرعے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مارکے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھپ کھپ کے یہ اشعار گائے

نظم

چلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرا دیا
اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھا دیا

برق آہ کو جو مین نے کہا مشکرا دیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلا دیا

فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا

تا غیر سوز دل کرہ نار ہے مگر
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگا دیا

اشک فغان کی ہلے رقیب آفرینیان
محشر نے خفتگان زمان کو جگا دیا

مٹی بند دی ہزار تلاش آ کے آسیہ بھی
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملا دیا

اُسکی شرارتون سے جگر داغ داغ ہے
گل کھانے کو رقیب کا جھبلا منگا دیا

آیا

ایسی غزل کہی ہے یہ جھکتا ہے سب کا سر | موسن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہے وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوئے جی چاہتا ہے آج شراب و کباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کریں آسمان سیر نے کہا اے شعلہ رخسار یہ سحر مجھسے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے میں نے صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہے کہ بازو پر اُنکے نقش بندھا ہے کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی سقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوئے بی شکبار کہ ہمیشہ اس گھمنڈ میں رہتی ہیں کہ ہم سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعبدے میں کیسی پھنسیں اب اُس نخل کے نیچے سے ہم ہٹ نہیں سکتیں ہیں تم سمجھ کہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لیں تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہاں جانا بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں پھنسے ہیں فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری میں نثار ہو جاؤں کلید میخانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کروں کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہے تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہے کنجی دیکر کہا اے شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہے بیہوشی زہر سا ہوا کوئی مجھکو کھلا نہیں سکتا یہ میرے بازو پر جو پتلے بندھے ہیں فوراً منع کرینگے اتنے میں فیروزہ کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا ایسی دعوی ہے کہ شراب میں بیہوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل میں کہتا ہوا ای فیروزہ گیا تابہ کروں میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد میں گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو ہوشیار نہ رہو جب تک آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو صدمہ سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہے ہمارے رہنے کا مقام اور یہی اُن قیدیوں کے اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لیجاؤں

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سپر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لین شاید اُنکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مرصع پوش اُترا ہوا ہی لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار کبھی مسلمانون کا مددگار رہی جا بجا اُسنے کارنمایان کیے ایک پہاڑ پہ آ کے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہی افسران فوج گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار پشت پر کھڑا مگس رانی کر رہا ہی کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا نقابدار نے کہا ہی یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہی کہ صداے فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہی برف برس رہی ہی عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہی کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہی حضور خبر کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آ کے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہی اور دور دور چاندنی نکلی ہوئی ہی اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا دیکھا سامنے کوہ ہی اُسپر سے لکّہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جا کے ملتے ہین ابر کو زور دیتے رہتے ہین جب یہ لکّہ ہاے ابر جا کر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی ہوتی ہی عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگرنی کی شکل بنا ایک نامہ تیار کر کے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر کودے تو اُس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادۂ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آ کے پانون قائم ہوے آسمان سپر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ ۲۰

اپنے مقام سے اٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہی
قدرت تجھ سے بہت خفا ہی آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ بہ تہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اڑی ارے کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے جودت
شعلہ رخسار گاتی موجود ہی کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک دناٹا ہوا ابر سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اسکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اسکے قتل کی
نشانی ہی کہون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو انکے ساتھ بسر کی شعلہ ضیا
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین انکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہی
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑکر میخانے سے پتلہ شراب کا لایا اسمین بیہوشی ملاکے کنیزون کو
شراب پلائی پلاکے بیہوش کیا سب کو قتل کرکے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقناطیس نوبہار
دستکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دناٹا ہوا پہاڑ گرے مقناطیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی تڑپ کے اٹھی مشکبار سجدۂ شکریۂ پروردگار کرنے لگی مرکب باد رفتار جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اسکا ویران پڑا ہی
مین نے اسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگا رنگ کو جو دیکھا اسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا رنگا رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پڑے رنگا رنگ فوج لیکر نکلا اسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہی ساحر لوہ کر رہے تھے

چاہتے ہیں قلعے میں نہ آنے دیں مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار در ہزار بلبلاتے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوئے سامنے آکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے۔ نظم

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہیں دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوئے ہیں ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکر دوں
رکھا ہے اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اُسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہے ترے بیمار کے لیے

آتا نہیں ہے تو تو نشانی ہی بھیجدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی میں ہے موتیون کی لڑی اُسکو بھیجدون
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہون اپنے لب کو بھی گالی [illegible] مثال
بوسے جو خواب میں ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجران میں سہل تھا
مرتا ہوں زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لائے کہیں دام میں وہ بت
ڈھونڈے ہے تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج زنگار رنگ پر اشارہ کردیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آگئے عذر کرتے تھے کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لائیں مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرایا اسکی بار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے زنگار رنگ جب سحر کرتا ہے ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھہر جاتے ہیں زنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہے کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو دو کا چھپارا سے شرکا چلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ افسر یار کہ جسکا رفاقت میں مثل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کہیں کہیں پہ سحر آزما روش کیونکہ اپنے یاران ہمدم کو بچاؤں آخر ناچار ہوکر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت زنگار رنگ پہونچے کہ میان سحر چاک ہو چکا ہی ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہی جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ بیتحاشا کرتے ہوئے
قریب زنگار رنگ پہونچے زنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون نے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو زنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری زنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ زنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی تو بہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا مین جو
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے تو بہار نے بڑھکر سحر کیا کہ ہزارہا کے مشعلین جلتی ہوئے ظاہر ہوئے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے زنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ جلد
برہمنون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا زنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کر کے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ زنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو ہر طرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طے کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل عجیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے کوہان کوہ در
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جسطرف
جاتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب تہ کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقتا طلیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقتا طلیس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کیسا سحر کیا جس تصویر پر کہ

سقنا طلیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دنائے کی آئی قریب تھا کہ سقنا طلیس بھی قعر کوہ مین گرے کہ نوبہار نے بڑھکر سقنا طلیس کو سنبھالا کہا ہوا کوہان کوہ در سحر کر رہا ہے مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اس گولے کو کاٹا گولے کے کٹتے ہی صدہا آہوان صحرا پیدا ہوئے کوہان کو آہوؤن نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کبھی نیزہ جادوگر بار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کوہ کے چند شیر ظاہر ہوئے آہوؤن پہ آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیرون نے اپنا رنگ باندھا آہوؤن کو بھگا کر ساحرون کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور شیر دھڑ دھڑ کے مار رہے ہین طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوئے شیرون پر جا پڑے کبھی خرس شیرون پر غالب آئے کبھی شیر خرسون پر آوازین مہیب آنے لگین تھوڑے عرصے مین شیر و خرس غائب ہوئے بادشاہ گھاٹیون کو طے کرکے بالا کوہ آ گئے کوہان نے جو دیکھا کہ مین نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پہ تاثیر نہ کی بادشاہ لڑتے ہوئے بالا کوہ آ گئے ساحرون کو قتل کر رہے ہین تینون جادوگرنیان جنگ چاہ کے سحر کر رہی ہین جس پہ سحر کیا اسے مار کر گرا دیا پہاڑ پر صاف ظاہر ہے کہ چمنستان لالہ زار کھلا ہے ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہے تصویر سنگی نے آواز آئی کہ اے کوہان اپنا سحر کیون نہین کرتا بادشاہ پہ سحر تاثیر نہ کریگا اسکے بازو پہ درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہے کوہان نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئین سب کے آگے ایک نازنین زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا آئینہ اسکندری سے مثال دون یا رنگ گل نسرین و نسترن کہون آخر کس شے سے مثال دون وہ عارض کہ دیکھنے والون کو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بعشوہ و ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان دہی ہے ہمارے کلام کو — زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو

لکھو سلام غیر کے خط مین غلام کو — بندے کا بس سلام ہے ایسے سلام کو

اب شور ہے کہ مثال بجودی اس خرام کو
یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے بہر قتل وہ دریا ہے ہجوم پاس
گھبرا نہ جائے دیکھ کہیں ازدحام کو

کو یہ سے جواب بزار آکو دیا ہے
بھیجے پیام شمسی عدو کے پیام کو

یاں فصل ہو گلابی عجب ارزاں ہوئی تو تاک
کیوں سو رہا ہو تازہ ہم ختم عام کو

پیرے سمن نازکی عجب تھا دست
کرتی ہیں آگ نازو اندیشہ کام کو

گرمی یہ پیرہ سے زندہ دلی بخشیگا یا کوہ
روتا ہوں ایسا میں دل جنت مقام کو

سب یہ کسے کا دست ہر طرف نگاہ ازلگا
بچنے نہ پائے آپ کیا اپنے کام کو

جب تیغ کھینچ لے تازہ نازنیں کے سامنے ننگا
پھر کون وارثوں کے حوالے نام کو

شاید کردن کیجے ہے ہاتھ کے تیر وغیرہ
اب تیر اس گلی میں بیٹھوں پھر نہ شام کو

دستِ کے نام شفقت ہیں گلے کا رنج
دیکھا گلی میں شہر الہ کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کرکے مشغول حال شب اول ختم ہوئی بیدار ہو کر اس نے سر اٹھایا آنکھ کو ملایا نگاہ سامنے سے تاثیر پیدا کی کہ سعد ہیں قیا ہر چند بیٹھے ہیں آمو ند بیرون ہیں مگر اس نازنین سے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے چلئے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہاں تشریف رکھیے دیکھیے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے گی نوبہار دستغا طلیس و مشکیا نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے یہ بادشاہ اسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ اور ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کر لی پیر پشت پڑا اُسی گلبیبی کا نقش جال کی اسکے کرتے ہیں نوبہار نے بڑھ مقنا طلیس سے کہا کہ ہوا دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقنا طلیس آگے بڑھی جا جا کر بادشاہ کو روکوں کہہ بات نے دوسرا گولہ طرف جواکے اداکر وہ گولہ وہاں جاکر پھٹا تھوڑی دیر تک اس مقام میں اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے تنہا تلوار و قرابہ لیے ہوئی قریب مقنا طلیس کے آئی پکار کر آواز دی کہ ہو اخترلشکر بادشاہ اسلام علیہ السلام قبول ہو مقنا طلیس نے جواب دیا کہ کیا ان سے آئی ہو تم تو خود کیا ادے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہونچی کہا اے مقنا طلیس سامنے ہمارا باغ ہے یہ آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہے ذرا ایک نگاہ غلط دیکھ لو کہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمہارے انتظار میں لہک رہے ہیں پھول چاندنی کے تمہارے انتظار میں چمک رہے ہیں مقنا طلیس نے کہا بوا کیا نقصان ہے تمہارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتوں میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقنا طلیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار پر سوز و گداز گانے لگی۔

شعر

خالی ہوا ہی فتنہ سے گاہے جہاں نہ ہو
اس دم قیامت آئے اگر آسماں نہ ہو

اعجاز سے زیادہ ہی سحر اسکے ناز کا
آنکھیں وہ کہہ رہی ہیں جو لب سے بیاں نہ ہو

یوں تو بہت سے دل کے خریدار ہیں و
جو ہی سو یہ معاملہ کیونکر زیاں نہ ہو

لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا ماجرا
آنسو رواں نہ ہوں تو سیاہی رواں نہ ہو

شیخ حرم سے کام نہ پیر مغاں سے ربط
کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جواں نہ ہو

تر کر دیا ہی ابر بہاری نے اس قدر
بجلی گرے تو گرم مرا آشیاں نہ ہو

اے شوق وصل ہو نہ غم قرب مدعی
پامال ہو چکا ہوں عبث سرگراں نہ ہو

عزم سفر جہاں سے کروں کیا شب فراق
میں جانتا ہوں چین کہاں تو جہاں نہ ہو

اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہو دل ابھی
رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحاں نہ ہو

یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے کیا
صبح شب فراق ہے تو بدگماں نہ ہو

ہو مسکن بہشت عشق حقیقی تمہیں نصیب
ہمکو تو رنج ہو جو غم جاوداں نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس شگفتگی سے سامنے مقنا طلیس کے گائے کہ مقنا طلیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونوں نازنینیں اب دونوں کو لیکر چلیں نوبہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا او بوا میں سمجھی تھی کہ مقنا طلیس بادشاہ کو بچا لینگی وہ خود محبوب ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر روکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا بہت اچھی سحر کرتی ہوں تم جا کر اول مقنا طلیس کو روکو نوبہار

جمشید کر ساتھ مقناطیس کے آئی کہا ہوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا ساختہ باغ ہے اُسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ تو تم بھی چلو نو بہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ در ایک گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہے اور ساتھ والوں سے کہہ رہا ہے کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آکے روکیں تو یہ لوگ نہ رکیں گے نو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جمشید کر ساتھ بادشاہ کے آئی کہا اے شہریار آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے فرمایا اے مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ و مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو لیا یہ دونوں اُنکے ساتھ جاتی ہیں اور کوہان کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا اُن اپنا کاٹ کر پھینک رہا ہے دم بدم پکارتا ہے یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوئے پہاڑ سے اُتریں اُترتے ہی کئی ہزار کنیزیں جو صحرا میں پھیلی ہوئی تھیں جمع ہو کے ساتھ ہوئیں پکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہے ہر پھول رنگ و بو میں لاجواب ہے چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہے بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے مقناطیس و نو بہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سامنے میں جوش مار رہی ہیں حوض چشمۂ لبالب پر آب ناب حباب کی آبرو موجیں خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہائے شراب ناب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزار ہا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوئے صف باندھکر سامنے آ گئے اپنی آواز میں بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے۔

نظم

ہم وہ بیداد و ستم کچھ دل مضطر سہتے ہیں
یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا حسرت جس پر ہیں

خاربستر پہ شب ہجر بچھاتے ہیں کیونکر
دل میں تو ہے وہ گل اندام اگر بر میں نہیں

سر پٹکتا ہوں کہ بس ہم بھی ہوں گھر کے نہیں
دھیان جس وقت یہ آتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں

مجھ سے میکش کیا دختِ رز کو تا ہو آتے تھے | اک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہ رہا
ہم ہی اٹھتے اور وہی شیخ محتسب کے خدا | ہم شہ آئین سے گئے کہ ابتری چھوڑ کر بھی نہ رہا
ہم نفس کیونکہ مستجر وہ پری رو ہوگا | نام اہل ہوس اور وفا سنگ میں نہ رہا
قطع رشتہ سے سر کاٹنے کو کیا نسبت | تجھ میں وہ دم ہی کہاں جو تیرے خنجر میں نہ رہا
دے دیا جیسے بوسہ طلب اول ہی | کچھ کہا تھے مزا حرف مکرر میں نہ رہا
کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن | ہم طلب کرتے ہیں وہ اثر و مقدر میں نہ رہا

طائروں نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و شکیبار و سقنا طلیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کرائیں بادشاہ ساتھ اُن زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار رنگار رنگ یاد ہو کہ بادشاہ اس بہار کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خدا وند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہوا ہم لوگوں نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہے کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا اگر آپ ہتھیار رکھ دیں اگر رکھ دیں آپ کے پاس ان ہتھیار کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے پیش خدمت کہاں ہو کر سب کو دیکھا زعفران پوش کو دیدیے پھر دو بارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے خدمت کا نام آپ کا حافظ نگہبان ہو بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ کھولا طرف نوبہار و شکیبار کے متوجہ ہو کے پوچھا کیا ای سقنا طلیس ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہیں کہ تعویذ بھی کھول کر رکھ دو تمہاری کیا رائے ہے تینوں نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھ دیں ہم نگہبان رہیں گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھول کر سیر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اٹھا لے گیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اٹھا لے گیا معلوم ہوا نہیں کہ کہاں گیا حضور کو بڑا قلق ہوا اب مناسب ہے کہ آپ چل کر طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے فرمایا کہ مدت میں بہت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہوں مقام فقط یہاں میں طلسم ہفت پیکر میں تو چلا جاؤنگا سقنا طلیس و شکیبار و نوبہار کیا کہہ رہی ہیں کہ اگر طلسم میں نہ جائینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو کہ میں فتح کرونگا تینوں جادوگرنیاں طرف گلزار پوش کے متوجہ ہوئیں کہا کہ دکھا دو عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اسمیں فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کرلینگے کہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اُس سحر کا پردہ سا
فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرا ہے سبزہ زار ہے وہاں کا اچھا نظر آتا ہے ایک نگاہ کام کر گئی
سبزہ پھیلا ہوا ہے نہریں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اُڑی کل افواج
ہماری فوج کو ساتھ لئے ہوئے آتے ہیں اُسکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر کہتے
ہیں کہ حضور مبارک ہوا طلسم ہفت پیکر میں آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ بھی افسروں سے صلاح
کرتے ہیں وہ یہی صلاح دیتا ہے کہ حضور ہم سب ساتھ ہیں چلئے اس طلسم کو فتح کرینگے بادشاہ کو تخت پر سوار
کیا وہ دونوں نازنین ساتھ ہیں چھپا بادشاہ کو لاکر بیٹھے بادشاہ مسلح ہوئے اس صحرا کے
سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت میں پہنچے کہ صحرا سے ویران کہیں سبزہ کا نام نہیں
سنسان ہو رہا ہے گرم ہوا چل رہی ہے زاغ و زغن درختوں پر سے شور مچا رہی ہیں آوازیں آتی ہیں
ہیں بادشاہ اس دشت کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے عجب جگہ ہوا ہے گرمی کا آنا ہو کی آواز
مچا ہوا ہے ہیں جو ہوتے ہیں پریشانی دل فوج فریاد کرتی کی کہ ہوتے ہیں گرمی سے گر کے
پڑتے ہیں فریاد کی صدائیں بلند ہیں ہر طرف دھواں سا اٹھتا ہوا ہے ایک قلعہ سامنے ایک
قلعہ معلوم ہوا کہ بڑا اونچا ہے اسمیں ایک زنگی قراول کھڑا ہے کیا قامت ہے ایک زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پر بیٹھا ہے پیالہ ہاتھ میں ہے ایک معشوق خوبرو پیالہ شراب کا رکھا
رکھتی ہیں ہر مرتبہ شراب پیتا ہے معشوق سے بوس و کنار کرتا ہے بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قراول تھا آئے کہ تم کہاں سے قراول کہتے ہیں کہ ہر ایک پہرا دیتا ہے
چند گنگا جمنی اسکے ہاتھوں میں تھا دل میں کہا کہ یہ شیشہ ہاتھ میں ہے سوار کرکے پہنچے کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو قلعہ میں قراول کو بادشاہ نے تخت سے اُترے اول تینوں جادوگر جوان
چھوکر بیٹھے ہیں اور عیار بھی ساتھ ہیں حال طلسم کا آپ حضور کا داخلہ ہوا طلسم ہفت پیکر
ہو گئی حضور کے نام پر بادشاہ تخت سے اتر کر قلعہ کے پاس ہوئے کہا کہ اسکو
دستخط طلسم دو بادشاہ طرف قلعہ کے چلیں وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کرتا
دیکھ کر کہا وہ کون ہے عیار طلسم وغیرہ جہاں آنے کا ارادہ کرتا ہے تینوں نے جواب
دیا طرف قلعہ کے جاتی ہیں جب یہ قریب قلعہ کے پہنچیں دروازہ قلعے کا کھلا پایا

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے اس پار
تین کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جا کر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین پس
زنگی نے دیکھ کر آواز دی اے مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو کہ سب تمہارے
مشتاق ہین اہل طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب تباہ و برباد
ہونگے یہ کہکر طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے آگے ایک نازنین
گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون
کے آگے بڑھی ہوئی پکارتی ہوئی آئی کہ اے مقنا طلیس و شکبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمہارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چارون جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے چلتی ہوئین
نازنینان سیمین سے مذاق و صحبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین
داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضہ پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہوا اور پہلو مین اُسکے معشوقہ
مشغول بوس و کنار اُسنے موقوف کیا کھڑا ہو گیا پکار کر آواز دی اے اجل گرفتہ کیون وہان دیکھتا
آتا ہے مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ سیدی
تینون رنڈیین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرما
ہوے جلد ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
مین اُسکے کرسی پکار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجئے اسی پار خندق کے ٹھہر
جائیے بادشاہ رک گئے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسکے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھون مین آتش چہرہ سرخ ہوا تلوار کھینچ کر اپنے مقام سے اُسکے حسن نازنین ۴

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنا دہن سے لگائین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی اے اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان چہرہ پری نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ وحشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعہ مین آئے تو دیکھا کہ بازار مین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہے دلالون کی باتین جوہری بیچے سرخ و سبز و زرد و کپاسی پگڑیان باندھے ہوئے بالے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوئے دوکانون پر بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور لال جوہریون کا بکواتے ہین جدھر بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچاین اور طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — غزل

کہتے ہین جسکو عرش برین ہے وہ بام دوست — اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر — چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست
جاتا ہے جیسے خون شہیدان عشق کو — کاٹھی سے نکلی پڑتی ہے باہر حسام دوست
ہے جتنی مین کوہ طور پر اک روز جا پئے — مثل کلیم ہو جیسے وان ہمکلام دوست
عاشق جلے ہین دو ہی تے ہی دور سے — ہرگز قدم لگا نہ کہین خوش خرام دوست
پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین — بے واسطہ پہونچتا ہے جسکو پیام دوست
آتا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو بے تیغ — لوح لحد پہ ثبت ہے مشق خرام دوست
وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہے — پر جلتے ہین ملک کے جہان ہے مقام دوست
بیٹھا کسے وہ شوخ جو کوئے پہ آن کر — سایا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست
اے رتبہ شکوہ کی کیا اسکو احتیاج — رکھتی ہے پوسکے زلف سیہ فرشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جادو نے سنا اس طرف متوجہ ہو کے دیکھا صدہا نازنینان ستم پیشہ دف و دائرے
بجاتی ہوئی ایک تخت کے گرد ناچتی ہوئی آتی ہیں آگے ایک چوبدار عصا مرصع کا
ہاتھ میں آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ ادب کا مقام ہے ہوشیار ہو معشوق شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ تخت قریب پہونچا تو دیکھا کہ اس پر ایک شاہزادی بیٹھی ہے بادشاہ نے اس تخت
میں ایک کوکب درخشاں دیکھا یعنی ایک نازنین چار دہ سالہ ... عطر سہاگ ملا ہوا
کہ جس سے ... باغ مہک گیا ... عروس نے بھی سر اٹھا کر بادشاہ سے نگاہ چار
ہوئی ... دل ... پیش کیا رکھ دے
بادشاہ نے ... بیٹھ کے ہاتھ ... بڑھا کر
... بادشاہ ... عروس ... ہماری
... بادشاہ ... تخت ... بادشاہ ...
... عروس ... دیکھا ... بادشاہ ...
... تخت بادشاہ کا قریب پہونچا
... بادشاہ ... بادشاہ نے
... عروس ... بادشاہ ... رکھا
گیا عروس نے ... بادشاہ ... عروس
کو باغ میں ... اچھا کہ ...
آتے ... عروس کو ...
... بادشاہ ... نکالا
... بادشاہ ... عروس سے
... عروس ... گئی ...
... بادشاہ ... عروس ...
... عروس ... کو

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریاں پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہے کہ اے شہریار
آئیے میں بھی تشنۂ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھسے وصل
کی خواہاں ہوئی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کروں اصلی وہ دلھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑ لیا کہا اے شہریار میری شادی آپکے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ
بہ ناز و نعم مجھکو بیاہکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ سکھا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ ہاری بچیا دلوا کھو دن یار روئے پایا اس زنگن نے
چاہا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ جو کھولا بوسے بنائی بادشاہ نے ہاتھ اسکا ہٹا دیا
اسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے میں چاہتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ
اپنے کو کھینچتا ہے کیوں شامت میں آئی ہیں تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہونگیں
اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب میں اپنے میکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرینگی کہ دولھا مجھسے بیزار ہو گیا میں کبھی سبکی
سب میں ذلیل کر دنگی کیا اب تم جانے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہے تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے جو زنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن جو مرگئی ہزاروں کنیزیں سر پیٹتی ہوئی گھس آئیں
غل مچاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم کبھی کہیں سنا ہے اس راز و نیاز سے دلھن کو بیاہ کے لائے اور کیا
دولھا نے دلھن کو مار ڈالا کنیزوں نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑلیں بادشاہ نے تلوار
کھینچی کنیزیں ہنسنے لگیں ایک سے ایک کہتی ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دلھن کو مار ڈالا
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار سے اسے زخمی کیا آخر وہ سب
عورتیں لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلاکر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں بیڑیاں لاؤ آہنگر کو
بلاؤ آہنگر ہتھکڑیاں بیڑیاں لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدبختی بادشاہ بیکسی کی فریاد
بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنیں سر پر تخت کو اٹھائے ہوئے
اور لاشہ اس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئیں مجھکو لیے جاتی ہیں جو راہ میں ملتا ہے اس سے

کہتی ہیں صاحبو بنا اتفاق ہوا کہ ضیغمہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لیے گئے تنہائی میں
نہیں معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دولھن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتوں سے کیسا متعجب ہوتے
ہیں ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہے ایسی خوبصورت دولھن اُسکے وصل پر کچھ اسکو
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والوں کو گالیاں دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ دولھن کے نام سے یہ بات
ظاہر ہے ضیغمہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لائق تھی کہ میں نے قتل کیا زنگنیں
کہتی ہیں کہ میاں دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند
ہفت پیکر ایسا کریں کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید میں کہا سو کہ اب وہ دانہ تم پہ بند کریں
ضیغمہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لیں تھوڑا راستہ طے کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے
کہ چند صاحب نگہبان عصا مرصع کار ہاتھ میں لیے ہوے دروازے پر حاضر ہیں دروازے
پر پردہ زنبوری کھنچا ہے قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگنوں سے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میاں درگہ سالار صاحب یہ دولہا ضیغمہ مردار خوار کو بیاہ
کے لے گئے تھے صحرا میں اسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
شادی کر دیں باغ نیرنگ میں لیکر گئے دولہا نے دلھن کو گود میں لے کے اُتارا بڑا ولولہ
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیہ میں لیجا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہیں معلوم
کیا سوجھی دولہا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر
آئی ہیں اور میاں دولہا بھی آئے ہیں درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت متعجب ہیں ہر چند کہتے ہیں کہ لاشہ اس
فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنیں کہتی ہیں کہ دولھن سے کیوں شرماتے ہو ہماری قوم میں ایسی
کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے کبھی ہم لوگوں پہ یہ باعث نہیں ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا
تخت آہن بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی
جسم میں بوسیدہ ویسے ہی رفیق دنگل ہاسے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخراپن کر رہے
ہیں بادشاہ نے دربار میں پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع زنگیوں
کے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے زنگنوں نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولہا نے دلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحب کیا خلاف مرضی دولہا کے شادی کی کہ جو
دولہا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیوں نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوئے تھے تخت
کو دیکر پاے پر صافے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہیں کہ ہماری قوم میں اس سے زیادہ کوئی
خوبصورت عورت نہیں ہے قوم بھر کے گھروں میں رونا پیٹنا پڑا ہے اور حضور آگاہ ہیں کہ دلھن کا
سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ایکی روے شباب ابھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دنیا
گئی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اسنے کوئی بات محبت کی اٹھا نہیں رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں اے شخص تو نے دلھن کو کیوں مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا میں جبھی عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہیں تھی کئی سو برس کی بڑھیا منہ سے
بوسے بناتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی میں نے منع کیا اسلیے نہ مانا آخر کار کو میں نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہیں زنگیوں نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہے کہ دولھا
دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہے امیدوار ہیں کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمیں دیں کہ دولھا اور
دلھن کو ایک مقام پر دفن کریں دلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہے مرنے کے بعد تو اسکو وصل یار
شاید قبر میں وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہے کہ میں نے اسکو قتل
کیا ایسی معاوضہ ہوا جاتا ہے حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ میں
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اپنے دلھن کو قتل
کیا جلادوں نے سر زنجیر پکڑکے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے شاہ زنگیان
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہے کہ طلسم ظاہر میں کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہے طلسم نور افشاں جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہو
یہ قیدی کوہ رنگا رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہیں ہے اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب و سوال کرلینگے جلاد خنجر کھینچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھوں سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کرکے بخضوع و خشوع دعا میں مانگ رہے تھے کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے نظم

سیمایہ پرتو نور حق شد از نزدیک و دور
دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا
پاک شد چون از غبار بہر تعلق آئینہ
خانہ دار خانۂ دل بود در جا نہ مکین
طے کند راہ طلب طالب بپاے اشتیاق
جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان

سید پر جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور
در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور
عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور
رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور
شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور
میرود در از چمن مثل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہے کہ جلد قتل کر جلاد نے کوسے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرے کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہے آج تک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیروں وزیروں سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو اب میں کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہے کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اڑائے ہوئے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ میں اسکو دیکھا ہے اسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا ہے اے ظالم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں سنی غور کر میں نے اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہے کہ اہالی طلسم ہفت پیکر یوں غافل بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا بلوہ بڑھتا جاتا ہے در بند فتح ہوے تین پہاڑ سے چوتھے پہاڑ سے صاحبان ہفت پیکر اسکو اڑا کر لائے ہیں جادوگرنیاں بھی ساتھ تھیں انکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہے اسکا قتل ہونا مناسب نہیں چند دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر میں اسکو لیجا کر اسی باغ میں جہاں تینوں جادوگرنیاں قید ہیں وہیں اسکو بھی قید کروں شاید اہالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جاے کل کتابوں میں یہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم نہ ٹوٹیگا تم لوگوں نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنیں دوہائی دیتی رہگئیں اُن ساحروں نے رونا پیٹنا کسی کا نہ سنا بلکہ یہ اُڑا دیا
کہ اس ضعیفہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیوں شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اُسکا
سجاکر جلاؤ بھی انکو یہی لائق تھی تمام دربار میں سناٹا پڑگیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم میں تشریف لائینگی مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار میں آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار و شکیبا
انکی زبانوں میں سوزن چند زنگنیں اُسی باغ میں انکو پھرا رہی ہیں بیٹھنے نہیں دیتیں تینوں
اپنے حال زار پر رو رہی ہیں کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوئے اُسی باغ میں آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اُس مکان میں لیجاکر بادشاہ کو بٹھایا زنگیوں سے
کہا اُن تینوں قیدیوں کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینوں بھی آئیں کاہن نے اُنکی زبانوں سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار و شکیبا تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرادیا اگر
میں نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینوں
جادوگرنیاں پہلو میں بیٹھیں کہا حضور اب نکاسی یہاں سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام اکثر حاضر خدمت ہوگا میں بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہوں اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے میں طلسم میں قدم رکھیں گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ لوح جو ساتھ
آئیگی میرا علم خبر دیتا ہے کہ جس وقت رستم طلسم میں قدم رکھیں گے ہنگامہ عظیم ہوگا اسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہیں مدت سے جانتا ہوں کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرینگے میں مذہب اہل بہشت رکھتا ہوں شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہوں یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت میں چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے اُنسے کہا با خبر رہو کوئی
ساحر اس باغ میں نہ آنے پائے منع کرنا کیونکہ شمس یہاں بادشاہ اسلام قید ہیں یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بنا عمرو جب
اُسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیوں کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا نہو میں بھی کسی بلا میں پھنس جاؤں ساحران مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرو فیروزہ بیں عمرو گریبان چاک پھرے بیرخاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہیں بادشاہ کا نشان نہ پایا اکثر ساحروں سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ کو ساحر طلسم ہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر نورالدہر بن بادیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدہر کی آیا نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیوں اے فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چیخیں مار کر رونے لگا کہا اے شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہونچے اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو مارا گیا مقناطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر ساحروں کو بھی قتل کیا آخر ایک ساحرہ نے فریب و مکر سے حضور بادشاہ کو لگا کر لیگئی طلسم ہفت پیکر میں جا کر دشمن اُنکے قید ہوئے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدہر نے کہا اے فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جا کر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم طلسم کشا ہیں اُن سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کریں اور بادشاہ کے پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو سکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہو کے نکلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایرج آگے آگے پشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑا پکار کر آواز دی اے فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہاں ہیں فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر میں داخل ہوئے اب میں حضور کے دادا جان سے

کہنے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم وبرہم
کردونگا بادشاہ کو رہا کرلونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ جسقدر شجاع کرد ہو
اسقدر آپ زیادہ جلدی کرینگے مگر یہ مقدمۂ طلسم ہی جراءت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلیگا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ
کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طی کرکے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہی طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ ایک نے خبر دی فیروزہ بن عمر دانا آیا
رستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگرنیان لگاکر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین لیگئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نور الدہر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سنکر بہ قہر و
غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور ہی کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالفت اپنے لشکر مین رکھا اور ملکہ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب ولازم ہی کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا مین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجالاؤن آفتاب فلک سپہر نے کہا ای شہرت ہر وقت گیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اڑتے رہینگے جب رستم لوح حاصل
کرلین اور گیل پر بلوہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون لڑ بھڑکے رستم
کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا مین لیجاکر اسی مقام پر انکو اتاردونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن اے آفتاب ایک مقام پر اتنے گلدستے رکھے ہوے ہین یہ
ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہے جہلال سرکش نے عرض کی اے شہرت طلسم کشا کے
واسطے یہ فخر حاصل ہے کہ جب یہ ہاتھ ڈالیگا جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین ہرطرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخریہی
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجاسکے تب لوح حاصل ہو آخریہی
صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور ماہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر رستم کو سوار کیا تخت اڑاکر لے چلی سمک و
فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرون کی شکل بنے ہوے پھر رہے ہین لیکن حمیدہ جادو اپنے
قصر مین بیٹھی ہے کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اور سامنے حمیدہ کے زمزمہ سرائی شروع کی
حمیدہ مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو ہمارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہے کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتہ مین طلسم کشا کو لوح ملیگی
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ اے حمیدہ آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین
داخل ہوے وہان قید ہوگئے اب طلسم کشا کو جلدی ہے کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچاکر
بادشاہ کو چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہے مصاحبون نے عرض کی اے
ملکہ حمیدہ اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین حمیدہ نے کہا کمیل کو نامہ لکھو
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہے کہ اسی ہفتے
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب ما بدولت ان جادوون سے تنگ آگئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر اے کمیل جہانتک ہوسکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمہاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہوئی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اسی قصر مین اسبا

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہی کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لا سکے میری زندگی مین تو ناممکن ہی کہ
لوح طلسم کشا کو ملے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہی کہ شہرت جسکے سامنے طفل مکتب ہی وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز ہونگی جسوقت طلسم کشا قریب آن گلدستون
کے پہنچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر ساحری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لینگے
ملازمان حضور کے مقابلے کون بچ سکتا ہی باتون سے مصاحبون کی مطمئن ہوکے بیٹھی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختۂ سنگ رکھا ہی جسپر انھی گلدستے رکھے ہین انھی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اسمین آکے بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہی بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوئے بالاے آسمان پہونچا دل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پر آکے چھپی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہی آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالاے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون ای آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا
کو لیکے اترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا ہوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جا کر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی
شہرت نے کہا ہوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم براے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا کہ ملکۂ عالم آپنے تمام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہیں آسکتا کمیل نے جواب دیا اے نرگس تو سچ کہتی ہے مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہے ماہی سحر نے کمیل کو باتوں میں لگایا۔ شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر میں لائی کہا اے شہریار بسم اللہ کر کے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہے رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ میں تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ چمک رہا ہے رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالوں کہ شاید یہی لوح ہو وہ گلدستہ شگفتہ ہوے تھے اُن میں سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور سنگ بالاے آسمان آکر آواز دی اے کمیل کیوں دھوکا کھاتی ہے کس سے باتیں کرتی ہے دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں۔ طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہوا چاہتے ہیں جلد پہونچیا کمیل نے جو یہ آواز سنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا ارے تو کون ہے جو مجھے روک رہی ہے ماہی سحر نے کہا حضور نہیں معلوم یہ طائر کیا بکتا ہے کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے گلدستون کے کھڑی ہے اور طلسم کشا گلدستے لوح پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہیں کہ کمیل نے آواز دی اے شہرت او گیسو بریدہ داو شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی اے طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے منھ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہیں ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل پڑ گیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزیں بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھین اُنھوں نے چاہا قصر پر جا پڑیں آفتاب فلک سپہر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہونچیں مگر صحیفہ جادو اپنے قصر میں بیٹھی ہے آٹھ پہر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہتا ہے اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

ہے دل میں غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے
ہم خاک میں ملنے کی تمنا نہ کرینگے

کیونکر یہ کہیں منت اعدا نہ کرینگے
کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں
اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کرینگے

کیا نامہ میں لکھوں دل وابستہ کا احوال
معلوم ہے پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرینگے

غیروں سے شکر لب سخن تلخ سے تیرا
ہر چند ہلاہل ہو گوارا نہ کرینگے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسیٰ
اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے

جھنجھلا کے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائینگے گر لب بند تو غوغا نہ کرینگے

دیوار کے گر پڑتے ہی اٹھنے لگے طوفان
اب بیٹھ کے کونے میں کبھی رویا نہ کرینگے

گر سامنے اُسکے کبھی گریہ سے اٹھا سوز دل
کیوں روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ
اے پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے

ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام
پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرینگے

اُس کوچے میں ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے
اغیار سے ہم شکوہ بیجا نہ کرینگے

گو ذکر وفا سے بھی خفا ہے تو ابھی سے
گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرینگے

مومن وہ غزل کہتے ہیں اب جس کے یہ مضمون
کعبہ کیلئے ترک در بتخانہ نہ کرینگے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اے ملکہ مہیلہ جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جا کر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو مہیلہ جادو نے سنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی لو اب جو مقدر میں ہے ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ مری ہی یہاں وہ رنگ ہے کہ طلسم کشا و شہزادے اندر قصر کے ہیں گلدستے پر دو شعلے جاگ رہے ہیں جب طلسم کشا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہیں ان سب پر شرارے چھپنے لگتے ہیں جتنی کنیزیں کمیل کی ہیں چاہتی ہیں بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لیں طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ ہفت شگاف ہاتھ میں جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے رنگ ہی جسپر ہاتھ مارا دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیز کہ قصر سے نکلی ہیں گلدستوں پر سینہ سپر ہیں گلدستوں پہ گرتی پڑتی ہیں جنگ سحر کرکے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا یا سحر جو کنیزین تھین انکو تو آفتاب نے
دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہی کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہر جا ہتی ہین قصر مین
جائین مگر نہین جا سکتین مہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر ہٹا ملوہ ہی کنیزین
سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو
تو ہم سب قصر مین پہونچین قصد رہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہین معلوم لوح
کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہو سکیگا مہلال
اور آفتاب نے قصد کیا ہی کہ قصر مین داخل ہون وہان سے مچیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکے
چلی اڑتی ہوئی آئی آفتاب و مہلال وغیرہ نے دیکھا کہ مچیط بجمعیت کثیر آ پہونچی مہلال
و آفتاب وغیرہ جتنے سردار تھے ادہر اڑ رہے تھے لشکر مچیط پر جا پڑے مچیط نے آسمان
سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ پر آ پڑے اسنے
کئی سحر آفتاب پر پھینکے آسمان سے شعلہا ے آتش گرے شعلہا ے آتش مین آفتاب
گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہا ے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے
جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر مچیط کا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر قریب اس آتش کے
آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا
کہ شعلہ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے
پریشان ہوے اف اف کرتے پھرتے ہین مچیط نے جو بالا ے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر
و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہا ے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
قتل کر رہا ہی ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو کبھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے
سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالا ے آسمان سے
مچیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے
اس طرح گرین کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن غفور
و سماک لیلا لی ساحر بیٹھے ہوے زیر قصر لڑ رہے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
گر کے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہی

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے سمجھا کہ یہ عیار طلسم کشا ہے ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہیں سے سحر کیا کہ سماک کے پاؤں زمین نے تھام لیے کمیل تیغ لیکر دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ لوں اسوقت سماک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری قابل دید تھی دونوں پکار رہے ہیں اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان اب تو اس آفت سے بچا دے تو کریم و رحیم ہے۔ قطعہ

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری ... بعجز سجدہ کنند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کردچون گہرباری ... بجا رسوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندہ بیکس چہ دا کند یاری ... ہمیشہ وقت غم و رنج و درد و غمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش ... کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام ... بود بہ وحدت واحد خدا نہ اقراری
کسے ز حالت انسان خبر نمی پرسد ... کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
ز حال نیک و بد خلق حق خبردارد ... کہ شد بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سماک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتے ہیں ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا اے کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھو پھر تمہیں اختیار ہے کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نہایت بد انجام جھپٹا ہوا آتا ہے کمیل دونوں کو قتل کرنے سے رک گئی اس ساحر نے لپکا کاغذ ہاتھ میں دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ چاک کیا لفافے سے ایک دھواں نکلا کمیل کے دماغ میں پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کودکر کمیل کی خنجر مارا کہ کمیل کا شکم چاک ہوا ایک شور ہوا مرنے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا کمیل جادو بود شہرت بالاے قصر لیا ہے دونوں ہاتھوں سے سحر کریدی ہو اسکے کان میں جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہے کسی عیار نے کمیل کو مارا افسوس مان کا تھا ایک قلق مرنے کا کمیل کے ہوا لیکن اسی حالت میں سیاہ طلسم کشا کے لڑنے لگی شہرت نے تخت سے ہاتھ نہ اٹھایا ضبط کے جو کان میں آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا تخت سے آپ جنگل کے پاس نہ گئی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی ترتیب کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح
اٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر باوہ ہی محیط نے لوح چمکانا شروع کی جبھی عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر حملہ کر محیط پر چلا کہ غضب
ہوا لوح لیے جاتی ہو جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ ہیچ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی
آفتاب الٹ گیا جہلال نے یہ جرات کی قصد کیا کہ جھپٹ کے لوح لون جب قریب پہونچ گیا
تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و جہلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی عنبر نے
دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین اور
محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہو محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ ای ساحرو جنگ
موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز
پہونچی چونکے طلسم کشا سے جو لڑ رہے تھے سب ساحرون کے بازوون سے زور اتر گیا
اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب سے قبل نکل گئی یہان رستم قصر سلاق مین تھا
تو سب طلسم و کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب اسکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین
رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہریار ہیچ مداری آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے کہا
ای آفتاب مین سمجھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہان مین بھی پہونچونگا
شہر اس سوچ مین جا کے تو اور ہے مین مفصل خبر پاچکا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہوے
دشمن اسکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہسوار اب چلیے کوہ الوان کہ
ہفت پیکر کھڑا ہے آفتاب نے بزور کہا سچ بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر مین آئے افسران فوج
کو تیار کیا ناقہ قادر سے کوچ کے جلد سے زیادہ شہرت ہمرہ ہوئی
جبھی تو ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا
کوہ الوان پہونچاتی ہے جاکے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی منزل

کے ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہی الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہی اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیدہ کھول دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر
چہار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آتے ہیں الوان
جادو تخت سے اٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آپکے ہیں مدت سے آپکا مشتاق
ہوں کوہ زنگار رنگ پر عرصہ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جلوہ
کے مشتاق ہیں قریب ابر کے یہ باتیں کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لیے چلا کوہ الوان پر آ کے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہاں سب آپکے
رازدان ہیں بلا تکلف ابر سے باہر آیئے قلعے میں تشریف لے چلیے یہاں کوئی ڈر اندیشہ نہیں
ہی کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ابر شق ہوا ایک جادوگر ڈیڑھ قد و قامت کا
سر جھاڑ منہ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے شہر و زیر حاضر تھے پاس ادب جھکاتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے میں غل پڑا ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں قلعے میں جابجا ذکر ہو رہا
ہی ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب ندیم ہی قدرت کو اسقدر پاس ہی کہ
بہ صورت اصلی تشریف لائے ہیں طائر زرخون پر بیٹھے ہوئے تشریف ہفت پیکر
کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد شہر و زیر قلعۂ الوان میں آیا شہر میں ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لائے ہیں الوان ہفت پیکر کو لیے ہوئے دار الامارۃ میں آیا اور ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا پہلوئے تخت میں ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی امیر الوان بیٹھ کے
ہفت پیکر سے باتیں کر رہا ہی کہ یا خداوند بندے آپکے جابجا قتل ہو رہے ہیں ہفت پیکر
کہہ رہا ہی میں نے خود انقلاب کیا ہی اعتقاد کا سبب کے امتحان ہی کہ آسمان پر اکیلا ہی یا نوکر
اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جمیلان سے آسنے انقلاب
سنا ہی پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہی دیکھیے وہ دورہ کیے ہوئے آئی ہو آمد سلیمانان کی خبر تھی
پہنچی ہی دیکھیے کئی دن کے بعد بیٹی ہی ملکہ الماس یاقوت پوش نام ہی ہفت پیکر دیکھونگا
کہا ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبوں کی
کنیزیں گرد کنیزیں گھیرے ہوئے لباس گلنار پہنے ہوئے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کو وہی تخت قدرت کے سامنے آ کر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ حسن جو پیکر
پر پڑی بے چین ہو گیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ہمدم قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہے ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین
مہ جبین حسن میں بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر یا منظر ہفت پیکر جو
منھ کھول کر باتیں کرنے لگا وہ بوسے بار اسکے دہن سے لیتا کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پیکر کے
تخت پر سرنگوں بیٹھی ہے ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیتا ہے کبھی کہتا ہے کچھ باتیں تو کرو
اے الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آئی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے میں نے سنا کہ قدرت موجود تھے اور سلطان بادہ کر کے کوہ زنگار رنگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو وہیں
صحرا میں روکوں قریب قلعۂ الوان نہ آنے دوں ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ زنگار رنگ پر آگیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جا کر قید ہوئے اس مصیبت میں
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے میں کوئی ساکن طلسم نکلے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
دست درست کر رہی ہے الوان جادو قریب کرسی پر بیٹھا ہے مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھ کے
حیران ہو رہا ہے جی میں کہتا ہے کیسی بدعت ہے کہ بیٹی میری پر پوشش اور یہ ایسا دیکھے اب
کیا ہوتا ہے اسی تردد میں الوان بیٹھا ہے پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہے ہفت پیکر دبا دیتا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگرنیاں مگر خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران سے زخمی
حیران افتان و خیزان چلی آتی ہیں محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ و خوشخبری لائی
الماس نے دست کیلئے سر جھکا لیا کہ محیط آ کر پہونچی سجدہ کر کے رونے لگی اور کہا کہ
یا خداوند وہ مصیبت اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کرسکتی و خزر کمیل سے

لگے

طلسم کشا کو بالائے قصر معلق پہونچایا کمیل قتل ہوئی مگر عین وقت پر پہونچی جان اپنی بچاکر فوراً گلدستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہے پہلے کو وہ زنگار رنگ پر گئی کہ کئی منٹ سے قدرت اتنی مقام پر سے تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہاں آئی یہ کہکے لوح سامنے رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اری تحیطا ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تک پہنچے کریں کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جائیگا تحیطا نے لوح کو اٹھا کر پھر جھولی میں رکھ لیا الماس نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہے کہ جسنے تحیطا کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدہ خوشخبری لائی ہے وہ یہ خرابی کی خبر لیکر آئی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی اور الماس یہ اصل میں ساحر زبردست ہے خداوند بنکر ان پہاڑوں پر بیٹھا ہے سب کو اپنے عجائب و غرائب دکھاتا ہے یہ الماس کے دل میں طرح طرح سے ہفت پیکر کے شک پڑا تحیطا بھی آکر جلسے میں بیٹھی الماس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس تحیطا کے ہے اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہے مجھ سے باتیں عشق و محبت کی کر رہا ہے مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہے اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر بانہ تھاما کہا اری سرتاج معشوقاں کہاں جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمہارا مرتبہ بڑھائیگی تمام اہل طلسم تمکو سجدہ کرینگی میرے مقام پر باتیں کرتے تم کیوں جاتی ہو ہفت پیکر جو جو یہ باتیں کرتا ہے الماس کو ناگوار ہوتا ہے باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کی تیغ نہیں کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتیں کرتے ہیں یہ کیسے خداوند ہیں فعل انسان کے سے طور و حیلہ کرتے ہیں اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پاکر الوان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے گیا کہا یا خداوندا جو آپ نے نیاز مند کو سرفراز کیا بالائے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام آپ کا جو عقوبت سنگی میں ہو وہاں تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی نذر دیجیے میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر تمکو معلوم ہو کہ سلطان اس طرف آتے ہیں تو بڑھکر ایسا سحر کروں کہ لوہے کی دیوار بیچ دریا میں قائم ہو کہ سلطان قریب نہ آسکیں یہ دیکھنے جاتی ہے اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو شہ چاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اٹھنے دوں مگر الوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اٹھتے اٹھتے غائب ہوگیا الوان نے

مشیروں اور وزیروں کو بالاے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اسی تصویر میں ہوگا گھنٹے والے
و ناقوس نوازوں کو بھیجو کہ جا کر گرد تصویر مجمع کریں اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و امیر
گھنٹے نوازوں کو لیکر بالاے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتیں کر رہی ہے شہر میں ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آ کر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ
ہوگا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
ای محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں انکو بحفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور آ کر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہے کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہیں انھوں نے بتلایا ہوگا کہ محیط بالاے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلان برائے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہوگا کہ قدرت بالاے
کوہ الوان میں ضرور طلسم کشا آئینگے، ورنہ محیط کی فکر کرینگے انہوں کی جرأت یہ کی کہ بالاے قصر معلق
پہونچے اس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس پلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
ای نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمہارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمہاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا میں آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤنگی مگر ہفت پیکر
کی باتوں نے شک میں ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہے اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا ای نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر انکو خداوند بنایا
ہے سب لوگ انکو خدائی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوے دیکھیے
ہوگا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا اب خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہوگا الوان نے کہا
میں سمجھا دونگا الماس باپ سے باتیں کرکے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اسپر آ کے ٹھہری نگاہ اٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے کہ

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے زیر کوہ سے نکلے بعد علمداروں کے کئی ہزار مرکب تازی کچھی یمنی عراقی یا کھرہن انکی پشت پر موتیوں کی پڑی ہوئی کھٹیں سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و ہلال سرکش شہرت مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوئے نقیب آگے آوازیں لگاتا ہوا الماس جاہ و جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی میں کہتی ہے لشکر طلسم کشا میں شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہیں شہرت کا تخت سامنے سے گذر گیا اب جو دیکھا تو ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار اُسپر ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار پہلو میں حمائل سپر پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دُم طاؤس بائیں ہاتھ پر لٹک رہا ہے اور جیسے پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہیں معلوم ہوتا ہے ناگنیاں بانبی سے منھ نکالے ہیں قد سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد گہن لگا رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کمیدان و رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا تک کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے پکار اُٹھتی ہے کبھی ہے دل کی عجب کیفیت ہے اصل میں یہ شعر ہے

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہے　　دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہے
سرگرم لاج غیر دم شعلہ زن سے ہے　　دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہے
روز جزا نہ دے جو مرے قتل کا جواب　　وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہے
کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس　　سب کاوش رقیب دل کوہکن سے ہے
انکو گمان ہے گلہ چین زلف کا　　خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہے
میں کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو　　وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہے

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ — آئی تو دور ہی تپ و تاب بدن سے ہے
خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون — غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہے
داغ جنون کو دیتے ہین گل سے مثال — ہین کیا کرشمہ لب کو وحشت چمن سے ہے
کیون یار تو ہمدم ہو کہان مرگ مجکو تو — لب بستگی القصور بوس و دہن سے ہے
کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا — لو اب بھی دل درست اسی دلشکن سے ہے
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو — مومن کو ضد یہ کشش بد برہمن سے ہے

الماس یاقوت پوش حیران بڑھ بڑھ کے گلچینی کا شش جمال رستم کی کر رہی ہو تو قصد یہ ہو کہ اسی شہریار کے ساتھ پاؤن جہان یہ ٹھہرینگے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بے مثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اترے اسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایۂ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوئے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی بیٹھا کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو چند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب و کباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اس خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیزین بھی ہمراہ جاتی ہین رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی تھی بڑی حیرت مین ہو جی مین کہتی ہو کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اسی خیمے مین آکے داخل ہوئے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہو گیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحرا سے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا اے یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے فی الفور بربط سے نکالی سامنے رستم کے بیٹھ کر نئے طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

دو دیا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہو
کہ یہ جھکتا زمین کے نیچے ہو اٹھتا زمین پر ہے

تڑپتا ہے بڑا شوق شہادت خاک اور خون میں
گرا کوچے میں پیسے لہو کسکا زمین پر ہے

خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
وہیں بگڑی فلک سے جو فلک گرتا زمین پر ہے

ہوئی دوری میں کیا جانے میاں ہم پر بلا کیا ہے
کہ نیچے آسمان پر سے اسے پٹکا زمین پر ہے

وہ بید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قدرے نیم رقص مرغ بسمل جیسا زمین پر ہے

مری فریاد سے کہتا ہے اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہے

ہوا حیران راست عشق نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہو کہ سر رکھتا زمین پر ہے

اس لطف سے سماں باقی کا رہا ہے کہ ہزاروں صحرا دشتوں پر وجد کرتے ہیں غزالان صحرا کبھی گوشہ پا سے دشت سے نکل کر گرد خیمہ رستم جیچ اور بیٹھے ہیں شیران صحرا پہلوؤں میں غزالان دشتی کے بیٹھے ہوئے شکار ہوتے ہیں باز بلند پرواز نخل سے اتر کے پہلوئے شکار میں بیٹھے شکار سے باز ہیں یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکیں اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بیحسی عشق سے ٹوٹا آخر بہار سخن سعی اسرین در بارگاہ پر پہنچیں غیرت تو منع کرتی ہے حسرت دامن کھینچ رہی ہے کہ جلد ملاقات اندر بارگاہ کے جاؤ چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے انہوں نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہیں کس انتظار میں کھڑی ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہاں ہوں خدمتگاروں نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کریں الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قمر مہوسی کی مشتاق ہیں در دولت پر حاضر ہیں امیدوار باریابی ہیں خادموں نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل حسین در بارگاہ پر حاضر ہیں چاہتی ہیں کہ صحبت ہو اپنا نام الماس یاقوت پوش بتاتی ہیں سماک نے عرض کی غلام اول جا کے پوچھ لے تب اندر بلا لیجے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو یا اون میں کچھ راز ہو خادم نے رستم سے کہا اور زبانی خدمتگاروں کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوبہ ہے حسن و جمال میں خوب ہے اور سماک سے ملنے کی مشتاق ہو کر آئی ہے سماک نے کہا شوق سے آنے دو کہ تجھ سے ملنے کی تمنا ہو کہ وہ الوان ہو پہنچی پیچکے میں ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہیں جو دیکھا جائے گا

رہے ہیں تحفہ جات موجود ہیں کوئی کیا کرسکتا ہے سماک نے مانا تڑپ کر اٹھا بیرون خیمہ آیا
دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہے بکمال حیرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہے سماک نے
دیکھکر کہا اے الماس جادو تشریف لائیے پھر سماک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم
گرامی حضور کا کیا ہے الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہیں سب خاص و
عام جانتے ہیں الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار باتیں کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے
جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کیے فرمایا آپ تشریف لائیے
فرد - رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ۔ یہ کہکے
رستم نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالا بالاکر برابر مسند پر بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے
سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمیں کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا
کہا اے شہریار اصل یہ ہے کہ میں اس سرحد کی نگہبان ہوں اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
آپ کے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق میں آپ کی ملاقات کے سارا
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیہ میں ہیں
بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہوں بیقراری دل کھینچ لائی رستم
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر سر کوہ الوان آیا ہے کیا کر رہا ہے
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے میں ہے کہ محیط جادو لوح لیکر قصر معلق
سے آئی ہے ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے میں فروکش ہے
ہفت پیکر تصویر سنگی میں داخل ہے وہی میلہ ہو رہے ہیں مشتاق ہیں کہ اسکے جمع ہونگے
جسطرح اور پہاڑوں پر میلہ ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجھکو
یہاں تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں جہاں تک ہوسکیگا کل میں لوح
لیکر آؤنگی اب میں جان و مال سے کوشش میں حاضر ہوں لیکن عیار سے کہیے کہ ایک
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہونے جائیگی یقین ہے کہ والد نامدار پوچھینگے
کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہاں گذرا حیران ہوں کہ کیا کہونگی دیکھوں کہ دل خانہ خراب
کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیسا پیش آئے سماک نے سامنے الماس کے پھر

شعر گانے نیر ظلم

بغیر یار کے لطف مے وکباب نہیں	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں
وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہیں	کمر کا مثل دہن کا تہ سے جواب نہیں
زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی	غضب خدا کا ہو کا فر ترا عتاب نہیں
کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے	کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں
خدا کا قہر ہی نازل ہوا کہ بندوں پر	مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں
سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی	ابو لہب ہیں زمانے میں بو تراب نہیں

یہ اشعار جو سماک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ فرد شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے * گریبان سحر کو تا ناک رکھنا دامن شب سے * رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسقدر بیقرار نہ ہو کہا اے شہریار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہے اور کیا ہونے والا ہے دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے اب کنیز رخصت ہوتی ہے جیجا سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے تجبیر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے نہ اٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہے کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہے مثل ہمارے باپ کے چند رازدان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہیں بڑا شرف یہ رکھتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو معبود مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر پر اترا رہا ہے کہتا ہے کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہے کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہیں کہ جنکے گذرنے طلسم کشا کا دشوار ہوگا تو اے شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا میں اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے یہ قول و عدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھ کر طرف کوہ الوان کے چلی یہاں الوان جادو آنے سے بیٹی کے شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا تھا کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ اے نور نظر شب کو کہاں

رہین الماس نے کہا میں نے خبر آمد طلسم کشا سنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہاں جاکے دیکھا
قصر معلق ویران پڑا ہے اسی مقام پر لشکر طلسم کشا اترا ہوا ہے میں دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ
میں ایک کوہ لا انتہا پر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سوگئی آنکھ جو کھلی ستارہ سحری آسمان پر چمک
چکا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
نہ تھیں خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے میں نے انکو بہت سمجھایا مگر وہ نہیں
مانتے شب کو کھلا مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمیں دو خداوند زادہ اسکے بطن سے پیدا ہوگا
خدائی تمہارے گھر میں آئیگی میں نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے
رہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچھتائینگے اتنا کہکر خاموش ہو رہی الوان جادو
بسر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر میں
جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر
طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سب
کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور یہ لوح میں لائی دونوں ہاتھ پر
رکھکر لوح خدمت طلسم کشا میں پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے میں ڈالا مگر محیط جو
سوکر اٹھی جھولی میں لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کیا کون
آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزیں قسمیں کھا رہی ہیں محیط کو ایک ایک سے
پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرلی ہو کہ بی الماس کہاں ہیں کنیزوں نے
کہا سیر گشت کو تشریف لیگئی ہیں محیط بیٹھی رو رہی ہے کہ الوان آیا اسنے آکر پوچھا کہ اے
محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی
سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق الکہ میں آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقہ قدرت
کہاں ہے الوان نے کہا قدرت تو اور کہیں ہیں یہاں دشمنوں نے فکر کرلی ہے محیط
کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہے ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت
جانتے ہیں کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمہاری صاحبزادی نے یہ آفت
برپا کی [illegible] وہاں الماس گئی ہے اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تمنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کو
بڑا قلق ہی الوان جادو جھلاکر اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوندا اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جاکر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون
یہ تو مجھسے کبھی نہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کرون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہی قدرت یہ ذکر نہ کرو ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
قبضے مین کرینگے الوان نے کہا تو مین جاتا ہون اگر ملتا ہی لوح بھی لاؤنگا نہین تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا ہفت پیکر نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو
قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنون نے اپنا کام کر لیا
الوان جادو آہ کرکے اپنے مقام سے اُٹھا کڑکتا ہوا طرف کوہ صحرا کے چلا پیچھے پیچھے ہفت پیکر جادو
بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون
رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر خود
وہان موجود ہی شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہی الماس نے کہا تیرے
جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کرکے آپکی خدمت
مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے مشقت حلق
پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا
یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلہ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منہ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ
چمکاتا ہوا کہ یہ تھین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح
کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغہ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا ہاے آہ دل مظلومان اب جو تیغہ ہفت جوہر
چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گرد کھینکتا ہی کبھی برق چمکاتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی مگر کوئی سحر
رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہی الماس کھڑی یہ تماشہ
دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو ترپتا ہی برابر الماس
کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا کہ کروٹ الوان نے

کلائی پکڑلی کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آسکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پر آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سُننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا یہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار
جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار
غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار
یہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار
ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پر ہے نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی کھلا کس لیے یہ خاک مزار
تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیسے ہو گذار
مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہے
بہ زیر خاک بھی اب تک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت سے غم و الم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو چھلکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خودکشی کی جیب مین سے لوح ہو نکالی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا ہی الماس نے یہ کمال کیا کہ تجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑکر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑکر پار ہو گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ آندھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں محیط جادو بود راہ میں یہ آواز کان میں الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا او دیدہ محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھو اب قدرت یہ کیا کرے الماس خاموش ہی الوان چلا آیا ہوا پر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مراد مندی کی جمع ہیں فریاد فریاد کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی اے جویندگان من مراد تمہاری قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہیں باجے بجا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر ایک شجر و حجر سے آواز آ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا ملک ایسا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت پیکر تصویر میں سے باتیں کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پیچھے میں لیے ہوے مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب امیر و وزیر حیران ہوے کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچا یا اب الوان نے سامنے تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند میں نہ مانونگا میرے بڑے بڑے سردار طلسم ہفت پیکر میں حاکمان مرحلہ جتنے تھے سب قتل ہونگے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دیجائے ہر چند ہفت پیکر نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادوں کے سپرد کیا جلاد دوڑے پکڑ کر الماس کو کھینچا دار پر استادہ ہونے لگیں الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکاری کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت سے بچا لے

نظم

از خدا جوید دوا سے درد دل بیمار رنج   شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار   جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذات او حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال   از صدائے نغمہ پر سوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب و گل — شو پدید از روش سیاہی چشم گوہر بار روح
در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر — سیر ای بلبل کن در گلشن بیخار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ — دور دار از ہندی آسیب تن از ارواح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہاں کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہیں طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہیں کہ اے الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لیں گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا میں عاشق جمال بے مثال طلسم کشا ہوں میں اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پہ مرتا ہے یہ خداوند نہیں ہے یارو یہ ایک ساحر ہے کیوں اسکے دام مکر میں پھنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہے مگر طلسم کشا یہ جانے الماس کے لوح کو چھپنکے دیتے تھے سہاک نے سمجھا کہ لوح گلے میں ڈالی کہا اے شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہے کہ وہ حیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے میں رکھیے رستم نے کہا اے سہاک میں کیا کروں الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھے نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہے سب سردار آکر جمع ہوگئے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ اے شہریار صبر فرمائیے خدا انکو بچائیگا باپ انکا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہے کہ ہفت پیکر اسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کیا کہوں دل کو عجب عجب خیال ہیں دل پر ہجوم غم و ملال ہیں

نظم

مشورہ کیا کیجے چرخ پیر سے — دن نہیں پھرتے کسی تدبیر سے
کسطرح مایوس ہوں تاثیر سے — دم رکے ہے نالۂ شبگیر سے
میری وحشت کے لیے صحرا نہیں — تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے
کیوں نہ ٹپکے آب جب ٹپکا لہو — برق کٹتی ہے تری شمشیر سے
وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل — گر ہوا خط کاتب تقدیر سے
یوں بنا کر حال دل کہنا نہ تھا — بات بگڑی ہے مری تقریر سے

انگلیوں میں خامہ چھپکر رہ گیا نامہ ہائے شوق کی تحریر سے
قہر ہے کھنچنا نگاہ یار کا الاماں اس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم پری رو دیکھنا پھر گیا جی سرمہ شمشیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہائے قتل گھر ہمارا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہوں آخر کسطرح مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش و خروش دلربا پائے ہیں کہ غلام بہت گھبرا گئے ہیں اسوقت بارگاہ میں ایک عجب غل ہو رہا ہے رستم کی بیقراری سے سب سردار ہر چند سمجھا رہے ہیں رستم نہیں قبول کرتے قضا سے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ بیچ قلعے میں تھی اسنے جو یہ حال سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو میں رستم کے پایا اسی غیرت میں بالا سے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہے بیقرار ہو کر قلعے سے نکل بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہے وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہیں مگر الماس مبہوت یاد میں رستم کی لب پر مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلا کر پرورش کیا ہے بیقرار ہو کر پہاڑ سے اتری دل سے کہتی ہے کہ جا کر رستم سے اطلاع کروں اور عرض کروں کہ آپ کی محبت میں الماس قتل ہوتی ہے وقت قتل اب قریب ہے اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا میں آئی بارگاہ میں آکر پہونچی دیکھا بارگاہ میں عجب ہنگامہ ہے رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہیں دایہ نے آکر قدموں کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو میں نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت میں رنج کھائے ہوئے زیر تیغ بیٹھی ہے اب قتل ہونے میں اسکے کچھ دیر نہیں ہے یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو میں جاکر اسکو رہا کروں یا اپنی جان دوں وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسی خیال میں ہوگی کہ جو میرے قبضے میں تھا یعنی لوح طلسمی کا لیجانا وہ میں نے طلسم کشا کو پہونچا دی یقین ہے کہ میری مدد کو آئیں رستم کا مرکب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوئے سہاک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے میں ڈالے ہوئے تحفہ جات لیے رستم مرکب پر چڑھکر چلے تمام سردار ساتھ ہیں شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگئی سعید کے ساتھ

نہ چلی بالاے آسمان جاکر چمکی رستم جاتے ہین یہان الوان جادو سر پہ بیٹھی کے کھڑا کہہ رہا ہے کہ کیون اے نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کر بھی قدرت تجھکو پہلو نشین کرینگے سارے طلسم مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہے سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے الماس نے جواب دیا اے باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہے مین چاہتی ہون کہ معشوقہ طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے ہین اسپر الوان جادو چلاتا ہے کلمات سخت وسست سناتا ہے کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر دمان رستم نوجوان + مثال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دوکاندار بھاگنے لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جلال سرکش ان دونون کے سحر نے زمین ہلادی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے ہزارون کو دیوانہ کیا جبکہ جمال بے مثال دکھادیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہے جنگ سے بالکل بیکار مجبور ہوگیا سحر آفتاب نے سیکڑون کے سر گرائے دوکانین ویران ملیہ میٹ ہوا الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ بڑھکے طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جب ساحران الوان پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہے الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی رہگئی شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد صرف گرد ہین اور ساحران زبردست گرد سے الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا اے الماس اٹھو ہم سب تمہارے ممنون وشکر گزار ہین تمنے وہ لقب طلسم کشا کو پہونچائی اپنے ممنون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی لوح ایسی شے تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مار کر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیان
پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیون پر ساحر بیٹھے ہین رستم کو
روکتے ہین رستم لوح کو چمکاتے ہوے آتے ہین جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوے
سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیون پر لڑتے ہوے چلے جاتے ہین
گرد رستم انبوہ ساحران ہے سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہین رستم اُنکے روکے سے نہین رکتے
مگر زخمی ہو رہے ہین آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولہ مارا کہ
کئی ہزار ساحرون کے سر کٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اُسنے سحر کر کے
روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے جب الوان
ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریاے خون بہا دیے سارا میلہ لوٹ لیا
ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالاے کوہ پہونچے
سب گنبد نواز ناقوس نواز گرد سے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر مین آواز دیتی ہے
او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے
دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوے دیکھا خود
تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوے بڑھا رستم نے للکارا او الوان
بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولہ مارا کئی سو کنیزین نازنینان مہ جبین زہرہ جبینان مہر تمکین
آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئین

نظم

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغیر شیشے کی
اگر کھنچتی ہی نہین ہچکی ہوئی ہے دیر شیشے کی

مدام اُس دلبر مہ وش کے منھ لگتا ہے اے ساقی
بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی

سوا ہے محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہے
سزاوار شکستن کو نہین تقصیر شیشے کی

اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی
شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی

ہوں اک آئینہ رو کا دیدہ پر آب دیوانہ
بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی

بیان کرتا ہے پیمانے کا اُس مست کے عالم
وہ کیا کھینچے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار ای موسن ایسی پارسائی کا	کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہوئین اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اُسنے دستک دی در دیسے آگے بڑھا ایک دو ٹھوکر زمین پر مارا جنبہ جو اُنان زنگی زمین سے پیدا ہوے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے آفتاب سے آواز دی ای شہریار انکو قتل نیکیجے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ ای ببران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے چند شیر دم اُٹھائے ہوے منھ کو مثل قمر بلا کھولے ہوے جست کرکے پہاڑ پر آئے آئکی طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا ای شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح ہاتھ سے جاتے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے یہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینکنا دو مین نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوے کوئی زخمی ہوکر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے عرصے مین سب شیر غائب ہوے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے آواز دی ای الوان قدرت گھیرے ہوے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہی کہ طلسم ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح حوالے کرے تحفہ ہات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائین گے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا۔ او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہی وہ خود مکار دجال ازلی ساحر شعبدہ باز ہی آج وہ بھی کہا جاے گا الوان نے جو یہ باتین رستم کی سنین گھبرا گیا تیغ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و خوار کیا الماس نکل گئی اُسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا رہ ہی مین اُسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جباساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا
نے وار الوان کا تیغۂ ہفت جوہر پر روکا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر
طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلے بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے
ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہہ کے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور
ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
سر پہ گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے
چلے اس قدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہاڑ سے آواز دی کہ اے
شہریار لوح چمکائیے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا جھپٹ کے
تیغہ ماروں کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان سپید ہو کر
نکلا آفتاب و جلال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے
نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر ہوا کی
تن تنوی میں لٹکا رہا ہے کہ اے رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر وہاں آؤ گے
تو مزا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سحر کمان میں پیوست کیا تھا
ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا
اہل فوج اسکے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ میں
قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے
لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل
قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اترا رئیسوں میں یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر
بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی اے شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان
جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جانا ضرور ہوگا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے
بادشاہ وہاں قید ہیں جس وقت قبلہ و کعبہ سنیں گے تو کیا فرمائیں گے تین دن رستم کوہ الوان پر
مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلوں گی الماس نے
اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جملہ ساحرانی اپنی شوکت وشان
دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب
ایک صحرا ربہ فضا مین آکر اترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد انکے لشکر شہرت
مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر ونہنگ بحری لشکر گران
لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق وجاروق وشریر مردم در دیوانہ ان
سرداروں کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب
وجلال وشہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑکر براے ملاقات رستم آئے ہین
بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہو صحبت عیش وجشن آراستہ
تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑ بڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے
رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہو سردار
بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہو یہ کہکے
آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر
شیرون کو للکارا اور آواز دی اری سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہو یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا
کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے
جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑکر پشت کو
شیر کی پار گذرا شیرون کو آہوون نے مارلیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک
ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا یہ آفتاب یہ
دو جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر
طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس
آیا تھا کہ جہانگیر و زہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام
نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر اُنکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت
نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر
آکے کھڑی کھڑی دیکھ رہی ہو کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ میں نے تمکو پہچانا ابر میں کہاں تک چھپو گی یہ کہکے گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونوں جادوگرنیاں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں الماس کو جو جہانگیر نے دیکھا پکار کر آواز دی کیوں الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھکایا اب میرے مقابلے میں آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ میں روک لیا روک کر وہی گولہ مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونوں جادوگرنیاں علیحدہ ہوئیں دونوں نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا الماس تڑپ کے نکل کر دونوں پر جا پڑی دونوں کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلواریں الماس پر برسنے لگیں سب تلواریں الماس نے توڑیں ایک تلوار جھٹک کر سر پہ الماس کے گری کہ سر سراسر الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اس سے سر کو باندھا کچھ خون چلو میں لیا اسم سحر کا پڑھکر دونوں پر پھینک مارا دو کمندیں دونوں کی گردن میں پڑیں الماس نے کھینچا دونوں کی گردنیں بندھی ہوئیں کمندوں میں لٹکتی ہوئیں الماس نے چاہا اُن دونوں کو لے نکلوں کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھٹ کر چاہا ابر کو توڑوں ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا مگر ابر سے نہیں نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا اور خود کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے ہوش درست ہوئے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونوں کو گرفتار کیے ہوئے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچیں اُن دونوں کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونوں نے ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر ہیں یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا جلادوں نے اُنکو قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونوں سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہو وہ سر پیٹتے ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر فراغت کر کے

بیر فرفند یدونی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورال دہر کا اور قید ہوجانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو چھوڑے ہے
سر راہ پر ایرج گرد ہے
کہ دونون جوان بر سر راہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہے بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہے قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے مہر سے صاف یہ دور ہے
یہ منظور ہے مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
سنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بصد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہے بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
مئے صاف ہے اور نہ یان دُرد ہے
لکھون حال فرزند صاحبقران
چلی ہے توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بصد کر و فر کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہے رزم کا

چوکسرہ رہروان منازل طلسمات وطی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورال دہر یون تحریر فرماتے ہین - شعر - مرصع خیالان رنگین ادا + چمن سے نگارندہ این ماجرا + جب کہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ جمجاہ ایرج نوجوان نے سُنی قبضۂ تیغۂ دودمہ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوے جو فیروزہ نشان بتا گیا تھا اُسی سمت پر چلے عقب مین نورال دہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل وطی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اُس دشت پُر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہوا تا سر برج جا سکے قلعہ پر نگہبان آدم ہوادار قرنا کھین دہن

لگائے کھڑے ہین بہت سے نقارہ نواز بر جوت ہین ایرج نے آتے ہی لشکر اُتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوے شاپور بلیردل نے عرض کی اے شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جا نبر نہ ہوے نہین معلوم کس حال سے طلسم مین پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہین کرتا کل اس قلعے کو فتح کرینگے
لڑتے بھڑتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچین گے کہ اُنکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو نکلے
وہ آپہونچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانین گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار راہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پہ
رکھکر سر بسجود ہوا اور سلطان جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
وشعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی مین آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہوکر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہے ای شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جایئے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان مین مہمیز کیا جب کہ
میدان مین آکر نعرہ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف
میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوے خندق پہ
آکے بیٹھا اُس نازنین کے ساتھ بوس وکنار کرنے لگا چند کنیزین پشت پر حاضر ہین اور
گلابیان جنکے ہاتھ مین دونون کو شراب پلا رہی ہین زنگی نے جوش محبت مین اُس نازنین
کا بوسہ لیا اُسنے سر اُٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے
الگ رہ اُسنے پھر گلے مین ہاتھ ڈالا پھر اُسکا بوسہ بہ جبر لیا اب تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آئے للکارا کہ او بے حیا مین اُس پار آتا ہون اُسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کہ دفعتہً ایسا گھوڑا چارون ٹپلیان جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکے اُٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے اے شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا بادشاہ مدرک نے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ مین چلیے وہ مقام خالی از
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے مین گئے چاہا کہ رو رو کے جانین کھوئین
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج آ کر پہونچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہر نگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کرین
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نور الدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کر پاس فروش بازاری یون
طلسم مین جائے اور مین عبادت خانہ آراستہ کرون مین ابھی جاتا ہون ہر چند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہین اسپ پری پوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ یکایک قلعے کا کُھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہان آتا ہے یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہے بڑے
بڑے شاہ و شہریار آ کے ٹھوکرین کھا کے چلے گئے بالاے قلعہ سے نقارہ نوازون نے
آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہے نور الدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان مین پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نور الدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نور الدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالون نیزے کو گانٹھا چھیڑ دیکر ایک بار اکہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نور الدہر
پر ہاتھ مارا نور الدہر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون
لپٹے ہوے زمین پر آ کے کشتی ہونے لگی پھر بھر مین اُس مرصع پوش نے نور الدہر کو اُٹھا لیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے مین لیگیا پھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنا ئین بجانے لگے
ہر طرف یہی بات تھی کہ دو جوان عزیز داران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونون کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہین بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہین کہ
صحرا سے گرد اُڑی سبنے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندھور و الک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آ کر پہونچے شہر نگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار

آئینہ جو نور الدہر بھی جاکر قید ہوے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہین کہ جاکر قید ہو گئے
امیر نے جو یہ حال سُنا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکانے لشکر کو اُسی وقت حکم کیا لندھور
و مالک داہنے بائین قاسم و بدیع الزمان تیغون پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوے سردار
نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہین سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین لیے کھڑے تھے سب قرنائین پھونکنے لگے
نقارچیون نے نقارے بجائے میدان مین ایک نعرہ ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
ہین کہ پھاٹک قلعہ سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان
عقب مین تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھسے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا
ایک پہلوان گرگدن سوار پس پشت سے گینڈا چمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کرتا ہون جمہور گھوڑا چمکا کر مقابلے
مین اُس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جوان کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنین آپس مین رد و بدل
ہوئی تھین کہ جمہور نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اُس جوان کے نکل گیا اُسنے
قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسنے ایک مقام پر بازو بچانکے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا جمہور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا لپٹے ہوے دونون زمین پر آئے آپس مین کشتی
ہونے لگی وہ جوان جمہور کو سلے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ روکن لیکن نہین رکسکتا
دس پانچ قدم پر لاکر اُسنے پٹکا مارا کہ دونون گھٹنے جمہور کے آشنائے زمین ہوے
کمر مین ہاتھ ڈالکے آواز دی الست و یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھالیا جست
کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائین بجانے لگے وہ جوان
جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہوگیا وہ افسر جو گھوڑا ہے آئے تھے وہ سر

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے مین داخل ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران عبد الحبیب رحلی و عبد القہار حلبی و نعمان بن منذر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بجتی ہین اور نوبت نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب گیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لونگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی جملہ سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمرو نے عرض کی اے شہریار معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علامتین چند در چند ہین بادشاہ اسلام کا اور طور سے داخلہ ہوا ایرج اور رنگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے حضور کے سرداروں پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ مقدمہ طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہو گی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہہ دو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارہ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن ہی کہ دشمن تو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی اُسی طرح ہو گی مین خود دیکھونگا اگر نحس ہی دفع ہو جائیگا اُسی وقت سے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش قلعہ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آگئے اور
صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفیں جمیں آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا اچکایا اور میدان
میں آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے بدیع الزمان
نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کریں میں خود اسکے مقابلے
میں جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے امیر نے
اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں
ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہے تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے
سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہیں امیر جو
گیہان کے مقابلے میں پہونچے تگاورزن ہوئے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہیں کہ اے شہریار
اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تگاورزن ہوئے چھ سات
قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی
یا صاحبقران میں پہلوان قدرت ہفت پیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھسے مقابلہ
نہ کیجے صاحبقران نے فرمایا اے گیہان اب تو تیرے مقابلے میں آگئے پلٹ جانا مقابلے میں آکر
مردان عالم کا دستور نہیں گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے
لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بعد چند طعنوں کے نیزہ کا ٹھکا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم
موقوف کرتے ہیں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ خون بدن میں جوش مار رہا
ہے امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا
دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آگئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار
قدم ریل کر لیجاتے ہیں تو وہ چاہتا ہے کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤں لیکن بسبب اسم اعظم کے
صاحبقران پر کوئی زور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو زیر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا غرض
ایسا طور پر کشتی ہو رہی ہے جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پچھاڑا لے گئے ہیں گیہان زمین کو
نکلا جاتا ہے اور جہاں گیہان صاحبقران کو پچھاڑا یا یہی شکل برق [illegible]

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہر چند قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہے اب تشریف لیجائیے میرے آپ کے کل پھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو پلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہے گیہان نے کہا مین ضرور آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہر چند کہ میرے کل سردار آپ کے سردارون سے مقابلے کے خواہان ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو سردارون سے سردار لڑین صاحبقران پلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے کنارے تک لشکر کے نہ پہونچے تھے کہ لشکر مین بلوہ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہے کہ امیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو حال سنکر بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کے بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون آقاے نامدار مزاج کیسا ہے امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر یہ پہلوان ایسا زبردست ہے کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعا وثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوادیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بحکم بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پر غرور — یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر بہ این زرین سپر — ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گردان سوار نے گینڈا اپنا نکالا میدان کارزار مین آکر سالھشوری دکھانے لگا گینڈے کو چمکا رہا ہے نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہاے ابر آسمان پر گرگئے ہوے نمایان ہوے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر و غیر ساحرون کے جماو امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر الاکبود پر سوار سردار گھیرے ہوے
ایک دیوانہ ژولیدہ مو چوبدست کاندھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چیار سو
دیوانے غل مچاتے ہوے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین آسمان
گرد فرسے رستم ظاہر ہوے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے چوبکا
پر ہاتھ رکھے ہوے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان مین ہے آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکار
رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو چھیڑ کیا فرمایا او بچیا مین
تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا کام تھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چھلانگین
ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
فرمایا او بچیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کل کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہاے ابر آسمان پر پھر رہے ہین اسمین بڑے
بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحرون علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
تیغ پر ہاتھ ڈالا تیغہ برقتاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ جھکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغہ ہفت جوہر کا مارا اُس نے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ ہفت جوہر جو پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرا یا تو تیغہ سپر پر جھکا تھا یا زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا ار گہیان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سامنے کھڑی ہوئی تہی
اٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے — نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب +
کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بہ تخت مرزوق افگندہ شور +
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف +
تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + رگا و زمین بیخ و بن برکنم +
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
کتنی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازوں
نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آکے
رستم نے لوح کو چمکتا پایا ہیں غرض ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
میں ایک کوئیں پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فاتح طلسم وای سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرادو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئیں میں فوراً پھاند پڑا
سمک بیداری نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئیں میں مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہیں اُس راہ سے ہم تم نہیں جاسکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون ای ملکہ عالم کسطرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں
چلتی ہوں میرے پیچھے پیچھے تمکو آنا ہے جلد آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب جہلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی ای راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لیچلو دیکھا درہ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بد انجام نمایان ہوا پکارتا ہوا ای ملکہ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس آفتاب

وشہرت و جھلال جاتے ہین جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ مین
رکھا آواز آئی اے راہبر کسے لیے جاتا ہے یہ لوگ دشمن خداوند ہین پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ
جھپٹ کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لون الماس نے پیچھے ہٹکر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی
زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹکر
ایک دم پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون
آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہے ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر
گرا جھلال نے بڑھکر سحر کیا جھلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے
بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہے یا نہین اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا
شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا
منھ گلنار ہوا آنکھین سرخ ہوئین منتین کرنے لگا کہتا تھا اے سرتاج معشوقان مین تو مدت سے
تمھارا مشتاق تھا ہجر کی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین شکر ہے خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال
بے مثال تمھارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب کیفیت ہے نظم

ہی فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے — نیند آئی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہاے مجھ مرنے لگا ہین لطف کی تقریر سے — اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے — لگئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا — تھا شگون ہی مدعا پان نامہ کی تحریر سے
جاے شربت مرتے دم بھی خون پلایا ہائے — منھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا — ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہین تعزیر سے
سر پٹکتا ہی قلق مین مومن خانہ خراب — سستی مین رہتی نہین کیا فائدہ تقصیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا اے ملکہ عالم راہ زن میرا نام ہے راہبر وہ
کھڑا ہے تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا
آفتاب و جھلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چارون کو
لیچلے درہ کوہ سے تھوڑی دیر مین نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست میدان جہانتک نظر

سنسان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اُڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آ رہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہین انکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ اُن سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا پکار کر آواز دی ای ساکنان صحرا سے ویران ہمراہیان طلسم کشا اِسی
راستے سے جاتے ہین کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکا
آواز دی کیون سنسان ہکو بہ وقت آئی ہو ہم تو مدت سے تمھارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اُٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمھارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہ زن تمکو خلاف راستے سے لئے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصود تک نہ پہونچین طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی اور راہ زن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی ری دیوانی
ہمارا یہی کام ہی اسی اُلٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھسے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغ کھینچا پہلا راہبر کو تیغ
مارا پلٹ کے راہ زن پر وار کیا دونون کا سر زخمی کیا دونون کا سر زخمی ہوا تھا کہ دونون نے
خون اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطے اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچا لے کہ اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اُس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
پر پھینک مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑکر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان نے دیکھا نیچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او ہیچ کیا کرتا ہے دیتی تو جبر ہے یہ کہکے ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دو نون لڑکھڑ ائے سنسان نے بڑھکر ایک نیچہ مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوے راہ زن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیچہ مارا دونون مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سر بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے سنسان جو مرکر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا وہ بھی جلنے لگا جب ان تینون ساحرونکا خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحرا ے ویران مین تھے یا ایک صحرا ے پر بہار ہے جانورونکی پکار پھولون کے رخسار مثل شعلہ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز و شاداب غنچہ ہا ے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلآرام نکلتا
دم کاہے کو یون ہی دل ناکام نکلتا

مین وہم سے مرتا ہون وہان جبکہ اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا

کرتے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کو خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اُس بزم مین سب اپنے تھے تا
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

ہوتین نہین ہوس کے نصیبون مین جو ہوتین
بیت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمھارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار ہو جائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہوکر اُس ابر مین مخفی ہوئی ابر ایک جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جھونکے ہوا کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھومتا ہوا سامنے آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا تھلال نے

ابر سوسنی آراستہ کیا یہ شکل ماہ تابان بنکر اُس ابر مین مخفی ہوا ۔ ایک جانب چلا چارون ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحراے پر آشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزارہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہاے طولانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اُس صحرا کو دیکھ
رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سایے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اِس
تعداد سے ورد زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند ضرب
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا سارا کھنڈا تمکو اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہی صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپکی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین
نہین آتے آپکے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او سیہ بخت کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہو کر مقابلے مین اُسکے پہونچے تگاورزن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آ پڑے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے اپنا اپنا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

تیر غیب و سے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے مین نہین آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روک کر وہ ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے نعرہ بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ صحرا تاریک ہو گیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام سرخ فام [illegible] بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرا ہے مختصر سا سامنے مین پہاڑ کے ہین کھڑے ہون حیران ہوتے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے مین ایک شغل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہی دربار جمع ہی بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو فتح کر لین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوے ہین سب غلام اپنی آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہان ارادہ جانے کا ہی غراب نے کہا برائے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا ای والد تحفۂ حیات و لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہ ہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا ای نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجیے وہ جا کر گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا کہ والا شانا آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جاکر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جاکر دیکھ آئین اُسکے بعد ایک کشتی کہیا گئے جلا مین کرکے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہو کر طرف طلسم کشا کے چلین غرض یہ ہین ادہر من بارگاہ مین بیٹھا ہو کہہ رہا ہے دختر میری سحر میں طاق شہرۂ آفاق ہے کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہوکر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و ساحرہ جو اُسکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہو ایک ... سحر کرون سب دیوانے ہوکر الگ ہوجائین طلسم کشا خدمت والا مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر کھڑی صورت اپنی چہل کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے پہنے کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہے ہر ایک مثل نگہبان گرد پھر رہا ہے آخر یہ دیکھ کر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہو گیا کہ طلسم کشا اکیلا اس مقام پر پہونچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضہ پر تیغ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم تماشی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دو شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور جسکا صباحت ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہے سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعینہ چشم غزال زلفین شبلی دوش پر مار سیاہ لہراتے ہین جسکی مثال شاعر سحر کرتا ہے۔ نظم بطور مسدس

زلف سیاہ کہ یا شب معراج سر بلند	یا قد سپیون کے جسکو تھپلی ہے پیکمند
پاین وہ مار سیاہ کہ خم کے فن سپند	ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک عالم ہو پریشان رہا	دل جوان خستہ سے مشک کا نافہ نغلون میں

ہے زلف یا دھواں ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو میں چھا گیا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل رُبا ہوئی
زلفیں سنوارنے میں جو شانہ مشتغل ہوا
ہیں معجزے وہ چشم خرد بین میں بیگمان
دیکھے جو ساحری بھی تو ہو جائے بے زبان
بیہوش کیجے چشم زخم کہیں خوفناک ہوش
اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
مار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
پہلو سے گل کی خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیا ہے رزم و جنگ
پلکوں سے ترک چشم نے سنبھالے ہیں

اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ ہے بلا
ممکن نہیں ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا
جادو ہو اُنکے نام سے دنیا میں بے نشاں
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہیں عیاں
دم سورہ صیاد کا میں کروں کیوں ہلاک ہو
جینوں نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھیں کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
ترچھی اگر نظر کی تو ترچھی دو سار تھی
رگہاے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ
پہنے ہوئے ہے چشم یہ وردی سیاہ رنگ
یا ہر صیاد باز نے پنجے نکالے ہیں

جمال جہان آرا نے رستم دیکھکر سہم کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کروں نہو سکا آخرالامر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا یہ تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہے قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی سمجھ پہنے ہو دیکھا ایک جانور کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب جو بنگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابرو کے خدار کھینچی ہوئی تلوار آنکھیں بسبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا تا پستان کا اُبھار قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان چمن کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سر زانو پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے
پڑے اشکوں نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ میں پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیہ زانوے
محبوب کو ہے آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اُٹھ بیٹھی کہا اے شہریار
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا اے سرتاج
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
اس شب تیرہ میں تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے
جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
میں پہونچا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جنبہ ساحر آپ کو دیکھکر گئے
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے
بڑے بڑے ساحروں کو مارا ہے سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا کے
لاؤ یہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کریں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر ایسی گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپکے ساتھ ہیں اُن سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا میں پہونچیں اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شعبدے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھیں مجھے یقین ہے کہ اُن مکاروں کے پاس سے بچیں اور منزل مقصود
تک پہونچیں پھر جو امور راست ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد
میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا اگر
تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کوشش کروں تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

جاوے

نکاسی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی مین دل و جان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل ہو یہ وہ مرحلہ ہو کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مار گئے مین اب خود بربادی ملک غرابیہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ خیر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائین گے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کہ وکوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکال کے چہکانے لگے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت ہوتی ہون ہرچند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کرکے طرف بارگاہ غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہو لے تو مین سوار ہون اتفاقاً جب سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوت اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہو کہ سہیم دیکھکر شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون آسیر کیا کرتی ہے شہرستان سے لوح جنائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے لوح ایسی شی دستیاب ہوئی تو اے معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک طائر بنکر اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش ہوگئی رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہوجائیگا طلسم کشا دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہو کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتا گئی لیس
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درہ کوہ مین آئی اور سہیم کی
صورت بنکر درہ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا اے شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہے دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہے معطل قریب آئی قریب آکر کہا
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہے کوئی آفت تو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہے بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغہ ہفت جوہر ہاتھ مین لیا کہا اے شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا پڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہے چاہا کہ تیغہ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغہ
ہاتھ مین لیے ہوئے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا اے غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتا دی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین گھر اپنے
برباد کرا کے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہے کہ یہ بھی جا کر عاشق ہو عین وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پا سکتا ہے وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپکے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھپر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جھلا گیا
غصہ مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گزند نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کروں کہ جہاں کوئی نہ پہونچ سکے مگر ہو امان تمنے وہ احسان کیا کہ میں تمہارا شکریہ نہیں ادا کر سکتا اہل قلعہ غراب کی تمنے جان بچائی ہرچند کہ اس طلسم میں ایسے ایسے ساحر ہیں کہ طلسم کشا جانبر نہ ہوسکے مرحلہ جانستان پر دھر سے جائیں گے مگر ابتدا ہی میں تمنے ایسا کام کیا کہ قادر رہے بہت خوش ہونگے اسوقت باریں آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر ہوسٹی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا میں نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام میں گرفتار کردونگی رنگ نہیں سے جمایا ہے غراب نے کہا اگیسو بریدہ دا وشوخ دیدہ جاکر دھگڑے کو دیکھ عاشق ہوئی بیہوش ہوکے گری طلسم کشا نے سزا تو یہ رکھا میری دائی امان سے تماشہ دیکھ رہی تھیں میرے قتل کی تدبیر تونے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغہ طلسم کشا سے لیلیا اتفاق سے وہ بچ گیا اب دائی امان اسکو گرفتار کریگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اٹھوں اتنا کہکر نکالوں غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑا لیا چاہا کہ نکالوں معطل جادو نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہوکر لڑ بیٹھکر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچا لیگی جھپٹ کے پہلو پر آکے ہاتھ کمند سحر مار دیے وہ گردن میں سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہوکر گری غراب نے گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دی مارے سیاہ جسم میں لپٹا کے قفل مار سیاہ دہن پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھا سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا کے ساتھ دوستی کریگا غراب اسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہیں جاتا غراب نے سہیم کو گرفتار کرکے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغہ لپیٹکر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اسی پر سوار کیا معطل نے پوچھا او لو نظر اسکو کہاں لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہاں ہوا کا بھی گذر نہ ہو زیر دریا دو صد جزیرہ میں باغ سوسنہ میں قید کرونگا کہ وہ مقام سخت و ستان ہے ساتھ سو ہزار ساحر وہاں رہتا ہے مگر کسیکو خبر نہیں ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل سنسان ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر کچھ کمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل میں ایک باغ ہے بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوئے

پھول بے رنگ غنچون کے دل تنگ ہزار ہا طایر درختون پر خاموش بیٹھے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد رکھنہ بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو لیے دروازے پر آیا گنبد کے اوپر آ دروازہ کھولا سہیم گوہر پوش نے دیکھا گنبد مین صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اس تنہا گنبد مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے بٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوندا لات و مناۃ سوا میرے کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص زندہ بچ کے نہ جانے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر نگاہ ڈالے ہوئے ٹہل رہے ہین یہ سامان کر کے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طایر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام کر کے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا اسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا تمنے سنا ہی کہ قدرت طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرین جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم کشا کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کیا وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اُس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کر کے پلٹا ہون میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کر لینا آفتاب نے سب حال غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے کو پہچانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہیں مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ ای آفتاب تم ہمسے جدا ہوئے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور شیشہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہوگیا ملکہ سیمبر گوہر پوش دختر غراب سرکار پر عاشق ہوگئی وہاں گرفتار ہوئی معطل رہا دو دن غراب کی بلا سے روزگار ہو کس مکر سے سرکار کے سامنے ہو پہنچی رستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور زرہ بھی دیدیتا لیا اسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے اسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کرلیا تخت اڑاتا ہوا طرف باغ سوسناتیہ کے چلا یہاں غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے صاحبو میں نے بیٹی کا پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ خداوند کنندہ نگہبان ہیں کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے سامنے جائے فوراً گرفتار ہو پتلا پتھر کے مثل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیاں عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا دارہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے صاحب سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے ہیں کام میں طلسم ہے ضرور وہ گرفتار کرکے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہے کہ کلاہ و زرہ لے لیتا پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی اماں نے لوح طلسمی کی اب کلاہ و زرہ سے لینا کتنی بڑی بات ہے مقام لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی اماں کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سوسناتیہ میں جاسکے اور سامنے گنبد کے کھڑے ساٹھ ہزار نگہبان وہاں موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کرلیں اگر ساحری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہے مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب کے تم کر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پری شان تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکل گیا لیجاکر باغ سوسناتیہ مین
رکھا ہی الماس نے کہا ای آفتاب باغ سوسناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے آنکھین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین چل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبرا کے کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر شہراب سہیم
گوہر پوش بھی اسی گنبد مین ہی اسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر کو ہر بار دیکھا چاہا کہ درختون سے اڑین غلغلہ کرین الماس نے
لگا ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے انکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینکا دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے پھولون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے کوئی سو نخل گرا طائر ان درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اتری
سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
سطح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھ ششدر ہو گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچالے کہ الماس نے پکار کر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرائیے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ پہونچا ہمراہ آفتاب فلک سیہر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گئی سنگ پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے ان پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہی یہ گنبد خزانہ راز ہی سواے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکو گے تو بہت پچتاؤ گے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای
ملکہ عالم وای شاہزادی والاحشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو جھکے
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا لیس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین ہمپر
تجبیر یا بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جبتک پتلے تھے
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آکے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہی پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب بنکے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کردون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قتل الماس مین کوشش
کی جھپٹ کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب کے بھی
پتلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرلین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سماسے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہرچند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلا یا الماس نے کاردستی سے کئی پتلے مارے تھے ظاہر مین وہ مرکے

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہوگئے رونے لگے رستم کی کمر مین تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا - نعرۂ رستم - ارشاد اولاد امیر عرب + بیت علمشاہ جو رستم لقب +
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوکے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار
تیغ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچا
جس پتلے پر عکس تیغ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہو کہ
ای عراب دوڑو صیہم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہیں وقت تنگ ہو پاس ناموننگ
ہو مدت سے اس گنبد مین رہتے تھے آج وہم لیسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کرتے ہیں عراب اپنے تخت پر بیٹھا ہو گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہو کہ اب صیہم تڑپ
تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہیں حضور اُسکی خطا معاف کیجے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا او صاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہو اُنکی طلسم کشائی انھین
نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہو عراب کہتا ہو یارو تمنے دیکھا میرے سامنے سے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے تو بھی نہ جدا ہونگی محبت طلسم کشا لیکر
تاثیر کرچکی ہے غیر ممکن ہو کہ میں محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
پتلون کی آواز کان میں آئی عراب نے کہا او کیا غضب ہوا طلسم کشا گنبد توڑ چکا
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہیں جلد جاؤ یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے پہونچے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر عراب چلا یہاں
کا ذکر سنیے کہ ہر مقام میں طلسم کشا نے پتلون کو باہر نکالدیا اب قریب صیہم کے پہونچے
چاہتے تھے صیہم کی زبان سے آواز نکلی صیہم جو تڑپ رہی تھی جسم سے دور ہوگئی مارا اسپر ماہ
سر کر گرے صیہم تڑپ کر پشت پر رستم کی آگئی کہا ای شہریار باہر نکلیے صیہم نے لوح کے
رستم کے پیشانی پر رستم نے تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیا ایک طرف لگا اسپر دوسری
طرف صیہم پشت پر آفتاب تھا فلک سے گنبد سے نکلا آفتاب نے کہا غلام حاضر تھا

کرکے اُسپر سوار ہوکر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو پہلو سے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہیں سے نعرہ کیا ہاش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہو کہ سہیم کو ہاکر کے لیجاؤں سہیم کو میں ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحروں کو اشارہ
کیا چالیس ہزار غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر
کرتے ہوئے اُترے چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کرکے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی آئی الماس نے بھی سحر کیا
ساحروں کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کرکے رستم کو گرفتار کریں مگر رستم
چلاتی تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوئے درمیان میں اُن ساحروں کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو کہ بھائی غراب کا چار سو ساحروں کے
اس زور سے گرا ہو چاہتا ہو کہ میں ابھی رستم کو گرفتار کروں سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیوں اسقدر کوشش کرتا ہو ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگیں ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گود جاکر
شہاب کے پڑی شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہوکر پکار اُٹھا اے
جان جہان وائے آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمایئے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی اے ملکہ عالم کیا ارشاد ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحروں کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہو دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
ہو شہاب نے کئی افسروں کو مارا اور دمدم دولہ پڑھتا جاتا ہو غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے قسم
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اکیلا تا انتہا ہو جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہو چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا بر قین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر
و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر پہونچین شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہو ملین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہو افسران فوج خیر خواہان دولت [illegible]
پامال ہوکے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہمشیال سہیم
دیکھکر تنکے چن رہا ہو کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کئی افسر اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بسبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی گھبرا گیا یقین تھا کہ لڑا کر کے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جوہر
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوے مرتا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے ان سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہو وہان جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اسی صحرا مین آکر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ
برادران تم ایسا ہو کو ہمت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آکر ملے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تعداد کو قیاس کرکے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے
دیکھا بائین پہ سے گرد اڑی ایک جوان خوبصورت مہیب بشکل عجیب و غریب گھوڑا مار آتشین کا
ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساتھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا دائین سے
پکارتا آتا ہو کہ طلسم کشا ایسی عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
ستم اژدر دہان اژدر سوار ہو طلسم کشا سر اٹھاکے دیکھو لشکر کا کیا حال ہو رستم نے سر اٹھاکے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اس ساحر سے خوب سحر چلے آخرکار اُس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی اوشوخ دیدہ میں نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پہ مائل ہو کے بڑے
فخر پائیے یہ کہکے نیمچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی
ہوئیں کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہو آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہیں
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ نمود ہے پر دو طلسم ہو یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحران
نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھا کہ آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہوا اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پہ روکا دو دو وار آپس میں چلے
تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
پھر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے میں پلٹے اُس کوہی نے سر کو ہٹا کر کمر پہ ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین پھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پہ مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پہ روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

اے نورِ نظر تم نے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکرِ اسلام پر جا کے گری صاحبقران نے
لاش بدیع و قاسم پر پہونچ اور فرط الم سے نکلا اس جوان کو ہی سے لپٹے یہ دونوں
جوان بھی مارے گئے ان چاروں جوانوں کی لاش پر تمام سرداران نامی کا مجمع ہو لقا لڑتا ہوا
قریب خیمہ ملکہ ناموس صاحبقران کے پہونچا تھا کہ ادھر اندر خیمہ ملکہ رابعہ زریں بخت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا نے خیمہ پر کود پڑا کنیزوں نے ہر چند روکا ان عورتوں کو لقا
کب مانتا ہے کئی سو کنیزوں کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤں اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤں پہلو پر قریب لقا کے ضیغم خون آشام لیا ملعون تھا لقا نے
اشارہ کیا ضیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشاں کشاں بیرون خیمہ لے چلا رابعہ نے چیخ
پکار کر آواز دی اے فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہیں دیتے ہم کو بچاؤ
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالا بے حواس ہو کر نعرہ کیا اور دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتوں سے چھڑا کیا لیا ہے رستم کے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دھماکا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہیں ایک آواز
کان میں آئی کہ اے شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپ کو اس مقام پر پہونچایا اب کی
خیر ہے اس لقا کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے جنگل ہے اسکے سامنے میں بیٹھوں اور اسے
کسی طرح اسم کو موقوف نا کروں جیسے ہی قصد کرکے دامن گردانا پہلو سے آواز آئی اے رستم ہم تمہاری
دشمنی دیکھیں رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی ہیکل للکارتا ہوا سامنے آیا اور
آکر نیزہ مارا چاہا غصہ میں رستم نے نیزہ اسکا ہوا میں کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی اے طلسم کشا غضب کیا اپنے بھائی کو مارا اب کہاں
جاؤگے کہاں چھپوگے رستم ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلواریں گرائیں مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادوگرنی دور
سے سحر کر رہی ہے قریب رستم کے نہیں آتی جب رستم نے دیکھا کہ ساحرہ قریب نہیں آتی کمان کیانی
کاندھے سے اتاری تیر خدنگ کمان میں پیوست کیا اسم اعظم پڑھ کے ساحرہ کا تاک کے تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے بیڑا توڑکر چہرۂ بیشت کو پار گذر اندھیرا اس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے آفتاب فلک سپہر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار شہر تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ شتر پر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے سہیم نے قریب آکر عرض کی اے شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپ نے اسم موقوف کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہے ہم لوگوں کا اسوقت حاضر ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن مین فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہے باغ نسترن مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے مکار و جعلساز اس طلسم مین ہین سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ نسترن مین آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ نسترن کے جاتے ہین کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بہ سر قلعۂ طلسم فروکش ہین عاشق ہونا اسیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ در بند اول ہے یعنی جہنا زہری طلعت کا عاشق ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر خوش گوار
کہ جسکا شگفتہ ہے ہر اک چمن
ہوائے فرحناک چلنے لگی
کہ ملجائے معشوق کا بھی نشا
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سر سبز پھلنے لگی
کبھی پھول آویزۂ گوش ہین
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی

عجب ہے بہار ریاض سخن
اڑاتی ہے بلبل ہر اک گل کا رنگ
ہر اک پھول ہے عارض مہوشا
کہ سیتار اس جا پہ ہوش ربا
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو حیرت ہے یہ کیا کہا پری
ترانے جو گاتی ہیں یہ بلبلیں
گلون کو یہ ہنسکر سنانے لگیں
کہا قمریون نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یان یہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے شل نہ گانے رنج
یہ لیلی کو الفت میں مژدہ ملا
کہ ہے رنگ سے عشق کے دل کھلا

کہ آتی ہے گلشن میں سرسبزیا
ہوا کہکے گلشن کی سب نیکیان
ہمین وصل گل کی جو امید ہوئی
کہ لالے کی رنگت نہ ہو جائے زرد
چراغ مضامین جو روشن ہو
زر گل لٹانے لگے بیدہ سنج
چمن آجکل پر سرو صبا ہے
کبھی غنچہ دل نہ کسیکا کھلا

کرون بلبل فکر کو مین شکار
ترانے فرح خیز گانے لگین
ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
او مضمون سب شاخ گلشن ہوے
کہ کھولی ہے غنچون نے اپنی زبان
کہ لیلی کا نافہ سخن بار ہے
لکھون حال عشق آمیز دلبر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر اشفتگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر مصنف۔ دوران فلک کہ بہار است + او گاہ خزان و گہ بہار است + این بادہ کہ روزگار دارد + یک مستی و صد خمار دارد + ہم چہرہ دہر بدست ہم ڈر + گو شیشہ تہی کند گہی پر + گہ شہد فراز و گہ نشیب است + ہشیار کہ مید ہد فریب است + صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہین اسکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مار صحرا مین جا کر غائب ہوے سرداران رستم بھی فوراً آگئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہین معلوم ہوتا ہے سردارون پر او بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر لیلے کے بارگاہ مین آئے فرماتے ہین کہ کل مین طلسم مین داخل کرونگا خواجہ عرض کرتے ہین کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہین ہے عبادت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلا سے طلسمی مین مبتلا ہو جائیے امیر فرماتے ہین خواجہ مین اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کرون عمرو نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا فاتح ہے منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اسی مقام پر گذرے قضا سے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہین جسدن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہین گلے مین حرز ہیکل ہے جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحر انکا مقابلہ

نہین کر سکتا اظلیم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین
کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سبب
باتین میٹھی سن رہی تہی اوصاف امیر سنکر مشتاق جمال بے مثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہوکر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کر کے لائین
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین بد حواس چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علیحدہ بلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے
نہ چھپائیے ملکہ چہناز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے بہت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین
کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو پیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باواجان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبہ کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
ای گلشن انصاف کرو کہ انکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اسکی داخل طلسم ہو چکا وہ ضرور
طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ہی تو ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہ نہ سکی کیونکر امیر کو
بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیونکر گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہونچ جاے یا اُنکو بلوا لو
کیا تدبیر کرون حالت امیر سنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا وارے باپ آپکے دشمن ہو جائینگے
چہناز نے کہا ای گلشن حبیب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی رہین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تجھسے ہو سکے تو کر ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
وارے میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ جوڑ لا سکے ملکہ نے خوش ہوکر کہا
ای گلشن اگر یہ تدبیر کرلی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
کنیز نے جاکر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے روبرو کر کے اُس سے بیان کیا
کہ اگر ہو سکے تو امیر کو چھڑا لا گل عیاری اُسی وقت باجامے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سردارون سے کہ رہے

بہت بیقرار ہیں عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کروں یہ دن رہے لشکر
میں آیا سنا کہ امیر دربار میں ہیں ایک خدمتگار کی شکل بنا کر بارگاہ امیر میں آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہے جب اس نے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سر کو
روال ہلال بیگ نے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار مدام امیر کو دیکھتا ہے شاید کوئی
عیار ہے جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کمند ماروں عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے پاس سوئے گا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نہ کرو اپنے خیمے میں جا کر سوؤ میں ہوشیار رہتا ہوں میں نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو مدام
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہے عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے میں جا کر سو رہا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازاروں میں پھرا کیا جب پردۂ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہے ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہے جسقدر کھودتا ہے سراچہ زمین میں
اترتا جاتا ہے آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤں سراچہ آگ سے بھی جلا
نا چار ہو کر نقب سے نکلا در بارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت لانا اندر گیا جاکر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا اے مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ میں آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملا کر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اترے بیہوش ہوئے عیار نے تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اور پشتارے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلاموں نے پوچھا کہ مقبل یہ کیا ہے مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی میں بچھونے ہیں دھوبی کو دینے جاتا ہوں غلام خاموش ہوئے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلاموں نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا میں تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لے گیا کسی نے حفاظت نہ کی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے میں رہے مقبل دوڑ کر نکلا سے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹوں پھر سوچا کہ اس کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ مالک کے چلا یہاں تک رات بھر عیار کے

انتظار میں در باغ پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش آتا ہے ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا لو تمھارا بھائی پشتارہ بدوش آتا ہے گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہوگئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری میں چلیے میں بھائی کو ساتھ لیکر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کیسے لایا عیار نے کہا جو ملکہ کی مراد تھی اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوا یا صاحبقران کو ہوشیار کیا امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ میں پایا ایک نازنین براے تسلیم خم ہوئی امیر نے پوچھا اری تو کون ہے اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صاحبقران کے سامنے بیان کیا امیر کمندیں توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری میں آئے دیکھا ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھیں سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جواہر میں غوطہ زن مسند پر سرنگوں بیٹھی ہے امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہوگئے اور دل سے مائل ہو کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

جان بلب ہوں جیسے وہ بیرحم بدظن ہوگیا — حال میرا اب مبارکباد دشمن ہوگیا
کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ میں بھی — جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہوگیا
سینے میں کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا — چھد گیا پہلو کبھی سینے میں روزن ہوگیا
ایسے ہوا اُڑتا ہوں جب بیتابیاں کرتا ہے دل — کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہوگیا
میں کبھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزردہ نہو — اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مدفن ہوگیا
ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا — اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہوگیا
وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجھکو اُس سے تھی — او دلا جسکے دوست تو بھی ابتو دشمن ہوگیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا — پاؤں میرا شایہ آغوش آہن ہوگیا
بڑھ گئے کچھ اضطراب سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں — بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہوگیا
سر اُٹھانے کی کہاں طاقت ہے بس مردن ہے تسلیم — آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

جلسہ آراستہ ہے صاحبقران پہلوے مہناز میں بیٹھے ہیں مہناز سمجھا رہی ہیں کہ کبھی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرماتے ہیں ملکہ تم نے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحروں کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ ہوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کر عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب میں گیا ہے مگر پلٹ کر نہیں آیا عمرو بیقرار ہو کر چلا راہ میں آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک نازنین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں اُس نازنین کے ایک حسینہ چنچلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیریں گفتار بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہے عمرو کلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گانے والی واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سائے میں آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا کر محفل میں آیا بتا بتا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بیتابی فراق سے عالم یہ دل کا ہے | نالہ فراز عرش سے آگے نکل گیا ہے
وہ کہیے بن گئے خبر مرگ غیر سن | بے اختیار نالہ دہن سے نکل گیا ہے
روئے ہیں ضد یار سے فارغ ہوکے ہم | جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکا مچل گیا ہے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہے | کشتہ بھی اگر ہو شمع تو پروانہ جل گیا ہے
ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہی | خم تیغ کا نشانہ شمشیر سے جل گیا ہے
شام فراق ہے وہ اندھیری کا وقت ہے | پیغام مرتضیٰ ب قضا کا دل گیا ہے
کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے کہیم | بس نظر ہزار جگہ کیوں پھسل گیا ہے

اسطرح بتا بتا کے یہ غزل گائی گلشن اس ملکہ کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا اے تیر ناسا آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بے چین کر دیا کیا کیا بتایا ہے آج تو نے رنگ واقف کاروں کا دکھایا ہے خواجہ نے گلشن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا اے واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا ہے کیونکے پھر اپنے مقام پر آ بیٹھی گانے لگا اسطرف مہناز نے دیکھا کہا بی مہناز حضرت صاحبقران تجھے اشارے کرتے ہیں طرف کس کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے مہناز کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی
بات ہو صاحبقران نے غصے مین فرمایا اے نیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو مین نے تجھسے کب اشارہ کیا
مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹے پوتے جوان ہوئے اور
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا اے مکار مین سمجھ گیا بولی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے مٹھ کر حجت کی اور پکار کر آواز دی بابا آدم درویش
از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجھکو مرحمت فرمائیے یہ کہکے وہ محفل مین آئے صورت پیر مرشد
کی کنیزین دیکھکر بھاگ گئین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہو خواجہ
فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی مہناز کو دیکھکر خواجہ نے
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہو جسکی ننھی ننھی آنکھین تارسا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین
سمجھین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار
دیسا سمجھتا ہو امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہو کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے
دو کشتیان جواہرات کی منگاکر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہو عمرو نے کہا اے شاہزادی مین افسوس
کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہو یہ لعل بے بہا
پتھر سے لٹاما انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہو حسن و جمال
مین رشک بدر ہو امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ
مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے
مہناز نے کہا اے شہریار مین نے آپکو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آزار
کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
ساتھ دربار اظلم مین پہونچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیگا
ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی
اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی ان صحراہاے پر آشوب سے

جلسہ آراستہ ہو صاحبقران پہلوے مہناز میں بیٹھے ہیں مہناز سمجھا رہی ہیں کہ کئی ساحر
آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا
امیر فرماتے ہیں ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحروں کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو ہوکر
اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب میں گیا ہے
مگر پلٹ کر نہیں آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ میں آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے
طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان میں
آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو میں ایک نازنین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں
اُس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گانا سنا رہی ہے
عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سایہ میں بیٹھا گانے والی واسطے پیشاب کے
اُٹھی اُسی نخل کے سایہ میں آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو
ایک گوشہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا گاتا تھا کہ یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بیتابی فراق سے عالم بدل گیا
نالہ فراز عرش سے آگے نکل گیا

وہ جیتے ہیں گئے خبر مرگ غیر سُن
بے اختیار نالہ دہن سے نکل گیا

روئے ہیں ضد یار سے نار فراق ہجر کم
جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکا مچل گیا

وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہو
گلنا ہی اگر شمع تو پروانہ جل گیا

ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہی
تم تیغ کا شادہ خنجر سے چل گیا

شام فراق ہے وہ اندھیری کہ وقت ہے
پیغام سیہ شب قضا کا دہل گیا

کس آب و تاب پر رخ شفاف ہے شمیم
بس نظر ہزار جگہ کیوں پھسل گیا

اسطرح گاتا تھا کہ یہ غزل گائی گلشن اس عالم کی واقف کار رکھتی خوب تعریفیں کیں کہا اے خیر ناصح
آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا جانا ہو آج تو نے رنگ واقف کار دون کا
دکھایا ہو خواجہ نے گلشن کے گلے میں ہاتھ ڈالدیا کہا اے واقف کار تیرے سامنے کمال
دکھایا ہے کیک پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گانے لگا طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز تمہارا
صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہیں طرف کرنے کے اشارہ کرتے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میاں کو نہ قبول کرونگی تمھین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے مہناز کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپکو پسند آئی بڑے افسوس کی
بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای شیر ناگ کچھ دیوانی ہوئی ہی مین نے تجھے کب اشارہ کیا
مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمرو نے کہا زبان سنبھالیے بیٹھے ہوتے جوان اور
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا بوبی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاو عمرو نے اُٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی یا وا آدم درویش
از کل عالم بیشم میری شکل اصلی مجکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت شیر
کی کنیزین دیکھکر بھاگنے لگین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہی خواجہ جبھی
فرماتے تھے مین تو خاصا بھلا مانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی مہناز کو دیکھکر خواجہ نے
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہی جسکی ننھی ننھی آنکھین تاڑ سا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین
سچ ہین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار
ایسا سمجھتا ہی امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے
دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپکی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس
کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادہ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہی یہ لعل بے بہا
پتھر سے لوٹتا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال
مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ
مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے
مہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپکو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپکے آوارہ
کرنے کے لیے سفر کیے ہین آپ اپنے کو اُنکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا
ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی
اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ آپکو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پرآشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلوں کہا حضور سوا ے میری کنیزوں مین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہی امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ ہونگا ہرچند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمر نے کہا اے ملکہ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بنہ جائین گے مگر آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساحری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکہاو اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہی گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہی جو میری شکل پر آ کے بیٹھی ہی حضور معلوم ہوتا ہی اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہی اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہوے لگین کہ اری سچ بتا تو کون ہی اب گلشن منتین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہی ساحرون کو نامہ لکھا ہی کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعہ طلسمی فروکش ہی اُسکو آکر آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کوئی کہتا ہی بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہی بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان مین قید کیا ہی اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر نہ آئین کوئی کہتا ہی اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل ہون نامہ ریشم لیکر جاؤن امیر کو لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلا دیا

ساحر کہہ رہا ہی کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھ سکین اظلم کہتا ہی کہ مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو برائے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی زرنگار پر بیٹھی اور کہا ای والد ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہی کہ آپ سنکر فرمائینگے کہ ہمنے ایسا گانا کبھی نہین سنا ہے یہ کہکے اشارہ کیا کہ اے گلشن آج اس صحبت مین کچھ گا کر رنگ دکھاؤ قدردانون کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمرو چھپٹ کر اٹھے بیچ محفل مین آکر بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جنکی کھلین سازندے حاضر ہو ساز درست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست / دل ڈھونڈھ عاشقونکا یہی ہی مکان دوست
افسانہائے دوست مین کٹتی ہین اب دن / رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست
جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی / رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست
نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے / لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست
کیا تاب مدعی ہو لگائے نظر کہین / رہتے ہین آہ و نالہ سے پاسبان دوست
ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ / رکھتی ہی اور طرحکا چسکا زبان دوست
ہی سر فروشیون پہ بہاے جمال دوست / ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست
ہین داغ سینہ صورت آتش دہکتے / ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین / ہی اور رنگ پر چمن زعفران دوست
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام / دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست
دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان / غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست
دھوکے دیئے نزاکت جانان نے ای نسیم / پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کرتے ہین

اظلم نے کہا اے گلشن حقیقت میں تم نے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تم نے کن کن کاموں
سے یہ کمال سیکھا ہے کہ آج سب اہل محفل وہ بیکر رہے ہیں خواجہ نے عرض کی حضور کی
قدردانی ہے کہ اپنی کنیزوں کی آپ آبرو بڑھاتے ہیں یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہوں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہ ہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا
کمال ہے خواجہ نے کہا اے شہنشاہ اصل یہ ہے کہ میں ساقی گری ایسی کرتی ہوں کہ کوئی باقی
نہ رہے سر سے شراب پلاؤں ہاتھ سے بتاتی جاؤں پاؤں سے ناچوں زبان سے گاؤں
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل پر ہے حال ظاہر ہو اظلم نے کہا اے گلشن جو کچھ
وہ سامان کروں آج تمہارا کمال دیکھوں خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے شراب میں
محفل میں لاؤں سب کو پلاؤں تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
کہا اے گلشن کلید میخانہ موجود ہے یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے میں آئے
شراب میں بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہیں کہ مطلب ہوا چاہتا ہے کبھی سر گلابیان مرازغوانی
سے آراستہ کیں محفل میں لیکر آئے گھنگرو پاؤں میں باندھے اب چاہتی ہیں کہ گت شروع
کروں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آئی ہیں ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہیں اتر آئے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھ میں لیے ہوئے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیوں اے اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا
آراستہ ہے ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہے کہ فلاں تاریخ عمرو اس صحبت میں
آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب میں
لکھا ہے کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت میں آئیگا اظلم نے کہا اے ملکہ اختر میں نے اپنی صحبت
میں یہ بات مشہور کر دی ہے کہ کوئی غیر صحبت میں نہ آنے پائے آج کل ہم انتظام میں رہتے ہیں نگاہ
اٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہیں جتنی کنیزیں ساتھ ہیں اور ایک
وزیرزادی ہے تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہے ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوئے
اب ساقی گری کیا چاہتی ہیں اختر نے کہا اے شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے
ایک کلمہ کتاب میں ایسا لکھا ہے کہ اسکو زبان پر نہیں لا سکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھئے اظلم نے جو ورق اٹھایا جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت میں آئی تیری
عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان میں کہا ای اختر اس فقرے کا کیا علاج
کروں جیسی میری صحبت سے نا واقف ہو یا میری صحبت میں آئی ہو یا اپنے باغ میں رہتی ہو شکار رنگ
نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کہانت کو ترک کروں اسوقت عمرو آپکی صحبت میں موجود
ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سنکر بہت گھبرایا ہی دل میں کہتا ہی کہ
خدا جانے کس وقت یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی تو مجھناز سے اشارے کر رہی کہ لا اب
شکل بچنے رنگ بگڑ جاتا ہی تو میں شربت بے عقل میں ڈالچکا تھا ایک قطرہ بھی دیتے کا پہنچا اور نہ آئی تو
خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر پڑے پڑے جلیس و دلہم و بیہم کو دیکھتے سب یہاں رنگ بگڑا ہی
دیکھوں فلک کیا دکھاتا ہی مجھناز کا رنگ رو متغیر اشاروں میں جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اٹھوں
چلنے کے نام پر حال کھا جائیگا یہ ساحرہ دلبر پرست ہی جائیگی اختر نے جو مجھناز کو ملول دل حزین پایا
قریب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمرو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان
لینگے قدرت نے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہی
صاف صاف لکھ دیا کہ لیں مجھناز صاحبقران پر عاشق ہوگی اور عمرو کو صحبت میں لائیگی مگر یہ
نہیں لکھا کہ صاحبقران کہاں ہونگے ہم وہ بھی بجز بکر دیکھ کا احکام قدرت میں فرق نہیں پڑتا
جو لکھ گئے ہیں وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن میں جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش
کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام اسکا بخیر ہی مجھناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو
ہوش میں آؤ میں عمرو کو کیا جانوں میں آپکی صحبت میں عمرو کو لاتی یہ بیجا دربار چاہتی ہی کہ گمان
دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو یہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
بنے ہوئے تھے ہوش اڑ گئے اختر کے دیکھتے ہی گلشن کے ہاتھ نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری
کا چہرہ سے خواجہ کے اتر گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ
صورت کواری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینہ کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے
اٹھکے کہا میں بڑا سے مشتاق ہوں جاتی ہوں اختر نے پکار کر آواز دی او ساحران نا دست اب
کہاں جائیگا عمرو نے اٹھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو و۔ عمرو جوان میں عیار صاحبقران ہی

سر سے کٹ کے جو گیا ہو جہاں
مرا تیز رفتار ہو گر یہ دم
شہ پاسے مری گرد پاپوش کو

تراشیدہ کا رشش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
دو بارہ جہاں گرد و طرار ہوں

زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

چاہا کہ اختر کو ختم یا روں اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گر کے زمین سے پاؤں تھام لیے قل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا جھناز کا عجب حال ہے چاہتی ہے کہ دم نکل جائے یا زمین شق ہو وہیں سما جاؤں اختر نے کہا اے اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کر لے اسی کی ذات کا سارا فتور ہے اظلم کو تو بیٹی سے محبت ہے طرف جھناز کے دیکھتا ہے اور خاموش بیٹھا ہے اختر نے بڑھ کر جھناز کا ہاتھ پکڑا چاہتی تھیں جو لپکے ساتھ انکے نکل کے بھاگیں کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں اختر نے جھناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اس نے کیا خطا کی ہے اختر نے کہا اے شاہ کیوں دھوکا کھاتا ہے یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی جھناز و گلشن دونوں گرفتار ہوئے اظلم بھی چاہتا ہے کہ بیٹی میری خطاوار نہ ہو مگر اختر نہیں مانتی کہتی ہے ان دونوں کو جلد ہی قتل کرو اے اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمہاری خیر و عافیت ہے ورنہ تمہاری قضا آئی ہے کہ کوئی عمرو کا کہا ایسا پڑیگا کہ بہت پچھتاؤ گے ہاتھ سے سلطانوں کے مہلت نہ پاؤ گے آگاہ ہو لوگ اسی فکر میں رہتے ہیں اختر تو یہ باتیں کر رہی ہے اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہے سب اہل دربار حیران و پریشان ہیں کہتے ہیں صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہے کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی ہے کہ تو قدرت نے طلسم میں خوب آشوب کیا فرماتے ہیں کہ اسی طلسم کو برباد کر اور کنگا حقیقت میں اب طلسم کا بچنا دشوار ہے سلطانوں کا غلبہ بڑا زبردست ہے ہمارے خداوند ولی طلسم میں نہیں بادشاہ طلسم نے تو شاہ شیشی آ رہا ہے دیکھیں اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتیں کر رہے ہیں کہ اب بڑی مشکل ہے مگر اختر نے جھناز و عمرو کو گرفتار کر کے نیچے تخت بٹھایا کہ یہاں ہے کہ جلادوں کو اب بلا کر ان دونوں کو جلد قتل کروں جلادوں کا ہنگامہ ہے اظلم چاہتا ہے کہ بیٹی کو بچالوں یہاں صاحبقران باغ میں جھناز کے گرد پھرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اے گلشن نہیں معلوم وہاں عمرو پر کیا گذری ہے حیث لنگر و بلا سے روزگار ہے مگر نہ دید طلسم ہیں اسکے سمجھا ہے خواجہ مشہور ہے دیکھیں کیا ہو کر رہے کہ آواز کانوں میں آئی اے پیر نے کہا اے گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہے گلشن اٹھی ہے کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزیں روتی ہوئی سامنے آئیں اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اٹھے کہا اے گلشن میں دربار اظلم میں جاؤنگا گلشن نے عرض کی اے شہریار فوج اظلم بہت ہے کئی سو افسران فوج ہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لیں حضور اکیلے جو اس صحبت میں جائینگے بیچ میں فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا اے گلشن میں اپنے یار وفادار کا حال سنوں اور بیٹھا رہوں میرے دل کو تاب نہیں یہ فرما کر صاحبقران اٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزوں کے پیچھے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ اے شہریار اکیلے دربار اظلم میں نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے لشکر میں خبر کروں افسران فوج آئیں تب آپ جائیں امیر نے فرمایا اے گلشن تم نہ مجھکو سمجھاؤ میں اپنے یار وفادار کی محبت میں بیقرار ہو رہا ہوں یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ میں آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائیں مانگ رہی ہے کہ اے خالق کارساز واسطے رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و حمناز کو آفت سے بچا لے نظم

بر فگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ نور آفتاب
لا شریک و بے مثال و لایزال	وارث پاک است اے عالی جناب
گاہ از آتش آب جاری میکنی	گاہ آتش میکنی پیدا ز آب
از تو آزاد است ہر پابند غم	از تو آباد است ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل ے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہاں دعائیں مانگ رہی ہے وہاں اخضر نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھا لے وقت قضا تیرا قریب ہے عمرو نے کہا میں مرنے کا عادی نہیں ہوں حمناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم عمرو کہتا ہے مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا اخضر نے کہا سر کاٹ لے اب باتیں نہ بنا دو پر سنہ لگا جلاد تلوار کھینچکر چلا کہ دربارگاہ پہ پلہ ہوا نعرہ شیر کی صدا آئی زمین تھرائی - نعرہ صاحب قران - منم صاحب جرو و تیغ و علم

امیر عرب حمزهٔ ذی حشم
چو رستم بسنجان پے گیر و دار
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ولیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
پذیرفت کنجا سپاهون فرار
گمانم چون بجولان گه قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
در آنجا بجاه و ادب یافتم

ز تیغم گریزنده نوشیروان
چو در با خبر جنگ شد آشکار
جزائر بپرا ز عدل رفاه شد
سمندون بانجبت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صدا حیرتان اللہ بارگاہ کے کلس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوے تیغ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوے جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنیان مہ جبین آگئے ان سب کے ایک سر بارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں ۔ الغزل

سراغ درد نہاں کا جو پا نہیں سکتے | تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
ہم آہ ہنگئے اپنی کہہ سنا نہیں سکتے | وہ ہوش کھو کے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے | جگر کا خون کیا تو چھپا نہیں سکتے
حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے سنگ | بس ایک پردہ حیرت اٹھا نہیں سکتے
کوئی بلائے جو قاصد بھلیں تو کہہ دینا | کہ آپ ہی ہیں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل | ترے ہجر والے بہت دور جا نہیں سکتے
یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا | جفا کشوں کو کہیں آزما نہیں سکتے
بس ایک دوست ملا عشق میں نصیحت گر | کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
فراق یار میں اللہ رے شور نالوں کا | کہ درد دل ہی کسی کو سنا نہیں سکتے
یہ مدعا ہے دلی ہو کہ نقش پتھر کا | بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے
کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آ گیا ہے غرور | کہ لاکھ سر کو جھکائیں جھکا نہیں سکتے
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی | وہاں زخم پکارے بتا نہیں سکتے
گلے سے ہم تو انھیں مرادا یہ لپٹا لیں | دھر سے ہیں ہاتھ جگر پہ اٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق مین کم ہو گئے بہت لیکن
تمھاری آنکھ مین ہرگز سما نہین سکتے
جلال اسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو
کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

ان نازنینان مہ جبینان سے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائین یا تو صاحبقران چپ ہو سکتے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتنے لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر بر ہمیت اثر بیکر حاضر ہوئے لکھا ہے کہ اسّی ہزار ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے پہنچے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہے چاہتا ہے قیدیون کو رہا کرے دو ساحر و جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو جھنا زہری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے قریب عمرو کے پہنچے رسن کا سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر خود ... شیدا ہوا
مرا لکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
عمرو و بخشم ... جہان
اڑاتا ہون کفار سے ...
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر و حشم نادار ہے
مری نسل سے ... پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم ...
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کر کے عمرو نے حقۂ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہا سے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پیادہ پامال پیدلیون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اڑ گیا اس اندھیرے مین سیکڑون ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقۂ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن مین سے ڈھیلا سنگ لون پتھر برسا دیے کسی کو جیب کتر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا سر کاٹ لیا

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کروں اختر نے اظلم سے کہا ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمہارے بھائی حاکم ہیں کہکشان زنگی وہاں چلکر ٹھہرو وہاں سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے ایک گوشے میں آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی میں نکل گیا جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جگر کمان میں پیوست کرکے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا اختر کا ستارہ گردش میں تھا تیر آکر جوڑ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گیا ندا اختر کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام میرا اختر جادو بود اختر مری اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی چالیس ہزار ساحر وغیر ساحر دائرہ اسلام میں آئے امیر نے قلعہ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لا کر تخت پر بٹھایا گو سکہ نام پر سعد بن قباد کے جاری ہوا جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلیں وہاں اظلم جا کر خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر چلیں امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر کے ہم تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہو کیونکر ہجر کا یہ زمانہ کٹیگا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر
رہے جگر یار کی پہلو میں رگ جان ہوکر
خوش نگاہوں سے کہ قسم کوئی ہمسے پوچھے
آنکھوں میں کرتے ہیں گھر آنکھ سے پنہاں ہوکر
دست وحشت سے کھونگا میں سینے کی کرتا
دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر
حسرت ناوک قاتل میں جو دل گھبرا آیا
آنسو آنکھوں میں کھٹکنے لگے پیکان ہوکر
گریہ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو
منہ کی کھیلے ذرا صبح تو خندان ہوکر
حسرتیں خاک میں سب ملگئیں اپنے دل کی
اب بلائیں اُٹھیں کیا بے سر و سامان ہوکر
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل
بھولے بنکر کہیں چھوٹے کہیں نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر — آزمائش تو کرون قالب بیجان ہوکر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگی جور و ستم — مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہوکر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہوکر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین ہم — راہ بتلاتے ہے یہ دانا ؤن کو نادان ہوکر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — کہا انس کھنچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہوکر
نہ رہے مجھسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھتے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہوکر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھکے صاحبقران نے گلے سے لگاکر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان علمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج و نور الدہر اس طلسم مین جاکر قید ہوے انکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاءاللہ بعد وہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ مہناز کو صبر آیا تھوڑا ہے گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آونگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و مہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر مہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت مہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہمراہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اسنے سرداروں کو پاس بلایا کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کرلائین گے کہ اظلم آکر بیہوش ہوا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہوگیا ای کہکشان اس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اور فتر لے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہوگیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان جلد انتقام کرو ورنہ وہ مشوخ یہ ہو گیسو پر یہ مہناز پری طلعت یہان کا بیٹھنا ہوگی ہم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ انشرن کے جاسکتے ہین اور

اُسکے ہمراہ سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ نسترن مین پہونچ گئے تو تمھارا
در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کرکے لاتا ہون ستر اسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کرکے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل ہو ایک صحرا
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرما رہے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہو صداے بوم سے کہ صداے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ تھا
اُس مقام پہ برس رہا ہو کسی مقام پہ دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
منھ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب بعوض درختون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پہ جانور آکے بیٹھ رہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا پتھر کو
مثل شعلہ جوالہ پایا پھر اُسکے جا بجا کہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ تڑپ کے گرے
اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحراے ویران کبھی نگاہ سے نگذرا تھا عمرو جواب دیتا ہو کہ ای شہریار
یہ صحراے طلسمی ہو ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم ورد زبان کرین ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہو کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدہ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہو کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند
اسّی ہزار فوج سے آکے پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ بارو یہ لشکر کسکا ہو ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

ساحران

صاحبقران کا سُنا تھا لاک ظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جاتے ہین ہومان
نے جھلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو امیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے باہر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند
پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے
امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت
سے صفحہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہو وہی پیش آتی ہی خواجہ نے آکر نقار خانہ سکندری مین غاشیہ
اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع
و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا اودھر امیر مع
فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اودھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان
مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے کہ بہرام گردین خاقان چین
گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی لہذا مناسب ہی کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہی کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بعد التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان
سے آکر تنگا ورزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا
نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جب
کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے مقبل وفادار
بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران مین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوئے ہومان نے کہا اے جوان حریف کہ تیرے دل میں حوصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہیں کہ پیش قدمی کریں جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا شمشیر قبضہ پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اتر کے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پہ ہومان کو ریل کے لیے دوڑا
ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو ہکہ مارا دونون پاؤن بہرام کے موشخانے مین
جاتے رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ اوقا بوچی کیا کرتا ہے
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ پلٹے خواجہ سے فرمایا
خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان کی راہی
ہوئے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو دربار سمجھا جائیگا
یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہے امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین
ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا اے بہرام مین نے تمکو سر میدان
زیر کیا اب بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے
پہلوانی بیکار ہے میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اسپر اطاعت کو کہتا ہے شرم نہین آتی ہم اہل اسلام
ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون
کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہے سر میدان زیر کرکے لائے اپنا فخر کرتا ابھی ہمارا
زور سے اترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شانا گین رنگا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز
دی اے جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دل کی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا
میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بے حیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہے وہ بجا لا زیادہ باتیں نہ بنا جلاد نے
گردن پر کوسے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال میں گذرا کہ اگر میں خدمت
صاحبقران میں جاؤں یہاں بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے
گوپھن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ دختر اشیدہ لیکر ایک گوشہ میں کھڑے ہوئے جیسے ہی
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارے عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر کھپٹ گیا چیخ کھا کر زمین پر گرا ہلاک ہوا
وہ مارا اسب نے دیکھا کہ لاشۂ جلاد پڑا لوٹ رہا ہے سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا اور
پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لی مرگیا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز نے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچ کر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا
چاہا کہ بہرام پر خنجر مارے عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی کہ ہے ہے اس شخص کو پکڑو عمرو نے تیغ کھینچی لڑتا ہوا قریب بہرام
پہونچا کہا اے بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے تیغ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانۂ زین
میں آکر قبضہ کو تولا لڑائی میں مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں اور سرکار کے شاگرد اسکے
عمرو جو کہ دربار میں حاضر تھے شتابی بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کریں صاحبقران یہاں
سلاح سجے بیٹھے ہیں خبر بہرام کے مشتاق ہیں کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے عرض کی اے عالیجاہ اصل
میں استاد نے بڑا کام کیا جلادوں کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہیں مگر دونوں پر فوج
کفار کا ہجوم ہے یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران نامی جو دربار میں حاضر
تھے ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہاں بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
کئی سو عیاروں کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہتھو ہتھو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہیں ہومان چاہتا ہے بہرام پر جا پڑوں کہ نعرۂ حیدری کی صدا کان میں آئی بارگاہ کفر کی
ہومان نے پوچھا کیسی آواز ہے ملازموں نے عرض کی کہ صاحبقران آ گئے نعرہ امیر کا وہ
سب نے سنی ۔ نعرۂ صاحبقران

ہم ولی کالشتان جہاں
بیرفت کفر ملعون فرار

ہم صاحب چتر و تیغ و علم
زشمشیر گیرندہ شہر دیار
چو دریا خروش جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بمیدان بجے گردد
شدہ بر سر فتح و نصرت نشان

گندہ چون بجولان گہ قاف شد
دلیرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ وادب یافتم

جزا بر یرا ز عدل و انصاف شد
سمندر چون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را در مصاف شد
شتابان ز جنگ بدین ذلیل و زار

نعرہ کرکے صاحبقران آ پڑے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا اے بیشتر جرأت لڑنے بھڑنے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان نے کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سر اُسکا زخمی ہے زرہ خود لڑ رہا ہے اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے چار پہلوانون کو مارکر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغ عقرب پر روکا روک کر کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے اب سرداران امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین علین گرمی جنگ ہر سپاہ کافر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اڑی سامنے آکر جو اسنے گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان دور کا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہے اُسنے جو سنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے بہادرون نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہبال عیار ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغہ دو دمہ ہندی کا مارا قنطور کو زخمی کیا قنطور نے شاہبال عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اُس جوان کو کمند ڈالکر گرفتار

کرلے شاہباز نے زنفیل بجائی چارسو پیاسے اسکی صدا پر جمع ہوگئے شاہباز اُن عیارون
کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے
بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر
آکے حلقہ ہائے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشتِ
مرکب سے گرے چہار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو زور سے بلو سے مشکین کسکے گرفتار کیا
اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار
ہوگئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوئے
لندھور گرفتار ہوئے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور بد ہین ایسا نہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے یہ وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سبنے
کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوئے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے
کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جراءت مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہے جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہے کہ وہ کسی ساحر
کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جاکر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی
لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن
لندھور کو رہا کرون اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہے جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے خواجہ نے
اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمند بر سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمند
کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا اے ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے
مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہے خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے
کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقابلہ صحرا اچھا دل دہر کا اسکا کچھ اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست کی پیچ کمند دون
مین آ کے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے جانا کہ کیا گون خواجہ نے کمند ہت کھینچین
شاہباز پھینکا گرا خواجہ کو دیکھا الٹی پر سوار ہوسکے یا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونوں ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس حباب مثل بیضہ عمرو کے مارے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی کہ
کیون او ساربان زادے اب کہو تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا استاد کیا کہنا میں نے
سیکڑوں عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہوں اس کلمہ پر شاہباز خوش ہو گیا کہا خواجہ کچھ نقدی یا لاؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ تجھے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ میں اپنے عہد سے پھر نگاہ مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزار ہا روپیہ پیدا کرو گے عمرو نے کہا خیر میں خدمتگاری کرتا ہوں یہ کہکے
بٹوا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجئے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر میں ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیوں کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہو گیا اسی طرح سو اشرفی کی پوٹلیاں
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیاں گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
استاد یہ تحفہ لیجئے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں مگر اسکو دیکھئے نہیں جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجئے گا جب میں قابل لقا ہو گیا اور اسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سمجھا کہ اس میں کوئی کیمیا کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی جو اڑی اسکے
کھلکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی درخت میں باندھا اور آپ
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قنطوس کے چلے یہان لنڈھور حسب فیصلہ میں قیام
ہیں وہاں شاگردان شاہباز مقرر ہیں استاد کو جو اپنے آتے ہوئے دیکھا شاگردوں
نے پکارا عمرو نے کہا راستہ کا وقت ہی میں پاشتا یا لنڈھور کو دیا کر دیکھوں کہ وہ قید میں

کیا کر رہا ہو یہ کہکے قید خانے میں آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزنجیر بسر خم کیے ہوے ہی عمرو نے
آکر کہا ای جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر میں
چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت بجھے کس وقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات
زنبیل سے نکالکر کہا لا کہ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہو کہ میں نے رقعہ لکھا ہی خواجہ عمرو
ہیں ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہیں خواجہ اصرار کر رہے ہیں سحر قریب تھی کہ
کاہ فروش جنگل میں پہونچے کہاں چھپنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر
گھسیارے گھبرائے آپس میں کہنے لگے کہ اس جنگل میں کوئی بھوت پریت ہی وہ اسقدر دوڑے کہ بھاگے
بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر
قریب آئے شاہباز کو کھول رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور
کے پہونچا شاگردوں نے دیکھکر کہا استاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک
شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہیں شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل میں
قید کرکے براے رہائی لندھور آیا ہی چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیاروں نے چار طرف
خیمہ گھیرا خواجہ عمرو و لندھور سے باتیں کر رہے ہیں کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادہ
اب میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا عمرو نے کہا ای لندھور تمنے دیکھا غضب کیا کہ شاہباز آگیا
لندھور نے کہا میری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دو میں لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا عمرو نے چاہا لندھور
کی ہتھکڑیاں کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا عمرو نے زنبیل
پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالوں بیباک بچوں نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے
عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤں شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے
پانچ سات بیباک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقہ کمند عمرو پر
مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب
بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکیں باندھیں برابر
لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اے
شہریار اب عمرو و لندھور قید میں اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے آپ

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان
کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیجایے کوچ کر کے نکل چلیے
ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ
کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہین کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہوجائیگا قنطور کو بھی یہ راے بہت پسند آئی
اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے
روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین ناصیان و طوسیان خبری گھبرائے ہوے
آئے عرض کی اے شہریار شب کو استاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھور و عمرو
کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہی اگر قنطور بر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی
کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی
مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے
سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و
لندھور کو جاتا ہی راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جا کر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جاکر
قنطور کو لاؤن قلعے مین لا کر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحران
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اے شاہباز تونے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کا ہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچین قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھون رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول و حزین سر زنجیر پر سر رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا تھا عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلایہ کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیڑیون کے سرون مین تالین مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

جہان مین نقش پیری سے سفر ظالم نے کم پایا
کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہم نے خم پایا

مکان ہون تو مکین ہوتے ہین از خود نہین پیدا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی راستی اور انکے تسلسل مین
بہ شکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
اسے بالا سے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی
مین دوڑا سر کے بل کوچے کو جیسے تیرا صنم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا

جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہوگی کے
ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے
کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا

تصور میرا سمجھے ہر طرح قسمت مین بہتر کہ
کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ہجوم خواب کو بھی ہم نے سامان عدم پایا

نسیم اب شاکر کی جا ہر لحاظ انکا رکا لوٹا
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کر کے اسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا بلا تو وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے جھاپا مار کے

اسے بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اسی کے مقام پر آ بیٹھا اس عرصے مین سفیدہ سحر کا
ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پہونچتے دیکھا پکار کر کہا اے شاہباز
قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی اے سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ناخوش خاطر
ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اسی عیار کا نام ہے کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوئے تھین
خواجہ نے بتعجیل اپنے بستے کو نکالکر ارابے پر سوار کیا لندھور کو اور بختیارک کو قریب
شاہباز کے آئے کہا استاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ نکل جائیگا تو ہم پا آپ پھر
گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز
نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اے
شاہباز تجھکو اختیار ہے جسطرح مزاج مین آئے اسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے
اتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر
آواز دی استاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک خنجر مارا اور
شاہباز نے کہا استاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بتعجیل دار پر اسکو کھینچو شاہباز
نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر باران کیا تیر کمان مین پیوست
ہوئے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا استاد مین سچا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ
سرہنگ کی بات شاہباز کو سننے نہ دی چار طرف سے تیر پڑے کہ سینہ جگر چھید کر پشت کو توڑ
کر پار گئے نوبت نقارے بجنے لگے چار طرف شور ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے
اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اتارنے لگے لندھور نے لنگر
بار ارابے سے نہین اترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اترتے
کہکشان خود گھوڑے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اتارے کہ زمین تھرا گئی نعرہ
صاحبقران کی آواز آئی ۔ نعرہ اسد

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر دار	بیک تیغ صمصام و قمقام نام
بکف تیغ عقرب کے وہ انجام	زمین کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے امیر آگے بڑھے ادھر امیر نے بجتے ہی ... نوبت نقارے کے بج رہی

کے سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ لٹک رہا ہے تمام جسم مشبک ہے یہ کہکے برق رویا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا چاک گریباں کرنے لگے ڈر ہے کہ لندھور نہ قتل ہو جائے مگر امیر لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سرہنگ نقلی یعنی خواجہ عمرو فوراً جست و خیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہباز نے طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذی حشم ہے جہاں ستان
اُڑاتا ہوں کفار کے میں ہوش
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا فخر ذی حشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کمین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرہ عمرو کی صدا سنی شکل گل شگفتہ ہو گئے کہا اے ہمتر برق فرنگی تمہارے اُستاد کے نعرے کی آواز آئی ہے یہاں عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیاروں نے عمرو کو گھیر لیا عمرو اُن سے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہیں خنجر کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برقی —

کہ استاد ہیں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تو پھر سے مری تیغ بھرا دیا

ترقی پہ ہیں میں برق رفتار ہوں
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بڑھا ہے قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
زمانے کا مکار و عیار ہوں
در مکر پر ہے سیماب پیدا ہوا
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

خنجر کھینچکر لپٹنے لگا خواجہ جلسے لندھور سے لڑ رہے ہیں جسکے خنجر مارا اُسکا سر اُڑا دیا امیر لڑتے بھڑتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا ہنسکر کہا کیوں لندھور تیرے خاندان میں آکر قید ہونے کی وہی ادا ہے اٹھالیا اُسکو جو گھٹا نا

شروع کیا ایک ایک جنبش میں دس دس کے سر کٹے ہیں ارے میں لیٹے ہوئے ہیں کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکاروں نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکاروں نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا استاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے جو قید اپنی توڑی چھکڑا اٹھا لیا اسی چھکڑے سے لڑ رہا ہے ہزاروں ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سنکر کہکشان گھبرایا رفیقوں سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والوں کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے ہوئے لندھور و عمرو سے باتیں کر رہے ہیں سب سرداروں نے چاہا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی میں کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہے امیر نے شتر سوار کو بلا لیا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ میں لیا سرنامے نام حسنا زنادہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردۂ حسام کج ادائی زوال صحرائے بے اعتنائی زیب دو تکلم بیٹا آرزوے ملاقات حسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے میں آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعہ کہکشان کے پہونچائیے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تابہ قلعہ کہکشان نہ جا سکیں گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہے آپ کے اسم اعظم سے کچھ اسکا نہ ڈر نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق میں حضور کے عجب حال ہے زندگی محال ہے اصل میں یہ کیفیت ہے

نظم

افسردگیوں پہ تھا قلق دل تمام رات	کالی ہوئی ہے یار بہ مشکل تمام رات
پر تھا دل میں شوق شہادت کے جوش	دیکھا کیا تصویر قاتل تمام رات
تھا لوٹ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن	آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی رنجش گریہ سے ایکدم	جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
بیتا بیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم
لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا اب تو جب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کی قسمت ور اہمن کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا [illegible] کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد بیٹھے ذکر ہو رہے تھے کہ ایک ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گر کہا اے کہکشان نامدار طلسم کشا عالیمقدار طرف باغ نشترن کے جاتے ہین نشترن نے ابلاغ سپہر دندان پہلوان کو لاکہ سوار و پیدل کی جمعیت سے براے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعے کے قریب آکر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کر دیجیے سنتا ہوں کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرحد ارسے کے لازم ہیلا و دامن پوش حاکم باغ شیشہ سیلا دیو نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اسکی شرکت کرنا واجب و لازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپا کی ساووس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی اسن قد دار مکار و غدار اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکر کہ آپکا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اسکو خلعت دیا اور لاکہ سوار و پیدل ساتھ کیے ساووس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے تا دوسرے دن بیرون رہے گرد اڑی دیکھا کہ ابلاغ سپہر دندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکہ سوار و پیدل فوج کے دل بادل نمایان ہوے ساووس نے بڑھکے

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے ساوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
ساوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون میں میرا ساتھ نہ دے سکوگے
ساوس نے کہا تمسے چند قدم آگے بڑھکر لینگے دونوں ایک ہی بارگاہ میں رہے چار پہر رات
آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونوں پہلوان سوار ہوسکے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونوں
کے ساتھ رستم ایک منزل پہ فروکش ہیں بیرون بارگاہ کرسیان بچھی ہوئیں اہل مشورہ و
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہیں یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابکی مرتبہ انشاء اللہ باغ لعلین
میں سرکار کا مقام ہو فتنۂ جادو بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پھر سے علمہاے سیاہ کے کھلے ہوے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہے آسکے دونوں مقابلے میں اترے رستم نے سہاک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سہاک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے
قد و قامت کے دونوں جوان ہیں دونوں مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر
اپنی بارگاہ میں آئے آج طلاے کی گشت دیوانۂ شہر پہ مردم دیس کے متعلق ہے جیسے ہی داروغہ
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم تمہیں لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
آقا ایسی باتوں پہ مجھے غصہ آتا ہے ایک چوبدست ماردونگا پر اٹھا ہو جاؤگے رستم نے
ہنسکر کہا کیوں شامتیں آئی ہیں تمہارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے جھپٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پینترا بدلکے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پہ پڑی گرد اڑی
رستم تو گرد میں چھپ گئے دیوانہ چیخیں مارکر رونے لگا کہتا تھا ہاے آقا اسی دن کے لیے میں
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوے رستم نے پہلو سے اشارہ کیا کہ ارے کیوں روتا ہے میں
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہوں دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل ایسا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونوں کان پکڑ کے فرمایا اکھیڑ لوں دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر ہ

ہو دریا سے جرأت کا بے بہا دُر ہو آقا معاف فرمائیے غصہ نہ کیجئے مگر طلا سے یہ مین ہی جاؤنگا رستم نے حکم دیا دیوانہ شیر مردم در چار سو دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا وہ کاندار وں سے کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو مجھے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اسکو مار ڈالونگا دو کاندار دیوانے کی صورت سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کنارے پر لشکر کے آکر بیٹھا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی کیا صلاح ہو آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا اے ابلاغ طلسم کشا رستم ہو اسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہو مین نے تو طلسم کشا کو دیکھا ہو ایک چھوٹا سا جوان ہو سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُس نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہو ابلاغ نے کہا تو کبھی ہاتھ سے رستم کے مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار ادھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہو اور سالوس کہتا ہو تو خود نامرد ہے ایک ہی وار مین گرد بردکر دونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا اے سمک دیکھو تو یہ کیسے باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوپایہ لیکر سمک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہو یہ کہکے چار سو دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو ہوشیار ہوجاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلا سے چپ نہ ہوتا تو بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کر کے طرف فوج کفار کے چلا چار سو دیوانون کو ساتھ لیکر دولا کہ یہ آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہوچکے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین ہلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار مین چوپایہ ستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے ساووس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی
اب ہم تم سنبھل کے لڑیں دونوں آپس میں ایک ہو کے فوج کو کلمہ ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف ساووس کہتا ہوا جاتا ہے یارو کم سوار و پیادل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہیں تم بھی دار ہی کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو سالکو
جب یہ آواز دیتا ہے سوار و پیادل جا کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں ادھر دیوانہ
ہنگامہ شیرانہ چار سو دیوانوں کو چھانٹے ہوئے چہار ایک پتھریں مارتا ہوا آتا ہے جب ہلا کر حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر کٹا ڈالے جرأت کے چھکے چھوٹ گئے دیوانوں کی جیسے تالیاں و
چالاکیاں جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرادیا پتھریں مارتے ہیں حریف کو للکارتے ہیں
ساووس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقا سے سرخ ہوں میرا آقا کسی سے نہیں دبتا ایسے کو
رفیق بنایا ہے جو بدبست کے بچا رہتا ہے ورنہ پھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں
مجھ کو کیسا مانو نگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے ساووس کے آیا ساووس نے
ہاتھ تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گھوڑے نے ساووس کے منہ پھیرا زمین
تھرا گئی ساووس نے چاہا گھوڑے کو بھگاؤں مگر دیوانے نے للکارا گردن میں جو طوق
پڑا ہے اُسکو ہلا کر جو بدبست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے جو بدبست آہنی لگائی ساووس
نے سپر کو جوہر سے کی پناہ کیا جو بدبست جا کر پڑی سپر کے پھول مرجھا گئے سپر رو گردان چھپا
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پر پڑی سر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گھوڑے
میں گھس گیا و ساووس دونوں خون کا کھتالا ہو کر رہ گئے دیوانہ پکارتا ہے اے ساووس
دیوث ٹھہر کر مقابلہ کر کیا تاب کہاں نے چلا ہے دیکھوں تو کیسا پہلوان ہے ساتھ والوں
جو دیکھا کہ ساووس مارا گیا روتے پیٹتے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ ساووس کو
دیوانے نے مار ڈالا گھیرا افسر خون کا کھتالا ہو کر رہ گئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہے ابلاغ
افسروں کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر چیست غضب کا ہے نہیں معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہے کہ اُنکی اطاعت میں ہو سکتا ہوں کہ روز طلسم کشا پہ جو بدبست میں لگاتا ہوں

نگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہیں ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہے رفیقون نے
کہا حضور اصل میں یہ کیفیت ہے کہ طلسم کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا
کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہے چہار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کر لیں ابلاغ نے بھی ترغیب
دی کہ چہار جانب سے فوج نے ہجوم کیا کمندیں اور رسنیں دیوانے پر پڑنے لگیں ادھر
دیوانہ کی فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندیں پڑیں کہ وہ منہ جھکا کر گرا
چہار طرف سے اندر سے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہو کر گرا ابلاغ نے
گرفتار کر لیا ساتھ والوں نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو تیغیں تان کر
سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مار ڈالا لاشے تڑپ
رہے ہیں ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنوں اور کمندوں میں گرفتار کرو ان
بیچاروں پر بھی کمندیں پڑنے لگیں دیوانہ شہر یہ مردم در مع ساتھ والوں کے گرفتار ہوا وہ
طبل امان بجا کر پلٹ گیا ہرکاروں نے یہ خبر رستم کو پہنچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے
تھے کہ یہ دیوانہ طلاسے پر نہ جائے اسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا ہے سماک بڑھ کر خبر تو لے
سماک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے میں پلٹ کے آیا عرض کی سالوس تو مارا گیا
دیوانے کی ایسی چوٹ سخت پڑی کہ پرانا ہوگیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندوں سے
گرفتار کر لیا اب اسنے قید کیا ہے حکم دیا ہے کہ کل سویرے سے میدان قتل کی تیاری ہو دیوانہ قید خانے
میں زنجیروں میں ہلا رہا ہے رستم نے کہا میری زندگی میں دیوانے کو کون قتل کر سکتا ہے اے سماک
ہمکو وقت پہ خبر دینا سماک بصورت صیدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو
معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون تھا
کہ غلام بموجب حکم جو آکر پہنچا طرف سے کہکشان جادو کے سالوس نامے ایک
پہلوان آیا ایسا جاہل اجل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شہر یہ مردم در کے
ہاتھ سے مارا گیا میں نے دیوانے کو گرفتار کیا ہے کسی جادوگر کو روانہ کیجیے میں نے رستم
کو بھی روکا ہے آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو باغ نسترن میں بیٹھی ہے جادوگرنیاں
اسکے پاس بیٹھی تھیں ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سنا کہ چار سو دیوانوں سے وہ

دولا کہ پڑا آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساتوں بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے ملکہ عالم کنیز جا کر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشکرن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پہ بیٹھا ہے اسکو چونکہ خوف ہے کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آکے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہے کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجائیگا کہ دفعۃً آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے آکر پہونچی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کر ڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیلخانہ سر زنجیر تھام کر دیوانے کو لایا دیوانہ بل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیر بہن ہلاتا ہوا دربار مین آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تونے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کئی دن سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رُکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان اسنے مارے جب بیہوش ہو گیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا ہے کہکے قیدخانے مین بھیجا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائنون کو بلایا گائنین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ یار عاشقانہ ملا
بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا

ہوا ہے کون سا معشوق با وفا اے دل
گلہ عبث ہے اگر وہ ملا ملا نہ ملا

عجیب قسمت بد تھے شب فراق مین ہم
کمال ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے پھرے خانہ قضا نہ ملا

ندی تو ہاتھ سے ہون ضعف سے مین رنگ حنا
ہوا سے شوق فنا مین جہان اُڑا نہ ملا

جواب دیگی بھلا روز بازپرس تو کیا
اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا

وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین
مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غرق بحر ستم عمر کی ہوئی کشتی
بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا

کمال عیش و جوانی و ملک و مال غرض
یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا

عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی
کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا

بچھے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کھٹکے
کہ خار کو کوئی ہمسایہ بستر پا نہ ملا

بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت
پہ اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائن نے گائے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبرائی ہی پریشانی سامنے آئی ہو اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے کیسے سردار جمع ہین کہ اسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی کے آنے کی جو خبر سنی اپنے مقام سے اٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی مین برائے رہائی شہر یہ مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سپہر کلاہ نے اٹھکر دونون کو روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہر یہ مردم در کو مجھے بھیجیے اس سہولت مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق نہ ہو کر جاؤن دیوانے کو رہا کر لاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور عیوق یہ کہکے اٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جاکر قیدخانے مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کر لاؤن مگر طلسم کشا نے بنرم زبانی سب کو روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریائے جرأت کا جوش ہو ابلاغ کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمۂ کفار مین دخل نہ دینا اسنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اسکو قتل کرون اسیوقت مین جا پڑون گا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ بڑین کتنی سی افسر لئے

فوج لیے ایسے ساحر بکثرت ہیں اور پہلوان دو ان کو شمار ہیں آج بھی اہل شرع نے یہ خبر
سنی کہا کیون نا کہ ہلال ایسا کیا تدبیر کرون اگر تمہاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر مجاہد رستم
شعر ہو جاؤں وہاں انکو اختیار ہے تو ہلال نے جواب دیا کہ اے اہل شرع طلسم کشا جانے لگا
راہ میں جاکر دیکھا معرکہ عظیم برپا ہے لگا تار لڑائی ہو رہی ہے ایک حصار سحر بنا ہوا ہے کہ کوئی ساحر
نہ آسکے اور طلسم کشا انکا زور کر رہے ہیں کہ مشکل ہے کہ کوئی شگفتہ رنگ پاس موجود ہیں اہل شرع ہلاک
سے نہیں کر سکتا لگا کرتا ہے کہ اے ملکہ عالم یہ حصار سحر بنا کر روکنے کی ساحروں کے تدبیر کرو
چشمک ہلال اپنے مقام سے اٹھی اس حیلے سے دیوانہ رشتا نے پیتا اور لگی باتون سے
کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قبیلہ خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز
دی اے عشق نرگس ذرا پاس سے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ
بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی اے سیمین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا یا بلا کر
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

ہزار دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا — گلے زنجیر پا اپنا میرے پیشت سے دم نکلا
جبین ساقی کو ہم کس وصلے پر آب تاک سے — نہ ملی زلفون میں کم پایا کچھ ابرو سے خم نکلا
بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوستے پیچھے ہین — کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہو کر بہم نکلا
نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے — بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا
غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمگین تیری — جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا
بچا نا چھلکے وہان اسکو ہوئی منظور رسوائی — جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا
وہی ارمان جوانی میں ابھی پشت خمیدہ کو — کمان آسمان پیر کا اپنا سا نہ خم نکلا
کچھ پیوند خاک نے جو خاک کچھ انکا نشان باقی — وہ دانا قبر سے نکلا نہ اسکی رنج و غم نکلا
ابھی پردے میں ہے جس سیاہ مرگ انکی — قیامت ادا آئیگی اگر باہر قدم نکلا
زمانہ مسکون سے [illegible] آباد کیا [illegible] — بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال پشیمان کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر
اقبال اوج پر آیا یعنی کہ اس دیوانے کو کہ کچھ توجہ ہوئی بلکہ جلیل کا رفیق ہے

حقیقت یہ ہے کہ دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر شہاتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اچھلتا ہے کودتا ہے دمبدم یہی کہتا ہے اے جان جہان و راحت
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہے کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک
پاس رہوں یہ سنکر ہلال نے کہا گھبراؤ نہیں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصد کر رہی ہوں کہ سحر کر کے
نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضا سے کار نسترن جادو طلسم میں اپنے
بیٹھی ہے اور سب مصاحب جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
اطلاع ہے ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ ہے سکتے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہوئی تھی اسنے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا دغاباز
و عالم تعلیم یافتہ اسیر سحر کیونکر نا شہر کرینگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کہا ہے میں سمجھی کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہیں نسترن نے جادو سے کتاب نکال اسکو کھولا سطروں دیکھکر
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہے کہا او نجم غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئی ہیں
قید خانے میں اسکے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہیں نگہبان بیہوش ہوں تو ایسے
اور وہ دیوانے کو لے نکلیں اے نجم تو جا بھی جلد پہنچ کے پہونچتی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھنے والوں
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا کہسے
کیا چاہتی ہیں آخر اس دیوانے نے جو شاہ کلام کیے ہیں کیونکر رات کو گانا سنا اور
زیادہ بیقرار ہوئیں غزل عاشقانہ سنکر رو دیں نجم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہوں اس
ذلت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اٹھی نسترن نے
کہا ایسا نہ ہو اسکے ساتھ کی فوج بگڑ جائے اور تمہارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہے
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا انکی ثابت
ثابت ہو نجم جادو یہ جواب پاکے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہو بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر انکا مسکین جادو ہے کہا او مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو گرفتار کرے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو کسیکی
حرکت کرنا مسکین نے کہا بہت اچھا دیکھتے ہی بی بی ہلال کا ہمیدہ ہوگی آپکا حکم قضا شمشیر کی

مجال ہی کہ آپ کے حکم مین دراندازہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہان ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانون پر تحکم کر رہی ہے نگہبان کہتے ہین کیا ٹھنڈھی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بہی آسمان پر آتا ہی جی چاہتا ہی سو رہین نیند آ رہی ہی طبیعت گہبرا رہی ہی کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈھی ہوا کہا کر ایسے بدحواس ہوے کہ پکارنے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج	دل مرا سخت بیقرار ہے آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج	بلبلو باغ مین بہار ہے آج
آہ کی برق کو نہ جبالی ہو	ابر تر چشم اشکبار ہے آج
شوق سے آ ادھر کمان ابرو	مرغ روح روان شکار ہو آج
تیر سے آتے ہی دیکھ رہتی جان	چین ہی صبر ہے قرار ہے آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہی	باغیون کو کمال خار ہے آج
فجر تھا کل تو مجھسے ملنے کا	کس لیے تمکو ننگ و عار ہی آج
دھیان ہی کاکل پریشان کا	اسلیے دل کو انتشار ہے آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہے	گرم رو کوئی شہسوار ہی آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر	تو وہ دل کے صاف پار ہی آج
کہنا قاصد سے اسکے جینے کا	وعدۂ وصل پر مدار ہے آج
درد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین	غیر سے یار ہمکنار ہے آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان	نکہت گل بھی ناگوار ہے آج
عندلیبو مقام ناز ہے یہ	غیرت گل گلے کا ہار ہے آج
مین نہین ہجر یار مین تنہا	غم دلدار غمگسار ہے آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے	کہو رعنا تمہین خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بہاگے جاتے ہین کہتے ہین ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قیدخانہ پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گہبرا مین چھوڑے

عرصے میں ان سب کو ہٹا سے دیتی ہوں تجھکو لیے چلتی ہوں دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوق کو دیکھکر ہنس رہا ہی قضا سے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کردوں یہ لڑتا بلڑتا نکل جائیگا میں اسکے عقب میں جاؤں جو رہ گئے اُسکو دیوانہ کردوں ابلاغ سپہ دیوان بارگاہ میں اپنی بیٹھا ہی قضا سے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پہ کچھ لوگ سو رہے ہیں کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھر رہے ہیں اور ہلال قید خانے میں بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی اے ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانوں کو سلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہیں ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیوں نہیں دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اُٹھا اے ہلال صاحب تو یہ کہ نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہو اُسے اے دوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بیثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل دُکھانے ہو تو دیکھیں چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہی دامن کی بہار

کیوں خفا ہوتا ہی چھینٹوں سے لہو کی باربار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

گر نہیں کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو جلتا چراغ
دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار

کیوں نہ صدمے جا بیٹے ای دل ہجوم داغ
کم نہیں ہی جلوۂ گلزار سے تن کی بہار

ہاں اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن ای پری
دیکھنے آئے ہیں ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قید
کم گریبان سے نہیں ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہی جب سینے میں آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد میں ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہیں اسے پہلوان دوران آپکے قابو سے کے بخلافت ہی ہلال نے آپ پر بھی سحر کردیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قضا یہ ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کروں ہنسکر کہا اے رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہوں تو سب کا یہی حال کروں میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہے اتنے میں نکلا دیوانہ اچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی نجم جادو اسوقت آسکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہے گرد اسکے مصاحب چیخ مار رہے ہیں ہلال اپنے مقام سے اٹھی چاہتی ہے دیوانے کو رہا کروں نجم نے وہیں سے للکارا او شوخ دیدہ ابھی اسواسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے خبردار تو اسکے قریب نہ جانا اگر اسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہے بہتر یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن ہو ہلال نے کہا میں کیا نسترن کی لونڈی ہوں ملازمت نہیں کرتی میں اسکے پاس نہ جاؤنگی یہ سنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اسمیں سے دھواں نکلا وہ دھواں منھ ہلال کے لگا چرخ کھاکر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کمر میں پٹکے دبکر لے اڑوں دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھا للکار کر آواز دی ہر چند کہ تو بھی مرزک ہے مگر میری سے مرزک نہایت حسین و جمیل ہے تجھسے زیادہ شکیل ہے میں تجھپر توجہ نہیں کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑوں کھینچتی ہوئی لیجاؤں دیوانے نے غصہ میں بکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی خانہ زور میں آکر قپ کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانہ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر چٹا لٹا کھڑا اگر گری اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود. اب جو ہلال اٹھی دیکھا دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہے لاشہ نجم زمین پر پڑا ہے کہا اے یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہ رہا ہے اے ہلال تو نے غضب کیا کہ فرستادہ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کروں دیوانہ منع کرتا ہے کہ دیکھ ملکہ عالم تم تکلیف نہ کرو میں اس سے سمجھ لونگا دیکھتی ہے کا اسکا قد و قامت ہی ایک چوبدست اسکے واسطے کافی ہے یہ کہکے جھومتا ہوا چلا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سنگین جادو اور دیوانے نے مجہول ابلاغ پہ نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ صاحب لشترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رک گیا پاؤن زمین
نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
ان سب کو گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چاپ چاپ کے گرنے لگی جب تڑپ کر
گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑادیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہو خوف ہوا کہ
ایسا نہو میرا بھی سر اُڑادے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضا سے کار مہتر سماک بلیا قی
پہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اُسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جیسا
کھڑا ہو جو پا بدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سماک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ رستم
دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل رو
لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سماک آکر پہونچا
سماک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی فرد - ای زاہد رحمت خرم گل بستان ما + گفتگو سے حرف
شفقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوزندگی از رہے عجب
طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہو آپس مین تلوار چل رہی ہو آپکے دیوانے پر پری ہلال عاشق
ہوئی ہین لشترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اُسنے اُسکی بہن نجم جادو کو بھیجا اُسنے آکر ایسا سحر کیا
کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر پھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آیا اُسنے ہلال
کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سنکر شہرت اپنے
مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو شفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب
فلک سپر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے
ہاتھ باندھکر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کہکے بلند ہوئی اسوقت جاکے
پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکر ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہو مگر مصروف جنگ دیوا
کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہو لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تمپر نثار ہو
افسوس ہو حسرت وصل لیکر پردہ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سنکر چیخین مار کر روتا ہو بڑھنا
چاہتا ہو بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہو کہ زمین سے پاؤن نہین

چھوٹتے شہرت نے وہین سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤن زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شیر پر مردم در قید رفیق طلسم کشا ہو اڑتا پھرتا تھا کہاں جا دیوانے نے روک کر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلا جاؤن نزرک میری نگہبانی ہوتی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ پہونچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہے نزرک سے کوئی شی عزیز نہین اسطرح دیوانے نے بیچین ہوکر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑین کہا ای شیر پر مردم در مین تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہون یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھاکر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھون مین گجرہ پھولون کا بندھا تھا وہ گجرا پھولون کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اسقدر جیسے آنکھین نہ چراؤ ابلاغ نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوئے زیور جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی اب تو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہے

نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم — پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسی کی زبانی سنکر — دیکھتے روز ہین آ آکے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف — صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاءاللہ — مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس حرج نہین — توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک — خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کعبہ ہوا دین رعنا — کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسلمین کا سر لا طرف مسلمین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام ملعون خاص و عام ادھر آئیں تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو
آتے ہوے دیکھا کہ تلواریں مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا
کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر کچھ پھینکا سب پھول برسے سب مبہوت ہو گئے مسکین
پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ اڑتا پھرتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہاں
جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی
حیران ہوا کدھر جاؤں کیونکر بھاگ کر نکلوں آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا
یہ تو سحر میں ملکہ شہرت کے ہی سحر اڑتا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکہ ایک جا
بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ لفرہ کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی
میں محن جادو فرستادہ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف آتش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر
جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہیں
تجھپر جو قصد کیا اسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش میں نتھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کریں اب
ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال
کو مارو فوجوں نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہیں ہلال کو پکڑ لیں ہلال نے جو نگاہ
یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچائیے لاکھ ساحرون نے
مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لیں ملکہ شہرت نے پڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو
نے کہ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اسکو مٹایا
ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا
شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اب تو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا
کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز مظلوم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعا کے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نشدہ دانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دو سرا یہیں سے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ
ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد ستا ہاز کرم ایں درویش نگر بر حال حسینہ

ولیکن مگر نہ ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہیں کہ اے مالک بے نیاز و اے خالق کارساز وقت آخر ہے عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھلوں فراق میں کنیز کا عجیب حال ہے کہ اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو ۔ پریزادوں سے اپنے بال کھولے جس کے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے کبھی ہوا نہ تھا عالم کو ۔ کیا مطعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال شیر مادر خون دل پینا ہے غربت سے ۔ دیا کیا وصل اللہ نے فرزند آدم کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ نے جسنے ۔ گل و گلزار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہے سراپا یار زیبا سے ۔ کہوں میں وہ حباب بحر خوبی اُسکی بحرم کو
میں دیوانہ ہوں اُس شک پری کا دیکھ کر جسکو ۔ سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
جھکے وہ تیغ ابرو راست بازوں کیطرف کیونکر ۔ بنایا ہی نہیں استاد نے تعلیم کے خم کو
بجا ہے جو کہوں محراب کعبہ اُسکے ابرو ہیں ۔ اگر تشبیہ دوں چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالتے اکبر ۔ اگر گل سے بہتر جانتے کمخواب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم میں اشکباری کہتی ہے اے خالق لیل و نہار میرا حال تجھ پر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہے کہ سماک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ اے شہریار شہرت و ہلال گھر گئیں دیوانہ زخموں میں چور ہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہے ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہے رستم نے فوراً تیغہ ہفت جوش کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہو کر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سپہر وغیرہ سب سوار ہوئے مگر آفتاب آگے بڑھ گیا اُسوقت آگے جاکر کہ محزون نے وہ حشر کیا ہے کہ شہرت پر آگ برس رہی ہے شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلالی سے پانی برسا کر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی اے شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منہ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں سب زخم اندمال پاگئے مگر باطن میں درد ہے رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہے صدمۂ زخم قلب پر ہے نہایت بیقرار و مضطر ہے اس حال میں پوچھا کہ اے آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم
پرے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ ببر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے
مبہوت ہو رہا ہے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا ذرا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے
مجھ پر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا و
سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہا گھوڑا اچکایا گھوڑے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ
ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہے کہ نام تو اسکا سپر ہے
اگر ایک پر بھی ہوتا اثر جاتا تیغہ ہفت جوہر جھک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچا ابلاغ زمین پر گرا تمام
ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پہ
مارے ایک غل ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
مار لیا دلاور نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ اے شیر مردم
نہ گھبرانا میں آپہونچا شیر مردم نے جو آقا کو دیکھا پاؤں سست تھا چالاک و چست ہوا
ارادہ درست ہوا جو بازو بند جاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دلاور نے بے
نگاہ بڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہے آقا کو دیکھکر دلاور کیا مزے سے لڑ رہا ہے
محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر وہیوق و جاروق
غیر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگئے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
آفتاب فلک سپہر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہے گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پہ
پیاس سوجھی کہ اے محن نکلی اُڑن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہے بھاگنے کا بندوبست
ہے ملکہ لشترن نے کہلا بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح سے کام
نہیں پڑتی ہے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
باقی ماندہ نے بھاگنا چاہا نکلا نہیں آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اس حصار سے وہ نہیں
نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے
پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ لنتری مین پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپکو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ لنتری کے کوچ کرین مگر محسن جادو جو بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پہ بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محسن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے پکارکر آواز دی ای محسن جادو خیر تو ہی لنتری نے جنگ آغاز کر دی اور ہمکو خبر نہ کی منم افتتاح جادو سلطنت لنتری ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کیے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محسن نے کہا ای افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہماری نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑلیا آجتک قید مین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلادونگا یہ کہکے محسن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین گرد تاج سر پر شعلہ آتش نکلتے ہوے پتلا سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف مینھ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین قرصے چمک رہے ہین اس کرو فر سے وہ ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برائے استقبال آیا پکارکر کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا ای ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پاچکا اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی ہم انتظام کرلینگے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا دور چلے کہو ساقی بھی موجود ہوئے گلابیان کھلنے لگین جام گردش مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ شیر رنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

کچھ عجب رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا		دیکھ لینا سخت ہی شمشیر قاتل ساز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ ہے ہی اُنکی نگاہِ ناز کا *
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر سے ٹوکی
پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح
شور سے لیے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہی ابرو کے خمدار یار
ای زبان کچھ نہ شرح حالت دل کا خیال
غایت عاشق کے سننے کا دماغ اسکو نہین
کاٹ کر پر مطمئن صیاد سے پرواز کو
کھینچ دیتا ہی تشبیہ شعر کا خاکہ خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھ لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
ایک ادنے سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
شل نہ محتاج ہی اپنا دہن دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
بنا ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اُسیر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے اتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محسن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کر دون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہوجائے محسن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محسن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت لنترن مین جاناکہ لنترن تمسے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ لنترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو آڑ کر گیا ہی تمکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جاکر اترو ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا
صحن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن وشوہر نے ساتھ
کردیے صحن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شہر یہ مردم دسپر عاشق ہوئی ہو زخمی ہوکر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقائے نامدار میری نرزک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمایئے اگر میری نرزک نہ آئی ہو تو مین باغ لشترین جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے چوبدست جراح
پہ ماردی جراح پرا کٹھا ہوکر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھالیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیخی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہی اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہی دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقائے نامدار میری نرزک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی مین بھی آپ کی
نرزک کو چھوتا ہون رستم نے کفر کا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین - کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہی مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجیب
ہنگامہ ہی سماک پیدا فی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی صحن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا اے ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بندھواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھین سرخ ہوگئین کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محسن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکر طرف لشکر محسن کے چلی ماجرا یہ ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محسن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھین سرخ
چہرہ گلنار اُسکی یہ بگڑی ہی کہ پاس محسن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال تمنے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محسن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوے محسن کسی وجہ سے آئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محسن جاؤنگا
یہ کہکے چلا ہر چند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محسن کے پہونچا جاکر محسن کو سلام کیا محسن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین بیدردی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محسن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے لے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محسن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محسن کے
جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے صفائی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اٹھی ہر چند جراحون
نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محسن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہ سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اٹھی کہ لشکرین سے صفائی کرنا ضرور ہے محن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اٹھکر چلی نہنگ سحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپ کے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہتر میرے ساتھ آؤ پاس لشکرین کے پہونچ جائینگے دونون جادوگرنین لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب وہلال کے مثل انگوٹھی قید کیا سماک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار دبا کر محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قید خانے مین بھیجدیا ستم پیشہ یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سماک سردارون پر زوال آنے لگا کہ دربار مین شہرت جادو بیٹھی تھی کہا حضور نہ گھبرائین یقین ہے وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کس طور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اشعار کہکر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے — بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دل کو ملتا نہین وہ ماہ نشین تو کیتا — رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانؤن مین تا ہے رفتار کی طاقت باقی — پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہے دل — ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون — تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ — کفن سے ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے — قصد رہتا ہے یہی پانؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین — طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیر کی ہمت آتش — بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہین جون جون اشعار سنتی ہین آنکھین سرخ ہوئی جاتی ہین نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر کنیزون سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزون نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوئے آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے غصے مین جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا کے جمال کو دیکھکر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹ کے ہوا پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہین کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا وہ بھی چاہتا تھا کہ باز نہ آوے اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالون جب تڑپ کر آسمان پر پہونچا آسمان سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے شہریار آپکے گلے مین لوح تھی آپکا جمال دیکھکر قلب مین قوت آئی کہ مین نے یہ سحر کیا کہ آسمان پر جا کر اُسپر سحر ہوا وہ جلکر خاک ہوگیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جسوقت یہ طائر میرے قریب آئے حضور اپنے کو بچائین آپکے جمال جہان آرا کو دیکھکر قلب مین قوت آتی ہے اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم مین وہ ساحر ہین کہ حضور کا جمنا بہت مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سماک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سماک نے کہا غلام آج خبر لیتا ہے یہ کہکے بارگاہ صحن مین آیا دیکھا صحن جادو اکیلی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ایک آواز آئی ہم بھی آئین صحن نے کہا تشریف لایئے سماک ایک ستون کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ پہلو بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے صحن کے آیا صحن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ عالم مین گیا اور شہرت مبہوت ہو چکی تھی کہ اُسوقت طلسم کشا آگئے طلسم کشا کو دیکھکر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا مین نے بلندی پر جا کر اُسپر برق گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر مین جاتا ہون یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا سماک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا سر جھکا کر یہ اشعار حیرت آثار گانے لگا لطف سلیم

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب	پانون کو چومتے ہین پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے
پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
حسن و جمال یار کا اتنا ہی ہے فروغ
اس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج
زیر زمین چھپے گا وہ گہے آسمان پر
البتہ روے یار کا ہو کر ہوا آشنا وہ
ٹہلا کیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا سے
چلمن مین بیٹھ کر وہ میوہ پاس سے خام
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے
سیر جہان کیا کرے دل کو غرض نہین
جھکتے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ
ایسا کہرا ہی کہ سکہ ترے داغ عشق کا
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے
انا ظہیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی

آنکھون مین اپنی شب ہی بازار آفتاب
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
عقل حکیم ہے نہین رفتار آفتاب
لب لعل کے دکھائے جو رخسار آفتاب
مجرم ہون آپکا نہ گنہگار آفتاب
ظاہر ہین رخ سے آپکے آثار آفتاب
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب
ہی آفتاب سا کسی سرشار آفتاب
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
لیے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہو گیا درخت پر بیٹھا پا لوٹ مین رشتہ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہو لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے پنج نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اسی اپنی بیقراری مین اشعار مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی تھی یہ صورت اصلی ہو کر درخت سے اترا ٹہلتا ہوا قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکۂ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہو گیا حیران جمال محو دیدار ہو کر کہا اے نازنین اس صحرائے ہول خیز مین تجھ ایسی حسین کا کیا کام ہی صاف صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال و زر کا رستے مین ناگاہ شب کو قزاق آ پڑے

کار زندے مارے گئے اور جوان گرفتار ہوئے مال سب لٹ گیا میں بدنصیب آوارہ ہو کر بارگاہ
سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں پڑی ہوں شیر بگھیلے نے بھی مجھکو
نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ میں اس کشاکش سے چھوٹوں
طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہو کہ تجھ ایسی محبوبہ کو
قتل کروں جان کو تیرے قدموں پر نثار کروں تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا ان
اشعار کو پھر تو سنا تو اس مہ جبین نے پتے طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ
سے دیکھتا ہو کہ کھائے لیتا ہو میرے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہو کہ تیر دلدوز طیران منتیں
کرنے لگا جب چاہتا ہو کہ پوچھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ نازنین کہتی ہو ای شخص میرے
پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہو تیرے تیور سے دل گھبراتا ہو طیران منتیں
کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھ کر منھ بند کیا صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کوئی غشی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکہ عالم کیا غشی ہی اس نازنین نے
بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک
قطرہ پیں مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اس نازنین نے کہا صاحب میں اسمیں
سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہو جب درد و غم و الم سے گھبراتی ہوں تو چند قطرے پی لیتی
ہوں جان کو آرام ملتا ہو ای طیران اسکے پینے میں دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہاں ممکن ہوگی
تم تو مٹکے منگا لوگے میں کمبخت کہاں سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو
لشکر معلوم ہوتا ہو میں اسکا مالک ہوں اگر حکم دوں تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئیں
نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہو طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا میں
بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا شہرت جادو نہایت ساحرہ زبردست
ہی وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہو اسوجہ سے سحر میں جیتا طلسم کشا نے بڑے بڑے
خاندان میں دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہتی تھی انھیں مسلمانان
میں کے لوگ تھے جو لوٹنے آئے تھے ایک انھیں یہی کہتا تھا کہ ستم گر خبر کرو طیران کو
بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہیں نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا اب شراب سے کیسہ تکرار
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہے مین چند قطرے پیونگا آخر اس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہے اگر پھر وہ پھر
مجھکو شکایت ہوگی تو میرا دم نکلا جائیگا طیران نے کہا مین ابھی گلابی بھرلا دونگا پھر وہ پھر ملول
ہوا گیا اسنے پتلے لاکے رکھ دی ان میناؤن سے پہر کے دون نازنین نے کہا تم منھ کھولو مین چند
قطرے تمھارے منھ مین اونڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کر دیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ مین انڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اڑی منھ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہے ساحر سمجھ گیا اسنے سحر کیا خنجر کھسوٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ چھاتی پر
چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ ساحر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا
ضرور فکر کریگا یہ کہکے ساحر کو کھینچتا ہوا لیچلا ساحر چار جانب دیکھتا ہے جنگل کا سناٹا
کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کس لیے جاتا ہے ذرا ہمسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہے کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہے جلد اپنے کو پہونچا وہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منشم
خیال جادو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سرنامے پر مہر ہفت پیکر پائی جی مین کہتا ہے خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہے کہ کس وقت پر ساحر کو بھیجا ہے کبھی کوئی عیار نہ ہو ناسکے کو دیکھتا جاتا ہے دل
چاہتا ہے کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پانون زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا ای طیران تعجب کرتا ہے اگر وہ فریب کرونگا تو جلکر خاک ہو جاؤگے ایک عیار
پر سحر کرنے سے کیا عیار جانتے ہو طیران نے ایک ہاتھ منھ پر ملا کہ پسینہ دیا رنگ و روغن عیار
کا چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہے طیران نے کہا

تو کون ہی عیار نے کہا مین نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقاب دار مرصع پوش اس صحرا مین
واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والون سے کہا اسی مقام پر اُتر پڑو عیار نقاب پوش
مہتر برق ثانی یہ بھلا کب سو سکتے ہین رات کو واسطے سیر کے جنگل مین نکلے سماک کو جو دیکھا
کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سماک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی مین کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہین ہے مگر
ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت مین فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سماک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونون کو گرفتار کرکے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار مین رہتی ہو بارگاہ مین بیٹھی
تھی کہ ہرکارون نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیارون کو گرفتار کرکے لاتا ہو
عیارون کا نام سُنکر محن باہر نکل آئی سماک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا اے طیران
یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا مین نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہین بتاتا محن نے کہا
جلّادون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین استاد کین جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
ایک نے سماک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقاب دار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقون سے پوچھا
ہمارا یار وفادار عیار کہان ہو ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار استاد
رات کو چلے سیر نکلے تھے سماک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب لشکر محن مین
تیاری میدان قتل کی ہو رہی ہو چارون سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب و ہلال
و ماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہین یہ سُنکر نقاب دار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا جتنے پہلے قراول ساتھ تھے واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار تھے
مگر نقاب دار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہوا اور ہم تماشہ دیکھین اُسوقت یہ
نقاب دار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہین
حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آتے جاتے ہین کہ نعرہ نقاب دار کی صدا آئی پلٹکر
طیران نے دیکھا ایک نقاب دار مرصع پوش تیغہ برق تاب ہاتھ مین کھینچا ہوا دو سو سوارون
سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ اے طیران ان مسلمانون کے مددگار تو جابجا
موجود ہین یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا مین اسکو بھی گرفتار کرتا ہون طلسم کشا یہ سب

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطا کار گھوڑون سے گر کے
تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بد لگامی کرنے لگا سیلہ لیے دوڑا دوڑا اکھڑتا ہو نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی اودھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محق نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محق جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے
نام و نشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائینگے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تیور
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملازمان محق چلے تھے مگر ٹھٹھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا
ہرچند محق و طیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھرتا ہی مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے دعا
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین اے خالق بحر و بر وائے ربا کبر اس بہادر کو بچا لے ہم لوگ
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دلریش نگر ٭ ہرچند نیم لائق بخشایش تو ٭ بر من منگر بر کرم خویش نگر
بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضا سے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر بادسفید سایہ فگن رہتا ہی پردہ دنیا سے
پلٹا ہوا طرف پردہ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نزہ دیو ہمراہ سائبان زر لفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب حبشی کبھی اسی تخت پہ پشت عیار

طرار قفلوس لگائے ہوئے کمند میں بازوؤن پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سماک کو پہچانا دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہیں پروردگار کو پکار رہے ہیں نقابدار کی نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین چمکاتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان جیلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور پر سر نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا الٹا ہوگیا جسنے سحر کیا وہ گولے توپ و زنبورک الٹے پلٹے انہین کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے آیا شانہ تھام کر اسم اعظم پڑھا جسم میں نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کردیتا ہے کسی گولے پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہے محن نے کہا ای طیران نکل جاؤ اس نقابدار پر سحر تاثیر نہیں کرتا اور یہ باز سفید کیا بلا ہے کہ گولہ پھٹ جاتا ہے اب ٹھہرنا مناسب نہیں طیران نے غلطک ماری اسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اڑتا ہوا جاتا ہے جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینکدیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھیں نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریائے خون جاری باز سفید نے منقار سے سر پکڑا دونون پنجے پیٹھ سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار رنج و محن ہوگئی نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہے ادھر عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سماک کے آیا قید سماک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چاروں سرداروں کو نقابدار زرین پوش نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کانپی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ بھیجے پگھلنے لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جا بجا زمین شق ہوئی پانی آ بلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے بجلی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ عظیم پڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا آ کر مدد کرنا اور پھنسنا ساماق قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا نقابدار کے نقابدار زرین پوش کا پہنچنا بیان کر کے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے ہوئے ہیں مگر کسی کا سحر اثر تاثیر نہیں کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہے کہ اسم اعظم دستیاب ہوا اسکے بھروسے پر ساحروں کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہوا محسن جادو مصروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و جاروق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہاں نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوئے اب نقابدار بہ فتح پلٹا چاروں سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شہر پہ ہر دم ورنے جوشنا کر آقا جاتے ہیں جو پست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانوں کو ساتھ لیکر ہمراہ رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش کے خون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندیں بازوؤں پر توبڑا تیغ و کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ اب جائیں اور اپنے آقا سے ملیں یہ مال لوٹ کا ہے تمہیں لیتے جاؤ آفتاب نے مال قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہیں خیمے چند اراؤں پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشہ جرأت ۱۸

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت قوت ہو کیسے تم سے امتحان ہو جاے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آیئے مقابلہ ہو جاے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہی مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نرزک نرزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نرزک کہان تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹکر نقابدار سے کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیجیے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقا کے یہ مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمہارا حصہ ہی اسمین کیا قصہ ہی رستم نے
کہا ہم کیا تمہارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مارکر آپکو بڑا گھمنڈ ہی نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپکے فرزندون مین مثل آپکے ہو اُس سے مقابلہ کرا دیجیے
لحاظ ہی کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہو جاے اگر آپکو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر مدد حصول یانہاے صاحبقرانی ہو جاے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپکو منظور رہے مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہی پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور بیڑیون
مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہی دیوانہ شیر مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہی جو پیرست گھماتا ہوا جھپٹتا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار رہ جو ہمارے آقا سے کلام نہ کرنا کہہ کے جو پیرست اٹھائی نقابدار نے
کلائی جو پیرست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارکہ جو پیرست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پہ ہاتھ رکھ کے

ایک ہتھہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگگیا دیوانے نے بمشکل سر اٹھایا تیسرے پیچ پر
نقابدار نے دیوانے کو اٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر
رہجائین اب دیوانے نے سمجھا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑگیا نشین کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار
نے چھوڑدیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اترئیے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے
امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپکو زیر کرون تو باہناے
صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کرچکے ہین کوئی فرزندون مین ایسا
نہین ہے کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو لیکن میرے زیر کرنے پر باپون کا ملنا ناممکن ہے مگر
مین آپکو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اسی مقام پر اتر پڑا اب
بارگاہ ذریافتی استاد ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا بازسفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی
آکر مقابلے مین اترے ساحرون کو آگاہ کردیا چاروق وعیوق ودیوانہ شیر پر ہر دم در
پے سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی سرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم رستم سے عرض کررہے ہین اے شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست
ہے زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہے صاحبقران سے بھی گفتگو کرچکا
صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے آجتک تصفیہ نہین ہوا
حضور رستم جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سرمیدان اسکی مشکین باندھ لونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہے نکالدونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین پر سوار کیا جانے لیگا
شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذرکر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت وجوش
قلعہ مشرق سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت مغرب مین پہونچی مجنون
روز بصد سوز وذوق افروختہ ہوا نقابدار نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
شبدیز پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہے کہ طلسم گشا

آئیں تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سکندری دکھانے لگا
پکار کر آواز دی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں پر
لیٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپکے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہوکر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اس وجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکا کر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں تکاورزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہے گینڈا اکڑا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گاؤ گاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالا یا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا یا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمائیے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دو دو گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہے زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہے الجھ الجھ
کے لڑ رہا ہے نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہے عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے
دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زدہ عیوق ہونے لگا دیکھے
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لا کر

چاہا مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوئے نقابدار نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرہ تکبیر کیا کو زمین کھڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا پیٹ ہو کر گردن نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین
باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پلٹے آکر
داخل بارگاہ ہوئے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم
دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جا کر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا
مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا ابتک کسی
سردار کو اسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اٹھائی کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا اے ملکہ عالم غضب ہو گیا طیران دشمن نے جا کر بڑی آفتین
برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہے اسوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہے کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو
تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کہتا ہوا کہ اے ملکہ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو ویرانہ کر دون لوح چھین لون افتتاح و اختتام نے اسکو خلعت دیا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہے کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر کیکہ طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لا کر قید خانے مین بھیجا آب و دانہ مقرر کیا نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پہر رات
گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین انسے کچھ کام ہے
بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی یہ بھی عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہے آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ ما حضر ہے اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم میں آیا ہرکاروں نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کا ایلچی لشکر میں آیا ہے رستم نے چند سردار ہمراہ کر کے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فورًا اپنے مقام سے اٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہوے رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار میں آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو میں جگہ دی ساقی بچوں کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے سرور چڑھا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جا کر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہے جب سے زیر ہوکر آیا ہے اسنے آپ وداناً میں کہا یا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو میں جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ وشنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جاں ہوتے ہیں	لیتے جا جاکے وہاں جو نہیں یار سے گیان

تلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں　　جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہیں
مفصل ہجر میں اعضائے بدن پارے ہیں　　اک اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچیں گے　　تھک کے گو بیٹھ گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں
دم بدم قتل ہوا جاتا ہوں کیوں تشکل حیات　　آمادہ شہادت پہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہیں
ہیں بہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتیں　　لب شیرین نہیں گویا یہ شکر پارے ہیں
کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہم سا صیاد　　پھری کیا کیا کھا کے ترے باغ میں چوکارے ہیں
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے　　آج اگرچہ تری دانست میں ناکارے ہیں
وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی　　عالم جذب میں مجذوب جو بنکارے ہیں
بات سے اپنی پھریں قول پہ مردوں کا نہیں　　ہو سو ہوا اب تو ہم اس بات سے سخن ہارے ہیں
ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں　　منتظم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں
دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر　　اب تو کھو گئے ہیں جو ہم کہ الفت کے ٹھکارے ہیں
اپنے ہمچشموں سے ہم رہ گئے کس وادی میں　　تھے میں فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں
بھاگ نکلے ہیں فرشتے بھی دبے پاؤں رشاد　　یا علی کہہ کے جو ہم گور سے للکارے ہیں

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو لیکن تم سے نہیں لڑ سکتا ہیں تو صاحبقران کا ہم نبرد ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا پیچھا چھوڑتا ہوں کہ کبھی قبلۂ کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کرونگا اس حکومت کا تو خدا سے خواہاں ہوں جہاں صاحبقران ملیں گے ان سے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر تیار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا اور رستم یہ طلبگار رہے کہ بارہا سے صاحبقرانی مجھی کو ملیں گے یہ سنتے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دیں تو بالفعل مجھ پر حجت کیجیے اگر منع کریں اور مجبور ہے یہ فرماویں کہ تو لائق بادشاہت صاحبقرانی نہیں ہے پھر میں اس سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری میں کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر میرے اُنکے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ ہوے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہو جا تا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑتے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت توکرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہو کہ سفید پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی ہی مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا ای عیارو دریافت توکرو یہ کیا سحر ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دبگئے ہین ہاتھی گھوڑے جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہو جاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دب گئے وہ اُٹھ بیٹھتے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سبز حبشی ہو وہ بھی چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑا یا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے اسم اعظم پڑھکے اُسکی پیشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابلوں مین نقابدار کی منھ ڈالنے لگا رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہو جاتی ہے کہ سماک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہاے ابر جمع ہین وہ لکہ ہاے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو زور

ہوتا ہے برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر کوئی ساحرہ ہے اوسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہے یہی معرکہ کنارے پر سے سماک نے بھی دیکھا سماک آگے بڑھ گیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکہ عالم مجھے خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہے ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہے دیلمان نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیا ہے کسنے تجھے بھیجا ہے سماک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر نے بھیجا ہے نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اوس بدذات نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ سماک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی دیلمان جادو نے سماک کو اوپر کھینچ لیا جب سماک بالائے کوہ پہونچا دیلمان نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اوتر گیا صورت اصلی شکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب میں ان دونوں لشکروں کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہوں اتنا بھی نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہے یا عورت سحر کر رہی ہے مگر کیا کیجیے ہیں تم لوگوں کے کہ فوراً دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے میں آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہیں جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر کھینچا چھاتی پر سماک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہے خنجر گلے پر رکھوں درخت جو بڑے بڑے گرد کوہ کے تھے انمیں ایک درخت کلاں بہت بلند تھا تیتے اوسکے بڑے بڑے پتوں میں کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز خفیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی درد سیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہے دیلمان جادو چھاتی پر سماک کی سوا طرف نخل کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی ہوئی آتی ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہے مگر پکارتی ہوئی کہ اے دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ میں آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھیں دیلمان پر جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تمہارے مشتاق ہوکر آئے ہیں اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمھارے سحر پر ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندہ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین تمنے تمھارے دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہی جو بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑون کو دھوکا دیا اسطرح جو سکراکر اس نازنین سے کہا دیلمان نے سماک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہو کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

میلاد

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے — برق کا کام تبسم سے لیا دندان سے
زلف سے چھوٹ کے نکلا الجھی رخ جانان سے — لیگئی کعبے کو قسمت مجھے ہندوستان سے
روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال — بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے
مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے — تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
حالت شمع حرارت سے کہم پہونچی ہے — سر کٹے پر نہ ہٹے پاؤن مرا میدان سے
نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض — انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے
صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی — داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی — صاحب خانہ نظر آنے لگین جہان سے
پست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل — ایک رتبہ فانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے
رہن چاہیے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ — ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش — یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہو ان باتون سے مجھے معاف رکھیئے اور باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائینگے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائینگے اسطرح کی باتین اُس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رکا برت کی

وہاں لگی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آئی ہو نازنین
نے جواب دیا کیوں صاحب اس پہاڑ پہ بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی چرچا ہے دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے
آیا تھا چند گلابیاں ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں
میں سے ایک گلابی اٹھائی اسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
کہا صاحب سچ تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبوں سے لگا کر کہا ایک
سانس میں یہ دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
پیتے ہی بیہوش ہوا پکار اٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب یہ کیا ماجرا ہے
دل گھبرا رہا ہے معلوم ہوتا ہے پہاڑ اڑا جاتا ہے نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں آکر اٹھا لیجا
دیکھو خدا و ند بھی آتے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیاں بجاتا
ہوا چلا جاتا تھا گود میں اٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجہ نگارین تھا
یا پنجہ جلادی بن گیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقا بادار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ
دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مار کر بھاگا سماک پلادی پیچھے چلا یہاں نقا بادار نے
دیکھا برف سب پانی ہو کر بہ گئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بیہوش ہو کر گرے تھے انپر
لوح چمکانے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
دیکھا ایک دنا ٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سماک آکر پہونچا
تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقا بادار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر کے تھی رستم نے
کہا لشکر نقا بادار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سماک جو لشکر نقا بادار میں آیا دیکھا لشکر نقا بادار
تیار ہو رہا ہے گھوڑے کسے جاتے ہیں سماک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا
میں نقا بادار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب پہونچے
دیکھا نقا بادار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے نقا بادار بہادر و عادت
کے خلاف کرتے ہو نقا بادار نے پکار کر جواب دیا اے رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک میں زیرہ نہ ہونگا یا بہانے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور میں بانی طلسم ہونگا رستم نے کہا اے نقابدار اُٹھو ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یہ کہکر نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقیں لیے ہوئے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پہ چوب پڑی اُسی وقت شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت و شان نقابدار دیکھکر ایک حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہے عیار بکھی عرض کرتا ہے کہ حضور اصل یہ ہے کہ جو شوکت و لیاقت نقابدار نے پیدا کی ہے آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہوکر پلٹے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نسترن پہونچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہے بیچ میں سرداران نسترن میں افتتاح و اختتام کے ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے فتور کرینگے یہ ساحر آئینہ کا فرستادہ تھا کہ لشکر کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اسکے مارنے سے مہلت پائی ایسے سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے فہرست نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا کیوں صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی کہ دونوں لشکر معرض زوال میں ہیں وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور نقابدار بچھیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار نقابدار زرین پوش اس صورت پہ پہونچا کہ دلیمان کو دوانا کردیا آخر مار لیا افتتاح نے جھلا کر فرمانا سے سرداران کو لگے سمجھانے یہ ایسا کیا ہے کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہیں اگر باغ نسترن میں پہونچے تو ہم سب کے لیے باعث خرابی

ہوگا جب طرح سینے پڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہی اپنے قصر مین
بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق
کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو
تیار کرکے سامنے آئے صمصام تیز ہوکر اٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام
باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپ نے ہتھیار کیون لگائے
ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا اے نور نظر اصل کیفیت یہ ہی کہ طلسم کشا
تحفہ جات حاصل کرکے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہی کئی مقام فتح
کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہی کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے
افسر ہین انھون نے نامہ لکھا ہی مین براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی
کہا اے والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سنے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین
علاوہ لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ
لیے سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا اے نور نظر مجھے
تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور آہستہ زیر کرونگا رسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوانون
کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اتار لیگا
ہمارا کیا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا
قمقام بلانوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا
آپ سوار ہوکر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا افزون سے گری مین
طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اسے عم نامدار والد کے جانے
سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہی اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے
جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید پھر سے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش
نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ اے نور نظر باپ
تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے
اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے اسباب شکار کا درست کیا بارہ سی

کنیزیں مسلح ہوکر سامنے آئیں مہوش ایک بادپای بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا میں شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے گئی رہی یہاں
اسی صحرا میں گذریں سب نے عرض کی اب واپس ہوجئے چچا صاحب آپکے انتظار کرتے
ہونگے مہوش کی پشت پر بارہ ہزار کنیزیں سب کے ہاتھ میں نیزے پھریرے اڑتے ہوے
اس شوکت سے مہوش آئی ہے کہ جس صحرا میں گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضا سے کار بادشاہ
جمجاہ کہ بہ ترکیب شمس فلک ہیئت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین میں رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایکروز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ سقنا طلیس نے نگہبانو
سے کہا شمس کا ہیں کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانان نے جاکر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا اے شمس تمنے ہمکو ایسے مکان میں رکھا ہے کہ سوا اس مکان
کے کوئی شئی دکھائی نہیں دیتی اگر تمہاری خوشی ہو یہ جو قصر میں دریچہ ہے جسکے باہر صحرا ہے اسکو
کھول کر اسمیں بیٹھا کریں صحرا کی کیفیت دیکھا کریں تا اس حیلہ سے دل کو بہلائیں یہ سنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہے کہ حضور صاحب اقبال ہیں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپکا
ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہے مگر غلام اس فکر میں ہے کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئیگی
تب آپکو لشکر میں داخل کروں اس سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل وجان مطیع
سرکار ہوں بسم اللہ دریچہ کھول لیجیے لیکن یہ عرض ہے کہ غلام کی خدمتگاری کا خیال رہے
کہ آپکے ذریعہ سے صاحبقران سے ملوں مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند بچھا دی سقنا طلیس سے کہا حضور کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہیں تشریف لیجائیں سقنا طلیس نے کہا میں آٹھ پہر خدمت میں رہتی ہوں
تمہارے کہنے عرض کی اے شمس یہاں تو رہنا غیر ممکن ہے کہ یہاں کوئی آسکے شمس نے کہا اے
تمہارا ہزار ہا ساحر تلاش میں آپکے لوگوں کی نگاہ ہے ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے
کسی کی یہ مجال نہیں کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا شمس نے بادشاہ کو
تعظیم کیا یہ آرام رکھا تمہارے کہا کوئی ساحر جو آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز پہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی کھیر رہے اڑتے ہوے گرد سے نمایان ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سو نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی کمیت بدلگامی کرنے لگا بادپان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردہ ابر ہٹا ماہ تابان پردہ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ کھاٹھ وہ نور کا سراپا / ہر جلیت تھی سوجہ لطافت / دنیا لگی اسمین سرمہ کا تھا
ایسا نہین حور کا سراپا / آنکھین تھین استاد سامری تھین / بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا / شہباز نے واسکے تھے بازو
وہ صبح جبین تھی صبح جنت / نشے مین شراب کے بھری تھین / بینی کے قریب لب تھے ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سلسلے پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہردار یا ہلال فلک ولی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار یودھے پر ہاتھ پڑا ہوا تیغہ کمر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے ملیوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار جنگل اسطرف آنکلی گذر ہوا ملیوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت بہ نظم سپہبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوش جمال بےمثال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون نے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گرکر بیہوش ہوے سقناطیس و نوبہار نے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیزون نے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب وکیوڑہ وبید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ مشکل آنکھ کھولی گھبراکر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہین خیر تو ہی اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہی آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہی ملکہ نے گھبراکر جواب دیا تم سے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہی نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے | جی مین ہی دربان سے اسکے آشنائی کیجیے
مثلِ آئینہ مصاحب ہوجیے اُس خودبین کے | شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے
پاؤن پھیلاکر شبِ وصلِ صنم مین سوئیے | پاسش سردست جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے اُنکے بتنگ آئے ہین لوگ | ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے
رنگِ دل مٹتا نہین ہردم کدورت ہی زیاد | تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے
خون ہوجائین لہو تھوکے کوئی صاحب کو کیا | آپ مہندی مل کے دست و پا حنائی کیجیے
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعۂ گلزار سکے | لاکھ خط نکلے ولے عارض کی صفائی کیجیے
چار دن کی دوستی کا ہی زمانے مین رواج | کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے | اُس شہِ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے
زیرِ گردون رنگ قسمت آزمائی کی بہت | اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہوکر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان ما دیان سے بدنگاہی کی تھی اور مین بیہوش ہوگئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہوجاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہی ماہ کس آسمان کا ہی اگر قریب ہوتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و نادر بیان
قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین ۔ نظم

گھر ہم داغ بنا کر عاشقوں کے دلوں میں رہتے ہیں — گل لالہ میں مسکن ہے ہمارا گل میں بیٹھے رہتے ہیں
خیال سے جینا ان عاشقوں کے دلوں میں بیٹھے ہیں — ہیولی وشی ہے شیشہ دل کی شکل میں رہتے ہیں
عالم سے شوق میں لے کے چلے دنیا سے سفر — سدا اس عالم میں ساکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں
پکارے گھر پر آ کر جسکو وہ بیخبر دل کہتے ہیں — گھر جسکا مشکل ہے وہ اسی منزل میں رہتے ہیں

تم لوگوں نے جلدی کی ہچکچاہٹ سے اس میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ دوڑ کر جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہے مگر یہ کون شخص ہے کہ جو دہکے میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کر کے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہے مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہاں بادشاہ بجاہ جب ہوشیار ہوئے تو گھبرا کر طرف محل کے دیکھنے لگے دونوں ملکہ شمس و مشکبار و نوبہار نے عرض کی کہ لگیں کیا ہے شہریار آپ جب ادھر طرف محل کے دیکھتے ہیں چہرہ پہ اداسی معلوم ہوتی ہے لونڈیوں کو آگاہ فرمائیے جو تردد ہو اس میں کوشش کریں شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سیف الملوک نے کہا ارے اقتدا ملکو میں کیا بیان کروں تم لوگوں کے سامنے کچھ ظاہر ہو سکتا ہے چاہتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا مگر حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں کیونکر خاموش رہوں کیا کہوں دل کو سمجھاؤں کیونکر اس ماہ پیکر کو پاؤں دل کی عجب کیفیت ہے نئی طور سے کہا

قطعہ

نیست بے یار مجھ کو ہستی ہے — شہر ویران اجاڑ بستی ہے
ہے جہاں پر مرا قدم بھاری — ہر قدم پر زمین دھنستی ہے
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہوں — مہر جسکا انگ گستی ہے
ہے حقیقت مجاز سے مطلوب — بت پرستی خدا پرستی ہے
آسکے کشتہ ہیں زندہ جسا ولیے — نیستی آنکی عین ہستی ہے
ایک بت نے دیا نہ مجھکو جواب — سب نے زباں کی ہنسی بستی ہے
خاکساروں کی ہے یہی معراج — سربلندی ہماری پستی ہے

کئی دن سے ہو گیا ہے میں صیاد | عندلیب آج کل میں پھنستی ہے
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر | کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے
منزل عشق کی ہے رہ ہموار | نہ بلندی ہے یاں نہ پستی ہے
زلف اسکی سیاہ ناگن ہے | مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہے
ایسے جینے پہ زنار خاک پڑے | موت اس زندگی پہ ہنستی ہے

تمنے خیال کر کے نہیں دیکھا یہ دریچہ کھولنا ہے سے واسطے سوئے باب عشق ہوا تمنے خیال کیا ہو گا سامنے سے گرد اڑی ایک بادبہار رنگ قرا داران حجری پہ سوار سر پر شمشیر لگائے ہوئے بہ قول شاعر فرد — اکلے جیون کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اس ادا کا سجا سجا یا کھلنا کھلنا یا جیب تو دیکھو غضب خدا کا + پتین نے دیکھا کہ حال اسکا بھی ابتر ہوا میں او بھی غش کیا ہے کہ گرا اودھر کنیزون نے اسکو سنبھالا لایکر تل گئین یہان سے جایا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہاں جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا تو بہار کہ عاشق صادق ہوا اسنے عرض کی حضور سلطنت یہین بیٹھ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملا ہے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے تو بہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہوکر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہے میں اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا میں جاتا ہے دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کرتی ہے جب مٹی کے اسنے اچھالی ہے شجر خشک بار ور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کرتی ہے فیروزہ نے کنارے سے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہے نظم

بیابان کو کبھی ہنگام جنون میں سیر کر دیکھا | مستی بادہ کو پاسے سرو الالان جو ہستی میں ادھر دیکھا
تری رستا ہوا آنکھوں کی گردش کا اثر دیکھا | سے گلانگ آسے سے سو طرح جھا شر کھیل دیکھا
سواد گیسوئے مشکین میں ظلمت شام کی پائی | بیاض گردن محبوب میں نور سحر دیکھا
محبت میں مزا ملتا ہوا ایذا اٹھانا لگے | اسی کو جیتے جا با جو تمہیں بیمار کر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا جو دنیا میں جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزاں کی حالت سینۂ سوزاں میں پائی کسی کے گھر میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آئے تھے بازار عالم میں وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمیں درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے کیا آزاد اُسنے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی ہیں کیا سمجھکر پردۂ فانوس سے باہر مگر شمعوں نے پروانوں کو کبھی بے بال و پر دیکھا
جگر خوں ہوگیا یہ گو کہ اپنے چُپکے رہنے سے خموشی میں بھی مظلوموں کی نالے کا اثر دیکھا
یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اُس طاق ابرو کی پھریں اپنی نگاہیں جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
فراق یار میں جب عشق نے پھنکا تو لاہی جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشاں واں میں جو ہما لگانے غوطے دریا میں تو لب سا لعل ای یہ آتش زنداں سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی ای گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم ہوں اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہوں فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیوں صاحب تم کون ہو اس جنگل میں جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا میں راز دار خداوند ہفت پیکر ہوں ابھی صحرا بے خس و خاشاک میں مجھکو حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیوں بی گلرنگ میں بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پییں اور ایک تمکو پلائیں گلرنگ نے کہا میں ابھی شراب لاتی ہوں یہ کہکے اُٹھی دو گلابیاں شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام میں کھائی سے بیہوشی ملادی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے جانا ہوں نگہ سحر کر رہی ہو ایک ماش کا دانہ جو شراب میں پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمیں کہا تیرا انتظام بیٹا نہیں کھانیکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمر ساحرہ نے اپنے کو گرادیا فیروزہ جست کرکے بڑھا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہاں جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب میں کب تجھے جانے دیتی ہوں فیروزہ قریب ہو

قدم کے نکل گیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پہ گرا گلرنگ تیغ کھینچکر چلی اسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے
پکار رہا ہی ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو ہی دکر

نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعا می کند من کنم مستجاب	
چو عاجز رہا شد بہ دانم ترا		درین عاجزی چون نخوانم ترا	

رباعی - شاہا ز کرم برمن درویش نگر + برحال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشائش
تو + برمن منگر بر کرم خویش نگر + گلرنگ تیغ کھینچے ہوئے کلمات سخت زبان پہ لاتی ہی کہ
پہونچکر اسکو قتل کردون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ
مین نکلی تھی آسمان سے اسکے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی
نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اور رکی اور اسنے تیغ مارا تیغ مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہشت کی باطن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کمان سے نکالکر پھینک
ماری ایک برق جہندہ گلرنگ پہ گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے نوبہار کو اطمینان ہی
کہ فیروزہ کو ساتھ لیجاؤنگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اسی اندھیرے مین
فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ٹہلتا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پہ
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی
ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین ہون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار نے لپک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور
لے اڑی فیروزہ کانپتا تھرتھراتا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ تو
غریب مسافر فقیر بے نصیب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین
دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکر اتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پر سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین سقناطیس
وشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا جوش محبت سے گر دیکھنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگا یا فرمایا کہ اے یار وفادار کہان تھے ہمکو تو انتظار زندگی سے بچا کر شمس فلک ہفت پیکر کا ہین نے اس باغ مین رکھا ہے تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے کچھ سرگذشت بیان کی بادشاہ نے دیکھا فرمایا اے فیروزہ عجب سرگذرا ہے اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہوا ہے فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہو چشم یار کو
نیلگون کند ا پنجا مردم بیمار کو

حال پر میرے تو جو کیا چشم یار کو
پھر شکایت نگہ ہو مردم بیمار کو

حسن بے پردے سے عالم جلوہ گر پاتا ہو گلشن
دم بھر رک جاتا ہو عریان دیکھ کر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ
برق دیکھی ہو نہ جسنے دیکھے اسکی تلوار کو

مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا
زعفران سے لگے کہنا چاہیے ہیں سے یار کو

روے روشن سے مشابہ ہو نہایت آفتاب
دیکھو پائین جھلانکا جو تشنہ دیدار کو

مہری آہوں سے کہ وحلو نمیں سے گھر بنا پاتھا باغ
نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو

رات بھر آنکھوں کو اسکا سپید لگتا اگوہ
خواب میں پاتا کہ دیکھوں طالع بیدار کو

بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست
نشہ ہو میں اگر دیکھے تری رفتار کو

صبر کو کچھ نہ ہو گا تو کبھی اے دل باغ باغ
کیو لیے کھلانہ دیکھا ہو غریب آزار کو

لکھ کے خط حسرت میں قاصد کی لو رہ پا میں
کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوستان اپنے گذشتہ پاکی جو صحرا میں اگرچہ
رنجہ سینے کیا سبب آتش طاہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور یہ گھبرائیں غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہے اگر پتا ہے تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر یہ جاتا ہے ادھر ملک بہشت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رخ پلٹکر آئی یہ باتے آتی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک حبشن کی شکل بنا ہوا ہے راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا اے نازنین تو کون ہے جو اس صحرا مین یون پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچ کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ نے پوچھا یہ مطلب میں نہیں سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقا سے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین میں بہ مدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم
ہیں وقت کہ شمس فلک کو انتظار رہو دریچے میں برائے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد
عظیم بلند ہوئی ایک نازنین اژدہان بحری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ سو کنیزیں پشت پر نمایاں
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہیں اُسی محبوب کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ
یہ حال سنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھیں بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ
نے کہا ای مہجبین اصل یہ ہے کہ میں عیار ہوں بادشاہ کا فیروزہ بنت عمرو میرا نام ہے سمن رخ
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہاں سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ
کے چلی مگر سمن رخ نام و نشان سن چکی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
کے چند نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ میں آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جھککر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے میں لیکر سمن رخ کو آئے یہ قدموں پر بادشاہ کے گر پڑی کہا ای شہریار میں
ملیحہ وش شیرین کلام کی کنیز ہوں جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہاں سے گئی ہیں اُسی دن
سے آب و دانہ ترک ہے آپکی یاد میں بیقرار ہیں اگر حضور ساتھ چلیں تو میں آپکو لیچلوں بادشاہ
یہ مژدہ سنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا ای سمن رخ میں تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب
سنوں اور میں رک جاؤں مگر میرے رفیق جو یہ تینوں ساتھ ہیں یہ مجھکو جانے نہ دینگے میں
چاہتا ہوں کہ انسے چھپکر جاؤں سمن رخ نے عرض کی میں جاکر صحرا میں ٹھہروں آپ کسی طور سے
وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جاکر صحرا میں ٹھہری صبح کو بادشاہ
جو اُٹھے سقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہے تینوں جادوگرنیاں
بادشاہ کے قریب بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا ای سقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو
اسپر سوار ہوکر شکار کو جاتے سقناطیس نے عرض کی ای شہریار آپ جسکے مہمان ہیں اُسنے
منع کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپکو پکڑ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہے کہ میں
کسی سے سحر میں کم نہیں ہوں مگر جو میں نے سمجھ لیا ہے اُسمیں فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا ہیں باغ میں مرکب کو پھیراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقنا طلیس سے کہا ہیں شمس کو بلواتی
ہوں اُس سے مرکب کی فرمایش کروں یہ کہکے ان تینوں نے شمس کا ہیں کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقنا طلیس نے کہا اے شمس بادشاہ یہاں گھبراتے ہیں ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجدو اسی باغ میں پھیرینگے شمس نے کہا اے مقنا طلیس وقت انقلاب
قریب آگیا جو ہونا تھا تھا اب معلوم ہوتا ہو کہ اسکے خلاف ہوگا اے مقنا طلیس میں نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب عصا جمشید ان اس طرف سے گذرے میں تو میں بادشاہ کو اُٹھالاؤں اور
بالاعلان ساتھ ہو جاؤں اب بادشاہ پر کوئی افتاد پڑیگی جو ناتک ہو سکے اے مقنا طلیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر جانے دینا پر انجام خیر دیکھا ہو کر باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقنا طلیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ
کیوں تشریف لیجائینگے شمس نے کہا فرمین مرکب آج بھیجونگا گر حفاظت کرنا مقنا طلیس غرض
سے عرض کی ظاہر تو یہی ہو کہ اسی باغ میں سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے گھوڑا وان کو بھیجا ایک مرکب باساز و یراق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لا کے
شمس نے دست بستہ کھڑا ہوا کہا اے شہریار یہ مرکب تو حاضر ہو مگر غلام کی خدمتگاری خیال میں
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی نہ کہے فقط باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا اے شمس میں تمہارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑ کر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہو کے باغ میں مرکب پھرانے لگے قریب دیوار باغ کے
آکر ایڑ جو دی مرکب بلا ارادہ بیکار کے دیوار کے پار گیا صحرا میں بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا
دیکھا سمن رخ سامنے ہیں ایک شجر کے نیچے کھڑی ہوئی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالا بادشاہ کو ایک طرف باغ کے چلی اور یہاں
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت پر باغ کی آکر متحیر اری داخل باغ ہوا لکن
حیران و پریشان وسط باغ میں ایک حوض تھا اوسپر بیٹھی ہیں کنیزیں جھلا رہی ہیں فیروزہ
ایک کنیز کی شکل بنا کر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا
عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہیں آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہیں

پایا حجاب سے پلٹ کر شاہ آئی فیروزہ نے کان میں منہ لگا کر کہا اے ملکہ عالم میں اس شہریار کا
عیار ہوں بمشکل یہاں تک پہونچا حضور رنگ پرایّن میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا
بہتر اگر مناسب ہو تو میں خود چلوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرے پیچھے
انکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہوں ملکہ نے
گلے سے موتیوں کا مالا اُتار کے گلے میں فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ تحفہ سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف
باغ نگار رنگ کے چلا ملکہ نے یہاں جو حال شاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں نے
پوچھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا ذرا ماریاں تیری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر
کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہے قرحی پیدا شکاری ہے دیکھوں اس سوزش کا کیا انجام
ہو آخر میں حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہیں معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت
ہے اصل میں دل کی یہ کیفیت ہے — نظم

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا — صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹل جاؤنگا — آج جاتا ہے تو غصے سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر — منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا
کھینچا تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو — ناف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا
غضب پھر اپنی سراپا ہی کسے دکھلاتی ہو — گہر میں اٹکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
ولا لیج پہ کے اثر سے یہ یقین ہے مجکو — تیری حسرت ہی لیا ہو جسن محل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے — حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا
شعلہ رویاں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آنکھو — موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
حال پیری کے معلوم جوانی میں تھا — کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں ڈھل جاؤنگا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو — دیکھکر لالہ رخوں کی صورت کو بہل جاؤنگا
شمع کے جلتے ہی میں مرد تکلف سے آج — مثل گل کے سامنے میں ڈھل جاؤنگا

ملکہ نے کنیزوں کو حکم دیا کہ جاؤ ماریان پر سوار ہوکر تیار کرو کہ باغ میں کہیں دل بہلاؤں
ملکہ نے جو اسپ ماریان کو زیر ران پایا آڑا لی ہوئی قریب دریا باغ آئین گوشہ سے کو باغ سے

نکالا بادبان کو اڑتی کی باغ سے نکلیں چھوڑی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو ہوادار دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرارت نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی رستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اسکے دامنے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ اک بیہوش رستہ اصلی مجھ سے چھوٹا بادبان نے راستہ بھلایا نگہ اٹھا اٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہیں کہ اب میہوش کس طرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ لگا دیں پہونچاؤں اس سوچ میں کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار نیک بخت مرکب پر سوار لشکر پر دو تین سو سپاہی قراول عقب سے ہاتھیوں پر باز جیری جرہ لیے چلے آتے ہیں بہ سبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اس بادشاہ کی جو نگاہ پڑ گئی آفتاب نے دیکھ پایا دامنہ کو روشن ہو رہا ہے یہ ہو اس پر ہو گیا پکارا تھا اے جان جہان دوئی آرام دل ستا ہوں تمہارا جمال پیشانی دیکھ کر روح مضطرب ہو گئی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہو سکتا عجب کیفیت ہے دل کی بیقرار رہتا ہے۔

نظم

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
ہوا تاباں چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر

نقاب اسکے جو رخسار آتشیں سے اٹھ گئی
ایضاً یہ پروا شعلہ اے بلبل شمعوں کی گردن پر

دل نازک کو اسکے جنبش مژگاں سے کیا ڈر ہے
چھری چلتے نہیں دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر

اڑیں آسودگی پر ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہیں ممکن کہ گرد اڑ کے پہنچے رہبر کے دامن پر

ہوا ہے بلبل ستم پر اپنا دل اسنے جلا یا ہے
جو لیس ہو سے تو رکھاؤں آگ ہیں گلچیں کے دامن پر

شب ہجراں میں سمجھا ہے خط شوق کا مطلب
استغنا سے تمہے عاشق کیا کس طفل کو دامن پر

تری زلفیں سے الماس شفیدار ہوگی
یہ وہ شب ہے کہ چمکیگی چو طریق رو رو روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک داغ رکھتا ہے
یقیں ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ تو تنہا رہا زیر
ہماری خاک کے ذرے کرینگے قہقہہ روزن پر

جو کاکل میں نہیں اندیشہ آتش آنکو بیتابی کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہیں چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا اے شخص خبردار ایسے خیال سے باز آ سخت اس کا شبہ شکر کیا یہ تاجدار بادشاہ قلعہ شکم [illegible] پر اسے شکار کھیلتا تھا ملکہ کو دیکھ کے عاشق ہوا

نہیں کرنے لگا جب ملکہ نے کہا سخت کچھ تو گھوڑا بڑھا یا کہا اے جوان جہان اب مین تکو نہ چھوڑونگا
پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا
گھوڑے نے جست کی شیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چار پانچ
سے گھیر کو گرفتار کرکے شیلم صمصام مین لیجاؤ خاتون محل قرار دونگا ہر ایک کو دونگا کرسب ملازمت کو
رشک ہو بہلی قراول بلوہ کرکے چلے شیلم تاجدار جھاڑ پونچھ کر اٹھا حکم ملکہ کے ہاتھ سے رہائی کو
بہلی قراول جو چلے ملکہ نے جستہ تاک کر تیر مارا وہ خطا نشانہ سہم کر واصل جہنم ہوا چلا یا روبایٹا
اکثر کر کے اٹھا سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض مثل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کردی وسن بیس جوان گرے شیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرگیا
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکے پیچھا قضا سے کا رصمصام بیا انجام کو جو شکار گشتہ
کرکے طرف طلسم کشا کے چلا تھا اسکا اس طرف گذر ہوا ہر کارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپکی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت سے اس جنگل مین آئی ہین شیلم تاجدار نے گھیرا
ہے وہ صاحب عصمت وعفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصے
مین گھوڑا اچکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او شیلم کیون قضا آئی ہے میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی
دیر مین بہلی قراولون کو مار لیا اب شیلم مقابلے مین صمصام کے آیا شیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہے اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا خوشامد کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کرسکا پیغام شادی دیتا ہے مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اسکو داماد قرار دونگا مجھکو بھی لطافت ملے یہ کہتا ہوا قریب شیلم کے آیا شیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا شیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی
کو چمکا کر درہ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہوکر نکل گئی یہان صمصام نے گھوڑے کو

عرصہ مین شیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا بیٹی کو اس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھبرا گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی یہ سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سایے مین جا کر ٹھہری حیران پریشان ہو کر اسے
بیہوش راستہ فراموش کیا ہے تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے دیا کر اس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ چلا آتا گھوڑے پر سوار سمن رخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سمن رخ یہ فرکیکے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا اے شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اترے ادھر ملکہ پا دہان سے اتریں دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جاییگا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تم کو دیکھے تصویرین ہم سارکی
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پاییگا ابہم
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی تھین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے تھین باغ نگارین مین چلنا
بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر زین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رخ خدمت مین تھی کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی فیروزہ پری گھبرا آتا ہی
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو بیٹھایا کہا اسے شہریار یہ تھا
آپکا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین
ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی شیلم کو مارا اگر میرا
پدر وہ اسیر نہین گھلا مین دم کر کے مین ہوکر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ بہ سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئیگا تو
مارا جاییگا ملکہ نے کہا اے شہریار نہ سمجھا ہم تم آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہی
اسیر مشکل سے قابو ہونا دشوار ہی اس والی مین کوئی اسکا نظیر نہین نظر کروہ جو شعبدہ کیا کرتا ہی
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اس

ہوا ہی میں پہلوان سب نظیر مشہور ہے اگر مقابلہ پڑے تو تماشا دیکھنا ہو فیروزہ بن شکر
کہیں سے شراب تلاش کرو کہ صحرا میں عرصے سے شراب کا میسر نہیں ہوا فیروزہ یہ سنکر
کہیں کو روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اسکے کباب لگانے میں مصروف
ہوئے یہاں کباب تیار ہیں فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان
نہ پایا پلٹ کر عرض کی اے شہریار یہ وہ صحرا ہے کہ جہاں بستی کا نام نہیں کوئی قریب بستی کے
ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اجاڑ چہار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ
سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھریاں چہرے پر پڑی ہوئیں لباس بہاری
پہنے ہوئے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس پہاڑ سے اترا ہوا پہاڑ سے اترا
سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا پکار کر آواز دی اے ساقی لا
شراب لا وہ ایک غلام زنگی پہاڑ سے کوہ سے پیدا ہوا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے
چھکڑا یہاں شراب سے خالی لا کر اس مرد پیر کے سامنے رکھ دیا مرد پیر نے گلابی یہاں
شراب سے معمور کیں ایک جام شراب آپ پیتا ہے ایک طفل امرد کو پلاتا ہے طفل امرد نشے کے
جوش میں یہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہے سوزِ عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتی ہے روح جسد کے آب و گل تمام

دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آگیا ہے یار
شرم سے ہو گئے ہیں حسین منفعل تمام

قدسی بھی کشتہ ہیں تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہو گئے ہیں منفصل تمام

ساری بدولت الفت صادق کی ہو گئی
مہر وفا سے ہو لیں ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہیں غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہو گئے ہیں موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشتاق ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدے کا دن سمجھ لے وہ ہیں کسل تمام

خلوت میں سنا تو یار کے ہاں اٹھا ہے
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہے کہ وہ پیر کبھی اسکے پاؤں پر گرتا ہے کبھی اسکے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہے

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
شیشہ شراب کا اسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلابیاں دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہے اگر
ایک گلابی دیدیگا تو تیرے پاس کمی نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اس
بڈھے کے آیا بڈھے نے سنتے ہی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہیں کہ غیروں کو
تقسیم کرتے ہیں مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا او
میرے آقا ہیں انھوں نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہے کہ میں پیوں بڈھے
نے کہا اے شخص میں تجھے ایک جام پلاتا ہوں تو کیوں عذر کرتا ہے یہ کہکر جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھیں ملاکر پڑھ گا ئے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجئے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کر لینگے اس طفل نے جام لیا چند اشعار
گاکر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود ناچنے لگا
ہاتھ اٹھاکر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا کہ اے پیر
روشن ضمیر اے صاحب جاہ و توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤں بڈھے نے کہا بالاے کوہ
قاف شکوہ جاؤ وہی تمہارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
آواز دی او بے حیا کہاں جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیاں طے
کرکے بالاے کوہ پہنچا پہاڑ پر ایک غار تھا اسمیں گھسا نہ پھرا بادشاہ نے سمن رخ سے
کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لاؤ فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے
کوہ چلا گیا فرزندان آدم سب بے مروت بھی ہوتے ہیں آپ شراب پی کر بالاے
کوہ چلا گیا ہمیں سلام و ملاقات کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اسنے غلام کو
شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیگا ہمیں سلام کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ
جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اسکے پاس سارا شیشہ رکھا ہے ایک گلابی میں
کیا کم ہوجائیگا سمن رخ ناچار ہوکر بموجب حکم ملکہ اس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہین تیرے پاس تیلہ بھرا رکھا ہو ایک گلابی مین کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پی گئے اس تیلے کی کیا حقیقت ہے ہم دن بھر مین دو دو تیلے پیتے ہین اسمین سے گلابی دینے مین ہمارے نشے مین کمی ہوگی مگر ای سمن رخ تو ہم تک آئی ہو اگر تیرے مزاج مین آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا میری مالکہ سامنے بیٹھی ہین مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گانا گایا کہ سمن رخ سے آنکھ ملائی چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہو بڈھے اپنے لطف سے طلب کر لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پی کر ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رخ تم بھی بالا سے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رخ بے حیا بے مروت کہان جاتی ہے ادھر آ ری وہان جاکر کسی بلا مین پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہین کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر کیا کیا اب پلٹکر ادھر نہین دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالا سے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار مین سما گئی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکہ عالم مین اس ملعون سے شراب چھین کے لاتا ہون مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہین تمام تیلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہین کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین مجھکو اس صحرائے ہولناک مین اکیلا چھوڑے جاتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھٹنون کو ٹیکے طفل ادھر کا ہاتھ تھامے ہوے اور سجدہ مین کرتا ہوا بالا سے کوہ سیو تھا اسی غار مین سما گیا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیان تراشتے ہوے بالا سے کوہ چلے ملکہ بیٹھی روتی ہین پکارتی ہین ای شہریار بالا سے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑکر آپ کے واسطے آئی ہی اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل مین سر ٹکرا کے مر جاؤن گی

نظم

ظاہر کسی سے دل کا کیا اختیار تھا کچھ	ہنستا نہین وہ گل سے کوئی ہزار بکے

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ | زخم اتنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی نے تجھکو جو محشر مین نہ بات | ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑے لیے ہین میری کمبختی سے منہ موڑ لیتے ہین بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اس غار میں جاکر بلا تکلف کہاندر پڑا ملکہ تڑپتی ہوئی دیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصہ کے بعد اسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو نکلا پکارکر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہے ملکہ خوش ہوکر دوڑین پکارکر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور ہمارے واسطے نہ لائیے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین کہاندر پڑے اب بادشاہ کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکہ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے مین نے بات کا جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا تب وہان پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کرتے ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی غار مین کہاندر پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر کہاندون مجھکو تو خوف معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے یہی راستہ چلنے کا ہے کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہے مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اسی غار مین کہاندا پڑا اسکے فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کرکے کہاند پڑین اب جو آنکھین کھولین اور سر اٹھاکر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین سمن رخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر وضعدار بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا ای ملکہ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن عمرو کہ رہا ہے ای ملکہ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھیں کہ چند لوگ دوڑتے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغہ زندان خانہ آتا ہے
دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ
لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اٹھے اس بڈھے نے
کہا اے بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانہ طلسم ہے یہاں وجہ معاش سبب سے
حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہیں ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کرکے
کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتیں سینا پرونا جانتی
ہیں اور ہم شاہزادیاں کیا جانیں بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے میں داخل کرو ہر چند ملکہ
روئیں چیخیں مگر کسی نے نہ سنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزیں ملکہ کو کھینچکر ایک مکان
میں لیگئیں وہاں دیکھا بہت سی عورتیں عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہیں ملکہ کے آگے بھی
بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اسیقدر اجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر کر سینے لگیں مگر حیران ہیں کہ دیکھیے جمال
بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہے یا محروم رہتی ہوں اب اس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا
کہ کیوں اے عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہے فیروزہ نے کہا میں کار زرگری سے بخوبی
آگاہ ہوں چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان میں دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے
ہوئے کار زرگری کر رہے ہیں فیروزہ کے آگے لا کر ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے
جواہرات کے رکھ دیے کہا یہ زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار
کار زرگری میں مصروف ہوا اب اس بڈھے نے سمن رخ سے کہا تم خیاط خانے میں
جاؤ جو جوڑے تیار ہوں انکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب
لیا جائیگا سمن رخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رخ اسی
مکان میں آئی جہاں ملکہ سینے میں مصروف ہیں اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ
ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہیں آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
بنانے میں دخل ہے میں تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
میں آیا کہ اسمیں بالکل سناٹا ہے ایک الماری رکھی ہے اسمیں قفل لگا ہے بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ
کے رکھدیا بادشاہ مجبور و ناچار اُسکے پہننے میں مصروف ہوئے مگر رویا کرتے
ہیں کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا اگر مثل مزدوروں کے کام کیا کرتے ہیں شب کو
ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان میں نگہبان لاتے ہیں وہیں ملکہ و فیروزہ
وسمن رخ بھی کام بنا کر آتے ہیں اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہیں کہ آپس میں کلام
کرنیکی نوبت بھی نہیں ہوتی نگہبان نے کھانا لاکر مثل مرتبہ کے سامنے ہر ایک کے
رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
کاروبار میں مصروف ہوئے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اس مقام
قید کرکے اپنے مکان اصلی میں آیا دختر اُسکی سکارہ جادو و دختر اُسکی گلگونہ
گلگون پوش ہے اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج میں نے بادشاہ لشکر اسلام
کو قید کر لیا بڑی مصیبت میں ہیں جبتک طلسم کشا یہاں آئیں گے اُنکو زندہ نہ پائینگے
جس دن خدمت میں فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ
نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام [illegible]
قید خانے میں بھی ساتھ ہے گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ اے والد نامدار اُنکے رہا ہونے کی
کیا صورت ہے کہا اے دختر بلند اختر یہ باتیں راز خداوندی کی ہیں انکو زبان سے نہیں
نکال سکتا گلگونہ نے کہا اے بابا اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیوں کو دیکھ آئیں
اُنکو مصیبت میں دیکھیں کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
ہیں انکا دیکھنا بہتر نہیں جس نازنین نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق میں ایسی مبتلا ہے کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہے کہ شام کو صورت جمال دیکھ لیتی ہے اسی کو وہ غنیمت
جانتی ہے بات کرنے کی فرصت نہیں اتنا کام ان لوگوں کو پڑتا ہے کہ فقط کھانا کھانے کے
بسبب کثرت مشقت کے مصروف رہتے ہیں صبح کو پھر اسی مشقت کا سامنا ہوتا ہے اب مدت
تک یونہی رہینگے طلسم کشا کا یہاں تک پہونچنا دشوار ہے جبتک وہ یہاں آئیں گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائینگے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی
کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر
تڑپی آخر شام کو اٹھکی ماں کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتایئے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ
بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو ستکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمہارے
کو سکار طلسم مشہور ہیں اس بات کو تم سے نہیں نکالتے پہلی کتابوں میں لکھا ہے کہ
ان لوگوں کے سمین زمین سے پیدا ہوتے ہیں صمصام جنگ آ رہا کہ پہلوان سے نظربند
بیٹی کو کبھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی
بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہو گئے ہیں ان باتوں کو زبان سے نہیں نکال سکتی
گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا سمجھی دشمن جانتی ہیں میں ان دشمنوں کی
رہائی کی تدبیر کرونگی پہ نکرمین دختر فرتوت جادو ہوں آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگوں
کی کیا صورت ہو ستکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر
ان لوگوں کا سمین ہو قید ظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ میں رکھا وہاں یہ افتاد
پڑی کہ جوش عشق مہوش شیرین کلام میں باغ سے نکل آئے یہاں آکے کفنی شمس
کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ
بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ گرفتار
قید میں فرتوت کی مبتلا ہو کے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلائے
بلا ہیں میں گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہوں اور کوئی خواہش نہیں
رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جا کر
شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہاں شمس فلک ہفت پیکر ایک کئی دن کے
جو باغ میں آیا مقفا طلسم و نوبہار و شکیبا رنگریان و نالان پایا گھبرا کر ان سے سبب
پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقفا طلسم وغیرہ نے رو رو کے سب حال
بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مہوش میں باغ سے نکل گئے
کسی بلا میں جا کر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو فریب کر

میری شفقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے ہیں سمجھ گیا جہاں جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز میں تشریف رکھیے گا میں حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پر پرواز پیدا کر کے چلا گلگونہ قصر راز میں آئی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہے شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کو تو عجب حال زار میں پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا میں حاضر ہوں امیدوار ہوں کہ جو فرمائیے وہ بجا لاؤں گلگونہ نے کہا اے شمس کیا کہوں حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے کہ قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی اس خیال میں عجب کیفیت ہے اصل میں یہ صورت ہے

نظم

وان پڑے ہے ابرو میں بل یاں ہوں تہ شمشیر ہم ۔ زلف آپ سمجھا اور پھانسی پائیں بے تقصیر ہم
کھائیں شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم ۔ جا نکر بے غیرت ہیں آب دم شمشیر ہم
بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو ۔ تو بنا مسجد کو بتخانہ کریں تعمیر ہم
ہم وہ منصف ہیں جو دے مقدور ہمکو آسمان ۔ خاک بلبل سے کریں گلزار کی تعمیر ہم
بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو ۔ عشق شاہد ہے ہوئے ہیں قتل بے تقصیر ہم
جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پہ ۔ تیز رفتاری میں رکھتے ہیں خواص تیر ہم
کوہکن کہتا تھا ای شیریں جو ہے تائید عشق ۔ بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہیں جوئے شیر ہم
دیکھ لیتے ہیں شفق آلودہ جب ہم ماہ نو ۔ یاد کرتے ہیں گریبان کی تیرے تحریر ہم
دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا ۔ جانتے ہیں خاک کوئے یار کو اکسیر ہم
رخ کو قرآں جانتے ہیں تیرے مصحف کی قسم ۔ کیوں کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
صورت معنی عیاں ہیں اپنی ہر اک بیت سے ۔ شاعری کرتے نہیں ہیں کھینچتے تصویر ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل اب ۔ شاعران ہند میں رکھتے ہیں طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انتشار جمعیت کو وہ بیرنگ پر رہا

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی اے شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہوا اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہوا اسیوقت قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑ گیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو ساعت بہشت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک کے دو پتلیان سنہری نیمچے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشۂ قصر پہ آئین مگر جھانک رہی ہین گلگونہ نے پکار کر آواز دی اے کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً قفل کھل گیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا اے گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی اے گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسماے سحر پڑھے اسماے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چمکی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی اے گلگوشہ تو نے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگوشہ
نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید پا لینے آئی ہون
اے دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان سلف
ہے ایسا نہو قدرت آجائین تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ جھکایا
گلگوشہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہے اسکی انگلی مین
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہے گلگوشہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہے یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگوشہ کے پڑ گئی گلگوشہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگوشہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس پیچیدہ دل سے پکار رہی اے بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے
اب مجھے کشاکش مین اٹھنی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہے اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پہ گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوے گلگوشہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تختہ ہے نہ وہ نازنین
ہے نہ وہ آئینہ ہے اور نہ انگشتر کا پتہ ہے مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگوشہ نے کہا اے کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا فیرنگ کا سحر تھا مین نے
سپر کے بیچ مین چھپایا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے
برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی بستکین دین
لیکن کچھ نہوا گلگوشہ نے ہیکل گلے سے اتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کر اے انگشتر ظاہر ہو تو کبھی ہمارے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے فیرنگ اصل یہ ہے کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند کھاگ تیرے
سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہے اس تسخیر کا وقت ظہور آگیا اس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہے بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عام

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا اُغل کی طرف
گلگونہ کے جلی مار سیاہ نے کچھ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دوران
ہو کے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا
جنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیان مثل برق کے چمکین بارن مین بلی کے
لپٹ گئین وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوے
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن
گلرنگ جادو بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پر کتنی بجلیاں
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پہ بیٹھی کہہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا مین اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہون
اٹھکر گلگونہ کے قدمون کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
مین انگشتر نہین ہی مین اس قصر کی نگہبان ہون وہ جو نازنین آئی تھی مین نے سحر کر کے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمھارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تجھسے
ہو سکے اُسمین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشیدیہ
سحر طراز دیکھو تیرا کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کاہن یہ کہکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھپاکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پہ بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشیدیہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم مین آیا

اپنے شعبدے دکھا رہی ہو یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہے تو اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا اے شمس تمہارا کہنا مجھکو بدل و جان قبول و منظور ہے گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہے شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہیں اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتھیلی پر رکھی کہا اے شمس یہ حاضر ہے بی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہائے قصر سے جادوگرنیاں پیدا ہونے لگیں کئی ہزار
جادوگرنیوں نے آ کر گلگونہ و نیرنگ سحر طراز و شمس فلک کلاہ کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینوں کو مار لو گو نے ترنج نارنج مارنے لگیں نیرنگ سحر طراز پر جو کٹی گوے
پڑے کہ وہ کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائیں میں ان شفتالوں کا علاج کیے دیتی ہوں
پھیکے باہر نکلی باہر آ کر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیاں اُسی میں دب کر
رہ گئیں اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مانکیہا تالان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز جمشید یہ کو دیر جمع ہوئے شمس نے کہا
اے گلگونہ اب تم قصر قیدخانہ میں جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام کو
جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہے سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرانا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت میں آئے فرقت کے قتل کی تدبیر
ہو گی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے
ہیں پہلے تو گلگونہ شعلہ ہائے آتش دیکھکر ڈری انگشتری چمکائی شعلہ ہائے آتش نابود ہو
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر میں ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مہوش شیرین کلام سے باتیں کر رہے ہیں حسرت دونوں کی باتوں سے
ہویدا مہوش کہتی ہے اے شہریار کون سی ساعت تھی کہ میں بد نصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ میں حضور مل گئے یہاں کی مشقات سے زندگی نہ ہو گی فیروز
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہے سمن رُخ نے رو کر کہا اے شہریار کل میں جوڑے
پہ کہ چکی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہے

مسخرہ پن سے چھٹی نہیں ملتی مجھسے کہا اے ثمن رخ دیکھو یہ جو لڑتے نہیں تو کیا گرد و غبار
اسپر پڑ رہا ہے سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہمکو سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے ملیوش و فیروزہ اور
ثمن رخ یہ انقلاب فلک ہے کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے تھے
نہ کہ ایک مکار ہمکو ناسزا کہتا ہے جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا مگر یہ بات ہے کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہیں وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اس حال میں گلگونہ سامنے
آئی جال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
تکفیل نگر کا نٹا ہو گئے ہیں گل عارض مرجھائے ہوئے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر ہمتے نہیں دیکھا کون صاحب ہیں گلگونہ نے انگشتر
کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسار بیگ
خراش ناخن غم جا بجا آنکھیں جو نرگس شہلا تھیں انمین آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ جام یاقوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہے گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف ملیوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والاقدر تم ایسی
بلا میں کیونکر پھنسیں بیٹھا رہا یہ ایک پہلوان ہے ملیوش نے کہا جب فلک گردش دکھاتا ہے
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہے میں نے کس اشتیاق میں شہریار کو صحرا میں پایا یہ مجھ بد نصیب
کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقت جادو ہے مگر اب
تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کرونگی فرقت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے یہاں سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگرنیاں کوہ نیرنگ پر قتل کیں ایسا
نہ ہو اُسی ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا میں بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیاس میں ہیں اے شمس تم کو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکہ عالم
بڑی سختی ہے اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان پر آئیں ماں کو دیکھا رو رہی ہیں اب
گلگونہ نے پوچھا کیوں مادر مہربان خیر تو ہے کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اس میں میں نے عجب مضمون دیکھا تھا سب برا
مرتبے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر برائے خدا وندا ہفت پیکر کوئی تدبیر
کرنا اپنے کو کسی بلا میں نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہیں جو انکی مدد کریگا
قدرت اس سے بیزار ہوگی گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ ماں کو شک ہے
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤں باپ نہیں معلوم کیا آفت ہے پاک سے تو پھر رہائی غیر ممکن ہے
فکر سوچ میں ہے کہ کیا کروں کیونکر پوچھوں کہ محل میں ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہے کنیزوں نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہے ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہے اب اسکی موت قریب ہے فرقوت جادو کو اس محل کا بڑا شوق ہے فرقوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزوں سے کہا کنیزیں
گلابیاں لائیں فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے میں فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیوں صاحب جن قیدیوں
کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او کمبخت
ہم تجھ کو کتنا سمجھا چکے ہیں کہ اس مقدمے میں کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منہ پھلا کر
بیٹھا ہر چند فرقوت شگفتہ کرتا ہے مگر طفل کہتا ہے مجھ سے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہے آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے کمبخت کیا مطلب طفل نے
کہا اسے کیوں ڈرتا ہے اپنے مکان میں بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہاں
غیر کا کون سمجھا ہے میں آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہوں مجھے کیا غرض کہ میں کسی سے
ذکر کروں جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتری جمشید حاصل کرے اور پھر انگشتری کو گرا کے

اور جمشید پاریسہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اُسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان و ای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوگیا
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بیچارے مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی زوجہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار
کو بھی نہین جاتی فرقوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرقوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ
قصر زناران خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپکی زبانی احکام سنکر
دل بھر آتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کوسون پانی نہو
کسیکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپکو کیا خوف ہی فرقوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا او بے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہوگی فورا
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے ماں بیٹیاں چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحراے بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرقوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑکر اٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آ جائے مکارہ نے کہا اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہیں ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو ہٹ گئے یہ بیٹیا اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ کی زیادتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناک پر انگلی رکھکے مٹکتا ہے ٹھمکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بنارہ نوازم بے جانان چون ہولی — فرتوت جب سم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ پھرتا ہی تڑاق سے اسکے سر پر لگاتا ہی یہان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے حیلے سے باہر نکلی طاؤس پر سوار ہوکر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا اے شمس کل مین مادر مہربان کے ہمراہ قید یون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر مہربان کو مار لونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کر لونگا شمس یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھا کر دیکھا مقنا طیس و نو بہار و سنگبار رہ جوارس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقنا طیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین کر لینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقنا طیس نے کہا مین بادشاہ کو اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کرکے آپس مین رخصت ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کرکے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگا یا کہا اے مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے ہم کئی مرتبہ کہا اے نور نظر چلین گے تمہارے باپ بھی تو محل مین آ دبین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کرکے کہا

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلواؤ اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے محل مین آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہے خوب لطف ہوتا ہے گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا بابا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا اے نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہے مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہے ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا اے مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہے کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہے بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب رازین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ ومکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قیدخانے مین آکر پہونچین کہا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا چاہتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی براے رہائی جاتے ہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا اے بقراط کیون تو باتین بناتا ہے کیا الفاظین سناتا ہے مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہے کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا اے نور نظر یہ بقراط جادو رازدار خداوند ہفت پیکر ہے اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہے وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چارون قیدیون کو کام تقسیم ہوگیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین بھی درانداز ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اب گھر چلو کام سے چھڑا کر قیدیون کو

لیجایا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ پلٹی راہ میں ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں باغ جاؤں مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے بہی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا اے مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر مجھکو تیرے مقدمے میں بڑے بڑے تردد ہیں کہ ایسا نہو تو جمال پادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو میں باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہوکے باغ میں آئی کنیزوں نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں کہا صاحبو کیا کہوں کیا کیفیت ہی اتبو یہ صورت ہی کہہ نہیں سکتی نظم

مہ کشتی پر مجھے لہرائی ہی کیسا کیا بدلی — یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل سے تھے جس جا یہ وہان خار ہیں سبحان اللہ — کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا — ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقہ بدلی
قلزم اشک جو فرقت میں ہوا طوفان زا — دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعۃً ہو گئی صحت مجھے بیماری سے — کیا دوا نسخے میں اے میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو — آنکھ بیمار سے کیوں اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا زنہار — چتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزوں نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ لقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی اُسنے نقارے پر یہ کہکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہیں مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج میں لقراط ہی کی فکر کرتی ہوں یہ کہکے ملکہ گلگونہ اپنے مقام سے اُٹھیں دریاے سحر میں غوطہ زن ہوئیں کچھ اشیاے سحر ہاتھ میں لیے تلاش میں لقراط کی روانہ ہوئیں جب گلگونہ وغیرہ چلی گئیں تو لقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہو میں تمکو واقف کرتا ہوں میں سب کچھ کتاب میں دیکھ چکا کہ گلگونہ درپے ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے میں زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہوں

جا کے انتقام کروں لیکن تم لوگوں سے کہے جاتا ہوں اگر میں وقت پر نہوں تو فرقوت
سے صاف صاف کہہ دینا کہ تمہاری صاحبزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار
نکرو شاید کہ فرقوت جادو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا اے نقراط یہ ہماری مجال نہیں ہے
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں نقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف
حال کہہ دونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہے جلسہ آراستہ ہو رہا ہے شوہر کی منتظر
ہے اس باغ میں چند درخت ہیں کہ نقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ رہی
ہے نقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا ادھر ادھر جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہے زوجہ کی تصویر خیالی میں مبہوت ہو رہا ہے اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آتی تھی نقراط جادو کو جو دیکھا غصے میں کانپنے لگی دل سے کہتی ہے اگر یہ سیہ کار در انداز
نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہے
باد کبر و نخوت سے مست ہے ناخن کے دانے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اُس پر اسم سحر پڑھکر پشت پر نقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او نقراط اپنے کو بچا پنجہ
اجل سے نکلا اور حال تو تو نے کتاب میں شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلہ جوالہ چلیں کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچانا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر نقراط کی پڑیں کہ توڑ کر پشت کے پار
گذریں نقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منہ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی اے شخص ساختہ نقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ نقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیخ نخل سے دھواں نکلنے لگا آتش ہوئی

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پہ مارا گیا ہاے کوئی وہان پر مین نہ تھا طائر نے بشکل انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لقرا طا جادو کو گلگونہ گلگون پوش دختر فرقوت نے مارا کوہ سنگین پہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اٹھی کہ ابھی جا کر اس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون فرقوت کو جواب دیونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ کہکے حیران و پریشان افتان وخیزان چلی مگر بد حواس عالم یاس چہرہ اوداس آنکھون سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ لقرا طا کا سر کاٹ کر جا چکی تھی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوہر بریدہ وا او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ کر دیا یہ بھی ساحرہ سے بدلی ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پہ آکر ثمرات جادو اتری گلگونہ نے اوسکے اوپر سے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اتارا ثمرات جادو پر کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دلکا ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

دل کو کہتا ہے کیجئے بہلا سیئے	جی مین ہی اب کہا کیجئے مر جائیے
وہ سیہ روز ہون کہ روز شب کی کہانی	آستان یار پر مر جائیے
سمجھئے بیہودہ نہ گرمی سے کیجئے	کٹتے پٹتے اپنے گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط	سب بجا ہی آپ جو فرمائیے
آ نہین سکتے شب اندھیرے کیجئے	آئیے اب یا مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز	شب کو بھی اک دن کرم فرمائیے
ترک عشق اللہ رے بیان کر دیا	کیجئے کیجئے واسطے گل کھائیے

کفر کیوں بکتے ہو توبہ کیجیے　جھوٹی جھوٹی بس قسمیں کھائیے
کچھ کرو ننگ آہیں بھی اب خدمت میں حاضر　چھینکے رہیے منہ اب گھبرائیے
دیدۂ سوزن میں بھی بھر آئیں آشنا　زخم سینہ کے اگر دکھلائیے
کی ہے جیسی بے وفائی آپ نے　بالعوض اس کے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں نزع میں　مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ میں او گل نظر تو آ گیا　خون بلبل سے مجھے نہلائیے
بن چکیں زلفیں بھی سر کی گندہ دار چکا　آئینہ آنکھ سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہے　وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو　کیا کرو گے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری میں ہو　خواب میں صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھرا گئیں　ہاتھ پردہ نشیں سے اٹھوائیے
زور و زر سے جس طرح ممکن ہو رنگ　آج کل تک اس کو گھر میں لائیے

قدرت جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے قدرت جادو کیا چاہتی ہے قدرت نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار ہے کھینچ قدرت جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے قدرت جادو نے بیہوش تھا تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے قدرت جادو نے کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا ایک تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا قدرت جادو ہو لیکن شمس وغیرہ صحرا میں سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان میں آئی بدحواس ہو گئے شمس آسمان پر آ کے جھکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام میں رکھ رہی ہے کہ شمس فلک آ کر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا میں گذرتے ہیں آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتیں بنا کر روک دیا میں نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قدرت خدا نے یہ جلوہ کیا کہ آذر بادشاہ کو بدر کیا

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہے کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ لقمراطا جادو مرتے مرتے
نگہبانون کو آگاہ کر گیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بااعلان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی سمجھنا بخوبی یہ وعدہ
کر کے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اودھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اٹھ بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ و سمن رخ و مہوش و شیرین کلام بھی اٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا تھی کہ سر کٹ کے
وہین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگونہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگا کر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبرا کر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کیسے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبرا کر
اٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک ناقوس تک دی ایک زاغ سیاہ اڑتا ہوا آیا پکار کر اسنے
آواز دی ای فرتوت و مکارہ گھر سے آگ لگی لقمراطا اور ثمراست مارے گئے لقمراطا
کے مارے جانے کی خبر سنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ جلد چلو زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکے اسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریا سا خون بہہ رہا ہی جیسا برق چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے دھڑ ادھر
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گلگونہ روان گرد حلقہ آہن کے جو قریب مخفی کے آ پہونچے گرد اسکے ساحر جمع

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہے فرتوت نے پکار کر آواز دی کہ او مکارہ و او شہکارہ یہین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ او صاحب او غضب دیکھو انگشتر جمشید اس شوخ دیدہ کے پاس موجود ہے رات کو میرے ہیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و قمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون انکا لاشہ اٹھالے کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آجائے تو ابھی گرفتار کرلین لاشہ ہاے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے قسم کھا کر کہا کہ اے افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے کھڑے سحر اٹھا رہے ہین آگ ہمپر گر رہی ہے جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی حال سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکا و مکارہ نے پھر دستک دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہے مگر سحر کر رہی ہے جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہے دو چار کے سر اڑ جاتے ہین فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ سے گلگونہ معلوم ہوتی ہے فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ نے بلک کر دعا کی کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و سماوی سے بچالے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو نیمچہ برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او بیحیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے جمشید یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا ملکہ

گلگوشہ پر ڈالا گلگوشہ نگاہ سے فرقوت کے چھپی ہوئی فرقوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اسکو پا جاؤن تو گرفتار کرواؤن مگر جمشید پیسہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرقوت کے آئی فرقوت پر جو آئینے کا عکس پڑا تو نابینا ہوگیا تو جب سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب چونکہ کچھ نہین سوجھتا تو جب سے چڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھامون جمشید پیسہ سحر طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن و شوہر دونون نابینا ہوئے شیر رنگ نے بڑھ کر فرقوت کا سر کاٹا فرقوت کے سر کٹتے ہی صدا سے ہاہو بلند ہوئی زمین کا پیٹنے لگی آواز آئی کہ او شیر رنگ تو نے کوتوال زندان اسکندر کو مارا آفت طلسم کشا سے فیض نہ پاؤگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہون مگر نکل جاؤن جمشید پیسہ سحر طراز نے آواز دی کہ اے گلگوشہ اس بچا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہے اب یہ بچنے نہ پائے گلگوشہ نے بڑھ کر تیغ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے تمام کنیزون کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و بہمن و مرغ و ملینوش شیرین کلام کو لیکر نکلین ملینوش نے عرض کی کہ اب حضور میرے چند ساعت میرے باغ مین چلین وہان بہت تحفہ جات ہین اگر حضور کو مل گئے تو اس طلسم مین آرام ملیگا مقتضا طلسم وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلین ملکہ ملینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہی کہ بادشاہ نے فرمایا اے ملینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہین ہین آپ بیٹھے چلا نہین جاتا اس مقام پر ایک نخل تھا اسکے سایہ مین بادشاہ و ملینوش بیٹھے ملینوش عاشق جمال بادشاہ سے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہین کہ اے ملینوش ہمارا تمہارا وصل بروقت فتح طلسم ہوگا چونکہ سردار ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوئے آج تک انکا نشان نہین معلوم کہ یہ لوگ کس حال مین ہین سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوئے ستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہین اسی یہ کیفیت ہی سر پیر بار رنج و مصیبت ہی کہ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا / گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
اے جان حزین جاتا ہے اک دن تجھے آخر / اب جائے تو بہتر ہے کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہیں ہے صورت جانان کا تصور / دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہے کلیجہ پہ نہیں روح بدن میں / چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
اے آتش دل پھونک دے تن تا شکم بہار / بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو / وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
اے رشک ملو یار سے یا ہاتھ اٹھاؤ / جھگڑا یہ ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مہ نوش نے کہا کہ اے شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہے طالع آپ کے مددگار ہیں گلگون نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ میں پہونچی ماں باپ کو قتل کرایا ایسا اسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہے اس طلسم میں اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے باغ میں کئی تحفے ہیں وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنوں کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتیں کر رہے ہیں فیروزہ ملکہ رانی میں مصروف ہے کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دولا کہ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مہ نوش کا جو برابر سے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیار اسکار کا سب پر ہاتھ رکھے ہوئے کہ نام اسکا وہم تیز رو ہے اس سے صمصام نے کہا کہ اے وہم بڑھکر دیکھ تو سایہ میں شجر کے کون بیٹھا ہے وہم نے کہا کہ حضور میں یہیں سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہیں نہیں معلوم کہاں سے آئی ہیں اپنے باغ میں لیے جاتی ہیں صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دولاکھ فوج لینا لینا کہہ کے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اسکی
فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سوارون نے آکر حملہ کیا ایک رسالدار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا کہ باشید ای
کافران سیہ روای نابکاران پر دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی تیمچہ
کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا گرد مرکب صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو اسکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کر لون یہ سنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
سپاہیون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
افتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہی قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہے اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤں مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہے
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہے پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکو میں
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانوں نے بادشاہ کو ٹوکا یہ للکارا کہ او بادشاہ
جمجاہ ہم لوگوں سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانوں میں سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچایا کمر پہ ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوئے اور پہلوان تعریفیں کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغ کا مارا ہر چند کہ آنکھوں پر قطرات خون چلے آتے ہیں مگر تیغ قمقام جو
تڑپ کر گرا اُس سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہاں سے تڑپ کر سر پر گرا تا دوابرو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغ جھٹکا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانوں نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پی کیا بادشاہ گھوڑے سے گرے اور دوسرے پہلو سے کئی کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لیں بادشاہ نے اُس حال پر ملال میں کسی پر قبضہ مارا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال میں مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا چھٹکر
حقہ ہائے آتشبازی مارے کئی کے منہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھا پا اس اثنا میں جو بیہوش نے مہلت پائی
مار پاون کو چیکا کر نخلستان صحرا میں جا کر چھپا ہیں صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا میں جا کر اُترے علاج میں صمصام کے مصروف ہوئے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا [illegible]

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ چھپ لٹھ لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ اے جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شے لیے جاتا ہے فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگوں پاسیوں نے تیر کھینچے سے کہے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھکر فیروزہ کو ایک نخل کے سایہ میں ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے میں کیا ہے فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بیتاب ہو گیا کہا کہ اے عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کس نے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان میں آیا فیروزہ ساتھ ہے زمیندار نے جراح کو بلایا زخموں کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجھکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ و پٹھہ نہیں کٹنے پایا ہے انشاء اللہ ایک ہفتہ میں صحت
حاصل ہوگی پیسکر پٹیاں چڑھائیں زخموں کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ میں لیکر
کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دو پہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہے زمیندار نے سلام کیا کہا کہ اے شہریار یہ آپکا عیار
آپکو لیے جاتا تھا میں آپکو اپنے مکان میں لے آیا ہوں امیدوار ہوں کہ
خدمتگذاری کروں سرکار سے سرخرو ہوں بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدموں کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس شرف کے لائق ہے جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمتگذاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہو تم کس سرحد پر ہو کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جس نے حضور کو زخمی کیا یعنی صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہے بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤں تمکو معافی میں دینگے اور
صمصام سے بدلے لینگے اس عیار نے ازرہ بد باطنی کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے خداوند لاشریک نے اس غلام کے ہاتھ سے بچا لیا تمکو پہونچایا
یہ قدرت اس حافظ حقیقی کی ہے فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کرتا ہے سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان مین سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے ٹخنون تک کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین ناچ گا رہی ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا علین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتین شراب پی کے گا رہی ہین الٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجا رہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی جب کبھی تان لگاتی ہین سننے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی کہ تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گاؤ فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آ کے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

نہ کس طرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق — کہان تلک تری الفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آئیے اک رات تو کرم کیجے — تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین — پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
سنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم — عطائے لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم — ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق
فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ — ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
تمھارے طالب دیدار ہر کہا تے ہین — تو تنگ آ گئے ہین نہین بچتی جان مشتاق
قرار اسکو نہین ایک دم کسی جا پہ — کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال — ہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق
عیان کبھی نہ تھی نظرون سے پاس تا دم کیا — خدا اٹھائے جہان سے نہ کیون یہان مشتاق

فیروزہ نے اس لطافت سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوتی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھانک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا ناٹا سا گھنٹیان بازوؤن پر بندھی ہوئین تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہرچند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کہ کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اٹھ کے اپنے گھر مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اٹھی تھرائی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور کس حیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چونکہ رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ رونے سے سرخ ہوگیا ہی آنکھین ابلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رو رہی تھی کیا صورت ہی مجھسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جنکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جبسے اس کمبخت کا گانا سنا دل پہ ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف صاف تو یہ مضمون ہی کہ مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

کوئی کہتا ہی تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین

رخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین

عشق کو عاشق اطبا سے نہ تشخیص ہوا
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین

جو کہ خوگر ہین تری پستہ دہن کے اے گل
غنچۂ گل کو بھی وہ کم دہان کہتے ہین

زلف و رخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دلیل
گل کو انگار سے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین

بولنا ہے تو پوچھو اس مغرور کے گھر کا قاصد
کسکے کوچہ کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا — اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز دل — یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای ریاض — اسلیے لوگ مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ تم گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہی فوراً اُسے بلا کر لاؤنگی نام تمھارا اُسنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہوجائے عیار کی کیا اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اُٹھا کر باغ مین لائی سیر گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور یعنی دختر سہیل نے اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جاکر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جایئے فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا ناگوار ہی کہ تم ہفت پیکر کو بخدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خدا سے حقیقی کو پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو
ناگوار ہوا کہا کہ حضرت صاحب سمجھکر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر
پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہو جاتا ساری مکاریان و دغا بازیان ظاہر ہو گئین
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے
بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل
کر چکے مرحلہ جات توڑکر جب ان لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے
کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو
مجھسے قدرت کی برائیان نہین سنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑکر
طلسم باطن مین آسے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی
چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اسکے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی ساری
وحشیں ولات و مناۃ پر قدرت انکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو
سنکر منہ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
فیروزہ رنجیدہ ہوکر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی
مصروف ہوا بعد جانے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ اے مغرور اگر قدرت کو خبر
ہوئی تو سنگسار کروینگے جامۂ انسانیت مین نہ رہوگی اگر انکا دل چاہے جادو
بناوین جہنم دکھاوین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف
آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا
کہ اے ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش
ہی اگر تم کہو تو مین جاکر خبر کردون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے شیار صاحب مجبور
ناچار ہونگے تب قدمون پر گر پڑینگے مغرور نے کہا کہ اے شعلہ خیز مین کبھی یہی کرتی ہون
کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا
ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ پوسنے دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے یہی بہتر ہو کہ بادشاہ اسلام قتل ہوں اور یہ عیار
عاجز ہو کر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہیں پائی جاتی مگر اسے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال جو عیار پر دست انداز ہوں میں خود کھڑی بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہو کہ اس
اقلیم میں کوئی اُسکا مثل نہیں یہ آپس میں صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہاں ایک دن بادشاہ جو اٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ اے سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن میں آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہاں کا بادشاہ جو ہو اُسکے دماغ میں غرور بھرا ہو
قصر عجائب میں ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ میں طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والوں کو گرفتار کر دونگا ہر چند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہیں کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہیں مگر ایسی تدبیر کروں کہ مبہوت ہو جائیں اسم اعظم
پڑھنا موقوف کریں ملاحظہ عجائب و غرائب میں مصروف رہیں ایسی ہی تدبیر سے
طلسم کشا کے گرد ونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہیں ایسی دلیلیں باطل
مذہب ہفت پیکر کی فرمائیں کہ سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہو دین خدا سے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر بڑا ساحر
زبردست ہی بادہ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گاؤں کے لوگوں کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا اور
بادشاہ کی دلیلیں سنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہیں دس ہزار آدمی
اس قریہ میں رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہیں گھبرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے ہین
کہ انشاءاللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش و خرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُسنے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگزاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہو سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کرونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیرخواہ دولت کی حاضر کردونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پہ کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمارا لازم نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمہارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائین پر قریے کے ایک

باغ ہی اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو سجانا اُس طرف ہمارا کوئی ملازم نہ جائے کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لیکر تیر اندازی کر کے چند اہل قریہ کو مار لیں گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ ای شعلہ خیز ملکہ مغرور کو اُس قریے کی حکومت ہم دینگے تمکو منتظم کردینگے اور چند قریے کبھی اُس قریے کے خراجگذار رہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دینگے اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہی تو عیار کو کبھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہدینگے کہ جنگل میں مارا گیا بلکہ خاموش ہو رہیں کی لیہ اُسکے مرنے کے تمکو قبول کریگی اب شعلہ خیز صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش ہوئی کہا کہ ای شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو بادشاہ براے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہیں جشن باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے مالک کا دماغ تر پایا یہ غزل شروع کی - نظم

اظہار ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسوں سے قید یار کا مضمون نہیں دیا — مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری — گردن جھکائی کہ چشم جلاد کی طرف
ای جذب دل لغل میں سمجھتا ہوں یار کو — جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ — آوازے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ محبت کوئی اپنا بتوں سے عشق — مائل نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردوں سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار — مشہور ہوسے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف
طاقت ہی کس کی بیٹھے جو بیشتا کی آنکھ سے — اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہیں سمجھ حسن جو دیا ہمکو ستم کرے — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں ہے وہ یوسف گم کردہ
جوش جنون ہے موسم گل کا ہو زور و شور
دھوکا دیا ہو دام نے کس گل کی زلف کا
شیریں بھی جا پڑی تو آستے پیرزن تو کیا
آتش پہ وہ زمین ہو کہ جسمیں شفیق سرخ

شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
سودائی کھینچے جاتے ہیں جلاد کی طرف
بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
سودا ہوا ہے میرے استاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہو شیشہ بھی فیروزہ کا گانا سنا اب وہ وقت آیا ہے کہ زنی نواز زریں پوش چنگ ساز زریں ہاتھ میں لیکر عیش گاہ آسمان جہاں رم پر آیا سہیل بھی خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہو گیا ایک گانون میں بلند ہوا ڈہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ اے فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ صحبت سے اٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانون میں آگیا ہے رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھبرا کے اٹھا پاسبانوں کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں انکو خبر کرو اور سب سے کہدو کہ وقت جانبازی ہے صمصام بانجام پر اسکے گرفتاری شاہ آیا ہے ہم اپنی جان دینگے پاسبانوں نے دوڑ کے آواز دی کہ اے اہل اسلام اپنے اپنے مکانوں سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہے صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ میں گھس آیا ہے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہو گئے پہر جسکے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوے مکان سے نکلا یہاں بادشاہ سوار ہو کے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلا ہی تھا جس سے سامنا ہوا اسکو داخل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے جلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلواریں ہاتھ میں لیے ہوے نمایاں ہوے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب دیکھا دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ

شاہ شاہان قرینہ ملت قدیم
بیمار گلستان کا دشمن و حکم
نیزہ وہ ان قاتل کا فران

گل تحفۂ بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے جانبازی کی
لڑ رہا ہے جسکے سامنا کیا اُسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکارون نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانون سے جنگ کر رہے ہین صمصام کمینہ اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ سنبھالے ہوئے آ رہے تھے ہین اُ نعرۂ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبون نے کیا لیا تھا کہ جنکو تونے قتل کیا اگر دلیرون
قریب آکر اترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا ہون کچھ گذر گئی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غریبا کو قتل نہ کرو
فوج والے جمع کر کھڑے ہوئے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا لیکن
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا کھینچا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او بادشاہ تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہون سلطنت
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے
بعد سپر وغیرہ تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار سپر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون بادشاہ نے اچھا ہے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تیغ قمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑاپے کر گری اور سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سر اسکا اور چہرے کو کاٹتا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گھوڑے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دولا کہ یہ
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہے لٹھ چل رہا ہے جسپر لٹھ مارا تلوار نے سکی ٹوٹی سر پیٹھ
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمارا بیان صمصام پامال ہونے لگے مثل بے شعور

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہیں بادشاہ
کو گرفتار کر لیں بادشاہ نہنگانہ کر رہے ہیں جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج میں آ کر
لڑ رہے ہیں ہزارہا افسروں کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار
گنواروں نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیئے لاشے زمین پر تڑپ رہے ہیں
دریائے خون جاری ہے آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
کہ اے شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوئے امیدوار ہیں کہ دامن میں پناہ دیجئے
آپ کے زیر سایہ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کریں بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والوں
کو منع کیا الا کہ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام میں آئے سہیل کس قدر خوش
ہو کر پھولوں نہیں سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیٹے میں نامہ پہونچے
کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا منظور نہ کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار
رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی ناگاہ یقینا طلیس و نوبہار و شگوفہ
و جمشید پر سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر ہونگے
بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آ کر پہونچے بادشاہ کو سریر
جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیشۂ صمصام میں ناکام پہلوان کہ صمصام
کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت میں بادشاہ کی
بھیجا جواب لکھا کہ میں تابعدار ہوں جا دون قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ ہمنے تمکو بادشاہ بنایا سہیل
نے عرض کی کہ میں حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہے کہ زیارت سے
ہمیشہ مشرف رہوں بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
زمیندار قائم رہی ایک ہفتے میں بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جا بجا
حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کرکے شمس سے کہا کہ ای برادر اب ہم چاہتے ہیں
کہ اپنے کو سقایہ ہفت پیکر میں پہونچائیں شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
انتہائی آرزو ہے کہ حضور کے ساتھ کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

و سامان لشکرکشی قیصر عجائب میں کر رہا ہی کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پر لشکرکشی کرے سید
شوکت و جلالت طلسم کشائی ہی کہ مقابلے میں ہفت پیکر کے جائیں اور اُس سے
مقابلہ کریں حضور یہاں سے کوچ کریں شاید آپ ہی کے مقابلے میں ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام نجومی بزور علم کہانت دریافت کر چکا ہی کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر آپکے رہیگا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہی آیندہ جلد سوم میں تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہیں دیکھیے کہاں پہونچیں۔

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
میں عرض رسا ہی کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہی وہ وہ داستانیں لکھیں کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد میں جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہی عرض نہیں کر سکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہوگا کہ ناظرین عجائب و غرائب ہوشربا
کو فراموش کریں ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہی کہ بعد طلسم ہوشربا قلم اٹھایا
فتنۂ نورافشان تین جلدوں میں ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریاں
بے نظیر لڑائیاں با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ جیسے سُنا ہوا فسانہ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
و جلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہیں کہ میں اس کتاب کے اوصاف لکھوں

میرے قبلہ و کعبہ ہیں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبع از مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا	شراب مصفا کا دورہ ہوا
خدا نے عجب فخر مجھکو دیا	کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
رہے اپنے دستور کا بھی خیال	نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
جو لکھوں زبان صاف ہو باتمیز	اسے اہل بینش کرینگے عزیز
قسم جلد ثالث کی تحریر ہو	اسی طور کی صاف تقریر ہو

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں بماہ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء طبع ہوا